

GOVERNMENT OF INDIA
ARCHÆOLOGICAL SURVEY OF INDIA
ARCHÆOLOGICAL
LIBRARY

ACCESSION NO. 5695

CALL No. 213.05441/Sye

D.G.A. 79



107

ACCAN.

5695

D 10

ASAR-OO-S-SANADID,

Acc 5695 i. e.

The first literary venture

OF

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang

Dr. Sir Syed Ahmad Khan,

the respective merits of the first and
second edition of which have now
been collected in this edition

BY

Mohammad Rahmatulla Rad,

PRINTED IN

Card

THE NAMI PRESS, CAWNPORE

913.05441

Sye 1904.



CENTRAL ARCHÆOLOGICAL
LIBRARY, NEW DELHI.

Acc. No. 5695

Date. 6/3/57.

Call No. 913.05 / Del / S. M.

acc

5th. In the fir

THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

— 10: —

The Native Place of the Ancestors of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Julalooddeen, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial, I shall therefore recite a few of recent date. That during the time of Ameer-ooddeen Alamgeer Khanee, the grandfather of the Author received the title of Jawud-ood-Dowlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsub of Hazardarah, and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsub with the title of Koobad Ally Khan Bahadar. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsub at the time of Shah Allum, continued to Syed Mohamed Mootukee Khan Bahadar, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubbeer-ood-Dowlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Farreed-ooddeen Ahmed Khan Bahadar Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—and when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an attack—it became urgent for the British Government to send a Vakeel of Reputation to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was selected for the high office. On his return, after fully completing the mission, he was appointed a full Political Agent. After his later years, he held the office of Prime Minister to the King of Delhi.

That the Author's maternal grandfather was a special friend of the General Sir David Ochterlony always visited him on friendly terms—and on his demise, Sir Edward Colebrooke, Bart. paid the family a visit of condolence.

PREFACE.

—:—

That this work *Asar-us-Sunnadeed*, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxxon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections.

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxxon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India, and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contains a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, viz., one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained, and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given, but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are given.

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were collected or gathered. But on the margin of the present Edition—the names of the Historical Books are quoted.

7th. This Edition contains another thing of great moment, viz.—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

نقل کتبہ نمبر ۳۱ بسم الله الرحمن الرحيم وظیفہ حمد دعا شکرہ عبادان حضرت
 و ساکنان روضہ اش بان قیام نمایند شاکد اوند که مقربان درگاه اوید و آخرت رفیع و
 و نقد جان دل بیکران کل لاصرف بارگاه او فرموده و در در و افروختیمات شاکرہ بمشهد معظم حضرت
 منقش فیروز و نهضت و ال اصحاب با طهر او واصل و متواصل با و و بحضورت شوالیجات و بهشت
 البریات توفیق دل رافیق حضرت هدایت مرتبت محمدت صفوت محمد علی حسنی مشرب حنی
 علی سادات عظام خلاصه انقیاء کرام عیسی عالم تجوید موسی کوہ عزلت و تقویہ المزیه من عند الله
 الغنی قلبا للملئ والطریقه سید حسنی الحسینی کرد ایند تا این بقعه شریف و منزل الطیفه
 فوده وصیت موده چون مدت حیاتش قیامت پیونده یاد لیساید و بهشتیفا ادخلوا
 بسکرام زمین مشرب کردید و بسو خدیوہ قدس روضہ اش پرواز نماید مقبره قاضی الانوار
 حضرت ابن نقیہ نامہ ارباب و کان اتمام هذه البقعة فی شہور سنہ اربع و اربعین و تسع مائة
 نقل کتبہ نمبر ۳۲ بسم الله الرحمن الرحيم تمام شد این باور و پند دروازه و ضلای
 در سنہ نہ صد پنجاه و هشت ہجری ہ بروح محمد مصطفی رسول رکاء حضرت الہ در زمان
 عادل اسلام شاہ بن شہر شاہ بنا کرد کارکن دین از جملہ پیشہ خواجہ عماد الملک عرف
 عبد الله لا ذرقیشہ بندہ کارکن ماوری امید و ارغنائت و مرحمت کرد
 بسم الله الرحمن الرحيم در عہد وزان سلطان السلاطین ابو الظفر اسلام شاہ ہر
 شہر شاہ خدادادہ ملکہ و سلطانہ بنا کرد این چاہ توفیق الہ بروح رسول الله ملک عادل الملک
 عرف خواجہ عبد الله لا ذرقیشہ بدار الملک حضرت دہلوی فی سنہ اثنی و خمیس و ثمان



913.05441

Sye



آثار پیدیدار
 کتاب
 انقش و نگار در دیوار شکستہ

انوار الصلح

جواد الدولہ عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر (غفلہ کی ۱۳۱۵ء)

ابتدائی تصنیف

5695

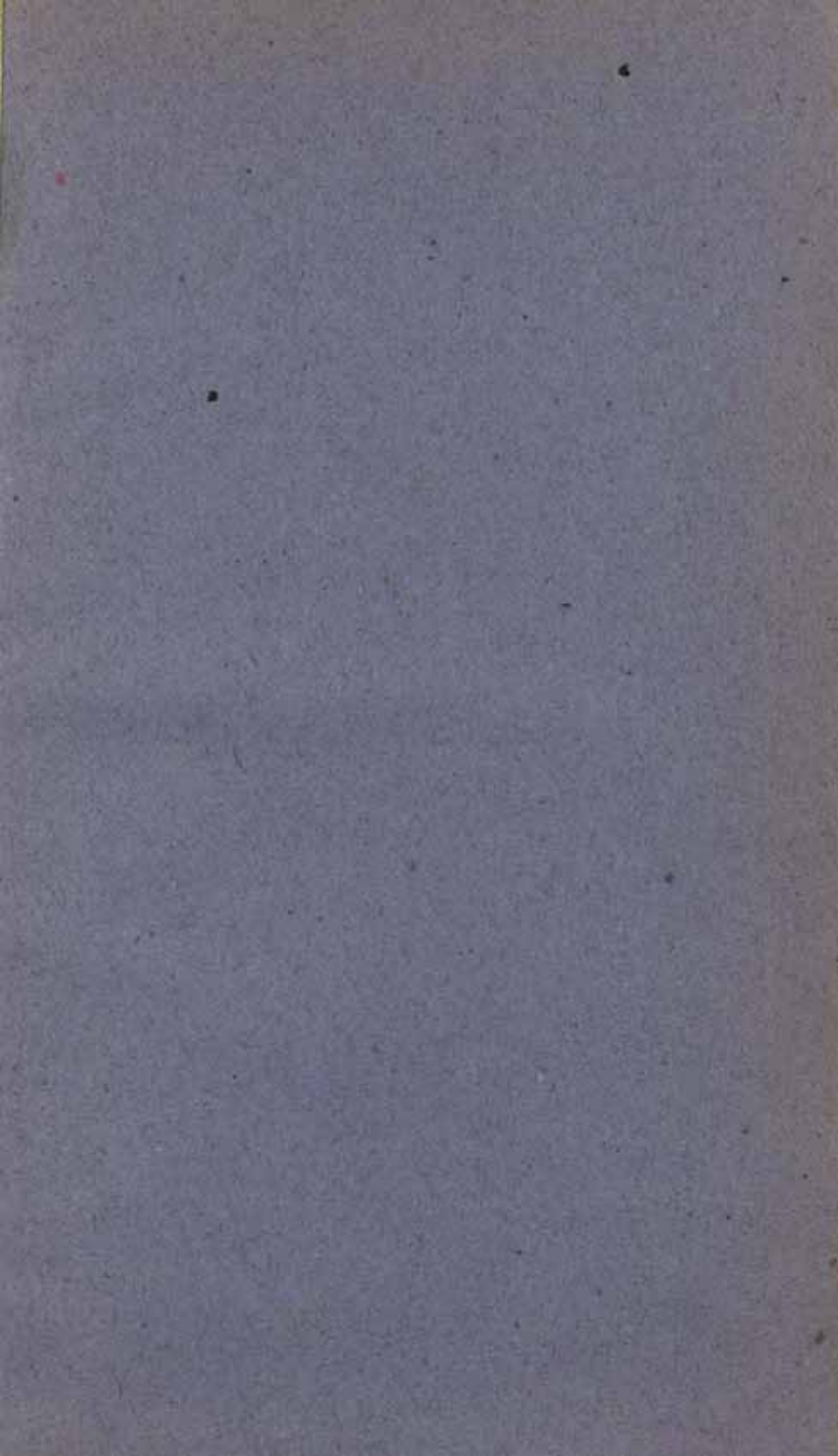
حکے

پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی جداجدا خوبون کو ایک میں مجتمع کر کے

محمد رحمت اللہ رحمدنے

نامی پریس کان پور میں چھاپا

۱۹۰۴ء



پهلابل

مع تمیذ و دیاجه

**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY, NEW DELHI.**

Acc. No......5695.....

Date.....6/3/57.....

Call No......913.051 Del/S.M.

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہیں،
سرے سے اُن عمارات کے نقشے ہی نہ اردہین بقول ناسخ

ماہ نو ہے صورتِ ابرو، پُر اُسکے روئین

ماہِ کامل صورتِ رو ہے، مگر ابروئین

اب خواہ مخواہ طبع سے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا
خوبیوں کو ایک میں مجتمع کر کے طبع ثالث کیلئے مکمل حیثیت میں ایک نسخہ ترتیب
دیا جائے چنانچہ طبع اول سے ۳۴ عمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوائے،
اور طبع ثانی سے اُنکے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالوں کے درج تھے، نقل کر لئے
شروع کر دیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہو گئی تو آخر میں تمام عمارات
کے کتبے جو پھسٹ یا جلیٹی یا ناگری حروف میں تھے۔ یا بہت پرانی شان کو خط نسخ
یا خط طغرایا خط تعلیق میں تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا سلم تھے۔

نقل کا اصل چربہ کرا کے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی
صنعت ضائع ہونے پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث میں بھی التزام رکھا
گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اس کتاب میں سیاہ حروف سے دکھلایا جائے
اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا اسکے حروف دو ہرے خطوں سے بنا کر بیج
میں سفیدی چھوڑ دیا جائے، بہر حال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان میں تھی عمل
میں لائی گئی اور اس سلسلہ انتظامی سے ایک مدت میں کتاب اختتام کی حالت

۷۸۶

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

۱۹۰۱ء میں جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پیرس، کانپور
 میں چھپ رہی تھی تو میں نے اس میں سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب
 آثار الضادہ کا بیان (جس میں شہر دہلی کی عمارت کے نقشے اور ان کے حالات درج
 ہیں) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھوں اور اگر ممکن ہو تو
 اپنے پیرس میں چھاپوں۔ کچھ تلاش کے بعد مجھ کو اپنے بعض مہربانوں کی مدد سے
 اس کا طبع اول جو ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو ۱۲۷۸ھ
 مطابق ۱۸۶۲ء میں چھپا تھا دستیاب ہو گیا۔ مگر جب دونوں کا مطالعہ کیا تو معلوم
 ہوا کہ موجودہ حیثیت میں دونوں ایڈیشن ناقص ہیں۔ یعنی طبع اول میں اگرچہ
 عمارت کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہیں لیکن ان پر جو کتبہ دکھلائے گئے
 وہ اصلی شان سے گرے ہوئے ہیں۔ مضمون متروک زبان اور مبائعہ آمیز عبارت
 میں ہے جو کسی کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف
 اور مورخانہ ہے۔ جس میں ہر ایک عبارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سے دکھلایا

آثار الصنادید

کا ذکر، حیات جاوید

اُس زمانہ میں جبکہ وہ (یعنی سرسید) دلی میں نصف تھے اُنکو عمارتِ شہر اور نواحِ شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا..... سید الاخبار جو اُنکے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عمارتِ دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورت میں جمع کرکے شائع کرنے کا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیل و غفلت میں عمارتِ بیرونِ شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے اور جب کبھی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتوں کی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسوں عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر اکھڑ رہ گئی تھیں۔ اکثر عمارتوں کے کتبے پڑھنے بجاتے تھے۔ بہت سے کتبوں سے ضروری حالات معلوم ہو سکتے تھے۔ اکثر کتبے ایسے خط و غلطی میں تھے جن سے کوئی واقف نہ تھا۔ بعض قدیم عمارتوں کے ضروری حصے معدوم ہو گئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزا باقی رکھے تھے ان سے کچھ بتا جاتا تھا کہ یہ عمارت کیوں بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصود تھا۔ کتبوں میں جن بانیوں کے نام لکھے تھے ان کا مفصل حال دریافت کرنے کے لیے مایہ نون کی طرف رجوع کرنا ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتوں

پر ہو چکی گئی۔

نام آوران ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کر نیکے بعد، دہلی اور نواح دہلی میں اپنی یادگارین چھوڑ گئے تھے، غالباً سرسید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہو۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہوں اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبے صفحہ قرطاس پر قائم کر کے ایک مدت دراز کیلئے محفوظ کر لی جائیں مگر غدرِ شہ ۱۹۰۴ء میں ان نقشون اور کتابوں کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ میں پورے کامیاب نہ ہو سکے اور مجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہوئے ہیں بچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کر دینے پڑے۔ لیکن اب ۱۹۲۲ء مطابق ۱۳۴۱ھ میں اُنکا تیسرا ایڈیشن جمیع غویوں سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اس طرح سرسید مرحوم کی جانکاہ محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جس کا ذکر آئندہ صفحات پر درج ہے) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

لہذا محمد ہران چیز کہ خاطر میخواست۔

آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

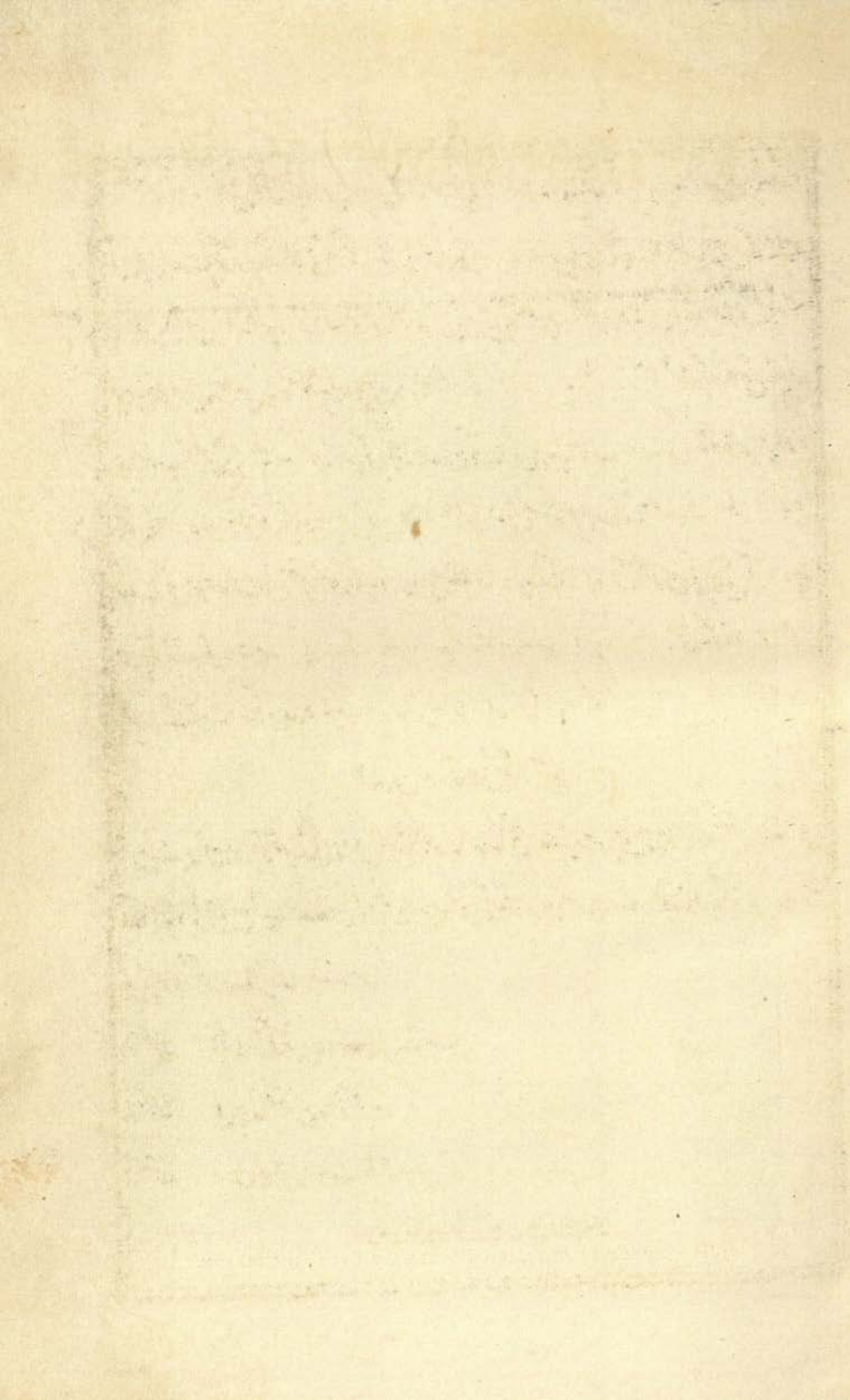
محمد رحمت اللہ علیہ

اغرض یہ اڈیشن ۱۸۷۷ء میں چھپکر شائع ہوا۔ اسی زمانہ میں مسٹر رابرٹس کلکٹر و محسٹریٹ شہر
 شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ *نادر الصنادید* کا ساتھ لگئے۔ اور وہاں جا کر اسکو
 رائل ایشیائیمک سوسائٹی میں پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اسکو بہت چند کیا اور کورٹ اوف
 ڈائریکٹرز کے بعض ممبروں نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں ہو جائے
 تو بہتر ہو جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو انھوں نے سرسید کی شرکت سے اس کا
 انگریزی میں ترجمہ کرنا چاہا۔ اسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسیرین پہلے اڈیشن میں رگی ہوئی تھیں
 درست اور اصلاح کیجائے۔ چنانچہ انھوں نے کتاب پر نظر ثانی کر کے اسکو از سر نو مرتب کیا۔ جو کچھ
 ترمیم یا اصلاح یا اضافہ انھوں نے پہلے اڈیشن میں کیا ہو اسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے مباحث میں مندرج
 ہو۔ بڑی خوبی اس نئے اڈیشن میں یہ ہے کہ اسکی عبارت میں بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت
 سادگی ہو۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبالغوں اور تکلفات بارود سے بالکل پاک ہو۔ اس اڈیشن کیلئے
 سرسید نے نقشے بھی از سر نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے
 تھے کہ غدر ہو گیا اور وہ سب نقشے تلف ہو گئے۔ کچھ نقشے جو اب ملے ہیں وہ محمد ن اینگلو
 اور ٹیل کالج کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ البتہ جو تھا باب حسین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا
 گیا تھا وہ اس اڈیشن میں نہیں ہے۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر ڈورڈ ٹامس ہوئے
 تھے جو اسوقت دلی میں مشن جج تھے۔ انکو پرانی چیزوں کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا انھیں
 کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا۔ یہ اڈیشن ۱۸۷۷ء میں چھپکر تیار ہو گیا تھا
 مگر تقریباً تمام نسخے غدر میں تلف ہو گئے۔

کی حالت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ انکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ پھر اکثر عمارتوں کے عرض و
 طول و ارتفاع کی پیمائش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورت حال قلمبند کرنی، کتبوں کے چرب و تار
 اور ہر ایک کتبے کو بعینہ اس کے اصلی خطامین و کھانا، ہر ٹوٹی پھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا توں صورت
 کھجوانا، اور اس طرح کچھ اور سو اسو عمارتوں کی تحقیقات سے عہدہ برآ ہونا، فی الحقیقت نہایت دشوار کام تھا۔
 سرسید کہتے تھے کہ ”قلب صاحب کی لاش کے بعضے کتبے جو زائد و بند ہونے کے سبب پڑے نہ جاسکتے تھے ان کے چھوٹے
 کو ایک چھینکا دو ٹیوٹے بیچ میں ہر ایک کتبے کے عکاسی بندھوا لیا جاتا تھا۔ اور میں خود اوپر چڑھ کر اور چھینکے میں جھیک کر کتبے کا
 چربا اُتارتا تھا۔ جسوقت میں چھینکے میں بیٹھتا تھا تو مولانا سہابی فرط محبت کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خود کے اُسے ٹھکانے
 متغیر ہوجاتا تھا۔“ سرسید کی آئندہ ترقیات کی گویا پہلی شیرھی تھی اور انکی حالت بالکل اہتمام کی ہر شے کی مصلحت تھی
 وَكَيْفَعَدُّ حَتَّى يَطْنُ الْوَحْيُ
 يَا نَبِيَّ لَكَ حَاجَةٌ فِي السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں اُسکا آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اس قدر مشکلات کے آثار الصنادید کا پہلا ادیش ویرٹھ برس کے اندر اندر جھک چکا ہو گیا۔
 اگرچہ اس ادیش کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات بارہ کے سبب کچھ کمزور کے
 موافق بہت چھکی اور بے مزہ ہو گئی تھی اور اس کے سوا آئین اور بھی بہت سی کسرین اور فروگذاشتیں رہی
 تھیں مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی۔ اول کے تین باب کھل کر سرزمین نبی کی قدیم شان
 و شوکت اور عظمت کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہو۔ اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہو۔
 اور پچھلے باب سے دلی کا آخر جھک کر آنکھوں کے رو برد آ جاتا ہو اور تعجب ہوتا ہو کہ اس شہر میں پچاس ساٹھ برس
 پہلے قوم کے اس قدر اہل اللہ اہل علم اور اہل ہنر موجود تھے آج وہاں چار دھڑلے سناٹا نظر آتا ہو۔۔۔



مسٹر ابرٹس کلکٹر مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔
 مگر ابھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ مسٹر ابرٹس کی دلی سے تبدیلی ہو گئی۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ ترجمہ
 پورا ہوا یا نہیں۔ اور کسی نے اسکا ترجمہ انگریزی میں کیا یا نہیں۔ لیکن فرانس کے شہر ہواورٹلیٹ
 موسیگار سن دتاسی نے سال ۱۸۶۱ء میں اسکا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر کے منتشر کیا جسکی ایک
 جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوائی
 تذکور کا انزیری فیلو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ سال ۱۸۶۲ء میں اول مسٹرین ہولڈ راست سکریٹری
 سوسائٹی موصوف کی چھٹی مورخہ ۲۰۔ جون سال ۱۸۶۲ء سرسید کے نام اس مضمون کی پونجی کہ یورپ
 میں آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے اور ہ اتفاق راے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے انزیری ممبر
 مقرر ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد جوڈ پلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۲ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہرموسٹ اکلنٹ مجسٹری
 وکٹوریہ آجکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی انزیری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سندین
 یہ ڈپلوما انکوار سال کیا جاتا ہے۔

دستخط ڈورڈ کول بروک پریسڈنٹ۔

دستخط ایچ رائسن دائر کٹر۔

دستخط رین ہولڈ راست سکریٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگار در دیوار شکستہ آثار پدیدت صنادید مجسم
 سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں غایت کی
 ہیں آنکھ دہی ہو کان دیے ہیں عقل دی ہو زبان دی ہو کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھا لکر
 سن سنا کر سوچ سمجھ کر کرتا ہو اور ایسی باتیں نکالتا ہو جسکو دیکھ کر لوگ حیران ششدر
 رہ جاتے ہیں پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہو اور اس کی تعریف
 بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہو سب سے بڑا احسان اللہ صاحب
 کما یہ ہو کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہمکو گمراہی سے نکالا اور سید
 ستے پر پونچھایا اور سب سے بڑا احسان یہ ہو کہ سب سے پیچھے اپنے بندوں کی
 ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جس کی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا



JANWADUDDAULA ARIF JANG. DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.

پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتوں میں اچھی ہے۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب حبشین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پُرانی اور نئی عملداریوں کا ذکر ہے پہلی کتاب میں نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب کے دوسرے باب میں اس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور علاوہ اس کے ابتدائے آبادی سے آج تک حبقد رقلعہ اور بنے اور شہر بے اون سب کا بھی ذکر ہے۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب میں حبقد رطلاب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب میں اکٹھے ہیں بلکہ بعضے نے انے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہے وہ زیادہ ہے۔

(۴) پہلی کتاب میں نقص تھے ایک یہ کہ بعضے نے انے مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب میں بعضی جگہ بیان حالات میں کچھ غلطی ہوئی تھی اس کتاب میں یہ دو وزن نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب میں عمارات کا بیان متفرق اور غیر منظم تھا اب کی دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب میں جو حال بیان کیا گیا تھا اس کی سند تھی اب کی کتاب میں جو حال لکھا گیا ہے اکثر اس کی سند کے لیے نام اس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہے۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب میں یہ ہے کہ حبقد رکتے پُرانی عمارتوں پر ہیں

اتنی جسطح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتوں کے
 حال پر رحمت کی ہوا اوس سے ہزار ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ کروڑ زیادہ تو
 اون پر اور اونکی آل و صحاب پر رحمت کر آمین **اما بعد** سید احمد خان بیٹا
 سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علی خان بہادر اور نواسہ نواب
 دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر صلح جنگ کا یہ عرض
 کرتا ہوں کہ ^{۱۳۳۵} ہجری مطابق ^{۱۹۱۷} عیسوی کے مینے ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے
 حاملین لکھ کر چھاپی تھی اسی زمانے میں جناب ستر آر تھراسٹن ابرنس صاحب بہادر
 صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد و ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
 اور اوس کتاب کو لیجا کر رویل اشیا ٹک سوئیٹی مین پریش کیا ممبران سوئیٹی نے
 اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونہیں سے جناب عالی کرنیل سکسن صاحب بہادر
 شریک محکمہ عالیہ کورٹ آف دریکٹر نے صاحب مدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب
 کا انگریزی مین بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہے جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہو کر
 پھر دہلی مین تشریف لائے تو اونھوں نے اس خاکسار کی شرک سے اوس کتاب کا
 ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہ بات خیال مین آئی کہ اگر اس سرفویہ کتاب بہت
 اچھی طرح سے مرتب کی جائے اور جو خرابیاں کہ پہلی کتاب مین ہو گئی ہین وہ
 وہ سب درست کی جائیں تو بہت اچھی بات ہو احمد سد کہ خدائے تعالیٰ نے
 اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطح کہ دل چاہتا تھا اسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

قدردانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے لیے اسکا
فائدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب دہلی کی عملداریوں کے مختصر حالات میں۔

دوسرا باب دہلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونیکے بیان میں۔
تیسرا باب بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کے
بیان میں۔

خاتمہ اردو زبان کے نکلنے اور مروج ہونے کے بیان میں۔

تمتہ کتبجات مکانات کہنہ میں۔

وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب میں مندرج ہیں۔

اور یہ فہرست ہواون کتابوں کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔

توریت مقدس۔ راجا ولی۔ خلاصۃ التواریخ۔ سلسلۃ الملوک۔ مہابھارت

بھاگوت۔ آئین اکبری۔ جغرافیہ۔ تاج المآثر۔ تاریخ فرشتہ۔ توزک جہانگیری

اکبرنامہ۔ پوتھی اندرپرست مہاتم۔ مرآت آفتاب نارنزیہۃ القلوب۔ جواب لکھنؤ

لب التواریخ۔ نہ سپہر۔ تاریخ ہدایت اسدخان۔ تاریخ فیروز شاہی۔ ضیاء برنی۔ توزک تیموری

ابطال ضرورت۔ خزائن الفتوح یعنی تاریخ علانی۔ تاریخ شیخ عبدالحق۔ فتوحات

فیروز شاہی۔ اخبار الاخیار۔ تاریخ فیروز شاہی۔ شمس سراج عقیقت۔ ظفرنامہ تیموری

شاہجہان نامہ۔ کتاب اکیوکیکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳۴ و ۳۵ و ۳۶۔ کتاب رویہ شیاک

سوسیٹی نمبر ۶۔ ہفت اقلیم۔ تاریخ کشمیر۔ پوتھی ہامی بھارت۔ تقویم البلدان قصیدہ ہمزہ

مآثر الامرا۔ مآثر عالمگیری۔ زیچ محمد شاہی۔ مارکندی پوران۔ ابوالفضل

مین کمال شکراداکرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کر نیل سکس صاحب

دام اقبالہ اور جناب مستر اتراسٹن رابرٹس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب

ان دونوں صاحبوں کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک

ذریعہ ہوا فتح کار کا اور وسیلہ ہوا دگاری اس گننام کا۔

اور میں نہایت شکراداکرتا ہون جناب مستر ایڈورڈ تھامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا

کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

(۳) اگرچہ اگے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں مگر یہاں سے نزدیک خود کو لے کر انون سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے کہ مجھ اوتار کے وقت میں تمام عالم میں طوفان آیا اور اوسوقت کے دیوتاؤں نے خدا کے حکم پر موجب کشتی بنائی اور اوسمیں بیٹھے اور جن جن چیزوں کو صدہ طوفان سے الود کو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی میں بیٹھائی گئیں۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہے اور جس طوفان کا کتاب مقدس میں ذکر ہے اسی طوفان کا یہ حال ہے الاہندوستان میں یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار میں بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے میں ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور مناسب شعری کا ادن کو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہے مبالغے کو اوسمیں دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے میں کچھ فرق ہو گیا ہے اور نیز پانی کی مناسبت سے چھ اوتار کا ذکر کر دیا ہے ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہے۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں جگ جو ہندوؤں میں مشہور ہیں چاروں کے چاروں آفرینش عالم کے بعد کے ہیں اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

(۶) کتاب مقدس سے ثابت ہو گیا کہ بعد پیدائشِ فلح یعنی دو ہزار دو سو سینتالیس

پہلا باب

دلی کی عملداریوں کے مختصر حالات میں

حدیث المطرب ومی گو وراز از دہر کہتہ جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا
(۱) اگرچہ ہندو زمانے کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو مبسر و پایان کرتے ہیں
اور اسی سبب سے ان کے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلہ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہو
مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہیں کیونکہ معتبر دلیلون سے ثابت ہو کہ جس طرح بعد
طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسی طرح ہندوستان بھی بسا۔

(۳) کتاب مقدس سے ثابت ہو کہ دو ہزار تین سواڑ تالیس سال قبل ولادت حضرت
مسیح کے تمام عالم میں طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی میں
بیٹھے اور کوئی جاندار سوائے ان کے جو کشتی میں تھے عالم میں زندہ نہیں رہا۔

پیدائش
نوح

کنہر تلنگ ایسٹج بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور اجدادھیامین پہلے پہل انھوں نے راج باندھارفتہ رفتہ تمام ملک سوارژون پر منقسم ہو کر ہر ایک خطے کا جہاجہ راجہ قرار پایا اور اسی زمانے میں قنوج اور ہستناپور کا راج قائم ہوا اور راجہ جرجودھن ہستناپور کا راجہ ہوا۔

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جدہشٹر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جدہشٹر نے مخالفت کر کر اندر پت مین شہر بسایا جو آب دلی کے نام سے مشہور ہے اور بعد درست کرنے سامان لڑائی کے تھانیسیر کے قریب کو چھتر پر لڑائی ہوئی جو مہابھارت مشہور ہے اور راجہ جدہشٹر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آیا ہے۔

(۱۲) فارسی تائخون اور ہندی پوتھینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی تین ہزار ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہے کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تہتر برس قبل ہوئی ہے۔

(۱۳) خود پراژون سے ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار پچاس برس قبل جلوس راجہ مندرا راجہ مکہ سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہے کہ راجہ نندراچار سو برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چار سو پچاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اسی زمانے

۱
راجہ دلی
خلاصہ توارخ
سلسلہ ملوک
مہابھارت
بھاگوت

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم میں منتشر ہوئے اور زبانوں کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مساسے ظفار اور پورب کے پہاڑ تک آباد ہوئی اور انھیں سے قومیں زمین پر پھیل گئیں۔

تاریخ الافکار

(۷) معتبر تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ سیم کی اولاد میں سے لوگ ہندوستان میں آئے اور ہندوستان کو انھوں نے آباد کیا۔

پیدائش بابا
درس ۲

(۸) سیم کی اولاد میں سے ہند جو کہ کتاب مقدس میں ہڈورام ابن باقطان ابن قلع ابن عیر ابن سلح ابن ارفکد ابن سیم ہی تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول ہندوستان میں آیا جس کے نام سے اب تک ہندوستان کا ملک مشہور ہے بعضی کتابوں میں ستھو سے ہند کو حام کی اولاد میں لکھ دیا ہے۔

تاریخ نوشتہ

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بخیہ ہو گئی تو ان میں سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہیں اور دوسرے نے کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہیں یا شاعرون نے بسبب مبالتے کے ان کے باپ دادا کو چاند اور سورج بنا دیا اور انھوں نے سچ سمجھا چنانچہ انھوں نے اپنے گرسی نامے میں چاند اور سورج کو بچا ہی اصلی باپ کے داخل کر کر اپنے تئیں سورج بنی اور چندر بنی لقب کیا۔

تاریخ نوشتہ

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنک دکن نہروال اور نہروال کے تین بیٹے ہوئے بہروچ وکنا بیچ مال راج اور دکن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ

فہرست فرمان روایان دارالملک اندرپٹ و دہلی از ابتدا ہی
 راجہ جہشٹر لغایت ۱۵۲۸ء مطابق ۶۸۰ سالہ ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین جلوس قبل دارالملک سلطنت	تخت نشین سلطنت	حالات
۱	راجہ جہشٹر	راجہ پٹ	۱۴۵۰	ہستنا پور سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہمالیہ میں اپنے تئیں برف میں ڈال کر قتل دیا
۲	راجہ بھیمپت	راجہ بھمن بن راجہ اجرن بن راجہ ناپت	۱۴۱۴	ہستنا پور سال	راجہ جہشٹر کی اجازت سے سندھ پر شیعہ اور سانپ کے کاٹنے سے مر گیا
۳	راجہ جمنیہ	راجہ بھیمپت	۱۳۸۲	ہستنا پور سال	
۴	راجہ شنایک عرف راجہ اشمید	راجہ جمنیہ	۱۳۴۸	ہستنا پور سال	
۵	راجہ ہرنایک عرف راجہ ادھمن	راجہ اشمید	۱۳۱۵	ہستنا پور سال	
۶	اشومی عرف راجہ مہاجی	راجہ ادھمن	۱۲۱۳	ہستنا پور سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستنا پور سال	

مین راجہ جد ہشتر مسند نشین ہوا اور اسنے اندر پت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جد ہشتر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤں اور بادشاہوں کی جو آج تک گزے ہیں اس باب میں درج کرتے ہیں اور جو زمانہ بڑھتی کہ پہنچے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک میں فارسی تاریخوں

بموجب لکھا تھا اس فہرست میں سے کم کرتے ہیں

تاکہ مدت زمانے کی صحیح

ہو جائے

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین جلوس قبل حضرت شیخ دارالاسلام	تخت نشین سلطنت سلطنت	حالات
۱۶	سکھی نل عرفت سورج رتھ	نرہ دیو	۹۶۴	اندربت ۱۸ سال	
۱۷	پیریلو عرفت راجہ بھوپت	سورج تھ	۹۶۶	اندربت ۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندربت ۲۵ سال	اس اہر نے سونی پٹ شہر بسایا
۱۹	راجہ میدھاوی	راجہ سونی	۸۹۵	اندربت ۲۳ سال	اسی راجکا نام تھا و ابھی ہم جاہن جسکی بنائی ہوئی لکھنے کی لاکھ ہو
۲۰	نرب ابھی عرفت شرون پتر	میدھاوی	۸۷۲	اندربت ۲۵ سال	
۲۱	دور نہہ عرفت بھیکم	شرون چتر	۸۴۷	اندربت ۱۹ سال	
۲۲	راجہ تپی عرفت بدرتھ	راجہ بھیکم	۸۲۸	اندربت ۲۱ سال	
۲۳	برہدرتھ عرفت راجہ دوان	راجہ بدرتھ	۸۰۷	اندربت ۲۰ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس تاج حضرت شاهی	سلطنت درازا	تخت نشین سلطنت	حالات
۸	نمی عرفت راجہ دستوان	اسین کشن	۱۲۱۲	اول ہستنا پور بعد گیارو کوشل ندی بعد اندر پت	۳۵ سال	انڈیا کے حوا سے ہستنا پور بر گیا اس سے آکر راجہ نے پہلے دکن میں کوشل ندی کے کنارے شہر بسا ناچا ہا اور پھر اندر پت میں چلا آیا
۹	راجہ جگر عرفت اوگر سین	دشتان	۱۱۷۷	اندر پت	۳۶ سال	
۱۰	راجہ چترتھ عرفت سور سین	اوگر سین	۱۱۴۱	اندر پت	۳۶ سال	
۱۱	کیرتھ	سور سین	۱۱۰۵	اندر پت	۳۲ سال	
۱۲	برشتان عرفت رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندر پت	۳۱ سال	
۱۳	سور سین عرفت راجہ برچیل	رسمی	۱۰۴۲	اندر پت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سوٹھ عرفت سکھیاں	راجہ برچیل	۱۰۱۵	اندر پت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ زکشت عرفت نر ہر دیو	راجہ سکھیاں	۹۸۷	اندر پت	۲۳ سال	

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	تخت نشین قبل دوران سلطنت	سلطنت مدت	تخت نشین مدت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سویچ سین	۶۱۷	اندزپٹ	۲۴ سال	
۳۴	راجہ اینک ساہ یارب سین	بیرساہ	۵۹۳	اندزپٹ	۲۲ سال	
۳۵	راجہ ہرچیت یا پتر سال	راجہ اینک ساہ	۵۷۱	اندزپٹ	۱۶ سال	
۳۶	راجہ در بہہ	راجہ ہرچیت	۵۵۵	اندزپٹ	۲۰ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال	راجہ در بہہ	۵۳۵	اندزپٹ	۱۳ سال	
۳۸	راجہ برست	راجہ سدھی پال	۵۲۲	اندزپٹ	۱۹ سال	
۳۹	راجہ سنھی	راجہ برست	۵۰۳	اندزپٹ	۱۶ سال	
۴۰	راجہ امرچودہ	راجہ سنھی	۴۸۷	اندزپٹ	۱۳ سال	
۴۱	امین پال	راجہ امرچودہ	۴۷۴	اندزپٹ	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تختنیا سال جلوس قبل حضرت شیخ	سلطنت دارا	تختنیا سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرفت اونی پال	راجہ دسوان	۷۸۷	اندرت سال	۲۰	
۲۵	شتانیک عرفت ابھی دھر	اونی پال	۷۹۷	اندرت سال	۲۳	
۲۶	دردمن عرفت ڈنڈپان	راجہ ابھی دھر	۷۴۴	اندرت سال	۱۸	
۲۷	بھی تر عرفت دربل رائے	ڈنڈپان	۷۳۶	اندرت سال	۱۹	
۲۸	ڈنڈپانی عرفت دشت پال	دربل رائے	۷۰۷	اندرت سال	۱۶	اسی اجے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ جینی عرفت کھیم پال	دشت پال	۶۹۱	اندرت سال	۲۶	
۳۰	کشتی ملک عرفت راجہ کھیم	کھیم پال	۶۶۵	اندرت سال	۲۲	بساوہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدھی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بساوہ	۰	۶۴۳	اندرت سال	۷	
۳۲	سورج سین	بساوہ	۶۳۶	اندرت سال	۱۹	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت سال جلوس قبل حضرت فتح	دولت	تخت کلانی	حالات
۵۱	مترسین	سروپت	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	سکھوان	راجہ مترسین	۳۱۴	دہلی	۱ سال	
۵۳	جیت مل	راجہ سکھوان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	پال سنگھ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلنی	راجہ پال سنگھ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	شترمرون	راجہ کلنی	۲۵۴	دہلی	۶ سال	
۵۷	جیون جات	راجہ شترمرون	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	پرچیت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۱ سال	
۵۹	بیرسین	راجہ پرچیت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تختیال جلوس قبل حضرت سچ	سلطنت وارث	تختیال سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندربت	۲۲ سال	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندربت	۲۲ سال	
۴۴	راجہ بدھل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندربت	۱۵ سال ۴۲۰	بیراہ وزیر نے اس اچہ کو مارا اور آپ گدھی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیسراہ		۴۱۳	اندربت	۱۲ سال ۴۲۰	
۴۶	مار سنگہ	بیراہ	۳۹۶	اندربت	۱۴ سال	
۴۷	شترکن	مار سنگہ	۳۸۲	اندربت	۱۱ سال	
۴۸	مہی پت یاد دھن پت	شترکن	۳۷۱	اندربت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندربت	۱۹ سال	
۵۰	سروپت	مہابل	۳۴۰	اندربت	۱۴ سال	شاہ اس اچہ کی موت میں اچہ دھولی تزوج کے نام سے اندربت میں شہر سا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تختیاسال جلوس قبل حضرت شیخ	دہلی	سال	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ اندجک	۳۶	دہلی	۱۲۳۳ سال	راجہ بھگونت مکاؤن کے راجہ نے دلی کو منسوخ کیا
۷۰	راجہ بھگونت کوہی	۰	۲۴	دہلی	۱۲۳۳ سال	کبراجیت کی لڑائی میں مارا گیا
۷۱	راجہ کبراجیت والی اوجین	راجہ گندہرستین کبراجیت	سمت ۱۱۲ اوجین	۹۳	۱۲۳۳ سال	جکیر راجہ سالباہن کی لڑائی میں مارا گیا دلی میں سمندر پال جوگی سند پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندر پال جوگی	۰	سمت ۱۱۳ دہلی	۲۲	۱۲۳۳ سال	
۷۳	راجہ چندر پال	سمندر پال	سمت ۱۱۴ دہلی	۲۷	۱۲۳۳ سال	
۷۴	نی پال	چندر پال	سمت ۱۱۶ دہلی	۲۱	۱۲۳۳ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۱۱۷ دہلی	۱۴	۱۲۳۳ سال	
۷۶	سکھ پال	دیس پال	سمت ۱۱۸ دہلی	۱۹	۱۲۳۳ سال	
۷۷	گوبند پال	سکھ پال	سمت ۱۱۹ دہلی	۱۸	۱۲۳۳ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت سال جلوس قبل حضرت سرخ	دہلی	سال	حالات
۶۰	راجہ اودیت	راجہ بیر سین	۲۱۰	دہلی	۱۳ ۲۱۶	دہرئی دہریز نے اسے اسے اجکھا مارا اور آپ گدھی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرئی دہر	۰	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرئی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کنک	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی کنک	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیرنا بھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون لاج	بیرنا بھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون لاج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ اندجک	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال پیدائش	سال وفات	حالات
۸۷	کاچند	بکرم چند	سمت ۲۵ ۳۱۲	دہلی ایک سال	
۸۸	رام چند	کاچند	سمت ۲۶ ۳۱۳	دہلی ۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چند	سمت ۲۹ ۳۱۶	دہلی ۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۳۱ ۳۱۸	دہلی ۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۳۲ ۳۱۹	دہلی ۱۲ سال	
۹۲	بھیر چند	بھیم چند	سمت ۳۴ ۳۲۱	دہلی ایک سال	
۹۳	کوبند چند	بھیر چند	سمت ۳۵ ۳۲۲	دہلی ۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجہ کوبند چند	سمت ۳۷ ۳۲۴	دہلی ایک سال	رانی مری تو لوگون نے ملکر ہر پیم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہر پیم		سمت ۳۸ ۳۲۵	دہلی ۱۴ سال	

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	سال حاکمیت	سال حاکمیت	حالات
۷۸	کھوپال	گوبندپال	سمت ۲۵۰ شمار ۱۰	دہلی ۲۲ سال	
۷۹	ہرچندپال	کھوپال	سمت ۲۵۰ شمار ۲۲	دہلی ۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال ہرچندپال	سمت ۲۵۰ شمار ۳۲	دہلی ۱۵ سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۲۵۰ شمار ۴۲	دہلی ۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۲۵۰ شمار ۶۵	دہلی ۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۲۵۰ شمار ۸۶	دہلی ۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سمت ۲۵۰ شمار ۹۸	دہلی ۱۲ سال ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑ کر فتح پائی
۸۵	ملوک چند	.	سمت ۲۵۰ شمار ۱۰۰	دہلی ۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۲۵۰ شمار ۱۰۰	دہلی ۱۳ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جنس	دار السلطنت	حالات
۱۰۴	بہیم سین	سورین	۵۶۹ سمت ۱۲۵۶	دہلی سال ۵	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	۵۷۰ سمت ۱۲۵۷	دہلی سال ۵	
۱۰۶	ہرین	کان سین	۵۷۱ سمت ۱۲۵۸	دہلی سال ۹	
۱۰۷	کمن سین	ہرین	۵۷۲ سمت ۱۲۵۹	دہلی سال ۲	
۱۰۸	نرائن سین	کمن سین	۵۷۳ سمت ۱۲۶۰	دہلی سال ۲۷	
۱۰۹	دامودرین	نرائن سین	۵۷۴ سمت ۱۲۶۱	دہلی سال ۱۱ ۱۲۵	بارہ آدمیوں ایک سو چوبیس برکت کی آخر کو ارکان یا ستر راجہ دیب سنگ کو ہستان کے راجہ سے سازش کر کر دلی میں بلالیا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگ کوہی	.	۵۷۵ سمت ۱۲۶۲	دہلی سال ۱۷	
۱۱۱	رن سنگہ	دیپ سنگہ	۵۷۶ سمت ۱۲۶۳	دہلی سال ۱۲	

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	سال جنم	دار السلطنہ	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سن ۳۹۰ ۳۹۰	دہلی	۲۰ سال
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سن ۳۹۲ ۳۹۲	دہلی	۱۶ سال
۹۸	مہا پاتر	گوپال پریم	سن ۳۹۶ ۳۹۶	دہلی	راجہ دیاست چھوڑ کر فقیر ہو گیا۔ خبر سنکر راجہ دہی سین چکے لے کر راجہ نے دہلی پر قبضہ کر لیا ۱۵ سال
۹۹	دہی سین	.	سن ۳۹۷ ۳۹۷	دہلی	۱۸ سال
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سن ۳۹۸ ۳۹۸	دہلی	۱۲ سال
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سن ۳۹۹ ۳۹۹	دہلی	۱۵ سال
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سن ۴۰۰ ۴۰۰	دہلی	۱۵ سال
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سن ۴۰۱ ۴۰۱	دہلی	۶ سال

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	سال جنین	دار سلطنت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتهی پال	۳۱ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۱ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۱	ہریال	جیدیو	۳۲ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۲ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۲	اودے راج	ہریال	۳۳ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۳ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	۳۴ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۴ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۴	انکیال	بچھراج	۳۵ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۵ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۵	رکھپال	انکیال	۳۶ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۶ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	۳۷ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۷ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم
۱۲۷	گوپال	نیکپال	۳۸ سال ۵۶۴ ۱۲۵۵	دہلی	۲۸ سال ۲۸ شہر ۲۸ یوم

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	تاریخ	تاریخ	حالات
۱۱۲	راج سنگہ	رن سنگہ	سمت ۶۵ شعبہ ۶	دہلی ۹ سال	
۱۱۳	شیشنگہ	راج سنگہ	سمت ۶۸ شعبہ ۶	دہلی ۲۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگہ	نیر سنگہ	سمت ۷۱ شعبہ ۶	دہلی ۱۳ سال	
۱۱۵	جیون سنگہ	ہر سنگہ	سمت ۷۴ شعبہ ۶	دہلی ۴ سال ۱۰۵	محمد آدیون نے ایک سو پانچ ہزار حکومت کی آخر کو انکی پال تنویر دہلی پر مسلح پائی
۱۱۶	انکی پال تنویر	اوکرین	سمت ۷۷ شعبہ ۶	دہلی ۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انکی پال	سمت ۸۰ شعبہ ۶	دہلی ۱۹ سال ۱۸ یوم	
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	سمت ۸۳ شعبہ ۶	دہلی ۲۸ سال ۱۸ یوم	
۱۱۹	پر تھی پال	کنک پال	سمت ۸۶ شعبہ ۶	دہلی ۱۹ سال ۱۸ یوم	

نمبر	نام فرمان وا	نام پدر	سال جنم	سال وفات	حالات
۱۳۶	بیلیدو	انیلیدو	۱۱۵۲ سنہ ۱۱۵۵ سنہ ۱۱۵۵	دہلی ۶ سال ایک شہر ۴۷ یوم	
۱۳۷	امرکنکو	بیلیدو	۱۱۵۸ سنہ ۱۱۶۰ سنہ ۱۱۶۰	دہلی ۵ سال ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کھرپال	امرکنکو	۱۱۶۳ سنہ ۱۱۶۵ سنہ ۱۱۶۵	دہلی ۲ سال ایک شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کھرپال	۱۱۶۳ سنہ ۱۱۶۵ سنہ ۱۱۶۵	دہلی ۷ سال ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	۱۱۶۹ سنہ ۱۱۷۱ سنہ ۱۱۷۱	دہلی ۴ سال ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	۱۱۷۵ سنہ ۱۱۷۸ سنہ ۱۱۷۸	دہلی ۲ سال ایک شہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرکھی راج رامی پتھورا	ناک دیو	۱۱۷۹ سنہ ۱۱۸۱ سنہ ۱۱۸۱	اجمیر ۱۱ سال ۴۷ یوم ۵ شہر	۱۴ بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی تھی اور اسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی تاریخ سے دلی کے بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جنوری	دار السلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	گوپال	۹۵۸ سمت ۱۲۸۹	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم
۱۲۹	جیپال	سلکھن	۹۸۳ سمت ۱۳۱۵	دہلی	۱۷ سال ۴ شہر ۳۱ یوم
۱۳۰	کنورپال	جیپال	۱۰۰۰ سمت ۱۳۳۲	دہلی	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	۱۰۲۹ سمت ۱۳۶۱	دہلی	۲۹ سال ۶ شہر ۸ یوم
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	۱۰۵۹ سمت ۱۳۹۱	دہلی	۲۷ سال یک شہر ۹ یوم
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	۱۰۸۳ سمت ۱۴۱۵	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۳ یوم
۱۳۴	اگرپال	مہی پال	۱۱۰۸ سمت ۱۴۴۰	دہلی	۲۱ سال ۲ شہر ۵ یوم
۱۳۵	پرتھی راج	اگرپال	۱۱۲۹ سمت ۱۴۶۱	دہلی	۲۲ سال ۲ شہر ۱۱ یوم ۱۵ سال ۱۵ شہر ۱۵ یوم

بین آن یون چار لوئیس سات صد
تھامسین حکومت کی آخر کو یو پوجان

درت عمر مدفن	حالات
غزنین ابن ہشام مقبور مین	لاہور سے غزنین جا ہونے تک کے مقام میں ملکروں مار ڈالا اور غور کی سلطنت پر اوسکا بھتیجا سلطان محمود بیٹھا اور جو کہ قطب الدین ایبک سلطان شمال الدین کے بیٹے ہندوستان کا سپہ سالار تھا اور اسے بہت قوت ہم پونچائی تھی اس واسطے سلطان محمود نے ہندوستان کی بادشاہی قطب الدین ایبک کو بخش دی اور خط آزادی اور چتر بادشاہی بھیج دیا اور قطب الدین لاہور تک اس کے استقبال کو گیا۔
لاہور	لاہور میں وقت چکانا ہی کھودے سے گر کر مر گیا امر اس کے بیٹے کو تخت پر بیٹھایا۔
	امیر علی سمجھل سیال اور ارمیر اؤڈی نے اس بادشاہ کی حرکتوں سے ناراض ہو کر سلطان شمس الدین التمش کو جو بادشاہ تھا دلی میں بلایا اور آرام شاہ سے لڑائی ہوئی اور آرام شاہ نے شکست پائی اور سلطان شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا
قلعہ راجہ مقبور تورہ الاندازہ	سیما رہو کر مر گیا
ملک	ملک از الدین حاکم دہلی تیسرے کو پنجاب کے بیٹے اور اہل ہوا اس کے پیچھے امر سلطان خلیفہ کو تخت بیٹھایا بادشاہ خیرنگر دلی میں آیا اور کیلہ ٹھیکے میں زمین لٹی ہوئی اسی میں کیلہ لگا دیا اور قید میں گیا
شاہجہان آباد مقبور گدڑکان	جبکہ ملک التوینہ بستندہ کے حاکم سے لڑائی ہو رہی تھی اس وقت امر نے مخالفت کر کے سلطان کو قلعہ بستندہ میں قید کیا اور دلی میں بہرام شاہ کو تخت پر بیٹھا دیا بعد اس کے سلطان نے ملک التوینہ سے نکاح کر لیا اور بہرام شاہ سے دو دفعہ لڑی آخر کار ماری گئی۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال حج	سال حج	سال حج	سال حج
۱۳۳	شهاب الدین الملقب ببولغقر سلطان مغز الدین محمد	بهاء الدین سام	غوری	۵۸۴ هـ	۹۱ هـ	۱۲۴۸ هـ	۵۸۴ هـ	سوم شعبان ۵۸۴ هـ
۱۳۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شهاب الدین غورخی	ترک	۵۸۴ هـ	۹۱ هـ	۱۲۴۸ هـ	۵۸۴ هـ	۱۵ سال ۵۸۴ هـ
۱۳۵	آرام شاه	قطب الدین ایبک	ترک	۵۸۴ هـ	۹۱ هـ	۱۲۴۸ هـ	۵۸۴ هـ	۴ سال ۵۸۴ هـ
۱۳۶	سلطان شمس الدین التمش غلام ولامه قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	۵۸۴ هـ	۹۱ هـ	۱۲۴۸ هـ	۵۸۴ هـ	۲۶ سال ۵۸۴ هـ
۱۳۷	رکن الدین فیروز شاه	شمس الدین التمش	ترک	۵۸۴ هـ	۹۱ هـ	۱۲۴۸ هـ	۵۸۴ هـ	۶ سال ۵۸۴ هـ
۱۳۸	رضیه سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	۵۸۴ هـ	۹۱ هـ	۱۲۴۸ هـ	۵۸۴ هـ	۳ سال ۵۸۴ هـ

مدت عمر	مدفن	حالات
		<p>نظام الملک منصب الدین را اور امرانے مخالفت کیا بادشاہ کو دلی میں محصور کیا اور تین مہینے لکھنؤ کے وزیر لڑائی رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑ کر مارڈالا اور ملک معز الدین بلبل میرالام تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرالوسکی بادشاہت راضی ہوئے اور علاء الدین کو جو قفسر سفید قید تھا بادشاہ کیا</p>
		<p>اس بادشاہ کے ظلم سے امراناراض ہوئے اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سے بلا کر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم ۷۸۳ مطابق ۱۲ اے یسوی علاء الدین کو قید کر لیا کہ اوسے زمانے میں قید میں مر گیا۔</p>
	دہلی	<p>بیمار ہو کر مر گیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرانے الق خان کو بادشاہ کر لیا</p>
۲۰ سال	دہلی	<p>بیمار ہو کر مر گیا اور ملک فخر الدین کو جو توال اور امرانے اسپین صلیح کر کر معز الدین کو بادشاہ کیا</p>
۲۰ سال		<p>بادشاہ کو فالج ہو گیا اس سے امرانے کی موت اُسکے بیٹے کو تخت بیٹھا مگر امرالخلجی نے مخالفت کی اور کیو مرث کو بہادر پور میں پکڑ لیگئے اور بادشاہ کو لا توں مارڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت بیٹھا تیرہ آدمیوں نے ترکوں سے جو سلاطین غوریہ کے غلاموں میں سے تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیوں میں چلی گئی۔</p>

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال لایق	سال حج	محل حج	دار السلطنه	سال وفات
۱۴۹	مغزالدین بهرام شاه	شمس الدین التمش	ترک		روز شنبه مست و ششم رمضان ۶۳۷ ۶۳۹ ۶۳۹	قلعه راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک روز شنبه ۶۳۵ ۶۳۷ ۶۳۸
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاه	رکن الدین فیروز شاه	ترک		ذیقعدہ ۶۳۹ ۶۴۱	قلعه راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک روز شنبه ۶۳۷ ۶۳۹ ۶۴۱
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاه	شمس الدین التمش	ترک		ذیحجه ۶۴۳ ۶۴۵	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	سال چند ماہ ۶۴۱ ۶۴۳ ۶۴۵
۱۵۲	الغ خان الملک سلطان بلبن غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	ترک	۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۸ ۶	جمادی الاولی ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۸	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ ۶۴۶ ۶۴۸ ۶۴۸
۱۵۳	مغزالدین کیقباد کیومرث الملک سلطان بلبن	ناصر الدین ایغراخان غیاث الدین بلبن	ترک	۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۸ ۶	جمادی الاولی ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۸	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	جمادی الآخره چند ماہ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۸

عمریت مدفن	حالات
۷۷ سال	ملک علاء الدین نے وہاں سے بادشاہ کو روکا اور پھر بین بلایا اور جب بادشاہ کشتی میں بیٹھا اور تار تار ہوا اور وقت اسکو ملو مارا کر بارڈالاجت خبر دی مین پونہمی تو ملک جہان بادشاہ کی بی بی نے ارکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
قائد امیر نائب الاعلیٰ	سلطان علاء الدین سے لڑ کر بھاگ گیا اور سلطان علاء الدین ملی کے تخت پر بیٹھ گیا۔ سیما ہو کر گیا امرانے باہم صلح کر کر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
	مبارک خان ایک تیسرے ملک نائب ارہام سلطنت کو مو اکراپ سلطنت ہو اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ میں قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
	جاہر گیتے ساز شخس خرم خان کے بادشاہ کو قہر ہزار ستون میں را اور خرم خان تخت بٹھایا
	غازی الملک تغلق شاہ سالہ کے حاکم نے خرم خان کی فوج کشی کی اور خرم خان حمض علانی کے کناسے پر نکلا اور میدان اندر پرت مین لڑائی ہوئی اور خرم خان بھاگ کر گلیت مین چھپا آخر کار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال حیات	دار السلطنه	سال وفات
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاه خلجی	یغرش	خلجی ترک	۱۲۲۱ هـ ۱۲۹۹ هـ ۱۲۹۰ هـ	۶ سال چند ماه	دہلی	۶۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی	رمضان ۶۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ	۲ دہلی ماہ	کوشک سبز	
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ	۱۹ سال چند ماہ	دہلی	۱۲۹۵ هـ ۱۳۱۵ هـ
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۱۲۹۵ هـ ۱۳۱۵ هـ	۳ دہلی چند یوم	قلعہ علائی	
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی	۱۳۱۵ هـ ۱۳۱۵ هـ	۵ سال ۲۰ یوم	دہلی	شب پنجم ربیع الاول ۱۳۱۵ هـ ۱۳۱۵ هـ
۱۵۹	حسن الملک سلطان ناصر الدین خسرو خان	بروار		ربیع الاول ۱۳۱۵ هـ ۱۳۲۱ هـ	۴ دہلی چند یوم	قلعہ علائی قصر ہزار ستون	آخر ماہ رجب ۱۳۲۱ هـ ۱۳۲۱ هـ

درت عمر مدفن	حالات
	<p>تعلق الغنایان اسکے بیٹے نے قریب افغان پور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بنشاہ کھانا آباد کھارہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا</p>
تعلق آباد	<p>سفر ٹھٹھ میں بیمار ہو کر ٹھٹھ سے چودہ کوس دور رود سندھ کے کنارے پر مر گیا</p>
۹۱ سال حوض خاص	<p>احمد یازالخطاط بنحو حاجہ جہان دلی میں غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نے اٹھادیا بعد چند مدت فیروز شاہ نے اپنے جیتے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکھ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا اور جب مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بیٹھایا مگر اگلے دن اوس سے مخالفت کی اور لڑکر گوہر مور کی طرف بھگادیا اور تغلق شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصہ میں فیروز شاہ مر گیا اور تغلق شاہ مستقل بادشاہ رہا</p>
	<p>ملک کن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔</p>
	<p>اس بادشاہ نے امر کو اپنے سے مخالفت دیکھا اور ناصر الدین محمد شاہ کے کنی خبر سنکر میوات میں چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی میں آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد ازیں بون کے ابوبکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ میرٹھ میں قید کیا کہ وہیں مر گیا</p>

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خجسته	حل خجسته	دار السلطنه	سلطنت نری	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاه	مک تغلق	ترک		۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ ۵۲۲ هـ	قلعه علانی	قلعه دلی	سال چند ماه	ربیع الاول ۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ ۵۲۲ هـ
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاه	غیاث الدین تغلقشاه	ترک		۵۲۲ هـ ۵۲۳ هـ ۵۲۴ هـ	ربیع الاول تغلق آباد	دلی بعد دولت آباد و بارنوبلی	۲ سال چند ماه	بست و نیم محمد ۵۲۲ هـ ۵۲۳ هـ ۵۲۴ هـ
۱۶۲	فیروز شاه تغلقشاه	سالار جرب برادر خرد	ترک	۶۹۹ هـ ۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ	بست و سوم محمد ۵۲۲ هـ ۵۲۳ هـ ۵۲۴ هـ	شهر دلی سجوا	سال چند ماه	۲۰ روز ۲۰ روز	سین و دوم رمضان ۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ
	غیاث الدین محمد تغلقشاه				۵۲۲ هـ ۵۲۳ هـ ۵۲۴ هـ				
	شاهزاده فتح خان فیروزشاه				۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ				
	ناصر الدین محمد شاه فیروزشاه				۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ ۷۱۱ هـ				
۱۶۳	سلطان الدین تغلقشاه ثانی	شاهزاده فتح خان	ترک		۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ	فیروز آباد	دلی	۸ ماه چند روز	بست و یکم ۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ
۱۶۴	ابوبکر شاه	خلفه بن فیروزشاه	ترک		۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ	صفیر فیروز آباد	دلی	یک سال چند روز	بست و یکم ۷۰۸ هـ ۷۰۹ هـ ۷۱۰ هـ

مرتبہ عمر	مدفن	حالات
۳۳ سال	خاص حوض	بیمار ہو کر جلالیسرین مر گیا یہاں یون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
خاص حوض		بیمار ہو کر مر گیا بعد اسکے پندرہ روز تک امر میں گفتگو رہی کہ کس کو بادشاہ کریں آخر محمود شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت میں نہایت تزلزل ہا سعاد خان نے نصرت شاہ کو فیروز آباد میں تخت پر بیٹھادیا تھا اور پھر اقبال خان فیروز آباد پر قابض ہو گیا اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر گیا اور اسی میدان میں امریت پور بھی لی میں لایا آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہو کر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مر گیا اور انے دولت خان کو بادشاہ کیا
۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم	سمرقند	
		خضر خان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کو شک سیر میں محصور ہوا آخر کار خضر خان کے پاس چلا آیا اور اسنے فیروز آباد میں قید کیا اور وہیں مر گیا
دہلی		اٹاؤسے میں بیمار ہو کر دلی میں آیا اور مر گیا اور اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خواجه	محل خواجه	دار السلطنه	ملکوت قری	سال وفات
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاه	فیروز شاه	ترک	روز شنبه ۱۲ جمادی الاول ۹۲۰ هـ	نور دهم رمضان ۹۲۰ هـ	فیروز آباد	دهلی	۳ سال ۵ ماه چند یوم هفتدستم بروج الاول ۹۲۰ هـ	۱۲۹۳ هـ
۱۶۶	علاءالدین سکند شاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	روز شنبه ۱۲ جمادی الاول ۹۲۰ هـ	نور دهم بروج الاول ۹۲۰ هـ	فیروز آباد	دهلی	یک ماه چند یوم	۱۲۹۳ هـ
	ناصرالدین محمود شاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	جمادی الاولی ۹۲۰ هـ	فیروز آباد	دهلی	۱۹ سال ۸ ماه چند	ذیقعه ۱۵۰۰ هـ	۱۲۹۳ هـ
۱۶۷	ناصرالدین نصرت شاه	شاهزاده فتح خان بن فیروز شاه		۹۲۰ هـ	شهر فیروز آباد		یوم	۱۲۹۳ هـ	۱۲۹۳ هـ
	اقبال خان عرف ملو	بیجان		۹۲۰ هـ	کوشک سبز				۱۲۹۳ هـ
	امیر تیمور طراغان	امیر	چغتای	شب شنبه ۱۲ جمادی الاول ۹۲۰ هـ	شهر فیروز آباد	سهند	۱۵ یوم	شعبان ۹۲۰ هـ	۱۲۹۳ هـ
۱۶۸	دولت خان	لود		۹۲۰ هـ	محرم ۹۲۰ هـ	کوشک سبز	دهلی	یک سال ۴ ماه چند یوم	۱۲۹۳ هـ
۱۶۹	خضر خان ملک سلیمان	سید		۹۲۰ هـ	باز دهم بروج الاول ۹۲۰ هـ	کوشک سبز	دهلی	۳ سال ۵ ماه دو یوم	۱۲۹۳ هـ

دستبرد	حالات
دہلی سارک کوٹہ	قلعہ مبارک آباد چین اس بادشاہ دہلی کے کناسے پر بنایا تھا میران صدور قاضی عبد اللہ اس بادشاہ کو مار ڈالا اور مژدہ الملک کے رکن خبر کی اور اس نے صلح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
دہلی سارک کوٹہ	بیمار ہو کر مر گیا اور اس کا بیٹا بادشاہ ہوا
	بادشاہ بد اون مین جا پڑا اور ملک بھول لودھی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بٹھایا
دہلی سارک کوٹہ	بیمار ہو کر مر گیا اور قاتلان نے اس کے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
دہلی	اس بادشاہ کے عہد میں ہندوؤں نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
	پانی پت کے میدان میں بابر بادشاہ کی لڑائی میں مارا گیا اور مغلوں کے پانی پت خاندان میں بادشاہت چلی گئی۔
۴۹ سال چند ماہ	کابل بیمار ہو کر مر گیا۔
۵۳ سال ۵ ماہ ۱۰ روز	دہلی شہر شہزادہ کی لڑائی میں شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خورشید	محل تولد	در اسلامت	بخت طاعتی	سال وفات
۱۴۰	میرالدین ابوالفتح مبارک شاه	خضر خان	سید		هفتادم جمادی اولی ۸۲۲ هـ ۱۴۲۵ ع	کوشک سیری	دهلی	سال ۱۳ یک ماه چند یوم	نهم حجب ۸۲۶ هـ ۱۴۲۸ ع
۱۴۱	سلطان محمد شاه	فرید خان خضر خان	سید		نهم حجب ۸۲۶ هـ ۱۴۲۸ ع	کوشک سیری	دهلی	سال ۱۳ چند ماه	۸۲۹ هـ ۱۴۳۱ ع
۱۴۲	سلطان علاء الدین عالم شاه	محمد شاه	سید		۸۲۹ هـ ۱۴۳۱ ع	کوشک سیری	دهلی	سال ۱۳ چند ماه	۸۳۳ هـ ۱۴۳۵ ع
۱۴۳	سلطان بهلول لوسف	ملک کالا لود			هفتادم ربیع الاول ۸۳۵ هـ ۱۴۳۷ ع	کوشک سیری	دهلی	سال ۱۳ ۸ ماه ۴ یوم	۸۳۶ هـ ۱۴۳۸ ع
۱۴۴	سلطان سکندر	سلطان بهلول	لود		۸۳۶ هـ ۱۴۳۸ ع	قصبه جلالی	دهلی بعده آگره	سال ۱۴ ربیع الثانی چند ماه	روز یکشنبه هفتم ذی القعدة ۸۳۷ هـ ۱۴۳۹ ع
۱۴۵	سلطان ایسم	سلطان سکندر	لود		ذی القعدة ۸۳۷ هـ ۱۴۳۹ ع	آگره	آگره	سال ۱۴ چند ماه	هشتم حجب ۸۳۸ هـ ۱۴۴۰ ع
۱۴۶	ظیر الدین محمد بابر بادشاه	عمر شیخ میرزا	چغتای	۸۸۸ هـ ۱۴۸۵ ع	حج ۸۳۸ هـ ۱۴۴۰ ع	دهلی	آگره	سال ۱۴ چند ماه	روز دوشنبه ششم جمادی اولی ۸۳۹ هـ ۱۴۴۱ ع
۱۴۷	ظیر الدین بک بادشاه	بابر بادشاه	چغتای	۸۸۸ هـ ۱۴۸۵ ع	ذی القعدة جمادی اولی ۸۳۹ هـ ۱۴۴۱ ع	آگره	آگره بعده دهلی	سال ۱۴ ربیع الثانی چند یوم	یازدهم ربیع الاول ۸۳۹ هـ ۱۴۴۱ ع

مدت عمر مدفون	حالات
۴۴ سال ۸ ماہ چند یوم	سہرام کالنجہر کے قلعہ کی لڑائی میں بارہوی سے جلا کر مر گیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم	بیمار ہو کر مر گیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
۱۲ سال چند یوم	مبارز خان اسکے مامون نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
	ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال	احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑ کر شکست پائی
	ہمایون بادشاہ سے شکست پا کر بنگالے کی طرف بھاگ گیا
۹ سال ۳ ماہ ۲۲ یوم	دہلی مقبرہ شیر منڈل واقع قلعہ کھنڈ میں اور تے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

شماره	نام فرمان و	نام پدر	قوم	سال تولد	محل تولد	دار السلطنه	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب بشیر شاه	حسن	سور پنجان	ربیع ثانی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	اگره	دہلی	سال ۲ ماه ۵ ایوم
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	شیر شاہ	سور پنجان	صفر ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	پانزدہم ربیع الاول ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	سال ۲ ماه ۱۰ ایوم
۱۸۰	فیروز شاہ	اسلام شاہ	سور پنجان	ربیع ثانی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	بست و نهم جمادی الاولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	سال ۲ ماه ۱۰ ایوم
۱۸۱	سباز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	نظام خان	سور پنجان	شعبان ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	بست و نهم جمادی الاولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	کمال ۱۱ ماه ۷ ایوم
۱۸۲	سلطان بہرہم	.	سور پنجان	شعبان ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	بست و نهم جمادی الاولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	سال ۲ ماه ۳ ایوم
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	حسین خان	سور پنجان	ربیع ثانی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	نہم و جیب اول ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	فج	دہلی
۱۸۴	نصیر الدین محمد بادشاہ مرتضی	بابر بادشاہ	چغتای	ربیع ثانی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	رمضان ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	سال ۲ ماه چند ایوم

عصرِ مدفن	حالات
۶۲ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم الک آباد بمقام ہشتنگا معروف بسکندہ	بیمار ہو کر مر گیا۔
۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم لاہور	بیمار ہو کر مر گیا امرانے بنظر مصلحت دا اور بخش کو بادشاہ کر دیا اور خفیہ شاہ جہان کو بلا لیا۔
۲۶ سال	جب کہ شاہ جہان لاہور میں پونہچا آصف خان نے اس بیچائے کو مار ڈالا اور شاہ جہان کو تخت پر بٹھایا۔
۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کر کر خود تخت پر بیٹھا اور شاہ جہان نے سال نہم جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔
۷ سال ۷ یوم آگرہ اورنگ	بیمار ہو کر مر گیا محمد معظم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیوں سے لڑ کر فتحیاب ہوا۔
۶ سال ۶ ماہ دہلی قطب مقبورہ ہمایون	بمقام موضع جاجو مضاف صوبہ الکر آباد میں اپنے بھائی سے لڑ کر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہو کر مر گیا اور اسکے بیٹوں میں بادشاہ پر لڑائی ہوئی اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خراج	محل خراج	دار السلطنت	دار السلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاه	همایون بادشاه	چغتای	دومین شنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	دومین شنبه الثانی ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	کلاوور	اگره	۵۱ سال ۲ ماه ۱۱ یوم	چهارشنبه پنجشنبه جمادی الاولی ۵۵۵ ۵۵۲
۱۸۶	ابولطف نورالدین جهانگیر بادشاه	اکبر بادشاه	چغتای	روز جمعه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	روز جمعه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	اگره	اگره	۲ سال ۸ ماه ۱۳ یوم	پنجشنبه پنجشنبه ۵۵۵ ۵۵۲
۱۸۷	میرزا بلاتی الحاج طایب سلطان داور بخش	شاهزاده سلطان خسرو بن جهانگیر	چغتای	دفعه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	دفعه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	راچی	اگره	۲ ماه چند یوم	۳۶ ساله ۱۶۲۶ ۶
۱۸۸	شهاب الدین محمد شایهجان بادشاه	جهانگیر بادشاه	چغتای	پنجشنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	پنجشنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	لاهور	اگره	۳۲ سال چند ماه	شب و دو شنبه پنجشنبه ۶۰۴ ۵۵۵ ۵۵۲
۱۸۹	ابولطف محمد الدین اوزنگزیب عالمگیر	شاه جهان	چغتای	پنجشنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	پنجشنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	راچی	اگره	۲۴ یوم	روز جمعه پنجشنبه ۵۵۵ ۵۵۲
۱۹۰	محمد غلام لقب بهادر شاه	اوزنگزیب عالمگیر	چغتای	پنجشنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	پنجشنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۵۵۵ ۵۵۲	لاهور	اگره	۱۸ سال یک ماه ۱۱ یوم	پنجشنبه پنجشنبه ۵۵۵ ۵۵۲
	محمد عظم شاه	عالمگیر		۱۱۹ ساله ۵۵۵	۱۱۹ ساله ۵۵۵	راچی	اگره		۱۹ ساله ۵۵۵

حالات	مدت	دفن
فرخ سیر سے لڑ کر پکڑا گیا اور قلعہ دہلی میں مارا گیا۔	۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون
عبد اللہ خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مار ڈالا۔	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صبح مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر گیا عبداللہ خان اور حسین علی خان نے رقیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبر آباد میں ہزارے متر سینے نیکو سیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکو سیر پکڑا گیا۔	۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون
بیمار سی مر گیا عبداللہ خان اور حسین علی خان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علی خان کو بادشاہ مرزا والا عبداللہ خان نے سلطان اکبر کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ غلو ہو گیا۔	۱۸ سال ۹ ماہ ۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر مر گیا اور اسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔	۳۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء
عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کر کر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کے بیمار سی مر گیا۔	۸۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خواجه	محل خواجه	دار السلطنت	درت سلطنت	سال لاد
۱۹۱	مغز الدین بن شاه	شاه عالم	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	روز جمعه
	عظیم الشان	بہادر شاہ		۱۶۹۱	۱۲۰۵	فتح لاہور		۱۱۰۵	بستہ نم
	رفیع الشان			۱۶۹۱	۱۲۰۵	بجکالہ		۱۱۰۵	۱۲۰۵
۱۹۲	جلال الدین	عظیم الشان	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	فرخ سیر	بہادر شاہ		۱۶۹۱	۱۲۰۵	فتح لاہور		۱۱۰۵	بستہ نم
	محمد ابو البرکات	رفیع الشان	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
۱۹۳	سلطان فیض الجبار	بہادر شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	شمس الدین فیض الدین	رفیع الشان	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	شاهجهان بکشاہ	بہادر شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
۱۹۴	روشن اختر ابو الفتح	محمد شاہ بادشاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	محمد شاہ بادشاہ	بہادر شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
۱۹۵	نادر شاہ	محمد شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	محمد شاہ	بہادر شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
۱۹۶	مجاہد الدین ابو الفتح	محمد شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	احمد شاہ بادشاہ	بہادر شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵
	محمد شاہ	بہادر شاہ	چغتای	دومین	۲۲ هـ	شاهجهان	دہلی	۱۱۰۵	۱۲۰۵

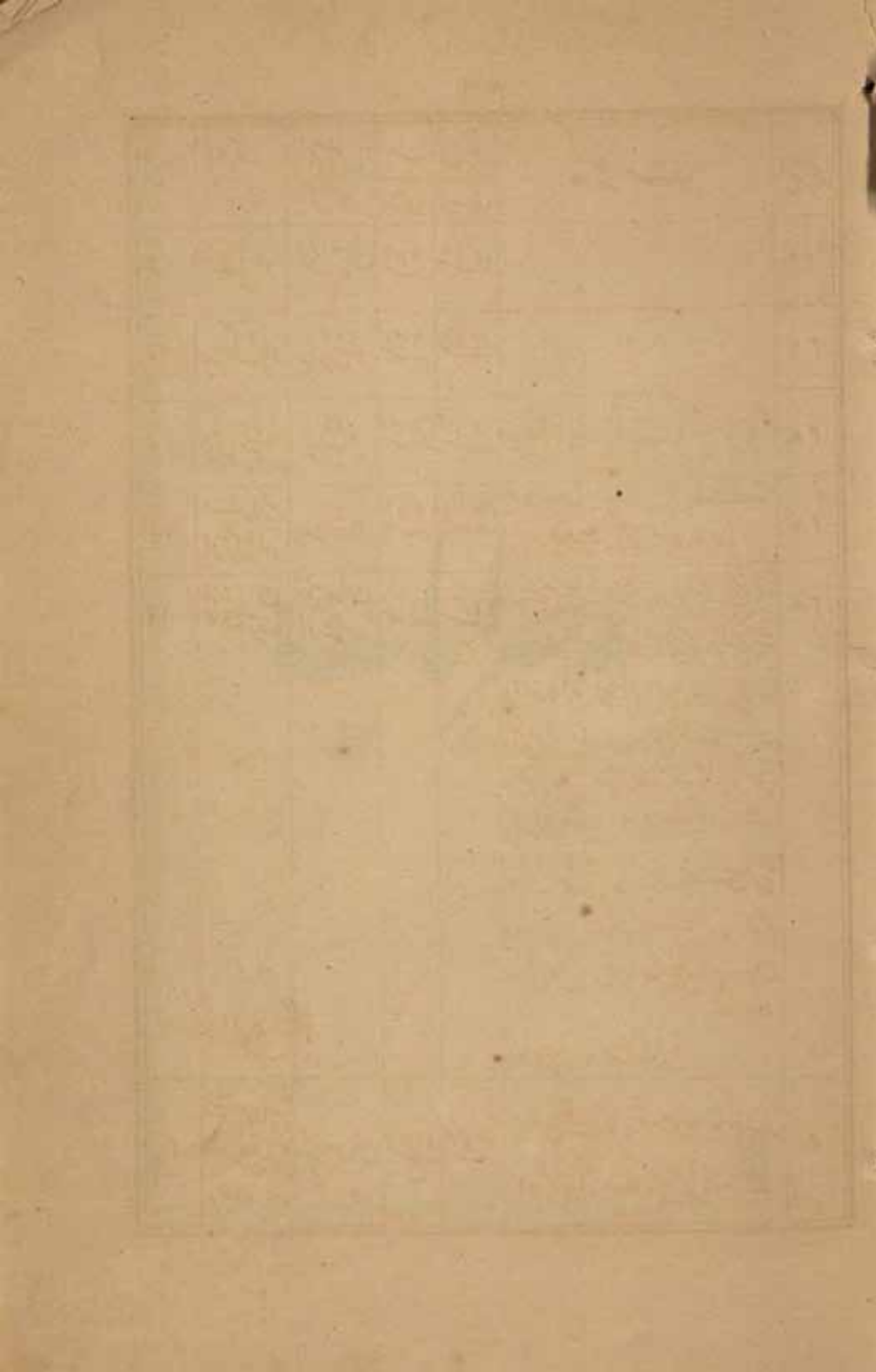
مدت عمر	مدفن	حالات
۳۷ سال چند ماہ	دہلی مقبرہ بہایون	عماد الملک کے کنے ستراج یا سرخان اور مہدی قلی خان نے مار ڈالا اور محی الملک کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے مین تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔
۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مائے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی غلامداری ہو نیکی تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۶ سال ۱۰ ماہ ۲۱ یوم	قلعہ وتر دہلی قطب صاحب	اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہو گئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔
۶۸ سال	قلعہ وتر	
۷۲ سال	قلعہ وتر	جو کہ شاہ ولیم چہارم کے کوئی وارث منکوچہ صحیحہ سے نہ تھا اس واسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکہ وکٹوریہ کے قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال خلع	سال وفات	روز و چشمنه
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر شانی احمد شاه درانی	مهر الدین جهاندار شاه	چغتای	۱۰۹۹ هـ ۱۸۸۶ م ۶	روز و چشمنه ۱۸۸۶ م ۶	دبی	سال ۵ ۲۸ یوم
۱۹۸	ابوالخلف جمال الدین سلطان عالی گوهر شاه عالم باوشاه احمد شاه درانی	عالمگیر شانی	چغتای	۱۱۰۰ هـ ۱۸۸۷ م ۶	چهاردهم جمادی الاولی ۱۸۸۷ م ۶	دبی	۳۵ سال ۲۱ یوم
۱۹۹	شاه جابر سوم ابوالنصر معین الدین اکبر شاه	احمد شاه	جرمن	۱۳۹۰ هـ ۱۸۷۳ م ۶	چهاردهم روز چهارشنبه ۱۸۷۳ م ۶	لندن	سال ۴ ۲۱ یوم
۲۰۰	شاه جارج چهارم	جارج سوم	جرمن	۱۷۶۲ هـ ۱۸۳۶ م ۶	لندن	لندن	سال ۱ ۵ ماه ۹ یوم
۲۰۱	شاه ولیم چهارم ابوالخلف سراج الدین محمد بادر شاه	جارج سوم	جرمن	۱۷۶۵ هـ ۱۸۳۹ م ۶	لندن	لندن	سال ۱ ۱۱ ماه ۲۳ یوم
۲۰۲	ملکه ویکتوریه	جارج سوم	جرمن	۱۸۱۹ هـ ۱۸۳۵ م ۵	لندن	لندن	

نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
		ہجری	عیسوی		
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	۶۸۸	۱۲۸۹		۱۶
	کوشک سبز	۶۸۸	۱۲۸۹	کوشک لعل میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علانی قلعہ علانی یا کوشک سیر	۷۲۳	۱۳۲۳		۱۷
	قصہ ہزار ستون	۷۲۳	۱۳۲۳	کوشک سیر میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تعلق آباد	۷۲۱	۱۳۲۱		۱۹
۱۱	عادل آباد یا عمارت نستون	۷۲۸	۱۳۲۸		۲۰
	جہان پناہ	۷۲۸	۱۳۲۸	دہلی علانی اور دہلی کھنہ یعنی قلعہ راجپوتوں کو ملا	۲۲
۱۲	کوشک مندر یا بیچ منزل	۷۲۸	۱۳۲۸	جہان پناہ کی تفصیل کا ایک برج ہے	۲۲
	کوشک فیروز شاہ یا کوٹہ فیروز شاہ	۷۵۵	۱۳۵۵		۲۳
۱۳	شہر فیروز آباد	۷۵۵	۱۳۵۵	اسی کوٹہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
۱۴	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	۷۵۵	۱۳۵۵		۲۵

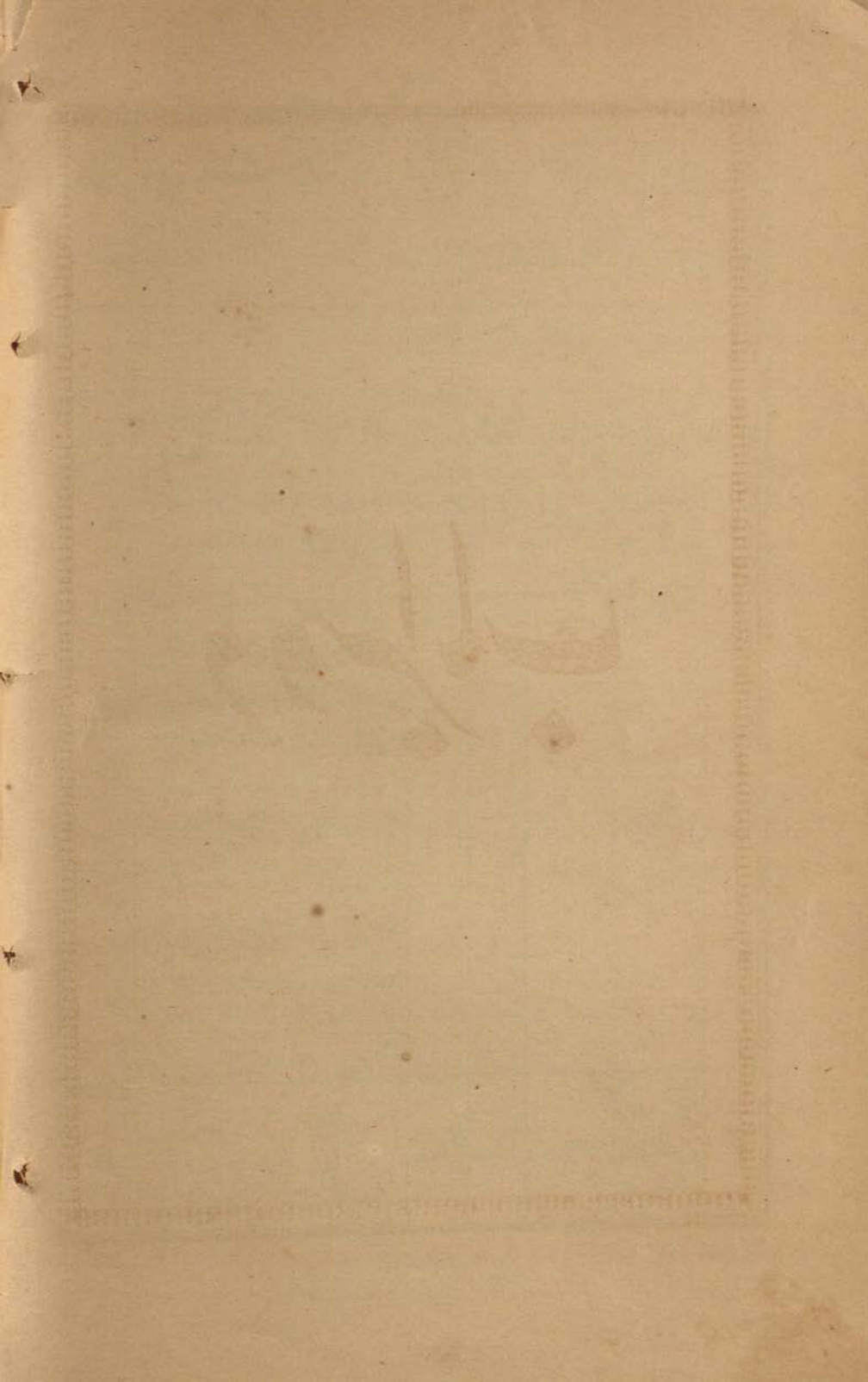
فہرست دوسری باب آثار الصنادید کی حسین دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان ہے

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام محل بانی کا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
			ہجری	عیسیٰ		
۱	اندربٹ	جد ہشتر	۰	۱۱۵۰	۶	۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰	۱۱۹۲	۷	۷
۳	پرانا قلعہ یادین پناہ یا شیر گدہ	انکیال تنور	۵۳۸	۱۱۴۶	۹	۹
۴	قلعہ آچھورا قصر سفید	رامی پتھورا قطب الدین ایبک	۵۳۸	۱۲۰۵	۱۲	۱۲
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	۶۶۳	۱۲۶۵	۱۴	۱۴
۶	قلعہ مرغن یا غیاث علی	غیاث الدین بلبن	۶۶۶	۱۲۶۸	۱۵	۱۵
۷	کیلوٹھی قصر معز	معز الدین کیقباد	۶۸۵	۱۲۸۶	۱۶	۱۶



نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام محل بانی کا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
			ہجری	عیسوی		
۱۵	خضر آباد	خضر خان	۸۲۱	۱۴۱۸		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	۸۳۴	۱۴۳۱		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	۹۲۸	۱۵۲۱	شہر کا بانی وازدہ بنگال کے پارس جو کہ	۲۷
۱۸	سیرگندہ یا نورگندہ	اسلام شاہ	۹۵۳	۱۵۴۶	نور الدین جہانگیر کو قلعہ میں بل اسکے سامنے بنا اور اسی وقت سے نورگندہ اسکا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ جہان بادشاہ	شاہ جہان بادشاہ	۱۰۲۸	۱۶۳۸	قلعہ کے بنائے ہوئے ہیں اس قلعہ میں تالین بنی اس قلعہ میں شاہ جہان نے بنائے ہوئے مکان نامی ہوئے ہیں دلی دروازہ لاہوری وازدہ منجھتہ نقارخانہ یا قیابول دیوان عام منجھتہ سنگین خاص محل امتیاز محل از رنگ محل و تصویر پہچکاری سنگین ارفیوس کلاؤنت موافق مرتفع ریفیل مصو بیٹھکسی تختی برج اسد برج شاہ جہان دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات پنجش مع ساون بھاؤن شاہ برج مہتاب باغ	۲۸
۲۰	شہر جہان آباد مع حالی آباد و فیض نگر	شاہ جہان	۱۰۵۸	۱۶۴۸	اسی قلعہ کا یہ شہر جو اب تک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۲۹

دو جلاب



واقع ہو جسین ہندوستان ہو اور ہندوستان کے تین ٹکڑے بین اون
 بین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان میں ہو طول اسکا انگریزی
 حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہو پہلے حساب سے میں
 درجہ کم ہو اسکے سوا اور کسی حساب میں مشرق نہیں یہ شہر بہت پرانا
 ہو اگرچہ یہاں کے راجہ کبھی مکہ فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج
 اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابع دار ہے اور کبھی خود بھی بغیر کسی
 تابع داری کے حکومت کی الاجب سے یہ شہر آباد ہو اور اجاؤن کی دار الحکومت
 اور بادشاہوں کی دار السلطنت سے خالی نہیں رہا صرف آٹھ زمانے
 ایسے گزرے ہیں کہ اون دفون میں یہاں دار السلطنت نہیں رہی ایک تو
 وہ زمانہ ہو کہ جب راجہ جد ہشتر نے راجہ جرجو دھن پرستج پائی اور یہاں سے
 اوٹھ کر ہستنا پور میں راج کیا اور سات پشت تک وہیں راج رہا جب لمبی
 عرف راجہ دشت وان راجہ ہوا اسکے زمانے میں گنگا ایسی زور سے
 چڑھی کہ سارا شہر ہستنا پور کا یہ گیا تب اس راجہ نے پہلے کوشکی ندی
 کے کنارے دکن کے ملک میں شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھر
 یہاں چلا آیا اور اسی مہتمام کو دار الحکومت رکھا دوسرا وہ زمانہ ہو کہ جب
 راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پرستج پائی اور اس شہر
 کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر میں اسکی طرف سے

ہا بھارت

بھاگوت

خلافت التورک
 دراجاؤن

دوسرا باب

دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کے بیان میں

بیاونقش عمارات شہر یاران بین کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہت و شکست
یونانی حکیموں نے تمام رے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہیں اور ہر ایک
ٹکڑے کا نام اسلیم رکھا ہے ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہے
اور قطب شمالی کی جانب ملتے ہیں یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم میں ہے
طول اسکا جزائر خالدا سے ایک سو چودہ درجے اور ارتیس دقیقہ ہے اور
عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا
دن یہاں تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہے انگریزی مہیائے جدید میں تمام
رے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہیں اس حساب بموجب دلی ایشیہ بین

ایران

جزائر

اور جب کا دل چاہے یہاں ہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت
 یادگار ہے اور شاید ہے کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعۃً نہ ویران
 ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہے کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار لینے کا
 ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر اگرہ کو دار السلطنت کیا اور اس زمانے میں اکبر آباد میں
 پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین
 اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہے اور سلطان ابراہیم اسکے بیٹے نے بھی وہیں
 پائے تخت رکھا یہاں تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم
 لودھی پر فتح پائی تو اس زمانے میں اسکا تختگاہ دار الخلافت اگرہ تھا بعد اسکے
 ہمایون بادشاہ نے اولاً اگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا ستوان
 وہ زمانہ ہے کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے اگرہ میں قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور
 اکبر آباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہاں صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک
 یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھواں
 اب حال کا زمانہ ہے کہ جب شاہجہاں جارج سوم کے عہد میں تمبرلشہ عہد میں
 جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہاں کا دار الخلافت
 منقطع ہو گیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوؤں کے وقت میں بھی
 یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانوں کے وقت میں بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا
 جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہوا اسکے جنوب کو چودہ میل تک

توڑ کر بجائی

اکبر آباد

صوبے دار رہتا تھا اسکے بعد جو کیون کی حکومت میں یہ شہر ہر دار الحکومت
 ہو گیا تیسرا زمانہ وہ ہے کہ جب رائے پتھورائے اجمیر کا قلعہ بنایا اور
 وہاں دار الحکومت ٹھہرایا اور دلی میں کھانٹے رائے اپنے بھائی کو
 صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہے کہ ۷۷۷ھ ہجری مطابق ۱۲۷۷ء عیسوی کے
 سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنویں کو مراجعت کی اور قطب الدین
 ایک سو سالار کو دلی کا صوبہ کر کے چھوڑا پانچواں وہ زمانہ ہے کہ جب ۷۸۷ھ
 ہجری مطابق ۱۲۸۷ء عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دار السلطنت
 ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ میں ہو تو
 اس نے دلی کو چھوڑ کر دیو کر میں دار السلطنت کیا اور دولت آباد اس کا
 نام رکھا اور جو کہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعہ
 دلی کے رہنے والوں کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد
 میں جا رہیں اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی میں رہنے نہ پائے ناچار
 سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہو گیا کہ حقیقت دلی
 میں ایک آدمی نام کو بھی نہ رہا تھا کیا کہ دلی ویران ہو گئی جنگل کے جانور
 دن رات دلی میں رہنے لگے جو کہ دیو کر یعنی دولت آباد مغلوں کی سرحد سے
 بہت دور جا پڑا تھا اس واسطے بادشاہ نے ۷۹۷ھ ہجری مطابق ۱۲۹۷ء کے
 پھر دلی میں مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جس کا دل چاہے دلی میں جا کر رہے

تاج المان
 تاج خورشید

مہاراجہ
دہلی کے راجہ

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہو جو اس اور بہشت کا راجہ ہو پہلے زمانے میں
یہاں کے راجاؤں کی تختگاہ ہستنا پور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل
دور ہو جب راجہ جد ہشتر اور راجہ جرجو دھن میں بگاڑ ہوا تو راجہ جد ہشتر نے یہ
شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دوا پر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی
تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہ زمانہ صحیح نہیں
معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہو صحیح حساب سے یوں
تحقیق ہوا ہو کہ واقعہ مہا بھارت اور راجہ جد ہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار
چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی
صحیح زمانہ ہو اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہیں رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے
جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہوا اندر پت کی زمین کہلاتی ہو
مگر خاص اندر پت کی آبادی اب نہیں رہی ساری زمین میں زراعت ہوتی ہو
اور وہاں کے زمیندار پڑانے قلعے میں بستے ہیں اور یہ سب پہلا شہر ہو جو یہاں
آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیاں اسکے آس پاس ہوتی رہیں۔

دہلی

حضرت دہلی کنف عدل و داد جنت عدن ست کہ آباد باد
اس بات میں بڑا اختلاف ہو کہ اندر پت کا نام کیسے دلی ہو گیا یہ بات بہت مشہور ہو
کہ راجہ دلیپ نے جو سورج بنیوں میں اور چند بنیوں میں کا ایک راجہ ہو

مہاراجہ
دہلی کے راجہ

پُرلے قلعے اور پُرلے شہر اور پُرانی عمارتیں موجود ہیں جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اراجاؤں اور بادشاہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں ایسا نام لے ہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ اون میں سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور سرداروں نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر اون میں سے اب تک موجود ہیں اس واسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہیں۔

اندر پست

پہلے اندر پست اوس میدان کا نام تھا جو پُرلے قلعہ اور دیسے کے خونی دروازے کے درمیان میں ہے ہندوؤں کے اعتقاد میں اندر نام ہی کا اس کے راجہ کا جو ہندوؤں کے مذہب میں ایک مقرری راجہ ہے اور پست کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے ملے ہوئے لبوں کو ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ یہاں اچھ اندر نے کسی فرضی زمانے میں دونوں ہاتھ بھر کر موتیوں کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندر پست کہتے ہیں کثرت استعمال سے اے اور سین حذف ہو گیا اور اندر پست مشہور ہو گیا مگر میری سمجھ میں یہ معنی تو ایسے ہی ہیں جیسے اور ہندوؤں کی کہانیاں صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پست کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہیں جب یہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندر پست نام رکھا

پست
پست
نام

پُرانا قلعہ

یہ پُرانا قلعہ جو شہر شاہجان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروازے کے
 باہر و میل کے فاصلے پر واقع ہو وہی قلعہ ہے جسکو راجہ انکیال تو نور نے اپنے
 عہد حکومت میں بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابوں میں مسلمان بادشاہوں کے حال
 میں اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکھا ہے اس راجہ نے اس قلعہ کے دروازے
 پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلووں میں کانسنے کے گھنٹے لٹکائے
 تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلامزا حمت جانا چاہتا تھا اون گھنٹوں کو
 بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا۔ ۱۷۷۱ء ہجری مطابق
 ۱۷۷۱ء عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے الا اب نہیں ہیں معلوم نہیں کہ کب ٹوٹے
 آئین الہری میں اس قلعہ کا بتنا اور راجہ انکیال تنور کا راجہ ہونا سٹٹ بکرماجیت
 مطابق ۱۷۷۱ء عیسوی میں لکھا ہے اور اس کتاب پر بھروسہ کر کے ہر ایک تاریخ والے
 نے اسی سن کو نقل کر دیا ہے مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ سن بالکل
 غلط ہیں کیونکہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ سٹٹ سے سٹٹ تک تنوروں کے
 خاندان میں بیس آدمیوں نے راج کیا اور اسکے بعد سٹٹ مطابق ۱۷۷۱ء ع
 میں بلید یوچو ہان راجہ ہوا اور اسکی سات پشت نے رے پتھور تک پچانو
 برس سات مہینے راج کیا اور رے پتھور کو جوچو ہان میں کاخیر سا توان
 راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانوں کے گھرانے

آئین الہری
 قلعہ شاہجان آباد

۱۷۷۱ء
 رے پتھور

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ ہندوؤں کی
 اگلی پوتھیوں میں باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہو مگر کہیں دلی کا نام نہیں بلکہ
 جہان لکھا ہوا اندر پرت ہی کر کر لکھا ہوا اور بعضی تاریخ نویسین لکھا ہوا کہ شہر سحر مطابقت
 ۱۹۹۷ء کے تنورون کے خاندان میں سے ایک راجہ نے شہر اندر پرت کے برابر
 دہلی شہر بسایا اور جو کہ وہاں کی زمین نرم تھی اور ہندی میں دہلی نرم زمین کو کہتے
 ہیں جہان میخ نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کر کر مشہور ہو گئی مگر اس سنہ میں
 تنورون کے خاندان میں حکومت تھی اور نہ اس سبب سے دلی نام پر جانا قریب قیاس
 ہوا اس واسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہیں مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہے یہ
 کہ راجہ دہلو قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے
 ہیں اندر پرت میں اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام
 دہلی کا دہلو ہے چنانچہ امیر خسرو جلال الدین فیروز شاہ کو خطاب کر دہلو کا لفظ ایک شعر میں لکھا ہے
 یا ناک اچم بخش نازا خور بفرما بار گیر یا بفرما وہ کہ گردون شینم دہلو روم
 راجہ دہلو راجہ یورس یعنی نور راجہ لکھنؤ کے ہم عصر تھا اور اوس کی لڑائی میں
 مارا گیا اور قنوج تک راجہ فور کا عمل ہو گیا اوس کے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن
 یعنی مقدونیہ نے راجہ فور پر تلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے
 تک یعنی قنوج تک عمل کر لیا یہ واقعہ تین سو اٹھائیس سال قبل حضرت
 مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بسنے کا خیال ہو سکتا ہے۔

تاریخ ہند

نزدیک دہلی

مرقاۃ

جولہ

البروج

اور کسی تاریخ کسی تھی فیصل اس قلعہ کی چوڑائی اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت
 عریض بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہے اور اکثر برج بھی گرتے ہیں
 اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہو گئے ہیں اور اندر پت کے
 زمینداروں نے کچے پکے مکان بنالیے ہیں پرانی عمارتوں میں سے ایک مسجد اور
 ایک شیر منڈل باقی رہ گیا ہے اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیاں ہیں
 ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہو مدت سے بند ہے اور لوگ
 اس کو طلاق دروازہ کہتے ہیں مشہور ہے کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے
 کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اس لیے بند کر دیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازہ کو
 کھولیں تو اون پر طلاق ہو مگر یہ افواہ ہے کچھ قابل اعتماد کے نہیں اس قلعہ سے ملایہ
 جانب غرب دریا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاروں
 طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازوں کے سامنے پل بنائے تھے
 چنانچہ اب تک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہے شیر شاہ نے بھی
 اپنے زمانہ بادشاہت میں اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی
 سبب سے شیر شاہ کے وقت میں یہ قلعہ شیر گڑھ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ
 عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہو غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ اور شیر شاہ
 کی ہو کیونکہ انکے بارتنور کے زمانے کی عمارت کا اس ہیئت پر باقی رہنا سبب
 امتداد زمانہ اکثر کے خیال میں نہیں آتا۔

تاریخ پراگشہ
 نمبر ۱۰۰
 جلد ۱
 ۱۷۵۹ء
 عالمگیری

میں حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جائے تو لازم آتا
 ہو کہ ستمگت بکراجیت مطابق ستمہ ع موافق ستمگت بکراجیت میں سلطان شہاب الدین
 غوری دلی میں آیا ہوا وریہ بات بالکل غلط ہو کیونکہ سلطان شہاب الدین کا
 دلی کو فتح کرنا اور اسے پتھورا کا مارا جانا یقیناً ستمہ بکراجیت مطابق ستمہ ع
 موافق ستمگت بکراجیت کے ہوا و معتبر تاریخوں میں بھی یہی سن لکھے ہیں
 اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہیں اور
 خود آئین اکبری میں بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی ستمہ بکراجیت لکھ
 رکھے ہیں پس ظاہر ہو کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی میں آنا
 ستمہ بکراجیت مطابق ستمہ عیسوی میں نکلتا ہو بالکل غلط ہو صحیح حساب ثابت ہوتا
 کہ راجہ انکیال تنور ستمگت بکراجیت مطابق ستمہ ع موافق ستمہ بکراجیت کے دلی
 میں راجہ ہوا اور اس نے یہ قلعہ بنایا جسکو آج تک گیارہ سو چھتر برس کا عرصہ
 گزرتا ہو اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہیں اور سلطان شہاب الدین کا بھی
 دلی میں آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہو۔

تاج المآثر

دین پناہ

نصیر الدین بہاؤن بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گڑھ کی فتح کے بعد ستمہ بکراجیت
 مطابق ستمہ ع کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سرے سے شہر بسایا
 اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اس زمانے کے منشیوں نے شہر بادشاہ دین پناہ

اکبر نامہ

قطب الدین ایک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ میں رہتے تھے مسئلہ پھر
مطابق ۱۲۹۹ء عیسویں جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکھڑی کے پاس نیا
شہر آباد کیا تو یہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا
ہو کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسوں نے بیعت کی تو نئے
شہر سے لا کر پرانی دلی میں اگلے بادشاہوں کی تختگاہ میں تخت پر بٹھایا اور اس
زمانے کے اگلے بادشاہوں کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رے پتھور کے قلعہ میں
سلطان قطب الدین ایک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توڑکھٹوری
میں جس قلعہ کو قلعہ دہلی کہنے لکھا ہو وہ یہی قلعہ ہے۔

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب میں ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہیں کہ راجہ پتھور
کے وقت میں اوسکا کیا نام تھا مگر مسلمانوں کے وقت میں اوسکو غزنی دروازہ
کہتے تھے اس واسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ میں داخل ہوئی
تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے کوئی دروازہ نہ تھا۔

قصر سفید

اسی قلعہ رے پتھور میں سلطان قطب الدین ایک نے اپنے زمانہ بادشاہت میں
جو ۱۲۹۹ء عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا
قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر ہے جس میں ملک اختیار الدین استگین وزیر

تاریخ مذکورہ

تاریخ مذکورہ

توڑکھٹوری

تاریخ مذکورہ

قلعہ رائے پھورا

خلاصہ تاریخ

جبکہ تنویر کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانوں کے پاس بونجی اور رائے پھورا راہ ہوا اور اسے سمت ایک ہزار دو سو بکر حاجت مطابق ۴۳ عیسوی موافق ۱۰۳۵ ہجری میں یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے میں قلعہ بالکل منہدم ہو گیا ہو لیکن کہیں ٹوٹی چھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہو یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہوا اور اسکے گرد پہاڑوں میں خندق بنائی تھی اور اس خندق میں تمام جنگلوں کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اس میں پانی رہتا تھا اب بھی کہیں کہیں پانی کے رکاوٹ کے بند پائے جاتے ہیں دیوار غربی اس قلعہ کی کچھ کچھ قائم ہو اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہو اور غرین دروائے کا بھی ڈھیر معلوم ہوتا ہو میں نے اس طرف کی دیوار کو اسطراب کے عمل سے ناپا تو پینسٹھ فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمائش میں آئی معلوم نہیں کہ اس سے اور کس قدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہو پہلے تو خندق کی طرف سے فصیل اور برج چنے ہیں اور جہان او سکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر ہو گئی ہو وہاں سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار چنتی شروع کی ہو اور پھر قلعہ کی طرف گیا رہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہو اور یقین ہو کہ اسی دیوار پر گنگوے بھی ہونگے یہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافہ مسلمان بادشاہوں کا بھی رہا ہو چنانچہ سلطان

اور سکھسکار کا شوق ہوا ہر پہر رات رہے سے اسی کوشک میں سے سوار ہوتا تھا
 اور سلطان علاء الدین خلجی کوشک سیری بنانے سے پہلے اسی کوشک میں رہتا تھا
 اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک میں تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک
 کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب میں نظر نہیں پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی
 لیکن اب اس میں کچھ شک نہیں رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کر کے
 جو عمارت مشہور ہے یہ اسی کوشک میں کا ایک ٹکڑا ہے یہ محل بہت خوشنما نرا
 سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے ستون لگا کر دو منزلہ عمارتیں بنائی ہیں لیکن اب
 بہت خراب ہے اور دن بدن اور خراب ہوتا جاتا ہے اس محل میں چند قبریں
 بھی بن گئی ہیں اور اس سبب سے بڑا شبہہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کوشک لال
 نہ ہو مگر اب یہ شبہہ نہیں رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہاں
 قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگوں نے اس محل میں بھی کھدیران
 پڑا تھا قبریں بنادیں۔

قلعہ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۶۶ھ ہجری مطابق
 ۱۲۶۷ء عیسوی میں اسی کوشک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اسکا مرزغن نام
 رکھا کہ اب غیاث پور کر کے مشہور ہے اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کا وہیں
 مزار ہے لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں یہ دستور تھا کہ جو مجرم

یہ قلعہ مرزغن
 قلعہ مرزغن
 قلعہ مرزغن

قبرستان
 قلعہ مرزغن

معزالدین بہرام شاہ کا عین دربار کی وقت ۶۳۹ھ ہجری مطابق ۱۲۳۱ء عیسوی میں آگیا
اور اسی قصر میں سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور
اسی قصر میں سلطان ناصر الدین کے وقت میں ۶۵۰ھ ہجری مطابق ۱۲۵۲ء عیسوی
میں ہلاکو خان کا ایچی آیا اور اسکی ملازمت کے وقت میں اتنا بڑا دربار ہوا کہ چشم فلک
نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر میں سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا
مگر اب اس قصہ کا نشان نہیں پایا جاتا۔

کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا
اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرغن بنایا تاہم کچھ کی کتابوں
میں لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز غلجی سے دلی کے رئیس موافق ہو گئے اور
کیلو کھڑی میں سے لاکر پُرانی دلی کے تخت پر بٹھایا تو بادشاہ وہاں سے کوشک لال
میں آیا اور اس کے دروازے سے پیادہ پا ہوا اور انے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے
کیوں اترتے ہیں سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن
کا بنوایا ہوا ہے کہ اُسے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہے کہ جو ادب اسکا
اوس زمانے میں کرتا تھا اب بھی کروں اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک
۶۵۰ھ ہجری مطابق ۱۲۵۲ء عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہے مگر
بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک میں رہتا تھا اور جس زمانے میں

مناجیح خورشید

مناجیح خورشید

اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد
اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویرا ان ہونے لگی تو یہ
شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اوسی شہر میں یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ اخیر
نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہو اور یہیت اوسی میں کی ہو **شہر**
شہاد شہر تو کرف حصارے کہ رفت از گنر ہماتا قمر سنگ

کوشک سبز

اسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز
کہتے تھے جب اس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے
کرڑا مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر لنگا کے کنارے پر کشتی میں سے اترتے وقت
مار ڈالا تو اسکا بیٹا شاہزادہ قتل ہو گیا عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی
کوشک میں تخت پر بیٹھا ان دونوں کوشکوں کا نشان اب نہیں پایا جاتا
بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہیں۔

دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سری

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہوا اسکا حال یوں ہے کہ سن ۸۰۰ ہجری
مطابق سن ۱۴۰۰ عیسوی میں اس بادشاہ نے قلعہ چتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فرج
جانب تلنگا قلعہ ورنکل پر بھیجی طرغئی نوبان یعنی مغلوں نے دلی کو خالی سمجھ کر
ایک لاکھ میں ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیوں کے بعد

علاء الدین خلجی

یہ قلعہ

یہ قلعہ

یہ قلعہ

اس قلعہ میں جا چھپتا تھا تو وہاں سے نہ پرکڑتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا کہ اس قلعہ کا یہ نام کیوں رکھا اسواسطے کہ مرغن اور مرزغن کے معنی فوج کے ہیں مگر اس مقام کے مناسب نہیں کچھ عجیب نہیں کہ بادشاہ نے یہ نام نہ رکھا ہو بلکہ ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگوں نے اس نام سے مشہور کر دیا ہوا اور اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہے۔

کیلوکھڑی قلعہ معری

اس قلعہ کو سلطان معزالدین کی قبائلی نے ۸۵۶ھ ہجری مطابق ۱۴۵۲ء عیسوی میں بنایا تھا اور کیلوکھڑی گاؤں کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین میں ہے اور قلعہ کا کچھ نشان نہیں رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ میں رہتا تھا اور بنی عمارتوں کو بنایا تھا تاریخ کی کتابوں میں اس قلعہ کا قصر معری بھی نام لکھا ہوا ہے حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قرآن السعدین میں لکھی ہے

قصر گویم کہ بہشتی فراخ روفتہ طوبی در اور ایشاخ

کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہے سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اسکا یوں ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۸۸۶ھ ہجری مطابق ۱۴۸۹ء عیسوی میں تخت پر بیٹھا شہر کے رمیوں کی طرف مٹمن نہ تھا اسواسطے کیلوکھڑی میں رہنا اختیار کیا اور جو اسکے تمام عمارتیں تھیں انکو پورا کیا

الغالب
نیک چہرہ

آمین الہی
و قلعہ لال
ذاتی کوشک

عمر
میں

نیک
چہرہ

دیواروں میں اوپر سے جانے کا رستہ ہوا دس کے اوپر لگے زمانے میں نگین بہت خوشنما
 بارہ درمی تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہو اس برج پر بیٹھ کر عرض لشکر لیجاتے تھے
 سلطان سکندر لودھی کے وقت میں شیخ حسن طاہر اسی برج میں رہا کرتے تھے
 اس برج کے پاس جو قبرستان ہے وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہے یہ بھری
 مطابق سن ۱۰۵۰ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ
 شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس کے پاس مزار ہے
کوشک فیروز شاہ یا کوٹہ فیروز شاہ
 جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہنچی اس نے ۵۵۰ ہجری مطابق ۱۱۵۵ء
 کے دریا کے کنارے سرحد موضع کا دین میں اس کوشک کو بنایا اور اس کے
 متصل شہر بسایا اور اس کوشک میں تین نقبین بنائیں تھیں کہ اپنے محل کی عورتوں
 سمیت سوار یوں پر او زمین چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی پہنچ جب
 لبنی اور ایک جہان نما کی طرف تھی دو کوس لبنی اور ایک پُرانی دلی کی طرف تھی
 پانچ کوس لبنی اور واضح ہو کہ پُرانی دلی سے قلعہ اور شہر کے پتھر و مراد ہو
 کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہوا اور بیٹھے بیٹھے آدمی بیان کرتے ہیں کہ یہ
 نقب بدیع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجا شوکا کی لائے جکا حال
 تیسرے باب میں آئیگا موضع نوہرہ پر گئے سالورہ ضلع خضر آباد سے لا کر
 فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کری ہے۔

یہ کوشک
 فیروز شاہ
 نے بنوایا
 تھا

بادشاہ کی فتح ہوئی اور اسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر
سیری ایک گاون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیر شاہ
اکے وقت میں یہ قلعہ کو شکست سیری کر کر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدور
بنایا تھا اور اسکی دیوارین جو نے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے
بنائی تھیں اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن چکا
تھا کہ دوبارہ مغلوں سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلوں کا سرکاٹ کر اس
قلعہ کی دیوار میں پتھروں کی جگہ چن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم
ہو گیا ہے مگر قطب صاحب کو جلتے ہوئے بائیں ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہے
۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی کے شیر شاہ نے اس شہر کو ویران
کر کر نیا شہر قدیم شہر کے پاس یعنی اندر پت کے پاس دریا کے کنارے
آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گاون بنام شاہ آباد آباد ہے۔

قصر ہزارستون

اسی سال میں اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اس میں ہزارستون
لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزارستون کہتے تھے جس نے میں بادشاہ
اور لنگ وغیرہ مغلوں سے لڑائی ہوئی ہو تو بہت سے مغل بندی وان ہو کر دلی میں
آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتھوں کے پانوں تلے اونکو روزہ اڈالا
اور اونکے سرکاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صد ہا سال تک

بادشاہ کی فتح ہوئی اور اسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر

سیری ایک گاون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیر شاہ

اکے وقت میں یہ قلعہ کو شکست سیری کر کر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدور

بنایا تھا اور اسکی دیوارین جو نے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے

بنائی تھیں اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن چکا



شہر فیروز آباد

اسی بادشاہ نے اسی سن میں پرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس قصر سے ملا ہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہو گیا قطر
اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہوا اس میں سے بھی
ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلی خانے کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی
قبر ہوا اور بھوجلا پہاڑ کا تھانہ یہ سب فیروز آباد کے شہر میں داخل تھے اور کالی مسجد
جواب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہو اسی شہر میں کی
ایک مسجد ہو غرض کہ اس شہر میں قصبہ اندمتہ اور سرے ملک یا پران اور
سرے شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کا دین اور زمین کیتھواڑہ اور زمین لڑات
اور زمین اندھا ولی اور زمین سرے ملکہ اور زمین مقبرہ سلطان رضیہ یعنی محلہ
بلی خانہ اور زمین پہاڑی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین سلطان پور
وغیرہ اٹھارہ گاؤں کی شہر کی آبادی میں آگئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلے
میں جانے کو کرایہ کی سواری یہاں ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیمور یہاں
آیا تو اس نے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہاں سے حوٹ
خاص جہان فیروز شاہ کی قبر ہو قریب تھا راجہ مان سنگھ نے گوالیار کے قلعہ کے نیچے
ایک محل بنایا تھا اور بادل گراو سکانام رکھا تھا اس جگہ کا نئے کا ایک بیل
بنایا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

یہ شہر فیروز شاہ
نے بنایا تھا

یہ شہر فیروز شاہ
نے بنایا تھا

اور سکا نشان باقی تھا اور جب راجہ بلال دیو والے کرناٹک پر فتح ہوئی اور ملک نائب
 اور خواجہ حاجی السہمہ ہجری مطابق السہمہ عیسوی کے وہاں کے فتوحات لیکر آئے تو
 ایک مین سو بارہ ہائی اور میں ہزار گھوڑے اور چھیاٹے من سونا اور سونے اور موتی
 در و در جواہرات کے صد ہا صندوق اسی قصر میں بادشاہ کے پیش کش کیے گئے
 شہماتھے اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نے
 لگا کر الدین خسرو شاہ پرستج پائی تو اسی قصر میں آیا اور تعزیت سلطان
 کا بھیب الدین اور اسکے بھائیوں کی۔

تغلق آباد

قطعہ فورت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پونجی اوٹنے
 شک نہ ہجری مطابق السہمہ عیسوی کے قلعہ اور شہر تغلق آباد بنا شروع کیا اور طرح
 عجب عمارتوں سے مرتب کیا جس نے مین کہ خبر فتح ہونے ملک تنگ اور قلعہ
 کسی تھل المعروف سلطان پور بادشاہ کو پونجی ہی یعنی السہمہ ہجری مطابق السہمہ ع
 سلیم تو یہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور قلعہ اور
 کمر تغلق آباد مین بہت دھوم سے روشنی ہوئی تھی یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہی
 نہ ورنہایت تحکم اور بہت نفیس بنا تھا عمارت اسکی بالکل چونہ اور سنگ خار سے
 بنائی تھی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہو اکنٹر جگہ سے فضیل قلعہ کی
 ٹوٹی چھوٹی قائم ہو مگر اندر کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے مین کہ نام و نشان

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

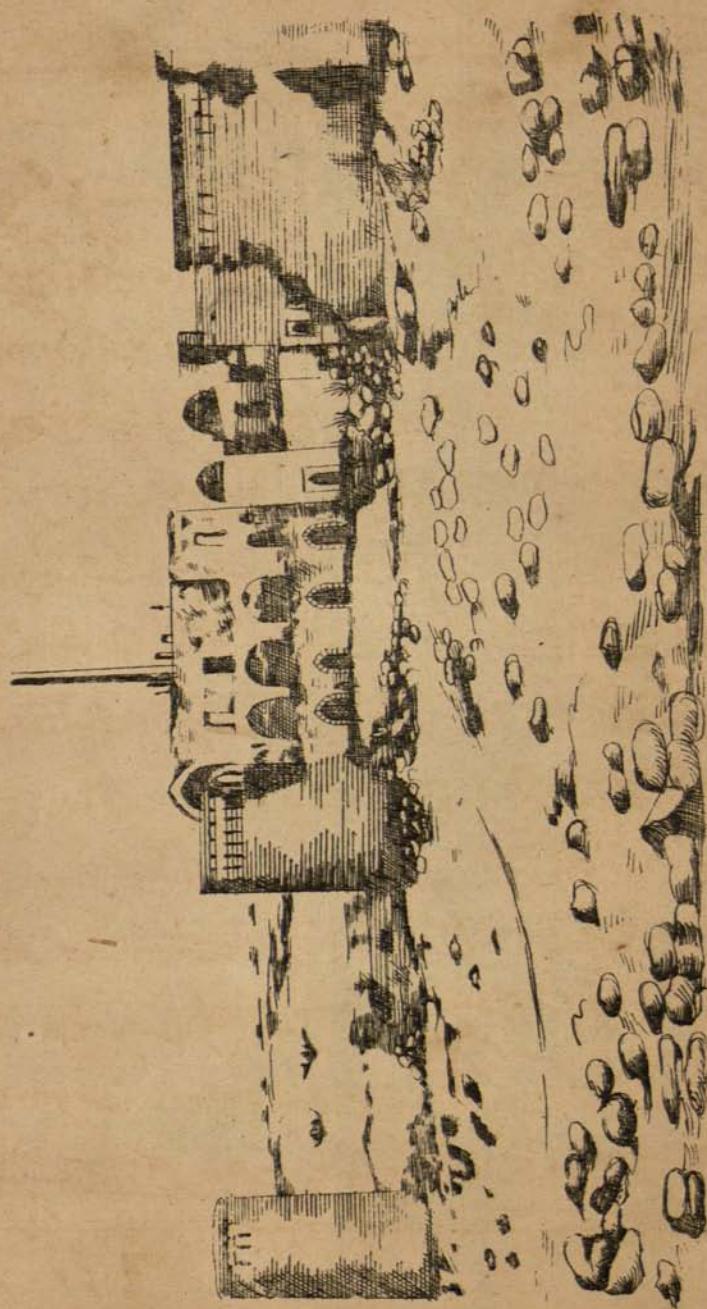


پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر
 واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروائے سے اس قلعہ کے دروائے تک
 ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرہ تغلق شاہ بنایا ہوا اور اس کے
 دروائے اور قلعہ کے دروائے میں بھی پل بنا دیا ہوا اور آگے قلعہ کے دیوار
 شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون
 لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہوا اور اس عمارت ہزار ستون
 کا بھی نام و نشان نہیں ہا الا ہننے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بتظر قطع اور وضع تعمیر
 مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بہ آب اس
 قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہوا اور اس میں کچھ
 شک نہیں معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ
 عجب نہیں اوس زمانے کے مورخوں نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ قاطعاً
 کسی تھی بعضوں کو یہ شبہہ پڑا ہے کہ یہ وہی محل ہے جسکی چھت کرنے کے سبب
 سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مراٹھاہیات بالکل غلط ہو وہ محل چھوٹا سا تین دن
 کے عرصے میں اس بادشاہ نے ۷۲۰ ہجری مطابق ۱۳۲۸ء عیسوی میں موضع
 افغان پور کے قرب اپنے زمانہ ولیعہدی میں بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت
 بسبب بودا بننے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر
 گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہ ہے جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہے

تک نہیں رہا بجز گڑھوں اور پتھروں کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا قلعہ
 کے سچون تیج میں ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اور سکو جہاں
 کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اس طرح پر ملا کر بنایا ہے کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم
 ہوتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہ ہوگا مشہور ہے کہ اس قلعہ
 اور شہر کے چھین کوٹ اور باون دروازے ہیں اور کچھ عجیب نہیں کہ ایسا ہے
 ہو مگر بسبب شکستہ ہو جانے مکانات اور دیواروں کے ہم شمار نہ کر سکتے ہیں
 یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر
 ناہر سنگہ بلم گڑھ والے کی عمارتی میں واقع ہے۔

عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جو ناغیاٹ الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ
 اوسنے ۷۲۰ھ ہجری مطابق ۱۳۲۰ھ عیسوی میں یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور
 یا عادل آباد اس کا نام رکھا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اس میں لگائے گئے تھے
 اس سبب عمارت ہزار ستون بھی کہتے تھے اور جو کہ اس بادشاہ نے اپنا قلعہ
 سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی
 کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ
 مکان صرف بطور سیر گاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب
 پہاڑوں کے سچ میں ایک میدان ہے کہ اوس میں ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے



نقشه کوکله نیر و زرشاه

جہان پناہ

جبکہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق ۱۸۰۵ عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنائے
فارغ ہوا تو اس نے قلعہ علانی سے قلعہ لے پتھور تک جو سلطان جلال الدین
فیروز خلجی کے وقت سے پرانی دلی کے نام سے مشہور تھا دو دیواریں شہر پناہ کے
طور پر گھسیچ دیں تھیں ایک سر اوں دیواروں کا اسی قلعہ علانی یا کوشک سیری سے
ملا دیا تھا اور دوسرا قلعہ لے پتھور اسے اور اسکا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ
تینوں قلعہ یعنی قلعہ لے پتھور یا دہلی کمنہ اور قلعہ علانی یا کوشک سیری اور
جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہو گیا تھا اور تینوں قلعوں کے میں دروازے تھے
تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال
مائل بغرب اور قلعہ علانی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر
کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعہ
لے پتھور یا دہلی کمنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور
کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تھا ۱۲۸۹
ہجری مطابق ۱۸۷۲ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت میں ویران ہوا۔

کوشک بھی منڈل یا بدیع منزل

یہ عمارت و حقیقت ایک برج ہے قلعہ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل
تغلق شاہ نے بہت نفیس لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازوں کا کمرہ و سکی

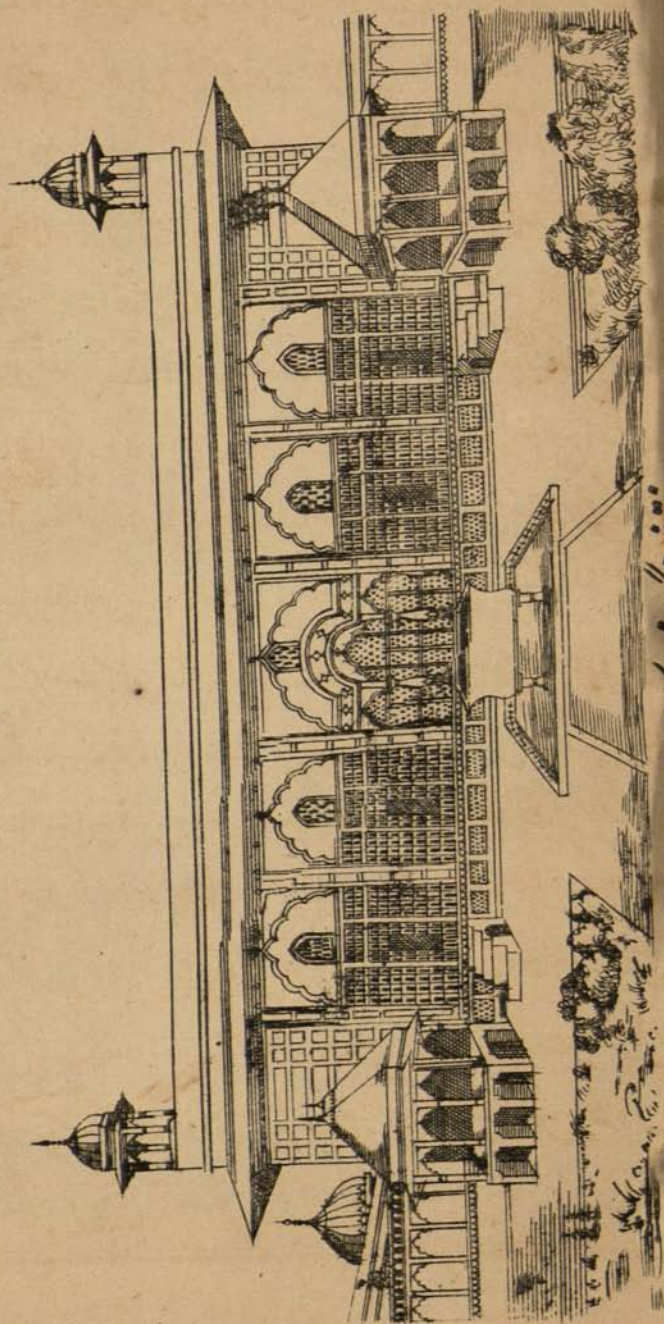
تاریخ فرشتہ

تورک تبریزی

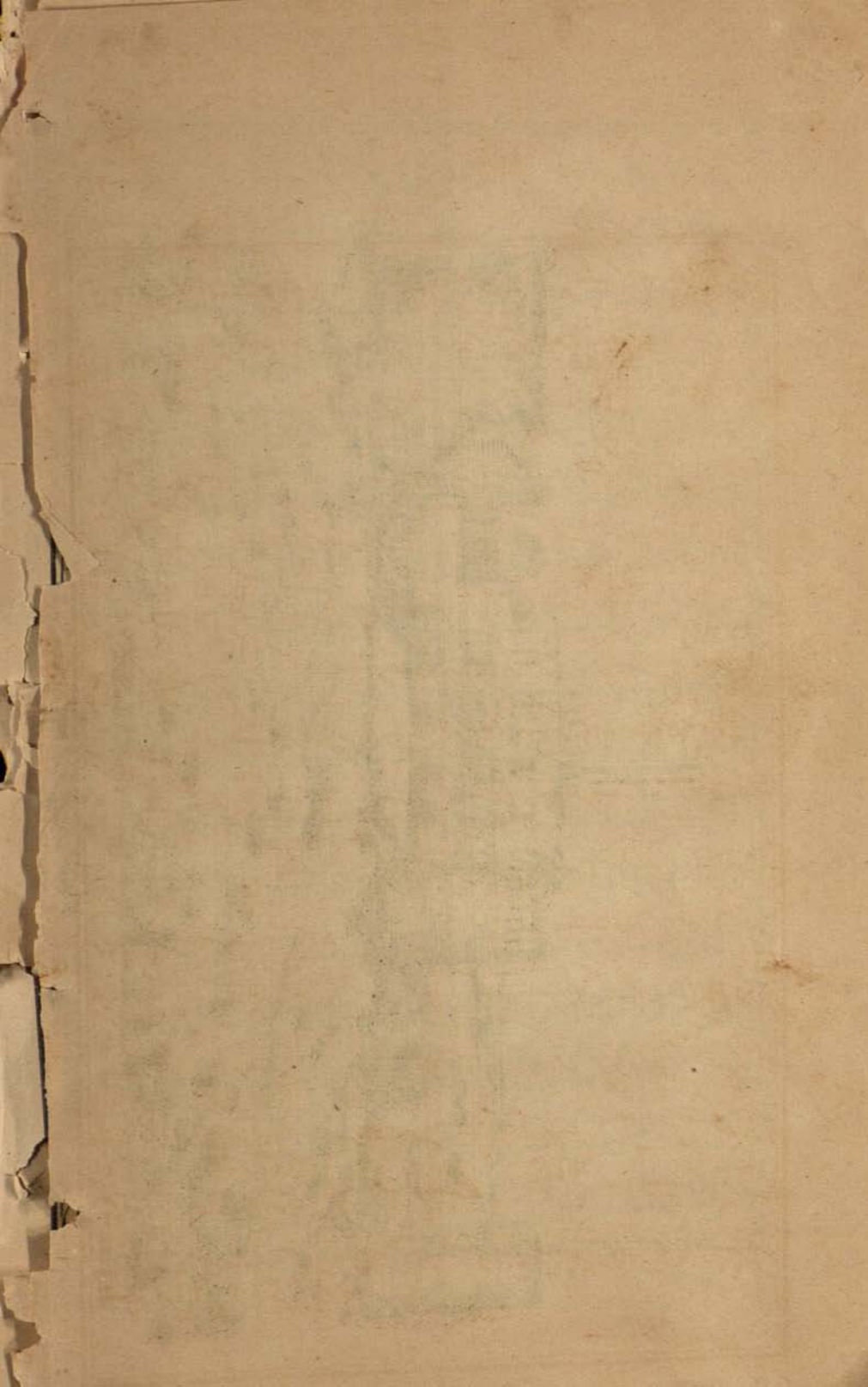
فتوحات
فیروز شاہی

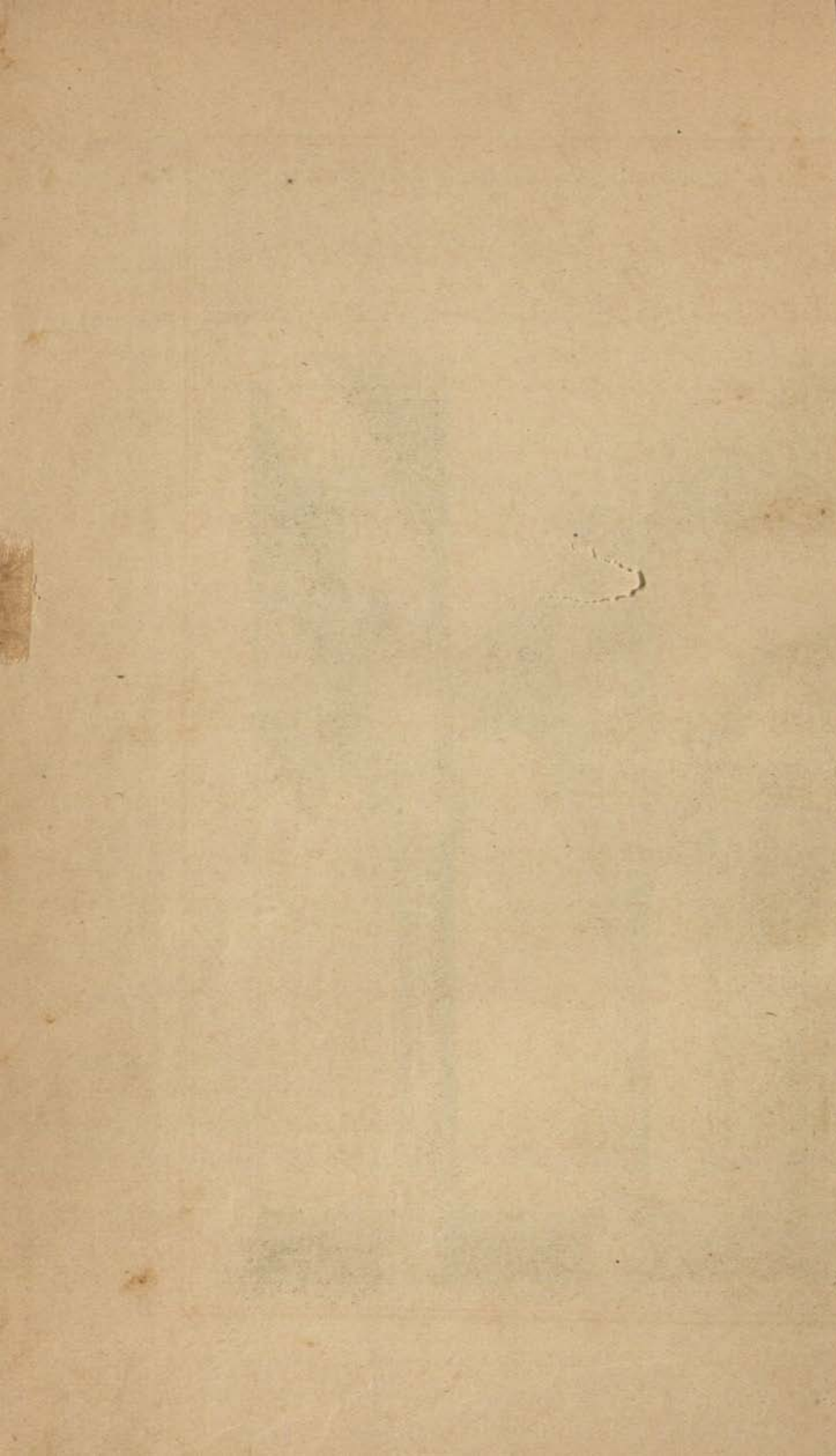
تورک تبریزی

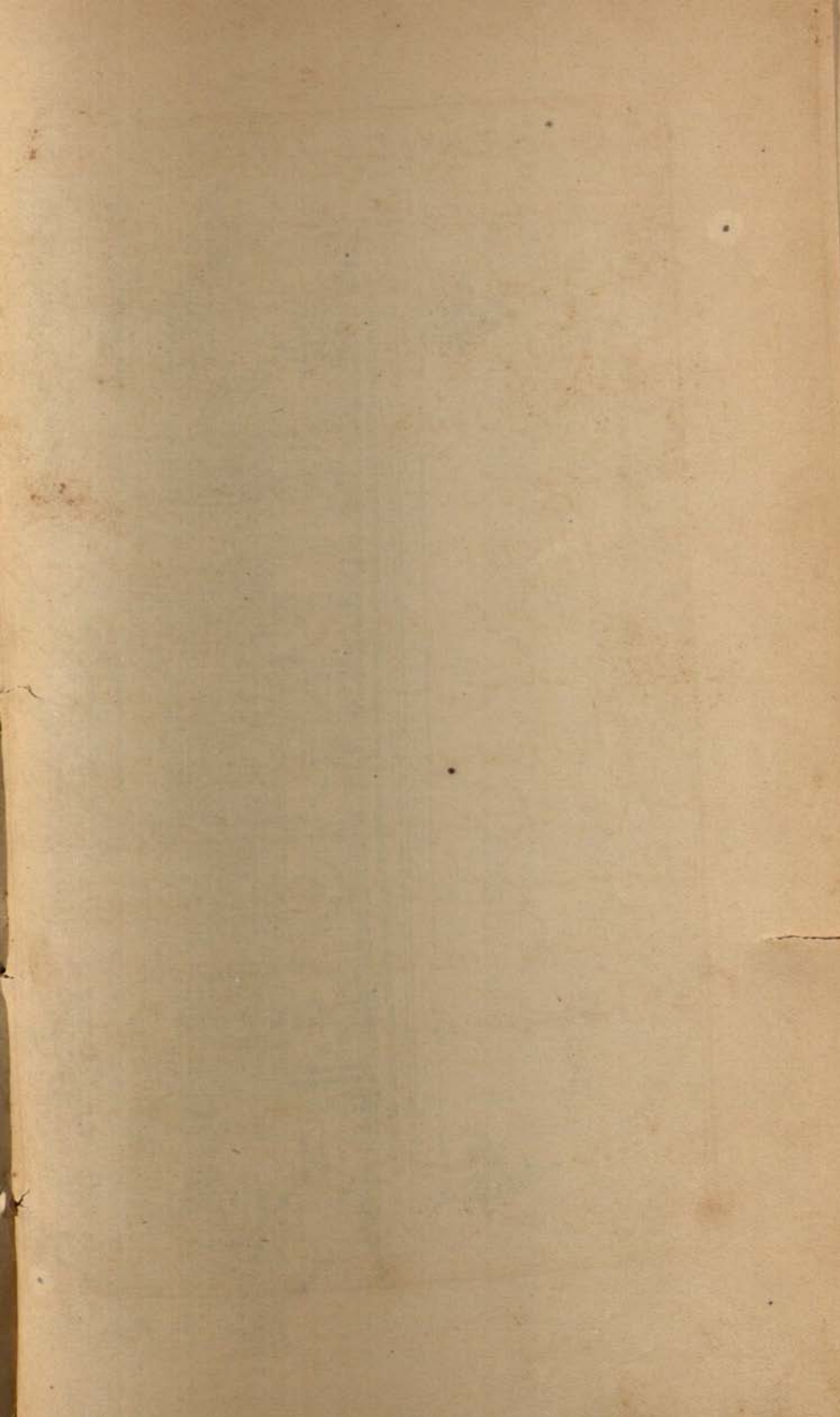
خبر الانبیاء

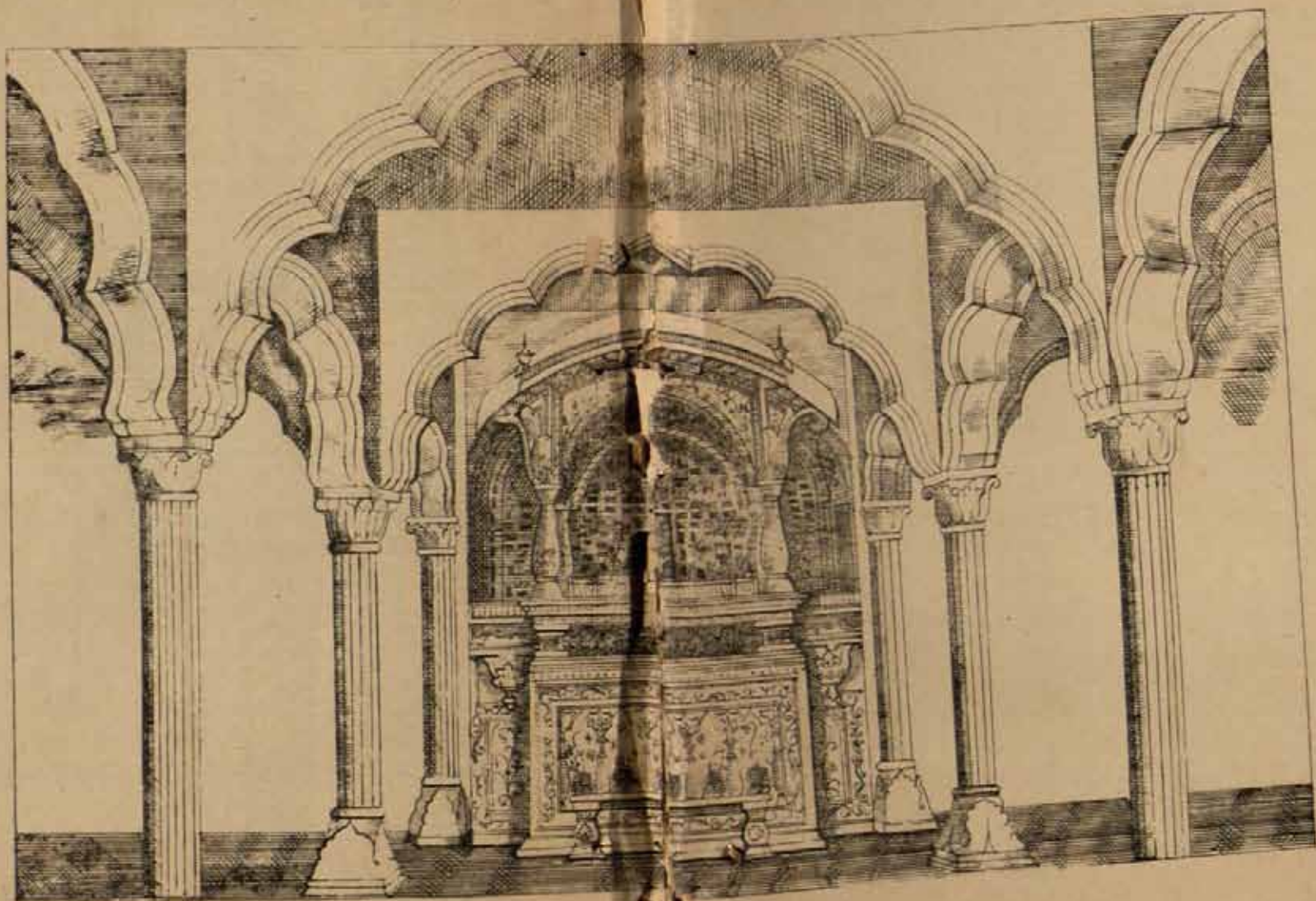


قوسہ کا کارے

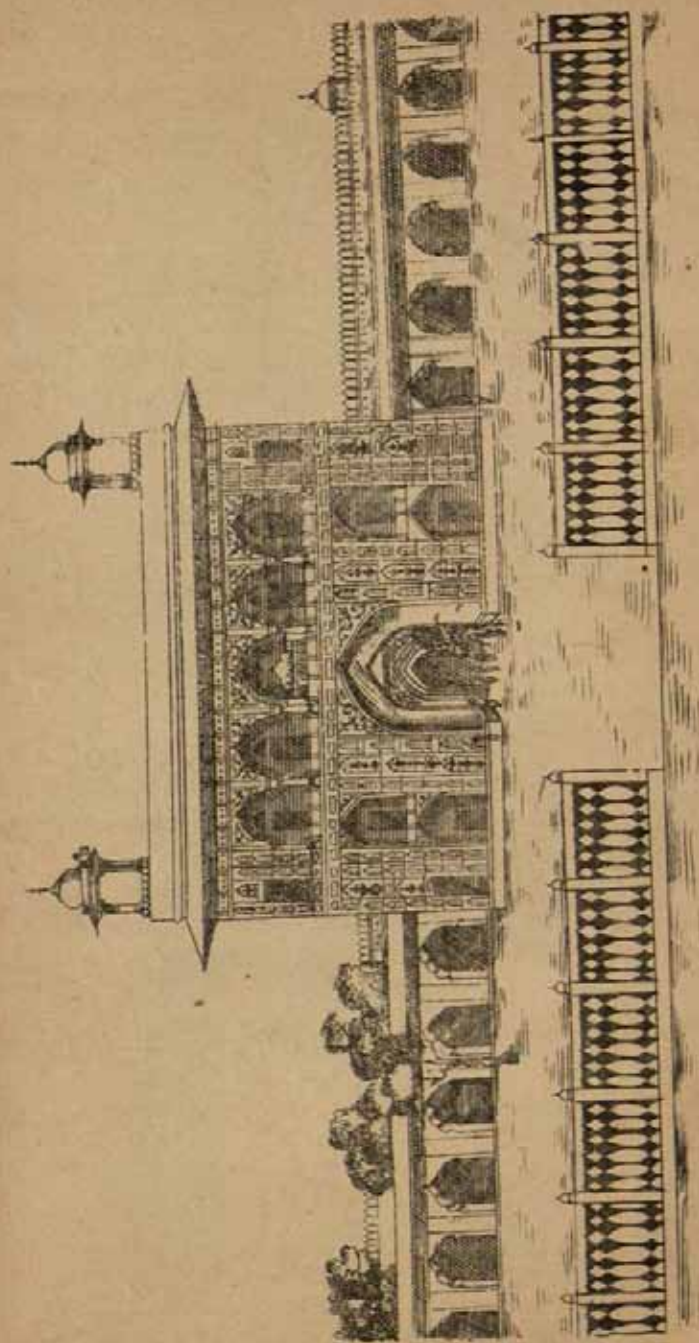


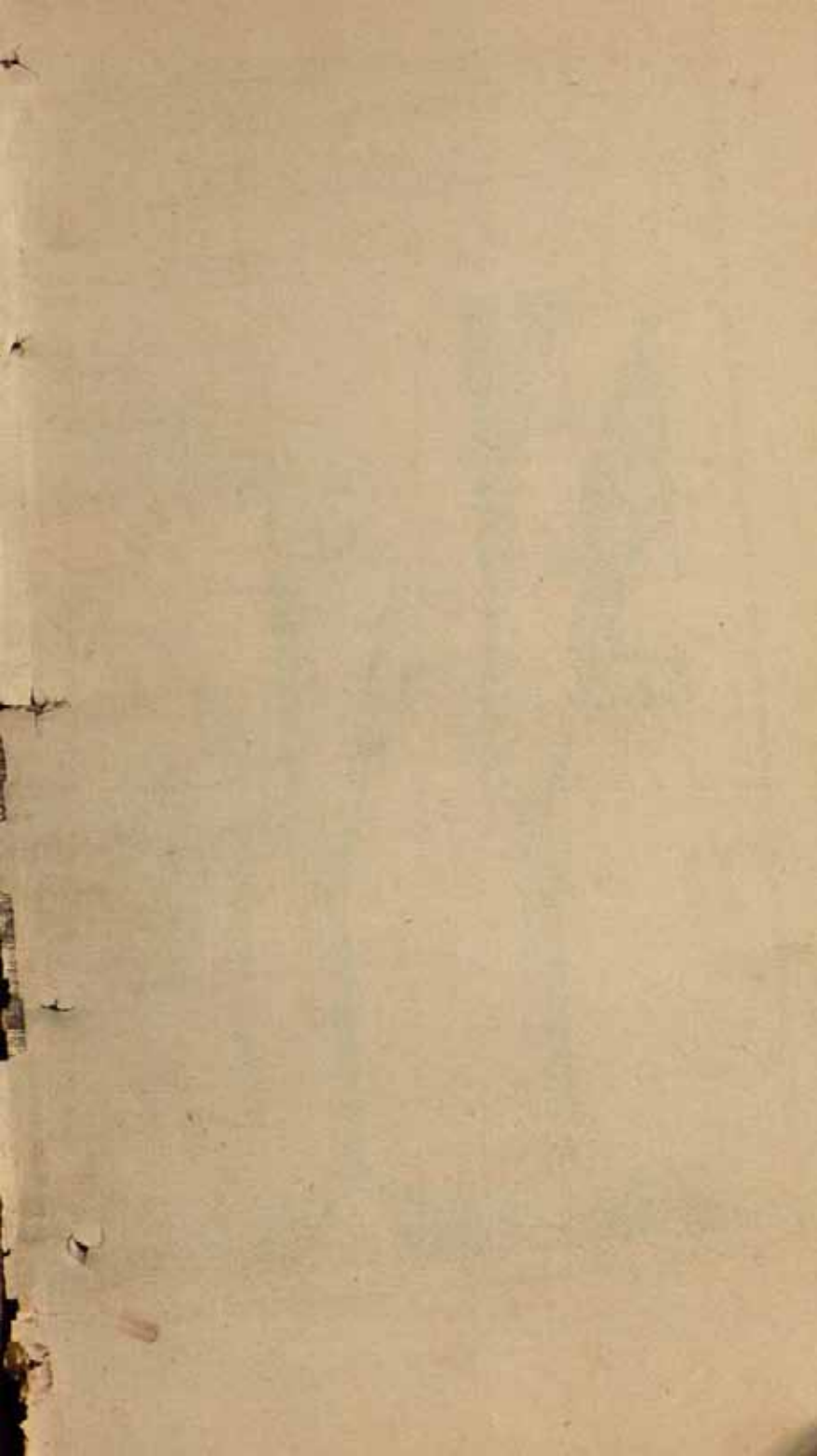




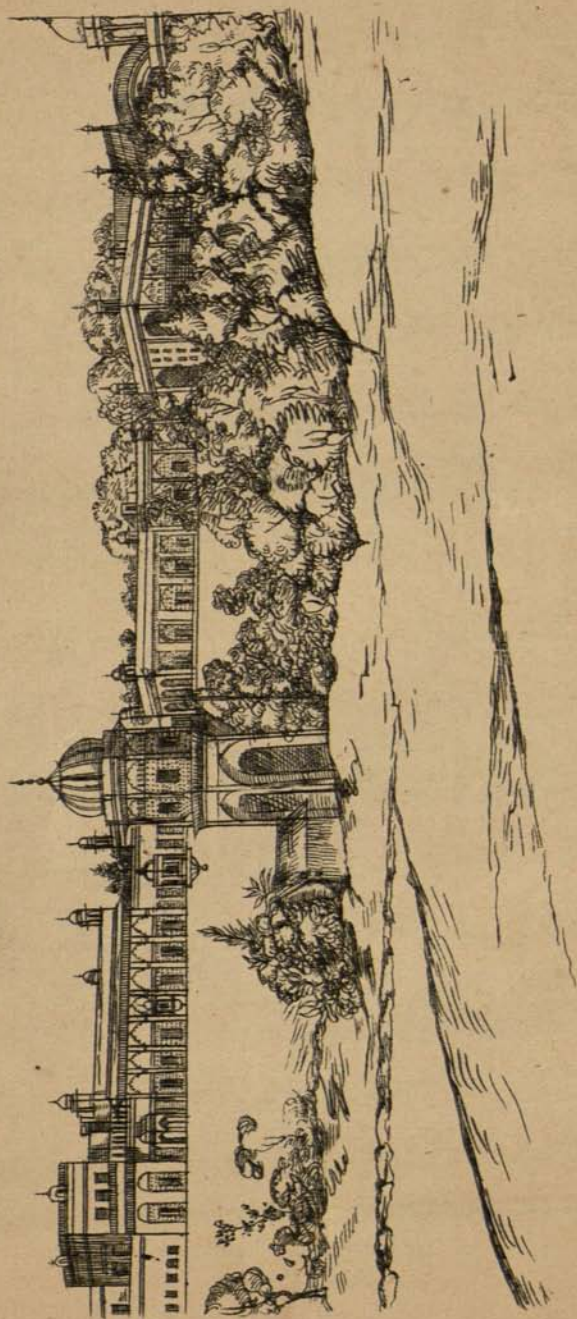


نشان محل آئین تهر سنگ واقع دیوان عام





یہ گھر یا نور گھر





نارنج فرشتہ

اوسکو فتح کیا تو اوس بیل کو وہاں سے لا کر اس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ بیل موجود تھا۔

کوشک جہان نمایا کوشک شکار

آئین اکبری و
تاریخ ہندوستان
نورنگا

اسی بادشاہ نے انھیں عمارتوں کے سات شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس بہارون کا پانی روکنے کو ایک بند بچتہ بنایا تھا کہ اوسکی دیواریں کہیں کہیں اب بھی موجود ہیں یہ عمارت درحقیقت شکار گاہ ہی اور کوشک فیروز شاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لمبائی کہ اوسمیں سے سواری پر محل کی عورتوں سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرانے مکانات بنائے تھے اور یہاں بھی ایک بہت بڑی آبادی ہو گئی تھی اور جدا شہر سائبس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سے دلی میں آیا یعنی شہر ہجری مطابق ۷۹۵ھ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل شکر اور تھا راجہ اشوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب میں آئیگا نواح میرٹھ میں سے لا کر فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہو مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہو۔

زوک تیموری

حصن آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان ریات اعلیٰ بادشاہ ہوا

دہلی شیرشاہ

جبکہ شیرشاہ دہلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور
اوسنے دہلی علانی اور کوشاک سیری کو ویران کر کراندر پت کے پاس دریا کے کنارے
پر ۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ء عیسوی میں ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیرشاہ کی دہلی مشہور تھی
یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمایون بادشاہ نے
جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت میں واقع ہوا
آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیرشاہ نے از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس
سیدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہیں ہے کہ
ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

کابل دروازہ دہلی شیرشاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہیں رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دہلی دروازے کے
باہر چیلخانہ سرکاری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہے یہ دروازہ شیرشاہ
کی دہلی کا ہے اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اسواسطے کابل دروازہ کہتے
ہیں یہ دروازہ چھوٹے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور دروازے پر حجرہ اور
نشین بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اور روکار اس دروازہ کی ساری سنگین
کی ہے اس سبب سے عوام میں لال دروازے کے نام سے مشہور ہے۔

سلیم گڑھ یا نور گڑھ

اوسے ۸۲۲ھ ہجری مطابق ۱۴۱۸ء عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر بسایا اور مکانا
 بنائے مگر اب اس قلعہ کا پتا نہیں معلوم ہوتا کچھ عجب نہیں کہ موضع خضر آباد جو
 اس زمانے میں مشہور ہو وہی شہر خضر آباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہے کسی تاریخ
 کی کتاب سے اسکا پتا نہیں ملا۔

مبارک آباد

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان ریات اعلیٰ کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسے ۸۳۳ھ ہجری
 مطابق ۱۴۲۳ء عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام
 رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے
 نہیں پائی تھی کہ امرائے مخالفت کر کے اسی قلعہ میں بادشاہ کو مار ڈالا اور
 محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہاں جانتے ہیں جہاں اس
 بادشاہ کا مقبرہ صفہ جنگ کے مقبرے کے سامنے ہے چنانچہ وہ گانوں بھی مبارک پور
 کو ملے کر مشہور ہے لیکن ہماری اسے میں تاریخ کی کتابوں پر غور کرنے سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ افواہ غلط ہے کیونکہ اس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر
 بسایا تھا اور اوس زمانے میں دریا مبارک پور کوئلہ کے نیچے ہرگز نہیں بہتا تھا
 کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتیں موجود ہیں بلکہ ہمارے نزدیک
 یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہاں کہ اب موضع مبارک پور رتی
 موجود ہے تو کچھ عجب نہیں بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ خضر شاہ

کچھ مصالحہ جمع ہوا اور کمین کمین سے بنیاد اونچی بھی ہو اُنکی اتنے میں عزت خان
 کھٹھ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اندور دی خان کو سپرد ہوا دوسرے
 ایک مہینے گیارہ دن میں اس کے اہتمام سے قلعہ کی چاروں طرف کی دیوار بارہ بارہ
 گز اونچی ہو گئی پھر اس کا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور سیویں سال جلوس
 میں اس کے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسویں
 ربیع الاول ۱۰۱۲ جلوس مطابق ۱۰ شنبہ ہجری موافق ۱۰ شنبہ اعیسوی بادشاہ نے
 اس قلعہ میں پہلا جلوس کیا سر سے پائون تک یہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور
 ہر ایک مقام پر نگوے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اس قلعہ کو
 ہشت پہل بنایا ہے طول اس کا ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چھ لاکھ
 گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبر آباد کے قلعہ سے دو گنا ہے تفصیل اس قلعہ کی
 پچیس گز اونچی ہے اور گیارہ گز گھری بنیاد ہے دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اونچے
 سے دس گز کا ہے اس قلعہ کے جانب شرق چمنا بہتی ہے باقی تینوں طرف خندق
 جسکا محیط تین ہزار چھ سو گز کا ہے پچیس گز چوڑی اور دس گز گھری کھوکھلے بنادی
 ہے کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے میں پچاس
 لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابوں میں لکھا ہے کہ سولہ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں
 پچاس لاکھ قلعہ کے بننے میں اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکان
 دلی دروازہ ولاہوری دروازہ قلعہ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۱۰۲۹ھ ہجری مطابق ۱۶۲۰ء عیسوی سے پانچ برس کی مدت میں چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی کہ اسلام شاہ مر گیا اور قلعہ یوں ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں مر قی خان اکبری نے آئین کچھ کانات بنائے تھے یہ قلعہ اب تک قلعہ شاہجہان کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہے اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے اس قلعہ کے دروازے کے آگے پل بنایا اور سوقت سے نور گدھ کے نام سے مشہور ہوا

نور گدھ

قلعہ شاہجہان

یہ قلعہ کاندر برساتین میں نہاردی بہشت ست بنی کل میں شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبر آباد کو دار الخلافہ رکھا ۱۰۲۹ھ عیسوی کے دلی میں قلعہ بننے کا حکم دیا اور اسی سال رھوین فی الحجہ کو دریا کے کنارے سلیم گدھ کے پاس قلعہ بنا شروع ہوا اور استاد حامد اور استاد احمد معراجو اپنے فن میں یکتا تھے اس قلعہ کو بنواتے تھے مگر اس کا مل لیل سے کہ دیوان عام میں سنگین تخت کے پیچھے ایک مربع تصاویر کا جو ریفیل اٹلی کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا کھینچا تھا پتھر کی پچپکاری کا بنا ہوا ہے جس کا حال اس کے مقام پر بیان ہوگا یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی یورپین اٹلی کے ملک کا بھی اس قلعہ کے بنانے میں شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام ملا اور پانچ مہینے دو دن میں اس کے اہتمام سے قلعہ کی بنیادیں کھدیں اور

شاہجہان نامہ
مرآت کتب نامہ

اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیاں اور اکیس برج
ہیں اور ان میں سے سات برج مدور اور چودہ مٹمن ہیں۔

نفت خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام میں جانے کا جو دروازہ ہے وہ نفت خانہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی نرسانگ
سنج کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور اوپر مکانات اور ایک پچدرہ دالان و نون
طرف سے کھلا بنا ہوا ہے اسی دالان میں بادشاہی نوبت بگتی ہے اور اسی سبب سے
نوبت خانہ مشہور ہے اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اوتے ہیں جسے جتا کر سچ مچ کا
باتی ہوتا ہے نہائے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اور نگز عالمگیر
کے عہد میں وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک چالیس
گز کا چوڑا چوک ہے اور بیچ میں بہت خوبصورت حوض ہے اور شمال اور جنوب کو بہت خوشنما
بازار ہے اور اسکے بیچ میں نہر بھی جاری ہے اس دروازے کے اندر اب بھی مولے
شہزادوں کے اور کوئی سواری پر نہیں جاسکتا اسی مقام پر سے اوتریتے ہیں

دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہے اور بہت خوشنما بنا ہوا ہے جب کبھی دربار عام ہوتا تھا
تو اوسمیں بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمیں تین درجے کے مکان ہیں کہ
اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں۔

انٹیشن ظل الہی یا سنگین تخت

دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہیں ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے
 نام سے مشہور ہے اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہے
 یہ دونوں دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازوں پر سہ دریاں بہت
 خوشنمائی سے بنائی ہیں لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب بہتمین مشہور ہے
 کمان دروازوں کے آگے کچھ اوٹ نہ تھی اور قلعہ میں سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی
 اور نگار عالمگیر کے عہد میں ان دونوں دروازوں کے آگے کھوکس بنائے گئے ہیں
 ان دونوں دروازوں کے آگے خندق پر تختہ تھا ۱۲۲۱ھ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء عیسوی
 تختہ کی جگہ بختہ پل بنائے ہیں اور دونوں پلوں پر یہ کتبہ لگایا ہے۔

ہولعشہ

۱۷۵۷ء عیسوی در عہد شاہ جہا
 محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قرآن ثانی باہتمام دلاور الدولہ راپرٹ مافقرسن
 بہادر ولیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہے لہذا اس چھتے کا بہت اونچا ہے اور یہ چھتہ بھی بہت
 لمبا ہے اور اوپر میں بہت کاری بہت خوب کی ہے اور دونوں طرف دو منزلیں مکان بنے
 ہیں اور بیچ میں ایک چوک ہے اور اسکی چھت روشن کے لیے کھلی ہوئی
 مسقف کے نام سے بھی مشہور ہوا ہے ان دروازوں کے سوا

بغل میں دو واڑہ ہو اور اندر سے بھی آنے کا رستہ ہو بادشاہ اس تخت پر دربار عام کے دن اجلاس کرتے تھے اس تخت کے آگے ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا ہو اور امین سے جس کی کو عرض کرنا ہوتا تھا اس تخت پر چڑھ کر بادشاہ سے عرض کرتا تھا یہ تخت اتنا اونچا ہو کہ اس تخت کے چڑھنے پر بھی آدمی کا گلا تخت تک پہنچتا ہو۔

دالان دربار

اس تخت کے آگے تہ گھا دالان در دالان ہو سرسٹھ گز کا لنبا اور چوبیس گز کا چوڑا ہر ایک دالان کے نو درہن ہر دالان میں سنگ سرخ کے ستون لگائے ہن اور اون پر بہت خوبصورت محرابین بنائی ہن اور او سپر سفیدی اٹھوٹ کر سنہری نقاشی کی ہو باہر کے دالان میں زیچ کے در چھوڑ کر سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہو اور او سپر سنہری کلیان بہت خوشنما لگائی تھین کہ اب اون کلیون میں سے ایک بھی باقی نہیں یہ دالان امر اور وزیر اور وکلا کے جب مرتبہ کھڑے رہنے کا تھا۔

گلال بارمی

یہ دربار کا دالان در حقیقت ایک چوتھے پر بنا ہوا ہو جس کا ایک تنوچار گز کا طول اور ساٹھ گز کا عرض ہو اس چوتھے کے بیچ میں یہ دالان ہو اور باقی چوتروہ اسکے تین طرف باقی ہو اس چوتھے کے گرد قد آدم سنگ سرخ کا

اس مکان کے بیچون بیچ میں شرقی دیوار سے ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہو چار گز کا مربع اور اوپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہو اور آدمی کے قد سے زائد کرسی دی ہو اوسکے پیچھے ایک طاق ہو سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز لنبا اور ڈھانی گز کا چوڑا اوپر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویریں عجب عجیب رنگین پتھروں کی بنی ہوئی ہین اور اوسمیں ایک آدمی کی تصویر ہو جو دو بارہ بجاکر گارہا ہو ملک اٹلی میں جو فرنگستان میں واقع ہو آرفیوس کلاؤنت کی کہانی یون مشہور ہو کہ وہ علم موسیقی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے اور اوسکے گرد آ بیٹھتے تھے اوسی ملک میں رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے گرد گانے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور ۲۵۰ عیسوی میں مراکریہ مرقع اوسکا بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان میں بہت مرقع اور نہایت مشہور ہو اور اب تک اوسکی نقلیں موجود ہیں وہی مرقع اس طاق میں پتھر کی پچکاری میں کھودا ہو پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہو اور جو کہ اس مرقع کا سولے فرنگستان کے اور کہیں رواج نہیں تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہو کہ اس قلعہ کے بنانے میں کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی

ایک حوض ہو کہ اس حوض سے نہر ہو کر چادر کی طرح صحن میں گرتی ہو اور صحن
میں ستر گز مربع کا باغیچہ تھا اور اس کے نیچے میں پچیس گز کے قطر کا ہشت پل
حوض تھا اور اس میں پچیس فوٹے کسی زمانے میں چھوٹے تھے۔

امتیاز محل یا بڑا رنگ محل

یہ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہوا ورتنا بڑا اور کوئی محل نہیں صحن اسکا
نہایت وسیع تھا کہ اوسمیں نہرین جاری تھیں فوٹے چھوٹے تھے باغ لگا ہوا
تھا اب سب برباد ہو گیا اور اس صحن دکشائیں سڑیل سڑیل مکان بن گئے ہیں
اگلے زمانے میں اس محل کے صحن میں ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑتالیس گز میں
اور پانچ فوٹے اوسمیں چھوٹے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمیں پچیس فوٹے لگے ہو
تھے اور باغیچہ تھا ایک سوسات گز کا لنبہ اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اس کے گرننگ
سرخ کا مچھر لگا ہوا تھا اور اس پر دو ہزار سنہری کلیان لگی ہوئی تھیں اور تین
اس صحن کے ستر گز کے عرض سے مکان دکشا اور ایواناں دلربا بنے ہوئے
اور جانب غرب میں مشرف دریا اور پائین باغ تھا چہرہ اسکا باہر سے یوں ہو کہ کرسی
دیکر ایک چبوترہ بنایا ہوا اور اس کے نیچے دو تہ خانے ہیں بہت خوب اور اس
چبوترے پر گویا پچدہ تہرادالان بنایا ہوا ستاون گز کا لنبہ اور چھبیس گز کا چوڑا نیچے
کے در کے آگے صحن کی طرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک تھڑکا پایدار
کہ اوسمیں ڈیر گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہو اور اوسمیں سے

اکٹھ لگا ہوا ہے اور اوپر سنہری کلیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھیں
 مگر اب ان کلیوں کا نام نشان نہیں رہا یہ جگہ چو بدرا اور نقیب اور احمدی وغیرہ
 لوگوں کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہو گئے تھے اور
 گلال باڑی اکثر جگہ سے اوکھڑ گئی تھی ابوالنظر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
 حال نے سالہ حد جلوسی مطابق ۱۲۵۳ ہجری موافق ۱۸۳۷ عیسوی کے اس دیوان عام
 کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہے کہ تین بادشاہت
 کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت
 سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام میں جلوس نہیں کیا اور غالب ہے کہ محمد شاہ
 کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے میں بھی شک ہے اس کے
 آگے دو سو چار گر ملنبا اور ایک سو ۱۲ گز چوڑا صحن ہے اور اس کے
 چاروں طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہیں اور شمال کی
 طرف دیوان خاص میں جانے کا دروازہ ہے۔

خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچھراہ تہ تھا والاں ہے تینتیس گز کا لنبا اور اس کے
 پیچھے ایک اور درجہ ہے سولہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل
 سنگ مرمر کی ہے اور اس سے اوپر بہت پختہ سفیدی کر کر بہت اچھی نقاشی کی
 ہے اس محل میں ایک نہر ہے نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اس پیلے مین ایک سو راخ ہوا اور ایک نہر
 پوشیدہ تلے تلے آئی ہوا اور اس پیلے مین سے اوہلی ہوا پیلے کے لبوں پر پانی کا
 گرنا اور حجاب آب سے گل بوٹوں کا لہرانا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات عام
 ہوتا ہی نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہو اس محل کے
 بیچوں بیچ مین سے گزری ہو اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہو اور ایک اور نہر
 اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہو اور جانب شرق و
 حوض مین جو صحن کبیرت روکار کے سامنے رکھا ہوا ہے چادر ہو کر گرتی ہو ہر ایک
 نہر مین نسبت کاری اور پرچین سازی اور پیکاری کا وہی حال ہے یہ محل اجارہ یک
 اور اس کے ستون کہ پایہ نما ہیں اور محراب مین سب کی سب سنگ مرمر کی ہیں اور
 اور زمین پیکاری کی ہوئی ہے علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا پلایا ہوا ہے
 اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس محل کی چھت
 نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب چھت
 اوکھاڑی گئی اور اس کے بدلے تانے کی چھت چڑھا دی محمد اکبر شاہ ثانی کی وقت
 مین اس تانے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اس کے بدلے کاٹ کی چھت
 لگائی ہو کہ وہ بھی اب پوشیدہ ہو گئی ہے۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب اتیار محل کے واقع ہو اور حقیقت مین قرینہ ہے خواجہ گاہ کا

او بل کر نیچے کے حوض میں آتی ہو اور وہاں سے نہر میں بہتی ہو اور صحن کے حوض میں
 جا کر پانچ کی ہر ہر روش اور پٹری میں بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور
 وہ تختہ تختہ محرابین اور مرغولین بنائی ہیں اور وہ منبت کاری کی ہو کہ آدمی کی عقل
 و کھل حیران ہوتی ہو اور اسکی چھت کے چاروں کونوں پر چار چوکھنڈیاں بنائی
 ہیں کہ اوس سے رفعت و شان اس عمارت کی دو گنی ہو گئی ہو اس محل کے
 کونوں پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیوں میں خشکی ٹھیاں لگا کر خس خانہ
 بنایا جائے جس طرح اسکی روکار میں پانچ در محراب دار بنائے ہیں اس طرح اسکے
 اندر بھی محراب دار در ہیں کہ ان محرابوں کے بنانے سے بیچون بیچ میں ایک چوکھنڈی
 سی واقع ہو گئی ہو اوس میں ایک حوض ہو کہ اسکی خوبی بیان نہیں ہو سکتی اوس
 حوض کو سنگ مرمر سے سطح بنایا ہو کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہو اور پھر
 اوس میں رنگ رنگ کے پتھروں سے ایسی پچکاری کی ہو اور گل بوٹے بیل پتی
 بنائے ہیں کہ جب کچھ بیان نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ حوض ساٹھ سات گز مربع ہو
 لیکن گہرا اوسکا بہت کم ہو بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کی طرح بنایا ہو اس میں خوبی یہ ہو کہ جھوت
 پانی بھرتا ہو اور اہرا ہو تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں
 اس حوض میں ایک کاسہ سنگ مرمر کا مگر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول
 معلوم ہوتا ہو لیکن اس پر بھی اسکی ہر ایک مڑ اور مرغول پر رنگین پتھروں
 سے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہیں کہ پھول میں پتی بیل اور بیل میں سے

بسان بیت الحقیق بطوافش آیند روست و اگر نظر گریان نفس و آفاق مثل حجر اسود
 یقین آستان رفیع الشان نشا بند سزا آغاز قلع و الا که از کاخ گردون برترست
 و رشک سد اسکندر و این عمارت و لکشا و بلغ حیات بخش که در منازل چون روح
 در بدن است شمع در انجمن و نهر اظهر که آب صافیش بنیاز آئینه جهان نماست و انا
 را از عالم غیب پرده کشا و آبشار با که هر یک کوی سپیده صبحدم ست بالو کوا سراسر
 از لوح و قلم و قوار با که هر کدامش سنجب نورست

کتاب محراب شمالی

بمضافه آسمانیان مائل بالآلی متلالی ست بانعام ز سینیان نازل و حوض که
 همه از آب زندگانی پر بصفا رشک نور چشمه خود دوازدهم ذی الحجه سال
 جلوس و از دهم اقدس مطابق هزار و چهل و هشت هجری بعالمیان نوید کامرانی داد
 و انجاش که بصرف پنجاه لک و پیه صورت پذیرفت بست و چهارم ربیع الاول
 سال بست و یکم جلوس همایون موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بفرمود میمنت لزوم
 گیتی خدیو گیهان خداوند بانی این مبانی آسمانی شهاب الدین محمد صاحبقرانی
 شاه جهان بادشاه غازی در فیض بر روی جهانیان بکشاد
 ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہیں
 شهنشاه آفاق شاه جهان باقبال ثانی صاحبستران
 در ایوان شاهی صبر احشام چون خورشید بر چرخ باد امدام

جو بڑی مٹیجھک کر کے مشہور ہو اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہے لیکن
میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اس میں تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہیں ہے

اسد برج

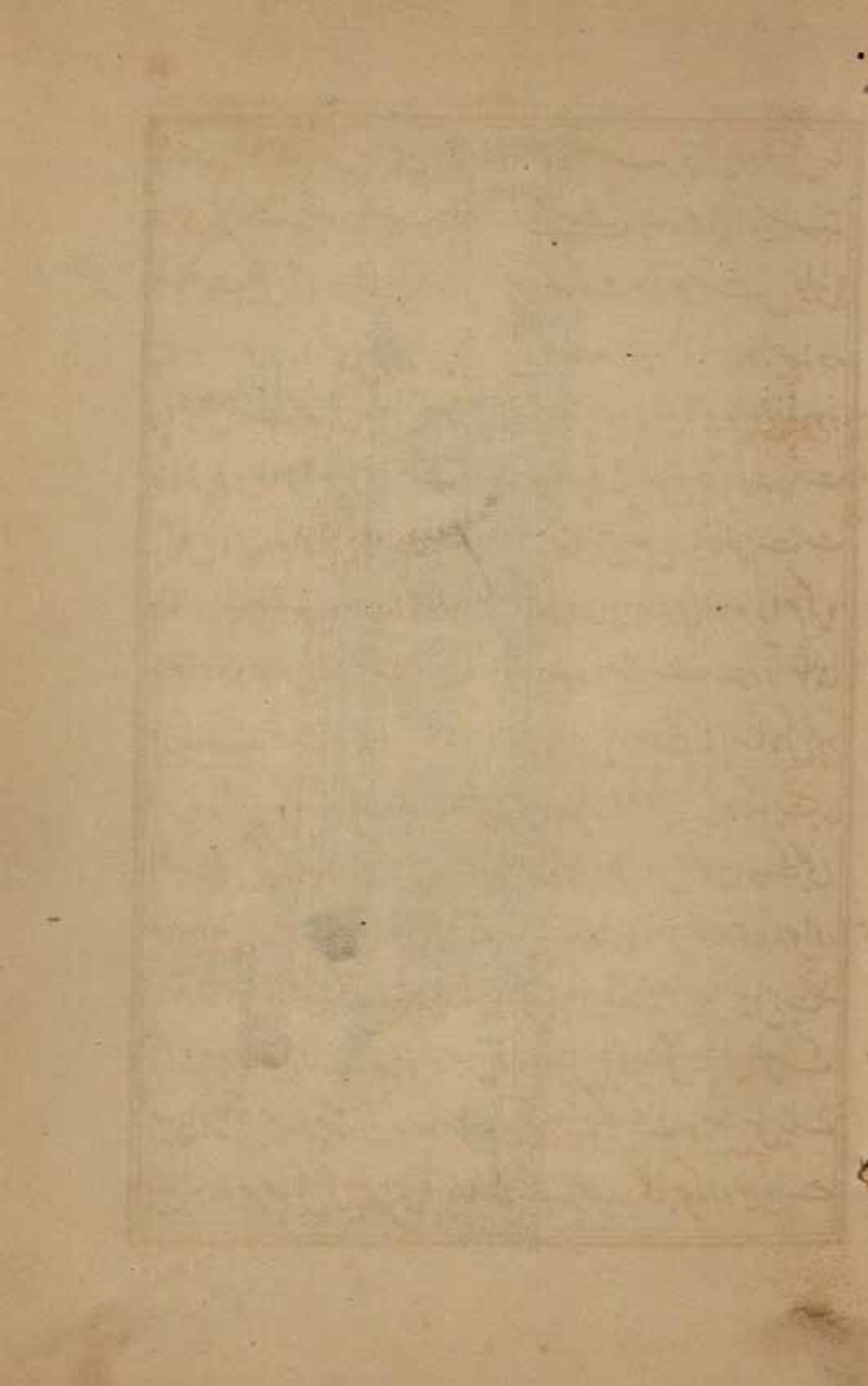
یہ جنوبی برج قلعہ کا ہے اور قرینہ ہے برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہے یہ برج
ہزار تھ چیلے کے ہنگامے میں بسبب صدمہ گولوں کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ
ثانی کے عہد دوبارہ بنا ہوا اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہے۔

خواب گاہ یا بڑی مٹیجھک

یہ خواب گاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہے اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و
لطیف سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کی ہے اور اس میں طرح طرح سے منبت کاری کا کام
اور سونے کے بیل بٹے بنے ہوئے ہیں اس کے بیچ میں شہ نشین کی طرح ایک مکان ہے اور
اس کے جنوب اتر شمال کو دو بڑے بڑے دروازے کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے
ہیں کہ اس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہے اور اس کی دو محرابوں پر ایک
کتبہ کہ سعد الدخان نے انشا کیا ہے لکھا ہوا ہے اور گرد اجارہ کے پاس سونے کے پانی
سے اشعار لکھے ہوئے ہیں کہ ہم ان سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

کتبہ محراب جنوبی

سبحان الدین چہ منزل ہاست ز ملکین و شہین ہاست و لنشین قطعہ بہشت برین
چون گویم کہ قدسیان بہت بلند تماشایش آرزو مند اگر ساکنان لطاف و اکناف



<p> بود قصر اقبال او عرش سا بہشتے بصد خوبی آراستہ سعادت در آغوشش ایوان و گسترد + + + از جہہ دور چو دریای چون آبرویش فروزد بہ پیش رخ ہر آئینہ داشت ز نقاش چین رونما خواست کہ گردون بلندی از دوام کرد بآب زمین شستہ رو آسمان اذان بادشاہ منازل بود </p>	<p> اساس ست تانا گریز این بنا رہی و نشین قصر پیراستہ شرافت یکی آیہ در شان او چو + + + درین سرای سرور پایش صدق ہر کس کہ سود زمانہ چو دیوار او بر فراشت ز بس وی دیوارش آراستہ چنان بر سرش دست ایام کرد ز فوارہ و حوض دریا نشان چو جالے شہنشاہ عادل بود </p>
--	--

اس شہ نشین کے آگے ایک پچرہ والاں ہی زانگ مرمکا پرچین کا رہائش گاہ
 و لطیف بیس گز کا لٹا اور چھ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر اس والاں کے بھی
 محرابین ہیں اور حجرے ہیں کہ غریب حجرے میں سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہے اور
 اس کو خاصی ٹیوڑھی کہتے ہیں اس والاں کے بیچ میں ایک حوض ہے مستطیل بہت تختہ
 سنگ مرمکا بغیر فوارے کے یعنی اس میں فوارہ نہیں ہے مگر اس کی تہ پر طرح طرح کے
 رنگین اور بیش قیمت پتھروں سے ہزاروں طرح کے گل بوٹے اور بیل تپتی بنائے
 ہیں اور ہر پھول کی پکھڑی میں ایک ایک چھید رکھا ہے کہ اونچین سے

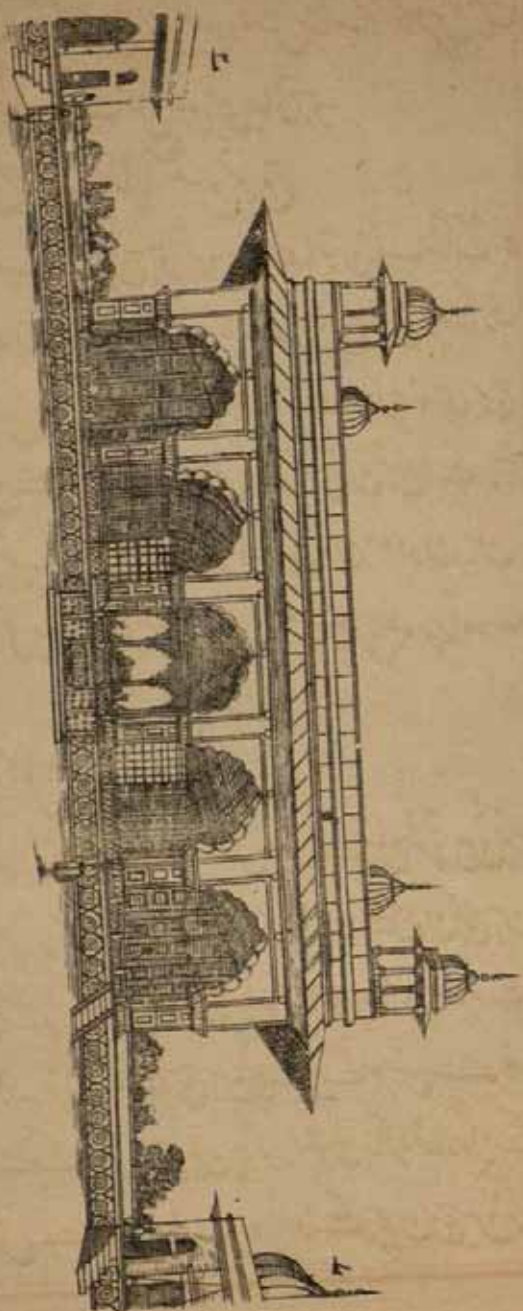
پانی او بلتا تھا اس والاں کے آگے صحن ہو وسیع و لکش سنگ مرمر کا فرش زمین
کیا ہوا ہو اور نہر بہشت بہتی ہو اور رنگ محل میں جلی جاتی ہو۔

برج طلائیا مشمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہو مشمن سر سے پانوں تک سنگ مرمر کا
اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازمی اور نہت کاری
کی ہوئی ہو اور اسکا برج اور کلس سنہری ہو اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج
بھی کہتے ہیں اور سبب مشمن ہونے کے مشمن برج بھی کہلاتا ہو تین ضلع اسکے عمارت
خوابگاہ کی طرف ہیں اور پانچ جانب دریا مشرف ہیں اون پانچوں ضلعوں میں
سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہیں اور اوسمین ایک اور شمیم بطور برآمدے
کے جانب دریا بنا ہوا ہو۔

شاہ محل دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بت بڑا چوک ہو اوس چوک کے ضلع شرقی میں ڈیڑھ
گز کا اونچا چو ترہ بنایا ہو اسی گز کا لنبہ اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون بیچ میں
دیوان خاص کی عمارت ہو چونتیس گز کی لمبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے
پانوں تک سنگ مرمر کی اور ستر ستر اسکے بیچ میں چار گز کے عرض سے نہر
بہشت بہتی ہو اس عمارت کے بیچون بیچ میں چو کو رستون بنا کر اٹھارہ گز کے
طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہو اور اوسکے بیچون بیچ میں ایک



طابق اول

دریان خاص

طابق اول

تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہوا اور وہ تسبیح خانہ کے مشہور
ہو اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ میں سنگ مرمرین ترازو کی صورت کھدی
ہو اور میزان عدل اوپر لکھ دیا ہو اسی تسبیح خانے میں سے خوابگاہ کا
رستہ ہو کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کھلتی ہو۔

عقب حمام

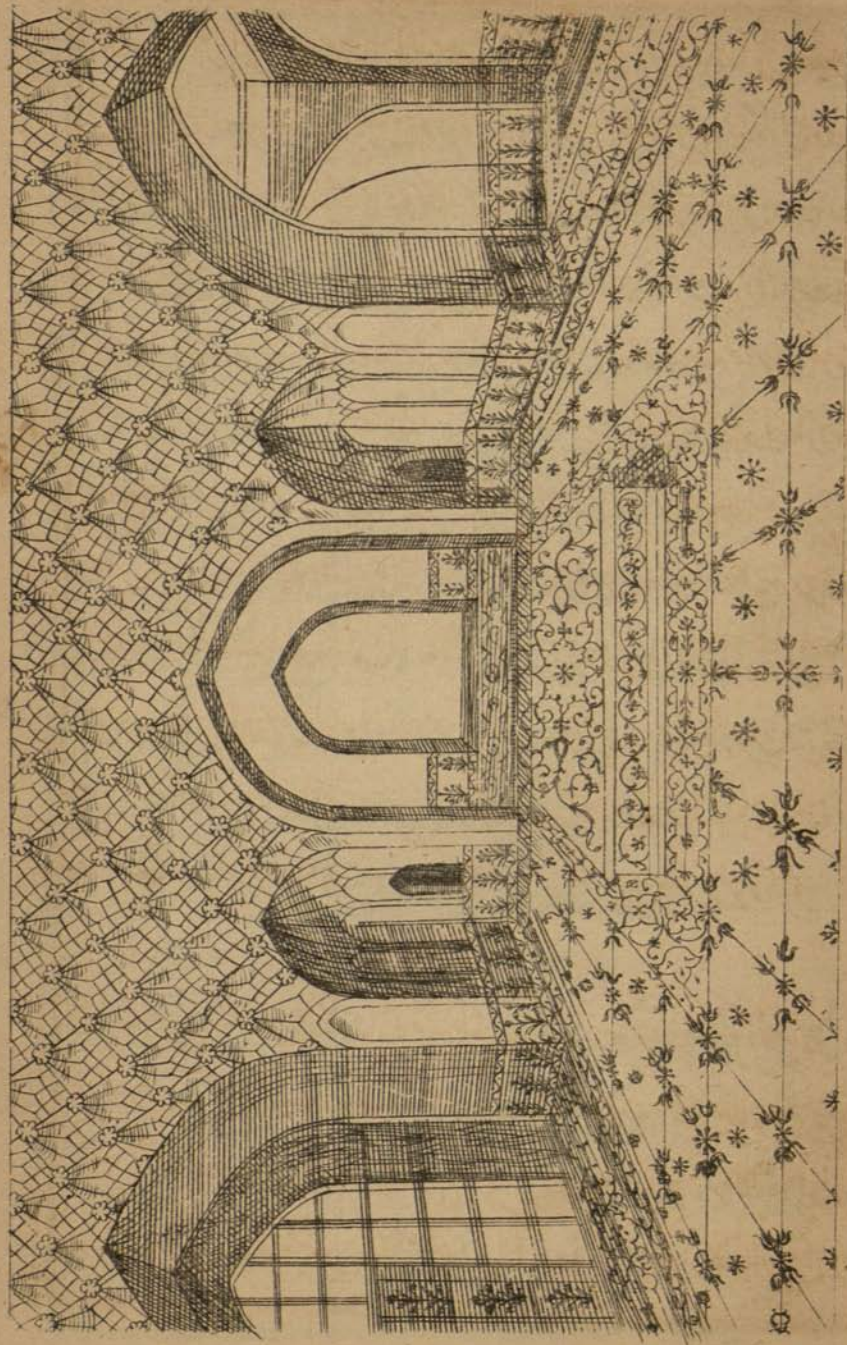
دیوان خاص کے جانب شمال سیطرح کا دالان ہو کہ وہ عقب حمام کھلتا ہو
یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہو اور او سیطرح کا بنا ہوا ہو۔

حمام

یہ حمام بمثل و سجدیل ہو یقین ہو کہ ملکون ملکون میں ایسا حمام نہ پہلا درجہ اس
حمام کا کمرہ ٹھاننا یا ہو اجارہ تک سنگ مرمر کا اور او سپر منبت کاری کی ہو اور
شرق کی طرف جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہو کہ او سمین سے دریا اور جنگل
اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہو دوسرے درجے میں جانب
شمال ایک شہ نشین ہو سرے پاٹون تک سنگ مرمر کی اور او سپر بہت تحفہ
منبت کاری اور پچی کاری کی ہو او سکے آگے ایک درجہ ہو مرمر کا سنگ مرمر
کا او سکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھروں کی پچکاری
کی ہو اور طرح طرح کے میل بوٹے پھول پتی بنائی ہین یہ پچی کاری ایسی خوش قطع

چبوترہ ہوا اوس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہوا جس پر بادشاہ اجلاس فرماتے ہیں
 اور اس مکان کے گرد پایہ نماستون لگا کر مکان بنایا ہوا درو دیوار و ستون مرغل
 اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہوا اور اوسمین اجارہ تک عقیقہ و
 مرجان اور اورا حجار بیش قیمت سے بچی کاری کی ہوا دریل نمونے پھول پتے
 بنائے ہیں اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہوا اور سونے کے
 پانی سے گویا لپ دیا ہوا اندر کے رخ محرابوں کے اوپر یہ شعر لکھا ہوا شعر
 اگر فردوس بر آئے زمین ست ہمین ست وہمین ست وہمین ست
 یہ عمارت جانب شرق سے مشرق بدیا ہوا اور اوس طرف کے درون میں جالیان
 لگا کر آئینہ بندی کی ہوا اور جانب غرب اسکا صحن ہو ستر گز سے ساٹھ گز کا اور
 اوس صحن کے گرد مکانات اور ابوابا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں جانب
 غرب اس صحن کے دروازہ ہو کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہوا اور اس
 دروازے کے آگے لال پردہ تنار ہوتا ہوا اور سب اُمرابر وقت دربار کے اس
 لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجالاتے ہیں اور جانب شمال رستہ ہوا
 حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
 بیچ کے درے کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرا ہو سنگ مرمر کا اوسکو چوکھنڈی
 دیوان خاص کہا کرتے ہیں اسکی چھت بھی نرمی چاندی کی تھی مریٹھہ اور
 جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔

نقشه گرم خانه خام



ہو کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچا ہوا ہے جس کی
 بچی کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہے کہ اس قلعہ کی تعمیر میں کوئی نہ کوئی استاد
 اٹالین شریک تھا کیونکہ بچی کاری کا ایجاد اسی ملک سے ہوا اس درجے کے
 بیچون بیچ میں ایک حوض ہر چہ چاروں کونوں پر چار نوار
 لگے ہوئے تھے اس کے گرد ایک نہر گزر بھر کے عرض کی اور بہت کم گہری نہایت
 نفیس مشور ہو کر جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض میں گرم پانی ہوتا تھا اور جب
 چاہے ٹھنڈا میسر درجہ اس حمام کا اجارہ تک سنگ مرمر کا ہی جانب غرب
 حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہیں اس کے بیچون بیچ میں سنگ مرمر کا چوترا ہے کہ اوپر
 بیٹھ کر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہے اور اوس میں مستطیل حوض
 ہے جب چاہیں اوس میں گرم پانی بھریں اور جب چاہیں سرد پانی بھریں اس درجے
 میں بہت تحفہ بچی کاری اور نسبت کاری کی ہوئی ہے شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور
 عالمگیر کے بعد پھر گرم نہوا ہو مشور ہو کہ سوا سوا من لکڑی سے گرم ہوتا ہے۔

موتی محل

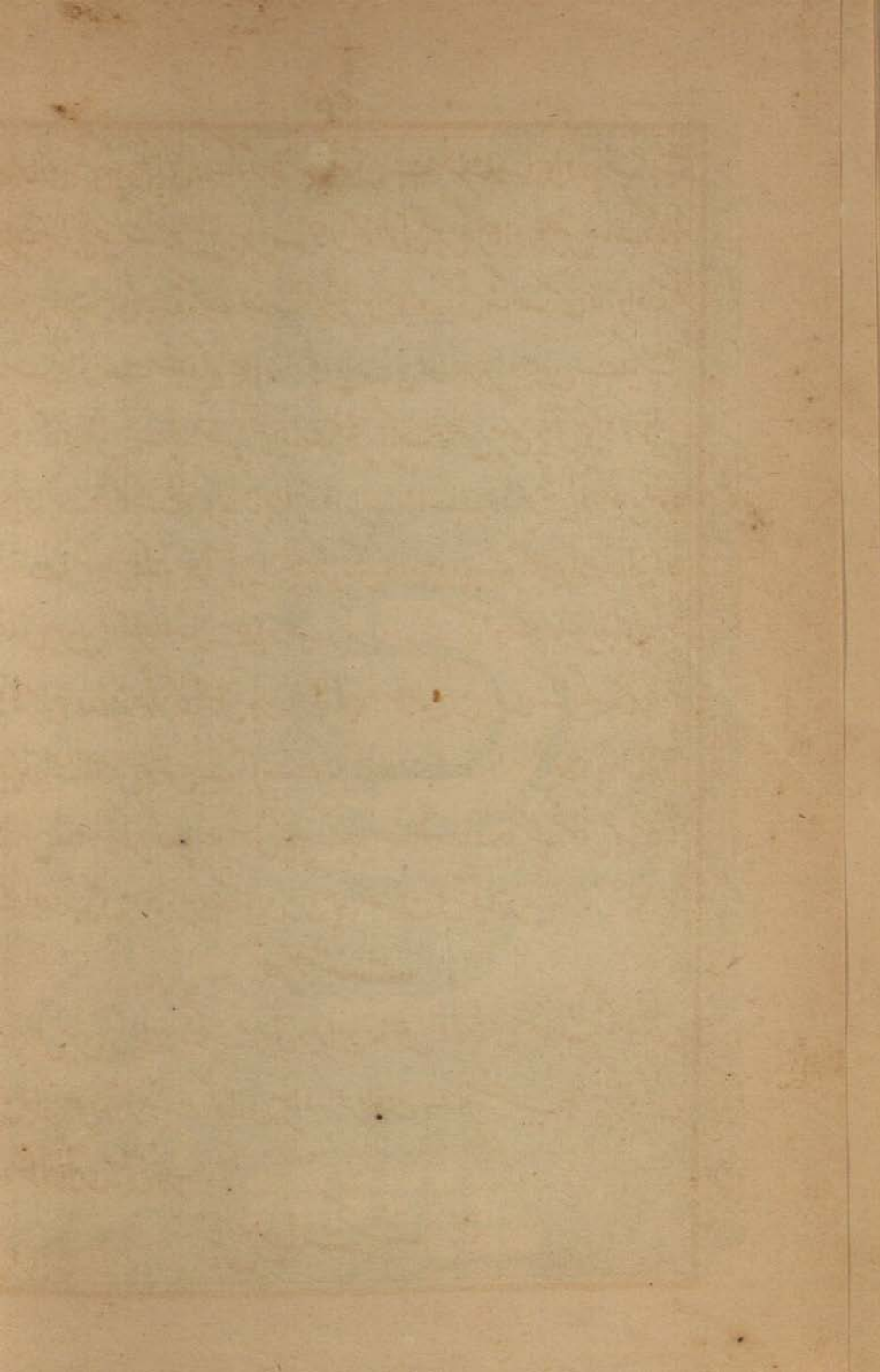
یہ ایک محل ہے سنگ سرخ کا اور اس کو سنگ پٹھانی سے سفید کر کے رنگا میری اور
 طلا کاری کے گل بوٹے بنائے تھے اس میں ایک درجہ ہے پندرہ گز کا لبا اور آٹھ گز کا چوڑا
 مشتمل دو شہ نشینوں پر اور اس کے بیچ میں ایک حوض ہے چار گز کا لبا اور تین گز
 کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہے آٹھ گز کا لبا اور پانچ گز کا چوڑا

اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرق بدیا ہوا اور جانب عرب سے مشرق بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا اور اندر کی عمارت میں اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہوا اور باقی سنگ سرخ کا ہوا اور کو سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہوا اور اس میں حوض اور نہر ہوا زمین سے ایک چار در دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض میں پڑتی ہو کہ وہ حوض بھی عجائب و زکا سے ہو کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہیں نہوگا حقیقت اسکی یہ ہو کہ یہ پتھر اتنا بڑا ہیجم کرانہ کی کان میں سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافیت میں بے نظیر تھا اس واسطے بموجب حکم بادشاہ کے اس کا حوض بنایا گیا کچھ گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پالیوں کے ایک پتھر کا ہو بعد تیار ہونے اس حوض کے مکرانہ سے کہ دارالخلافہ سے دو سو کو س دو ہر با احتیاط لائے اور اس مقام پر لا کر رکھ دیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب بھی موجود ہیں مگر اون میں کچھ نقصان بھی آگیا ہے۔

نہر بہشت

اس محل میں ہو کر نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹھک اور رنگ محل میں جاتی ہو وہ نہر بہشت کہلاتی ہو اور پھر وہاں سے منشعب ہو کر ہر ایک محل اور مکان میں بہتی ہو۔

باغ حیات بخش



Handwritten text in a rectangular frame, likely a manuscript page. The text is written in a cursive script, possibly Arabic or Persian, and is arranged in approximately 15 horizontal lines. The ink is faded and the paper is aged.

صد ہزار ان گل شگفتہ درو سبزہ بیدار و آب خفتہ درو
 کسی زمانے میں یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگر اب بالکل ویران اور
 خراب ہے حضور والا کو اسکی استغنی پر توجہ نہیں چند مکان اس باغ میں بہت
 خوب ہیں جبکہ حال بیان کیا جاتا ہے ایک درخت پا کھل کا اس باغ میں نایاب
 ہے اور اس کا مرتبہ بتی کے مرض کو مفید ہے

حوض اور نہر

اس باغ کے سوچن بیچ میں ایک حوض ہے ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اسکی بیچ میں
 کسی زمانے میں اونچا س فوٹے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن ات چھوٹے تھے
 اور اس کے کناروں پر چاروں طرف ایک سے بارہ فوٹے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے
 سبب دن ات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چاروں طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز
 کے عرض سے ہتی تھی اور ہر نہر میں تین تین فوٹے چاندی کے ہرقت چھوٹے رہتے تھے
 اب ان فواروں کا نام بھی نہ رہا البتہ جس جگہ فوٹے تھے وہ ان ایک چھید باقی رہ گیا ہے
 دل عشق کا ہمیشہ حریت نہر تھا اب جس جگہ کہ داغ ہے ان پہلے درخت تھا
 اسی حوض میں بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہے۔

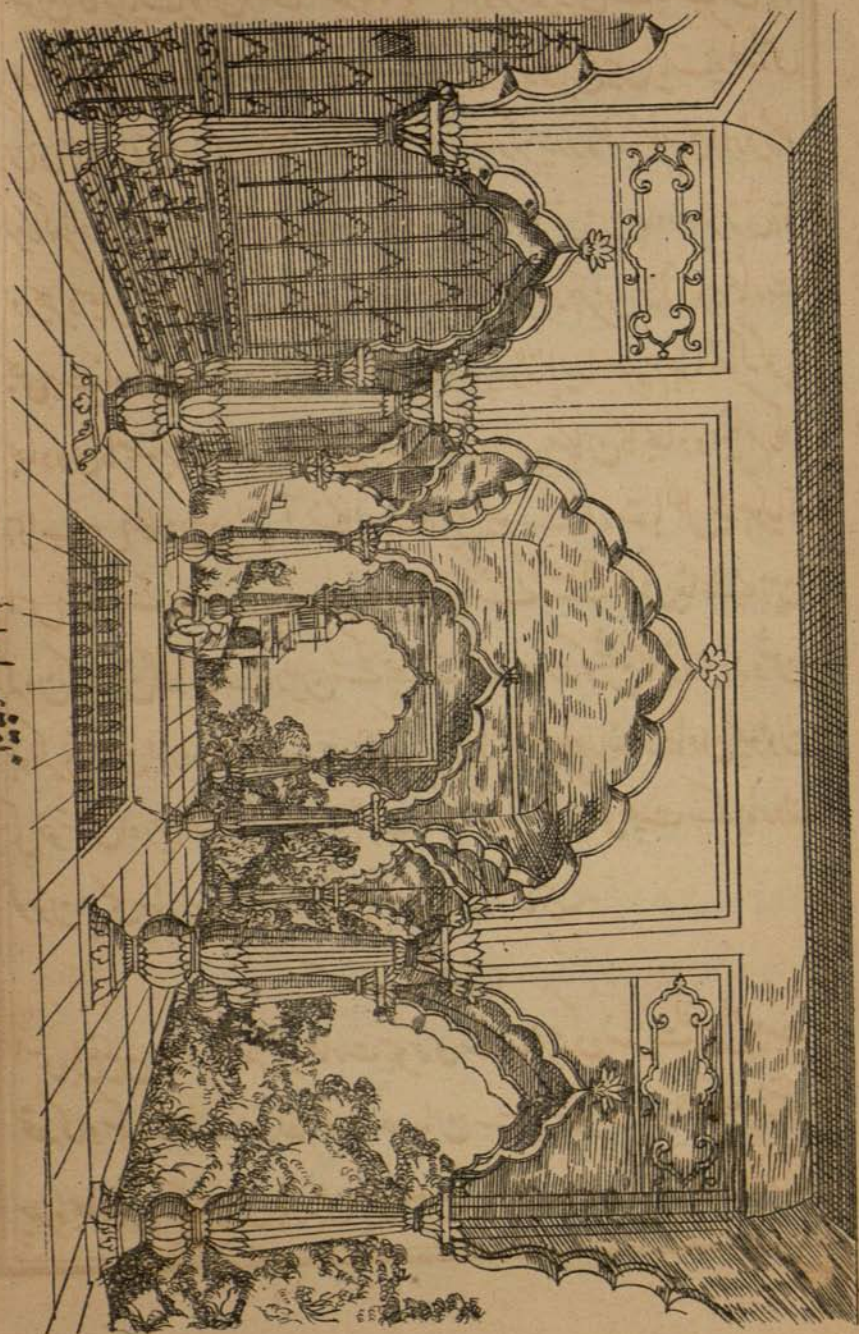
بھادون

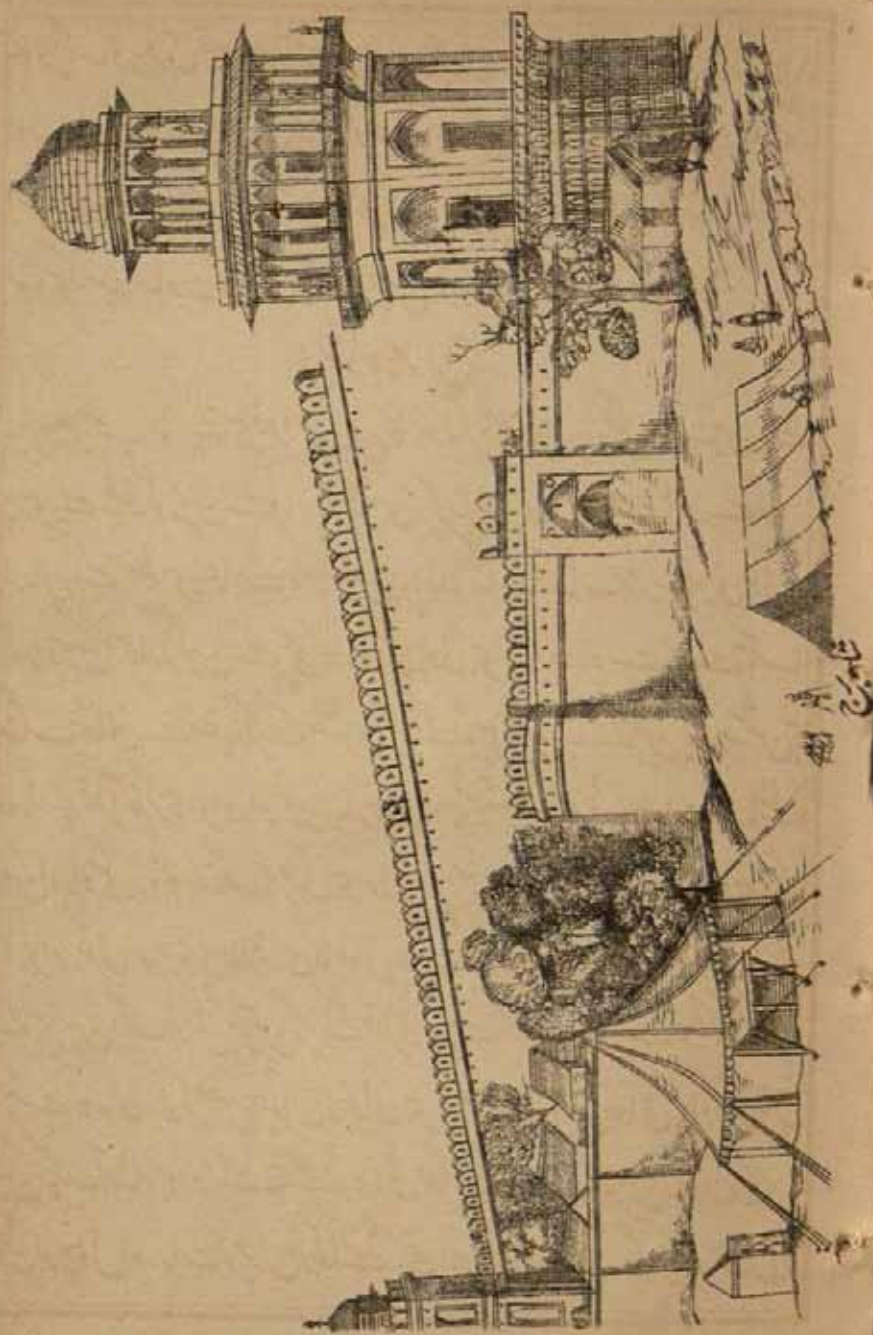
اس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو
 بھادون کہتے ہیں چہرہ اسکا یہ ہے کہ ایک چوتراہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اس پر سولہ

ستون لگا کر ایک ایوان دکشا تعمیر پایا ہو مستمل اور دو ایوان کے جانب شرق مغرب
 در دو منگلے ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب سیچون نیچ میں ایک چوکھنڈی
 بن گئی ہو اور اوس میں ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسوکا مربع اور ڈیڑھ
 گز کا گہرا اوس مکان میں نہر بہشت سے نہر آتی ہو اور حوض میں چادر ہو کر پڑتی ہو
 اور پھر اوس میں سے ٹکڑے آگے ایک اور چادر چھوٹی ہو اور نہر میں پڑتی ہو یہ عمارت
 بھی بہت نادر ہو اور اوس میں پانی کا پھرنہ اور چادر چھوٹا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا
 بھادون کا سینہ برستا ہو اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا
 ہوا ہے اس مکان میں پانی آنے کا اور چادر میں چھوٹے کارستہ بالکل بند ہو گیا ہو
 اس مکان کے حوض اور چادر میں مہرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہین
 کہ دن کو اونہیں گلہ انہا سے رنگین کئے جاتے تھے اور رات کو شمع کا فوری روشن
 ہوا کرتی تھیں اور اوس کے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اون پھولوں
 کی خوشنوائی اور چراغوں کی روشنی عجیب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چاروں
 کونوں پر بھی چار برجیاں چوکھنڈی کی ستھری بنی ہوئی ہین۔

ایوان

اسی باغ میں جانب شمال یہ عمارت ہو نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت
 متحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہو اور چہرہ اسکا بعینہ مثل
 چہرہ بھادون کے ہو بال برابر بھی فرق نہیں گویا ایک مکان کو چھپاؤ اور ایک کو



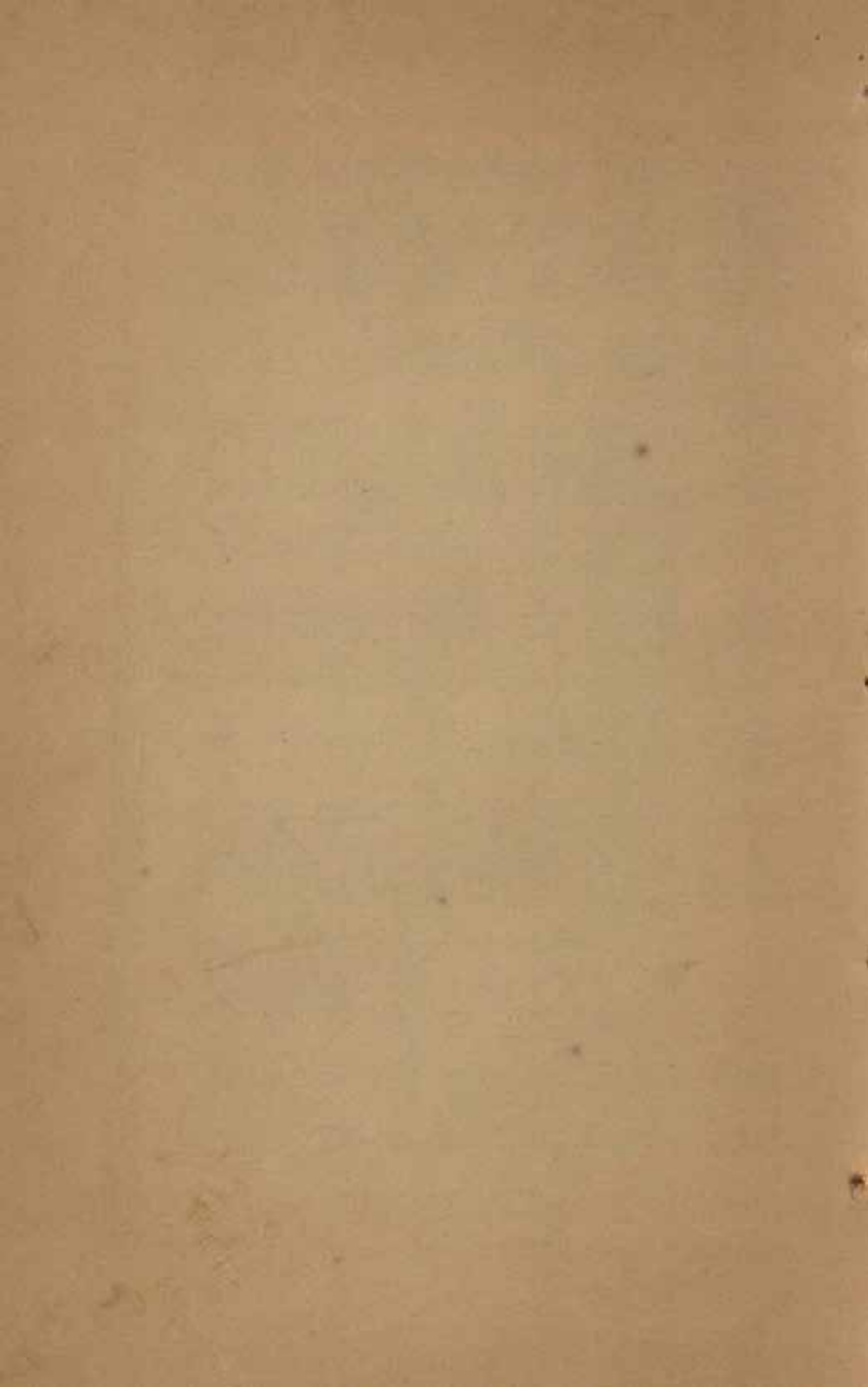


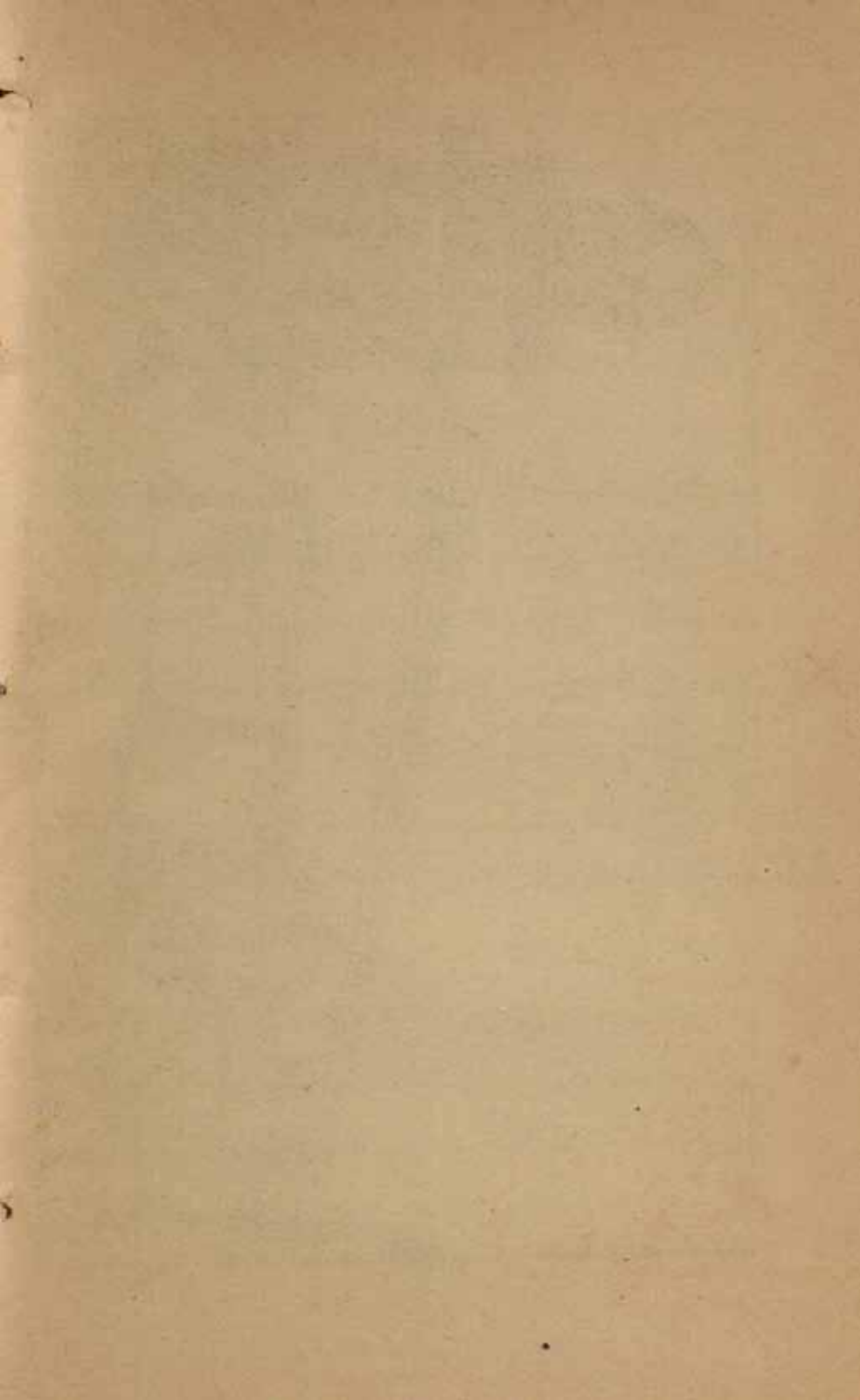
مسجد

نکالو ایک ذرہ فرق نہیں اور اس سطح اس میں بھی چادر بنی ہوئی ہو اور حوض بھی بنائی
 اور اس سطح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہیں اس سبب سے کہ
 اس مکان میں پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ جیسا ساون کا مینا سولے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہے۔

شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہے قطر اس برج کا سولہ گز کا ہے اور اسکی عمارت میں طبقہ
 چہرے پہلے طبقہ کو زمین سے بارہ گز کر سی دیکر بنایا ہے اور اسکی چھت اندر سے گول
 اور اوپر سے سطح ہے یہ عمارت تمام سنگین ہے اجارہ تک قنک ممر سے بنی ہوئی ہے
 اور او میں اجارہ رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہے اور اجارہ سے چھت تک
 سنگ پٹھانی سے سفید کر کے سنہری گل بوٹے بیل پتی بنائے ہیں یہ درجہ ششم ہے
 اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہے اور او میں چار طاق اور دو شیم نیم شتم شرف بریا بنائے
 ہیں اور اسکی روکار سنگ ممر کی ہے طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز
 کا ہے اور غربی اور جنوبی طاقوں کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہے اور شتم درجہ
 کے بیچ میں ایک حوض ہے تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اسکی
 نسبت کاری دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور صنعت اسی یاد آتی ہے اور غربی طاق
 میں ایک آبشار ہے اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہیں کہ اون میں
 دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کتے تھے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہے



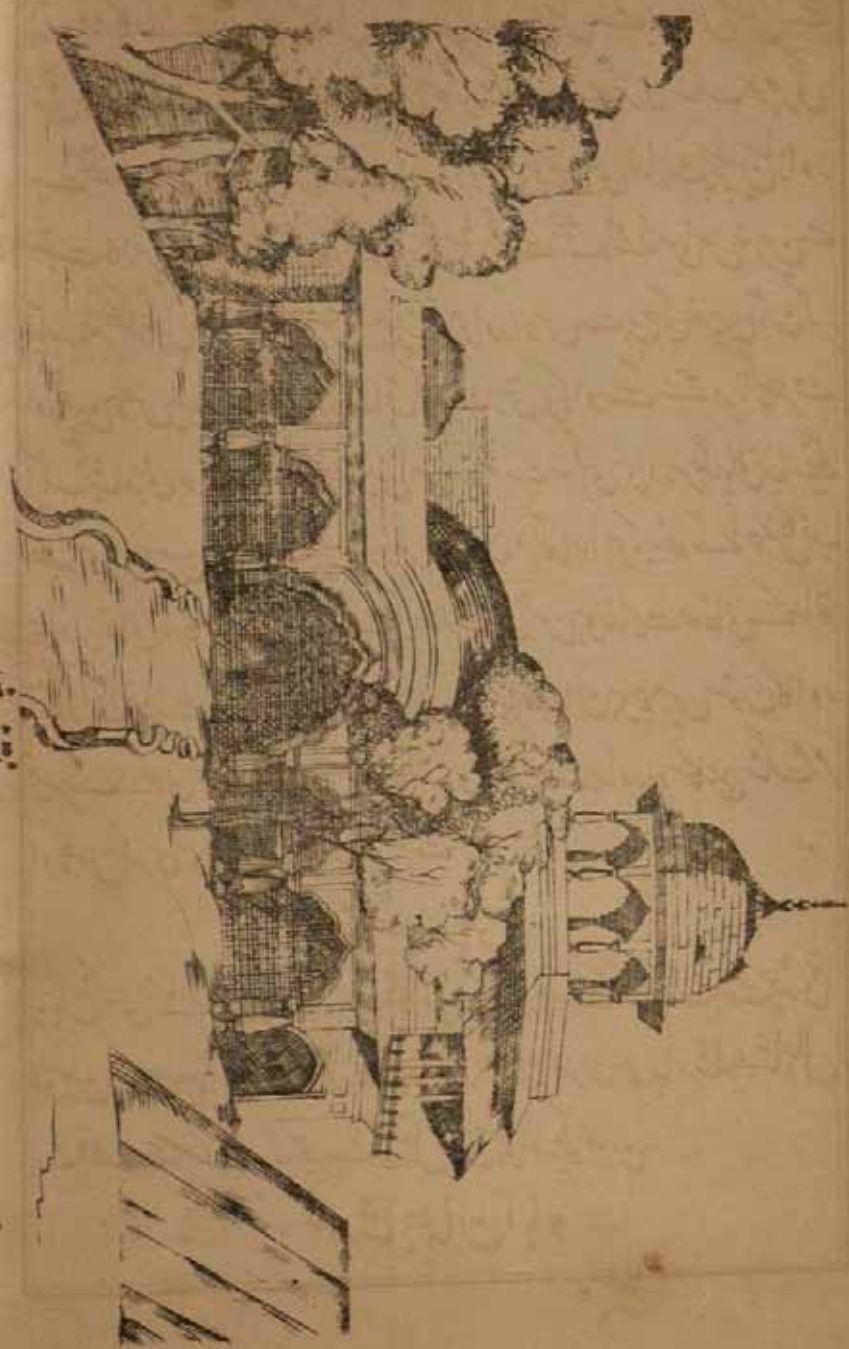


سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے
 شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر پڑیڑ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی
 بہت تحفہ اور پرچین ساز اور نہت کار اور یہ دونوں حوض بھی نہایت پرچین ساز اور
 نہت کار میں اور عقیق اور مرجان اور اور تھپریش قیمت جڑے ہوئے ہیں اس نہر میں سے
 ایک نہر نکل کر غربی طاق کے حوض میں پڑتی ہے اور اس سے برج کی نہر تین آن کر
 اور زمین حوض میں سے ہو کر شرقی طاق کی طرف بہتی ہے کہ اس کے نیچے دریا کی طرف
 ایک آبشار بنی ہوئی ہے سارے قلعہ میں اسی مقام سے نہر لگئی ہے اور ہر جگہ پانی جانیے
 قلعہ اسی برج میں بنے ہوئے ہیں اور ہر جگہ قلعہ پر نام لکھا ہوا ہے کہ یہ قلعہ حوض کا قلعہ
 ہے اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے برج کی عمارت بھی شمن ہو نہایت صفائی کے ساتھ
 آٹھ گز کے قطر سے اور اس کے آٹھوں ضلعوں پر سراسر ایوان ہے جو بیس ستون کا اور
 تیسرے برج کی عمارت ایک شمین ہو گنبدی آٹھ ستون پر اور اس کا بیس سنگ مرمر
 اور کلس سنہری ہو غرض کہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہے۔

مہتاب باغ

یہ باغ کسی زمانے میں بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بھرا سکے کہ ایک بہت چوڑی نہر
 اوس میں جاری ہے اور اس کے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ جال
 نے قطب صاحب کے چہرے کی نقل بنائی ہے اور کچھ نہیں۔

شہر شاہجہان آباد



اس شہر کے دروائے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہیں اکثر دروازوں کی ایک ہی سی
 قطع ہوئے ۸۵ عیسوی مطابق ۱۶۹۰ء ہجری میں سرکار انگریزی کے حکم سے ایک رینا
 دوہرا دروازہ بنا ہوا ایک دروائے میں سے آتے ہیں اور ایک میں سے جاتے ہیں
 اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہوا اور اوپر یہ کتبہ ہے۔

کلکتہ دروازہ ۸۵ عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروائے اور چودہ کھڑکیاں ہیں اور انکے نام یہ ہیں۔

نام دروازوں کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نمبود دروازہ
 کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدر دروازہ۔ کابلی دروازہ
 پتھر کھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

کھڑکیوں کے نام

زمینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی
 نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروائے کی کھڑکی۔ مسدود
 سید بھونے کی کھڑکی۔ مسدود بلباغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان
 کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نمبود کی کھڑکی۔

ارو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروائے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک سہ تر پانسو بیس گز لمبا بازار ہے

کے رازندگانی شادابا شد کہ در شاہ جهان آباد با شد
جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین نے لگے یعنی ۱۵۸۰ء ہجری مطابق ۱۶۰۱ء عیسوی
جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر بجی کاشی نے یہ تاریخ لکھی
شد شاہ جهان آباد از شاہ جهان آباد

رات آفتاب

۱۶۰۲ء جلوسی مطابق ۱۶۰۲ء ہجری موافق ۱۶۰۳ء عیسوی شاہ جهان کے حکم بموجب مٹی اور
پتھر سے چار مہینے کے عرصے میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر شہر کی تفصیل تیار ہوئی مگر
دوسرے برس برسات میں اکثر جگہ سے گر پڑی اس واسطے شاہ جهان نے چونے اور پتھر
از سر نو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے میں یعنی ۱۶۰۹ء ہجری مطابق ۱۶۱۰ء ع
میں چار لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ تفصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا
ہوا اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہو اور اوسمین ستائیس برج دس گز کے قطر
سے ۱۶۰۹ء عیسوی مطابق ۱۶۱۰ء ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی
تو یہ تفصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق
اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروائے کے باہر غازی الدین خان
فیروز جنگل نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو در سے کر مرشد ہو اور اسکو بھی شہر نیاہ
کے اندر لے لیا اور قریب ۱۶۰۹ء عیسوی مطابق ۱۶۱۰ء ہجری کے اوس در سے کے گرد بھی شہر نیاہ
سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس نئے شہر نیاہ کے برج پر سنگ مرمرین یہ کتبہ کھود رکھا ہے۔

برج اکبر شاہ

شاہجہان کے وقت میں ان سب بازاروں میں بڑی بڑی بدر روئین بنی ہوئی
 تھیں جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کچھ ٹھنڈے پانی تھی اب کہ عمارت
 کو بالکل انقلاب ہو گیا وہ بدر روئین کچھ تو بند ہو گئیں اور کچھ ٹل گئیں اس سبب سے
 بازار خراب رہتے تھے ۱۵۷۰ عیسوی مطابق ۱۰۷۹ ہجری مسترارتہراستن ابرٹس
 صاحب کلکتہ اور صاحب مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازاروں کی صفائی اور شہر
 کی آراستگی پر بہت صرف کی اکثر جگہ نئی بدر روئین بنوائیں اور بعض جگہ پرانے
 بدر روئین کو صاف کیا اور بڑے بازاروں میں دونوں طرف دوکانوں کے نیچے
 پختہ بدر روئین بنا کر شہر کے باہر پانی نکلا دیا دوکانوں کے آگے سنگ سرخ
 کے خوبصورت چبوترے بنائے اور بڑے بازاروں میں رات کو دوڑنے والے لوگوں
 کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہو گئی

فیض نگر

اول بابی نگر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا جسے ۱۰۷۹ ہجری مطابق
 ۱۵۷۰ عیسوی کے اس نگر کو سواد پر گنہ خضر آباد میں دریا سے کاٹا اور تیس کوں
 تک پر گنہ سفید وں میں جہان او سکی شکار گاہ تھی لا کر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو
 اس کا خیال نہ رہا کہ وہ نہر بند ہو گئی تھی ۱۰۶۹ ہجری مطابق ۱۵۷۰ عیسوی کے
 جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے
 اس نگر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر میں لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک

اگلے تاریخ کی کتابوں میں اس بازار کو لاہوری بازار کر لکھا ہے اس بازار کو سنہ
 ۱۶۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۷ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا ہے
 قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہے اسی گز کا مربع اس
 چوک میں کو توالی چبوترہ ہے اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چل ہے پشت
 پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہیں اسکے گرد بہت خوبصورت
 دوکانیں بنی ہوئی ہیں اور شمال کی طرف باغ ہے جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے
 ہیں اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہے اور سراسر امین نہر بہتی ہے
 اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہے۔

فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہے ایک ہزار پچاس گز کا لنبا
 اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونوں طرف پختہ دوکانیں بنی ہوئی تھیں اور بیچ میں بہت
 خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبر آبادی محل شاہجہان کہہ یوی نے
 سنہ ۱۶۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۷ عیسوی میں بنایا تھا اور اکبر آبادی مسجد بھی اسی
 بازار میں ہے اس بازار کا نام تاریخ کی کتابوں میں اکبر آبادی بازار ہے وہ دونوں
 بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہیں اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ
 بنتے گئے ہیں۔

آراستگی بازار اور شہر

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جس میں بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کا ذکر ہے

نمبر	نام مکان	نام مالک	نام بادشاہ جس نے بنایا	بھری	عیسوی	سال بنا	کیفیت	مبصر
۱	لوحے کی لاٹھ	راجہ جہاں	راجہ جہاں	راجہ جہاں	راجہ جہاں	راجہ جہاں	اس لاٹھ پر سندھیوں پر فتح پائی کا فتحنامہ کندہ ہے مگر رواج خط سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حرف پارسی صلیبی بعد حضرت عیسیٰ کے کندہ ہوئے ہیں	۲
۲	لاٹھ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۳
۳	لاٹھ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۴
۴	انیک پال	انیک پال	انیک پال	انیک پال	انیک پال	انیک پال	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۵
۵	انیک پال	انیک پال	انیک پال	انیک پال	انیک پال	انیک پال	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۶
۶	سورج گنڈ	سورج پال	سورج پال	سورج پال	سورج پال	سورج پال	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۷
۷	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتھی پال	پرتھی پال	پرتھی پال	پرتھی پال	پرتھی پال	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۸
۸	مسجد قوت الاسلام	قطب الدین	قطب الدین	قطب الدین	قطب الدین	قطب الدین	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۹
۹	اصیٹا	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۱۰
۱۰	اصیٹا	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۱۱
۱۱	اصیٹا	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۱۲
۱۲	اصیٹا	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۱۳
۱۳	اصیٹا	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	نعمت الدین	۱۶۵۸ء میں بنائی گئی	۱۴

یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی ۱۲۸۰ء ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے شہاب الدین محمد
 شاہجہان نے اس نہر کے سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے
 قلعہ شاہجہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ
 بن چکا تو قلعہ اور شہر میں جاری ہوئی ایک مدت بعد اس
 نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً ۱۲۸۰ء عیسوی مطابق
 ۱۲۸۰ء ہجری کے سرکار انگریزی نے
 پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک
 بدستور جاری ہی ہے اور
 مرمت اور شکست و
 زخمی سے تیار اور
 مصفا
 رہتی ہے
 فقط

نمبر	نام مکان	نام صوبائی کا	نام بادشاہ	سال بنا	کیفیت	صفحہ
			جس کے بعد بنایا	ہجری	عیسوی	
۱۹	حوض عالی	سلطان	سلطان	۹۵ھ	۱۲۹۵	فیروز شاہ کے وقت میں حوض خاص اس کا نام ہوا
۲۰	مقبرہ سلطان	قطب الدین	قطب الدین	۱۱۷ھ	۱۳۱۷	
۲۱	باولی درگاہ	حضرت	غیاث الدین	۷۲۱ھ	۱۳۲۱	۲۸
۲۲	مقبرہ قطب الدین	محمد عادل	محمد عادل	۷۲۵ھ	۱۳۲۵	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت	غیاث الدین	غیاث الدین	۷۲۵ھ	۱۳۲۵	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل	محمد عادل	۷۲۶ھ	۱۳۲۶	۳۱
۲۵	درگاہ شیخ	صلاح الدین	فیروز شاہ	۷۵۲ھ	۱۳۵۲	۳۲
۲۶	مقبرہ گاہ حضرت	غیاث الدین	فیروز شاہ	۷۵۳ھ	۱۳۵۳	۳۳
۲۷	مسجد جامع	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۵	۳۴
۲۸	کوشک انور	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۵	۳۵
۲۹	بولی بھٹیاری	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۵۵ھ	۱۳۵۵	۳۶
۳۰	گالی مسجد کلا	خیر الدین	فیروز شاہ	۷۶۲ھ	۱۳۶۲	۳۷
۳۱	درگاہ درویش	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۶۵ھ	۱۳۶۵	۳۸
۳۲	قدیم شریف	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۶۶ھ	۱۳۶۶	۳۹

نمبر	نام مکان	نام صحن یا باغ	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنایا گیا	سال بنا	کیفیت	صفحہ
			ہجری	عیسوی		
۲۰	ایضاً	تیمور سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین		تین تین محرابیں اور بنوائیں اور لاٹھی پر پانچ درجے اور	
۸	لاٹھی قطب صاحب	پرکھی راج عرف راج پتھورا	راجے پتھورا		بڑھائے تختہ پتھری مطابق	۱۵
۱۷	ایضاً	قطب الدین ایبک بابر فیض پتھورہ	سلطان معز الدین		۱۲۰ عیسوی کے سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۱۷
۱۸	ایضاً	تیمور سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین		بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھی پہلی لاٹھی سے دو گنی	۱۸
۹	دروازہ کلان متصل لاٹھی	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین		بنانی چاہی کہ ناتمام رہ گئی۔	۲۰
۱۰	ادھبئی یعنی ناتمام لاٹھی	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			۲۲
۱۱	خوش منسی شمس الدین	سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین	۶۲۷ھ ۱۲۲۹ء	۱۲۲۹ء ۱۲۲۹ء	۲۳
۱۲	مقبورہ سلطان غازی	سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین	۶۲۹ھ ۱۲۳۱ء	۱۲۳۱ء ۱۲۳۱ء	۲۳
۱۳	مقبورہ سلطان شمس الدین	رضیعیہ سلطان بیکم	رضیعیہ سلطان بیکم	۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء	۱۲۳۵ء ۱۲۳۵ء	۲۳
۱۴	درگاہ شاہ ترک	معز الدین برام شاہ	معز الدین برام شاہ	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء	۱۲۴۰ء ۱۲۴۰ء	۲۵
۱۵	مقبورہ کر الدین فیروز شاہ	معز الدین برام شاہ	معز الدین برام شاہ	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء	۱۲۴۰ء ۱۲۴۰ء	۲۵
۱۶	مقبورہ رضیعیہ سلطان بیکم	معز الدین برام شاہ	معز الدین برام شاہ	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء	۱۲۴۰ء ۱۲۴۰ء	۲۵
۱۷	مقبورہ معز الدین برام شاہ	علاء الدین مسعود شاہ	علاء الدین مسعود شاہ	۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء	۱۲۴۱ء ۱۲۴۱ء	۲۶
۱۸	مقبورہ سلطان غیاث الدین	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	۶۸۳ھ ۱۲۸۴ء	۱۲۸۴ء ۱۲۸۴ء	۲۶

خان شہید کے مرنے کے وقت اس کی قبر
اور یہ مقبرہ خود بادشاہ نے بنایا

نمبر	نام مکان	نام بانى کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۴۷	مقبورہ لشکرخان		سلطان سکندر	۹۰۰	۱۲۹۲		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	۹۰۰	۱۲۹۲		۴۵
۴۹	راخوئی المین	دولت خان	سلطان سکندر	۹۲۲	۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبورہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	۹۲۳	۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	۹۳۲	۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵	۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵	۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	۹۳۹	۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	۹۴۲	۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل الدخان	شیرشاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعہ کنہ	شیرشاہ	شیرشاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیرشاہ	شیرشاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیرشاہ	۹۵۰	۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کھاری بالولی	عماد الملک	اسلام شاہ	۹۵۲	۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام صلیبانی کا جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	تصنیف
			ہجری	عیسوی		
۳۳	مسجد حواہم قدم شریفیت	فیروز شاہ	۷۷۶	۱۳۷۲		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود ہمار	فیروز شاہ	۷۷۶	۱۳۷۲		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۸۷		۳۹
۳۶	مسجد گیم پور	خان جہان	۷۸۹	۱۳۸۷		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرا	خان جہان	۷۸۹	۱۳۸۷		۳۹
۳۸	مسجد کٹر کی	خان جہان	۷۸۹	۱۳۸۷		۴۰
۳۹	مقبرہ فیروز شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	۷۹۲	۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی کٹی	البرکات شاہ مبارک شاہ	۸۲۴	۱۴۲۱	خضر خان کا یہ مقبرہ ہے۔	۴۱
۴۱	مبارک پو کوٹہ	محمد شاہ	۸۳۷	۱۴۳۴		۴۱
۴۲	مقبرہ محمد شاہ	علاء الدین عالم شاہ	۸۴۹	۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرہ سلطان بہلول	سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۳
۴۴	تہجی برج زمرد پور	زمرد خان	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۳
۴۵	بستی بڑی	بستی اجہ سرا سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۳
۴۶	موتھ کی مسجد	شہاب الدین سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنایا گیا	سال بنا	کیفیت	نمبر صفحہ
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	۱۰۲۸	۱۶۱۸	۶۰
۷۶	پل سلیم گڑھ	جہانگیر	جہانگیر	۱۰۳۱	۱۶۲۱	۶۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	۱۰۳۳	۱۶۲۳	۶۱
۷۸	نیلہ برج ماقبرہ فقیر	عبدالرحیم خان خانان	جہانگیر	۱۰۳۲	۱۶۲۲	۶۱
۷۹	مقبرہ کولتاشی مقبرہ کولتاشی	سیرداد عزیز کولتاش خان	جہانگیر	۱۰۳۲	۱۶۲۲	۶۲
۸۰	مقبرہ خان خانان	عبدالرحیم خان خانان	جہانگیر	۱۰۳۶	۱۶۲۶	۶۲
۸۱	مقبرہ سید عابد	خان و خان	شاہجہان	۱۰۳۶	۱۶۲۶	۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	۱۰۴۲	۱۶۳۲	۶۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبدالعزیز	شیخ الامام	شاہجہان	۱۰۵۲	۱۶۴۲	۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۴
۸۵	دارالشفاء ودارالبیت	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۹
۸۶	باغ بگیم	جہان آباد بگیم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۹
۸۷	مسجد فتح پوری	فتح پوری بگیم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۷۰
۸۸	مسجد اکبر آبادی	اکبر آبادی بگیم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۷۰

نمبر	نام مکان	نام صاحب یا نامی که	نام پادشاه جسکه عیدین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحه
				عیسوی	هجری		
۶۱	مقبره عیسی خان	عیسی خان	اسلام شاه	۹۵۲	۱۵۲۴		۵۳
۶۲	مسجد عیسی خان	عیسی خان	اسلام شاه	۹۵۲	۱۵۲۴		۵۳
۶۳	سید درگاه قطب صاحب	اسلام شاه	اسلام شاه	۹۵۸	۱۵۵۱	فخ سیر فاس مسجد کوثر اگر کر نیاید	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بگیم	اکبر شاه	۹۶۸	۱۵۶۰		۵۴
۶۵	خیال المنازل	ماهم بگیم	اکبر شاه	۹۶۹	۱۵۶۱		۵۴
۶۶	بھول بھلیان مقبره اوهم خان	اکبر بادشاه	اکبر بادشاه	۹۶۹	۱۵۶۱		۵۴
۶۷	مقبره جمالیون	حاجی بگیم	اکبر بادشاه	۹۷۳	۱۵۶۵		۵۵
۶۸	عربی چھتری یا مقبره نور خان	نواب نور خان	اکبر بادشاه	۹۷۳	۱۵۶۵		۵۶
۶۹	مقبره بیکه خان	کوکتاش خان	اکبر بادشاه	۹۷۳	۱۵۶۶		۵۷
۷۰	درگاه حضرت خواجه بانی بنده		اکبر بادشاه	۱۰۱۲	۱۶۰۳		۵۷
۷۱	درگاه حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن نور الدین چنگیز		۱۰۱۲	۱۶۰۵		۵۸
۷۲	چیلخانه یا سرا فرید خان	فرید خان	جهانگیر	۱۰۱۷	۱۶۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغامان	جهانگیر	۱۰۲۱	۱۶۱۲		۵۹
۷۴	منڈی	آغامان	جهانگیر	۱۰۲۱	۱۶۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام انانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	تفصیل
				ہجری	عیسوی		
۱۰۳	محمد شاہ عالم	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	۱۱۲۲	۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکر شاہ کی بھی عین قریب	۷۹
۱۰۴	بج مقبرہ ہالین	رفیع الدربا		۱۱۳۱	۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کتولی	روشن الدولہ	محمد شاہ	۱۱۳۲	۱۷۲۱		۸۱
۱۰۶	سجد دریا	شرف الدولہ	محمد شاہ	۱۱۳۵	۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنت منتر	راجہ سواجی	محمد شاہ	۱۱۳۷	۱۷۲۴	اس محلہ میں انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ	محمد شاہ	۱۱۳۷	۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساء خاتم	محمد شاہ	۱۱۴۱	۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محمد زخان	ناظر محمد زخان	محمد شاہ	۱۱۴۱	۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	کھاتہ گمبوز		محمد شاہ	۱۱۵۰	۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	سجدہ روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	۱۱۵۸	۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روز افزون	محمد شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	محب محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	۱۱۶۲	۱۷۴۸		۹۲
۱۱۶	چوٹی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	۱۱۶۴	۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ	احمد شاہ	۱۱۶۵	۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	۱۱۶۷	۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام سالانی که جسکه غمزدین بنا	سال بنا هجری عیسوی	کیفیت	نمبر صفحه
۸۹	مسجد سرنندی	سرنندی بگیم	۱۰۶۰ ۱۶۵۰	شاهجهان	۷۱
۹۰	باغ شالمار	شاهجهان	۱۰۶۳ ۱۶۵۳	شاهجهان	۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بگیم	۱۰۶۳ ۱۶۵۳	شاهجهان	۷۲
۹۲	باغ سرنندی	سرنندی بگیم	۱۰۶۳ ۱۶۵۳	شاهجهان	۷۲
۹۳	قلعه قتی مسجد	عالمگیر	۱۰۷۰ ۱۶۵۹	عالمگیر	۷۳
۹۴	محو جهان آرا بگیم	جهان آرا بگیم	۱۰۹۲ ۱۶۸۱	عالمگیر	۷۳
۹۵	مسجد قتی	عالمگیر	۱۱۰۰ ۱۶۸۸	عالمگیر	۷۴
۹۶	درگاه حضرت سید حسن رسول	عالمگیر	۱۱۰۳ ۱۶۹۱	عالمگیر	۷۴
۹۷	چهره	غازی الدین خان	۱۱۱۲ ۱۷۰۰	عالمگیر	۷۵
۹۸	مسجد اوزنگ آبادی	اوزنگ بگیم	۱۱۱۲ ۱۷۰۳	عالمگیر	۷۷
۹۹	تقبره نسیب بگیم	عالمگیر	۱۱۱۲ ۱۷۰۳	عالمگیر	۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بهادر شاه	۱۱۲۱ ۱۷۰۹	بهادر شاه	۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النسیب بگیم	۱۱۲۲ ۱۷۱۰	بهادر شاه	۷۸
۱۰۲	تقبره غازی الدین غازی الدین	غازی الدین	۱۱۲۲ ۱۷۱۰	بهادر شاه شاه عالم	۷۸

تیسرا باب

نمبر نام مکان	نام صاحبانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
			ہجری	عیسوی		
۱۱۹	کالکا	شاہ عالم	۱۱۷۸	۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	۱۱۹۳	۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ مخمجان	شاہ عالم	۱۱۹۵	۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینینو کا پرنسٹن اسکول لال	شاہ عالم	۱۲۱۵	۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گر جاگر کرنل اسکر	شاہ جارج چہارم	۱۲۳۲	۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوکمایا راجہ سیدھل	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۳	۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینینو کا پرنسٹن اسکول	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہان ناکس صابو ہادی	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۷	محمیہ جہانگیر متار محل	ولیم چہارم	۱۲۴۸	۱۸۳۲		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۵۸	۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیر محل بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۵۸	۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی لکشا سکس صابو ہادی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۰	۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤی قطب شاہ حافظہ اود	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۰	۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہٹن گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۳	۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈکی گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۳	۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید کمبود گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۸	۱۸۵۲		۱۰۳

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھوا سے لڑنے کو
 بعد لڑائی کے راجہ دھوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی
 مگر قبل از بنے لاٹھ کے مرگیا جس پر نسب صاحب لکھتے ہیں کہ اس راجہ کا اور چھ
 حال نہیں معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤں میں کاراجہ ہوا اور اس قسم
 کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسیٰ میں جاری تھے اس سبب
 سے خیال کیا ہے کہ یہ لاٹھ پانچویں صدی سے بہت دیر سے بلکہ آٹھویں صدی
 میں بعد حضرت عیسیٰ کے بنی ہم اس بات کے ماننے سے انکار کرتے ہیں اس کا
 سبب یہ ہے کہ راجاؤں کی تاریخ کے عیسوی سے مسلمانوں کی عملداری ہونے
 تک نصحت تمام ملتی ہے جو جمین کچھ شک نہیں اون تاریخوں میں اس اوجہ کا ذکر نہیں
 علاوہ اسکے اس لاٹھ پر مت کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہے کہ بکراجیت سے
 پہلے کی ہے کیونکہ بکراجیت کے پیچھے مت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کرنے کا
 بالکل رواج ہو گیا تھا اسکے سوا اس زمانے میں ہستناپور کے راجاؤں کا راج
 بالکل جاتا رہا تھا ان دلیلوں سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف
 راجہ دھوا کی بنائی ہوئی ہے جو جد ہشتر کی اولاد میں سے اومیوان راجہ ہوا اگرچہ
 یہ راجہ اندرپت میں آئے تھے الا قدیم تنگ گاہ اذ کا ہستناپور تھا اسی سبب سے
 ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بیشنوی تھا لاٹھ کے کتبے
 سے بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے مروج تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ

اس لاٹھ پر
 لکھا گیا ہے
 کہ اس راجہ کا
 نام تھا
 راجہ میدھاوی

اس لاٹھ پر
 لکھا گیا ہے
 کہ اس راجہ کا
 نام تھا
 راجہ میدھاوی

اس لاٹھ پر
 لکھا گیا ہے
 کہ اس راجہ کا
 نام تھا
 راجہ میدھاوی

اس لاٹھ پر
 لکھا گیا ہے
 کہ اس راجہ کا
 نام تھا
 راجہ میدھاوی

تیسرا باب

بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کے بیان میں
لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا امیدھاوی کی قطب صاحب کے مینار کے پاس ہو اور سر سے
پانوں تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہو اسکے سرے پر لوہے کے ٹکڑوں میں ڈھالتے وقت
منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہیں بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے
بائیس فٹ چھ انچ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچ ہو ایک کہانی مشہور ہے
کہ لے پتھوراکے وقت میں پنڈتوں نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا
تھا اس غرض سے کہ لے پتھوراکے خاندان کی عملداری کبھی ٹٹلے مگر یہ بات بالکل
غلط ہے اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفوں میں تین اشلوک کندہ ہیں جن کا

چوتھی میرٹھ کے نواح میں پانچویں موضع نوہرہ میں ان پانچوں لاٹھوں کو راجہ اشوکا عرت
 بیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاٹھ پر دو کتبے کھوٹے ہوئے ہیں پہلا کتبہ اسی اجے کے
 نام کا ہے اس کتبے کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہے اور حروف بھی بہت پرانے
 خط کے ہیں جو دیوناگری حروفوں سے پہلے تھا اور اوسمیں بدھ کے مذہب کی تعلیم
 اور جان دار کو دکھ نہینے اور مجرم پر سزائے قصاص اور سیاست بدنی جاری
 نہ کرنے کے احکام لکھے ہیں لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے میں پڑھا نہین گیا اور
 فیروز شاہ نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الاون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر
 جسمن برنسب صاحب نے اس کتبے کو پڑھا وہ کہتے ہیں کہ راجہ اشوکا پوتا تھا چند کتبہ
 کا اور صوبہ دار اوجین کا تیس سو پچیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اُسے
 ۲۲ جلوس مطابق دو سو اٹھائیس سال قبل حضرت مسیح یہ لاٹھ بنائی فارسی رنجون
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندستان میں مع قنوج
 اوسکا عمل تھا اوسکے وقت میں مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب
 سے تمام رعایا ناراض ہو گئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاٹھوں
 پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہے کہ یہی راجہ اشوکا جسکی در سلطنت
 کشمیر تھی انھیں فارسی تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ اشوکا تخمیناً
 ایک ہزار تین سو تھتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات
 کو صحیح جانتے ہیں دوسرا کتبہ اس لاٹھ پر بلدیو چوہان کے نام کا ہے پہلے

دیکھو کتبہ نمبر ۲

ہفت سیم

تاریخ فیروز شاہی
 تاریخ خجندیہ
 تاریخ ہندوستان
 تاریخ ہندوستان
 تاریخ ہندوستان
 تاریخ ہندوستان

آئین اکبری تاریخ کشمیر

دیکھو کتبہ نمبر ۲

راجہ سیدھاوی ایک ہزار نو سو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا الا انگریزی
 مورخوں نے جو صحیح حساب راجہ جد ہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہے اس حساب
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین
 ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری سائے میں یہ لاٹھ نوین صدی میں قبل حضرت
 مسیح بنی الاناتام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتحنامہ
 جس مقصد سے اس راجہ نے اسکو بنایا تھا کھودوا کر لاٹھ کو نصب کر دیا کچھ عجب
 نہیں کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسیٰ کے ہوئی ہو جبکہ یہ
 نے اس لاٹھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاٹھ بت خانے کے صحن میں
 آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑ کر قطب الدین ایک نے مسجد بنائی تب یہ لاٹھ
 مسجد کے صحن میں آگئی چنانچہ اب تک مسجد کے صحن میں موجود ہی رہا حال یہ لاٹھ
 ایک عجب چیز ہے اب تک اس میں کچھ نقص نہیں آیا شاید گولے کے صدمے سے
 ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہو جو ان آدمی اس لاٹھ کو گولی میں کپڑے میں
 اور یہ کھیل کھیلتے ہیں کہ جسکی گولی میں یہ لاٹھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی گولی میں
 نہ آئے وہ حرام کا ہے۔

لاٹھ اشوکا یا منارہ زرین یا لاٹھ فیروز شاہ

یہ لاٹھ پتھر کی ہے اور لوگ گورنڈ کا پتھر بتاتے ہیں اور بت صاف بنائی ہے اسکے ساتھ
 کن پانچ لاٹھیں تھیں ایک رادھیا میں دوسری ماہتا میں تیسری الہ آباد میں

بانس باندھے اور کپے چرٹے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسی طرح کا صدمہ نہ پونچے اور
 اس کے لانے کو ایک چھکڑہ بیا لیس پیہے کا بنایا اور بہت سے آدمیوں نے
 لکڑیاں باندھ کر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اس کے ہر ایک پیہے میں
 بہت مضبوط رسیاں باندھیں اور نر سیوں کو دودھ و سو آدمی لکڑی چینی تھے جب
 چھکڑا چلتا تھا اس طرح ہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع نوہر
 نیچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیاں باندھ کر اس لاٹھ کو کشتیوں پر چڑھایا
 اور دریا دریا شہر فیروز آباد میں لائے اور کوٹلہ فیروز شاہ میں مسجد کے پاس اس
 لاٹھ کے کھڑا کرنے کو سہ منزلہ مکان بنا کر شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہو جاتا تب
 لاٹھ کو اوٹھا کر اوپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنا کر شروع کرتے جب وہ بھی تیار
 ہو جاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھا کر اوس درجے پر رکھتے اسی طرح تینوں درجے بن گئے جب
 لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بنا کر ایک سر اور ان کا لاٹھ میں باندھا
 اور زمین میں بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سر اسرار سون کا اور میں باندھا
 اور بہت آدمی لکڑیاں چرخوں کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے
 جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اس وقت اس کے نیچے بڑے بڑے لکڑ
 اور روٹی کے بوسے رکھ دیتے تھے تاکہ کسی طرح کا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پونچے
 اسی طرح بہت دنوں میں یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اس کے نیچے
 وہی مربع پتھر بدستور رکھ دیا اور پھر چوڑے اور پتھر سے بھرا کر مضبوط کر دیا اور

بلد یو سانہو کاراجہ تھا جہاں سے چو بانوں کا نکاس ہوا و سنے فوج کشی کر کر تھوڑی
 پر جو دلی کے راجہ تھے فتح پائی لے پتھور انے اپنی زمانہ ریاست یعنی سنت
 مطابق ^{۳۲} سالہ عیسوی کے اس لاٹھ پر اپنے پُرکھا کا فتح نامہ لکھوایا اس کتبے
 کے ناگری حرفت اور سنسکرت زبان ہوا اسکے اشوک بنجونی پڑھے جاتے ہیں
 اس کتبے میں بلدیو کی تعریف اور اسکی خوبیوں کا بیان اور یہ بات کہ اوسنے
 فتح کر کر ہندوستان میں دھرم قائم کر دیا لکھا ہوا ہے جس زمانے میں کہ فیروز شاہ بعد
 بنانے کوٹلہ کے متھتہ کی طرف آیا اور پھر وہاں سے پھر کر دلی میں آیا یعنی قریب
^{۳۳} سالہ ہجری مطابق ^{۳۴} سالہ عیسوی کے تو اوس زمانے میں یہ لاٹھ موضع نوہرہ
 پر کمرہ سا اور ضلع خضر آباد میں نصب تھی جو دلی سے پہاڑ کی طرف نوے کو س کے
 فاصلے پر ہوا اور اوس زمانے میں مشہور تھا کہ بھیم کی گوتین چرنے کی یہ لاٹھی ہے
 فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بیان سے اٹھا کر دلی میں لیجا نا چاہیے کہ
 مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گردنواح کے قصبات اور دیہات کے
 بہت سے آدمی جمع کیے اور روٹی کے بجائے بھروا کر اس لاٹھ کے گرد چن دیے
 اور اسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہو کر اون
 روٹی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روٹی کا سچ سچ نکالتے گئے اور
 لاٹھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ میں ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جس میں یہ لاٹھ ٹھہری
 کی تھی اوس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاٹھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

بارخیزو شاہی
 شمس العقیق

موٹی ہو قطر سب سے موٹے ٹکڑے کا تین فٹ دواچھ اور سب سے تیلے ٹکڑے کا ڈھائی فٹ
ہو اور وزن تمام ٹکڑوں کا تین سو اتر من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہو گئے ہین
اور اونکی پچرین اوکھڑ جانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہے۔

انیک پور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل کے راجہ بلم گڈھ کی عملداری میں یہ گائون ہے جبکہ سمت
بکر اجیت مطابق ۱۷ عیسوی اور ۲۵ ہجری راجہ انیکپال تنور دلی کا راجہ ہوا اسنے
سیر و شکار کی واسطے پہاڑوں کے بیچ میں ایک بہت تحفہ بند بنا کر پانی کو روکا ہو اس
بند کے دو طرف تو پہاڑ ہیں اور بیچ میں چھوٹی سی گھاٹی ہو اس گھاٹی کو بند سے
بند کر دیا ہو ایسا خوبصورت بند اور کمین نہیں ہو اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر
زمانے کے قائم ہے بیچ اس بند کا دو سو پندرہ فٹ اور دونوں بازو سنٹیسیس^{۲۱} سنٹیسیس^{۲۲}
فٹ لمبے ہیں جسکا کل طول ایک سو نو اسی فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی صانع
پچاس پچاس فٹ کے ہیں اور آثار بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہو اس
بند کی دیوار میں سیرٹھیان بنائی ہیں چنانچہ اب بھی سترہ سیرٹھیان زمین کے اوپر
موجود ہیں اور پرنے زمیندار بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہوش میں قد آدم سے سوا
اور نیچا تھا اور کئی سیرٹھیان اور نکلی ہوئیں تھیں اب مٹی سے دب گئی ہیں مہری
اس بند کی اتنی بڑی ہو کہ کھڑا آدمی اوسمیں سے چلا جاتا ہو اگرچہ اس بند میں اب
پانی نہیں ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ میں سے بارہ چھنے پانی رستا ہو اوسی زمانے میں راجہ

اوسکے سر پر ننگ مہر اور ننگ موسیٰ کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور
 تانبے کا کلس سنہری طمع دار بہت خوبصورت او سپر لگایا اور اسی سبب
 منارہ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس رہا
 بلکہ لاٹھ کے سر کا کونہ بھی جھرا گیا بعضے کہتے ہیں کہ بجلی کے صدمے سے گرا
 اور بعضے کہتے ہیں کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا تیسرا
 گز کا ہوا آٹھ گز او سین سے عمارت میں گر می ہوئی ہی اور چوبیس گز بلند
 عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہے۔

لاٹھ دوم اشوکا یا منارہ کو شک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہر راجہ اشوکا کی جو میان دو اب میں میرٹھ کے پاس تھی اسی زمانے میں
 جبکہ فیروز شاہ نے منارہ زرین اپنی کو شک میں لگایا یہ دوسری لاٹھ کو شک جہان نما
 یا کو شک شکار میں لا کر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہے تو بھی اس لاٹھ کے
 لانے میں بھی وہی دقیق اور شکلیں اٹھائیں جو پہلی لاٹھ میں اٹھائیں تھیں جبکہ یہ
 لاٹھ اس کو شک پر کھڑی ہو چکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت
 کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینے کو رکھوا دی
 تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میکھ زین اور نے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ
 ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے
 قریب پڑے ہیں اگر ان پانچوں ٹکڑوں کو ملائیں تو پورے تینتیس فٹ لمبی

سارے منارہ کا
 نقشہ

سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرچسپ متصل موضع
 انیک پور سرحد موضع لکڑ پور عملداری سرکار انگریزی میں غالب ہے کہ ایسا خوبصورت
 تالاب اور کہیں نو چاروں طرف اس تالاب کے مدور سیرٹھیان بنائی ہیں اور
 ایک طرف جانوروں کے پانی پینے کا گلو گھاٹ بنایا ہے اور ایک طرف آدمیوں
 کی آمد و رفت کی سیرٹھیان رکھیں ہیں اور ایک طرف پہاڑوں کا پانی آنے کا
 راستہ رکھا ہے اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت
 بنائی تھی اور تالاب میں سے اس محل میں جانے کی نہایت خوبصورتی سے
 سیرٹھیان بنائی ہیں اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہو گیا ہے مگر وہ سیرٹھیان اب تک باقی
 ہیں اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ انیکپال کے پانچویں بیٹے نے تختیاں لکھ
 مطابق عیسوی سبھی میں بنایا ہے مجا دون صدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب میں نہان
 ہوتا ہے اور اس تالاب کے کنارے پر سیرٹھیوں کے اوپر پیل کا ایک درخت ہے
 اوپر لوچا کے بعد ناریل چڑھتے ہیں اور وہاں کا چڑھاوا انیک پور اور لکڑ پور کے
 برہمن لیتے ہیں مگر بہت بڑا میلہ نہیں ہوتا۔

بت خانہ رائے پتھورا

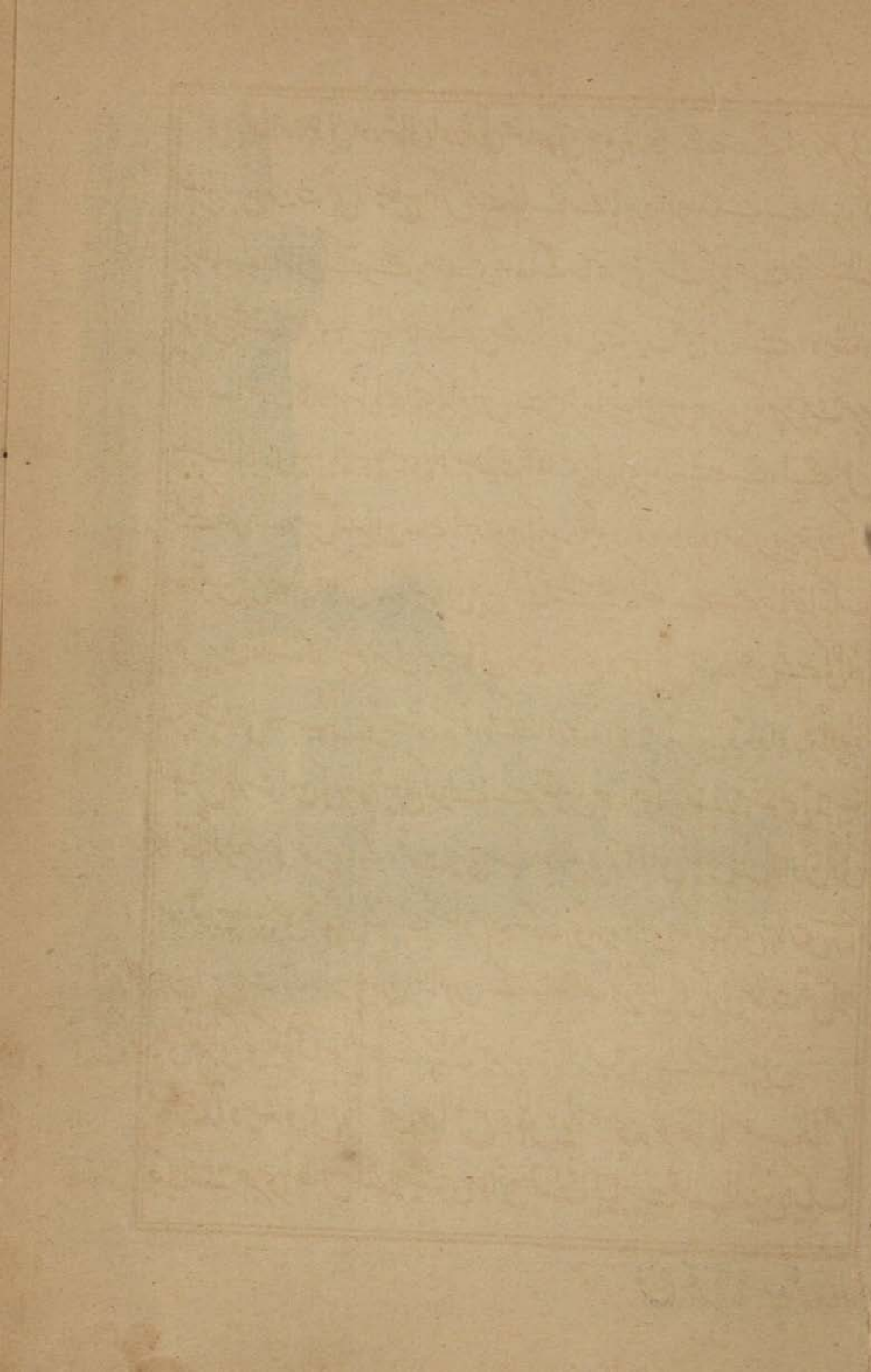
قلعہ رائے پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چاروں طرف اس
 بت خانے کے دو گے اور سہ گے اور چو گے والا بنے ہوئے تھے اور بیچ میں تو

انیک پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنا کر شروع کیا مشہور ہو کر
 اوس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بنے نہیں پایا اب وہ چار دیواری بھی
 قائم نہیں رہی کہیں کہیں سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہے کنور بھوپال جو
 انیک پال کا بارھواں بیٹا تھا یہاں آباد ہوا چنانچہ اب تک اس گائون میں اوسکی اولاد
 بستی ہے اور یہی لوگ وہاں کے زمیندار ہیں لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت میں
 مسمی سا کرانی گوجری گھر میں ڈال لی تھی اور اوس سے اولاد چلی اس واسطے یہ لوگ
 تنورون میں سے خارج ہو کر گوجرون میں مل گئے اب یہاں کے زمیندار گوجر کہلاتے
 ہیں متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہے اور سین بلور کی کان ہے اور بہت تحفہ بلور نکلتا
 ہے کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کر دیا ہے۔

انیک تال

اسی راجہ نے اپنی زانیہ حکومت میں یعنی تخمیناً ۱۷۳۲ء بمقامیت مطابق ۱۱۵۷ھ عیسوی
 موافق ۱۷۸۰ھ ہجری کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب
 اب بالکل منہدم ہو گیا ہے الا قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال اب تک
 ایک عمیق گڑھا موجود ہے اور انیک تال کے نام سے مشہور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 ۱۱۵۷ھ ہجری مطابق ۱۷۸۰ھ عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاؤ الدین
 نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب میں سے اپنی
 مسجد میں پانی لایا تھا چنانچہ اب تک پانی آنے کے برہ کا نشان موجود ہے۔

بلور
 بھوپال

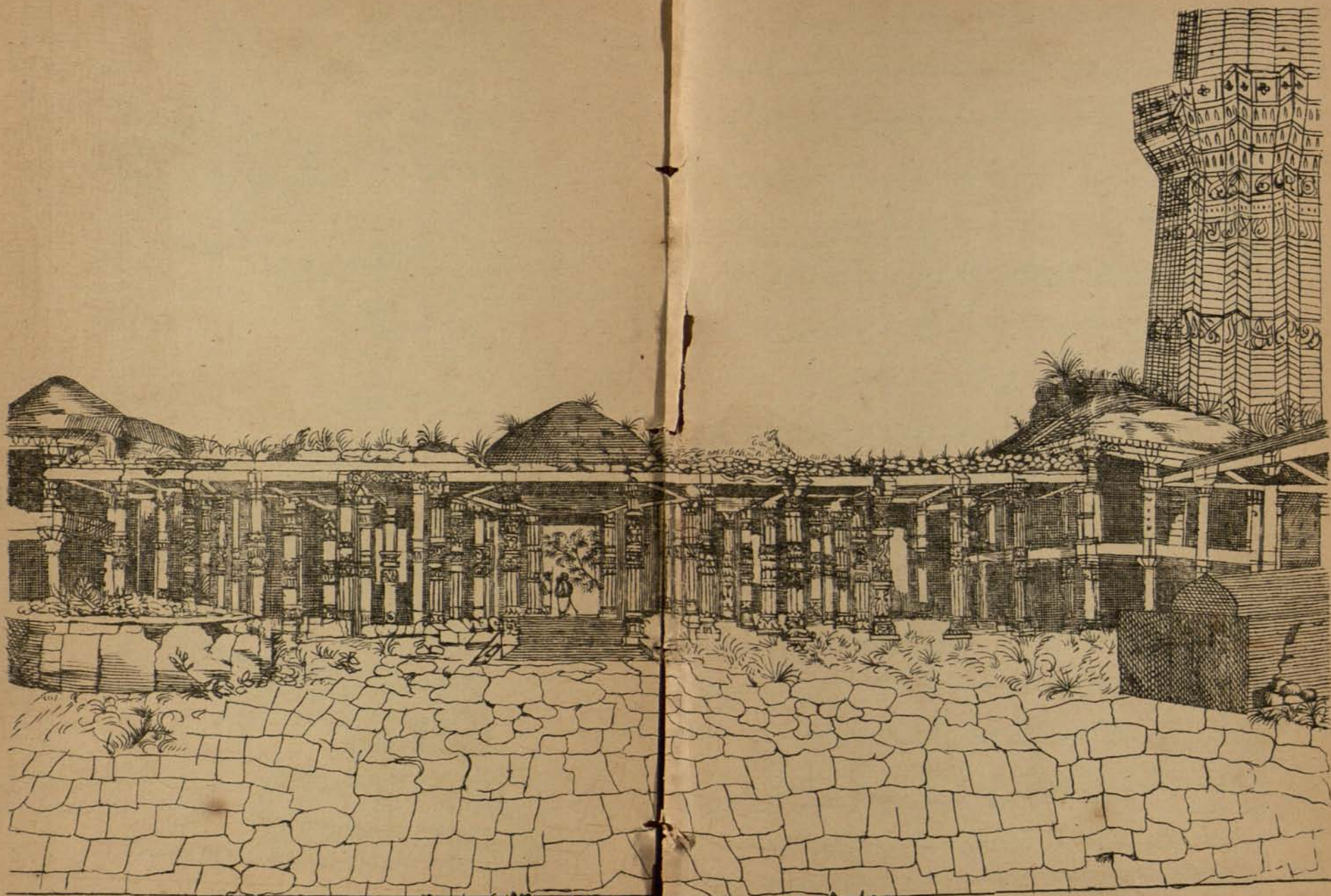


صحن تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعوں میں دروازے تھے اور غربی
 ضلع میں مورت تھی اسید طح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو
 پر کھما کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت کبرا جیت مطابق ۳۲۸
 موافق ۱۲۸۰ ہجری میں بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے استاد
 سنگ تراشوں کا کام بنایا ہوا ہے کہ اس سے بہتر بنا خیال میں نہیں آتا ہر ایک پتھر پر
 منبت کاری میں ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہے اور ایسے اچھے اچھے پیل
 بوٹے کھودے ہیں کہ بیان سے باہر ہے ہر ایک جگہ درو دیوار اور ستون پر بتوں کی
 مورتیں بنی ہوئی تھیں اور زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ اب تک
 اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہے اس مندر میں لمبے کی لاٹھ
 کو جو بیشنومی مذہب کی ہے بدستور قائم رکھنے اور درو دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور
 کنیش اور مہومان کی مورتیں کھونے سے یقین ہوتا ہے کہ یہ مندر بیشنومی مذہب
 کا تھا اگرچہ مسلمانوں کے وقت میں سب مورتیں توڑ ڈالی گئیں ہیں الا اون ٹوٹی
 مورتوں میں بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فلائی مورت تھی ہماری را
 میں اس بت خانے میں ان دالانوں کے سوا سنگ سرخ کی بھی کوئی عمارت تھی کہ وہ
 بھی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کے پڑانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

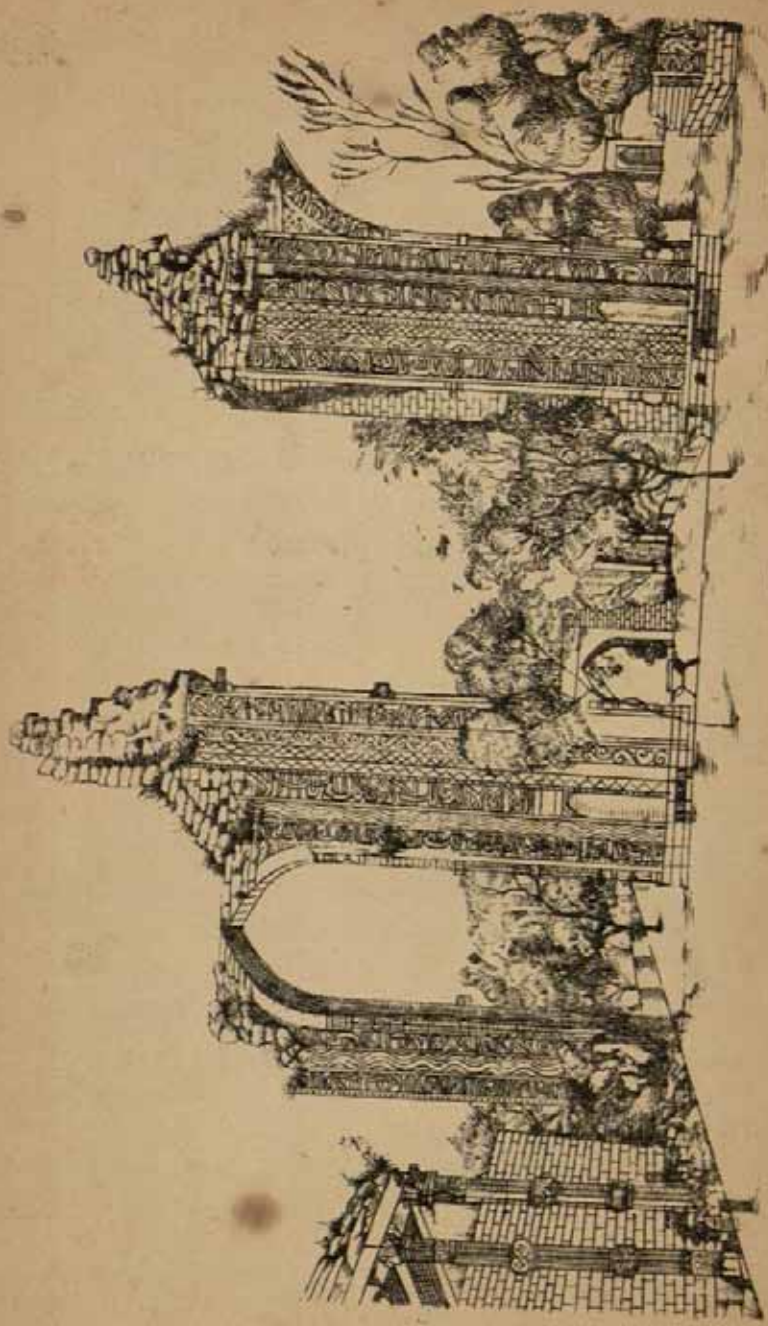
مسجد آدینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوت الاسلام
 جبکہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۵ عیسوی موافق ۱۲۸۰ کبرا جیت قطب الدین ایک

خلافت توحید

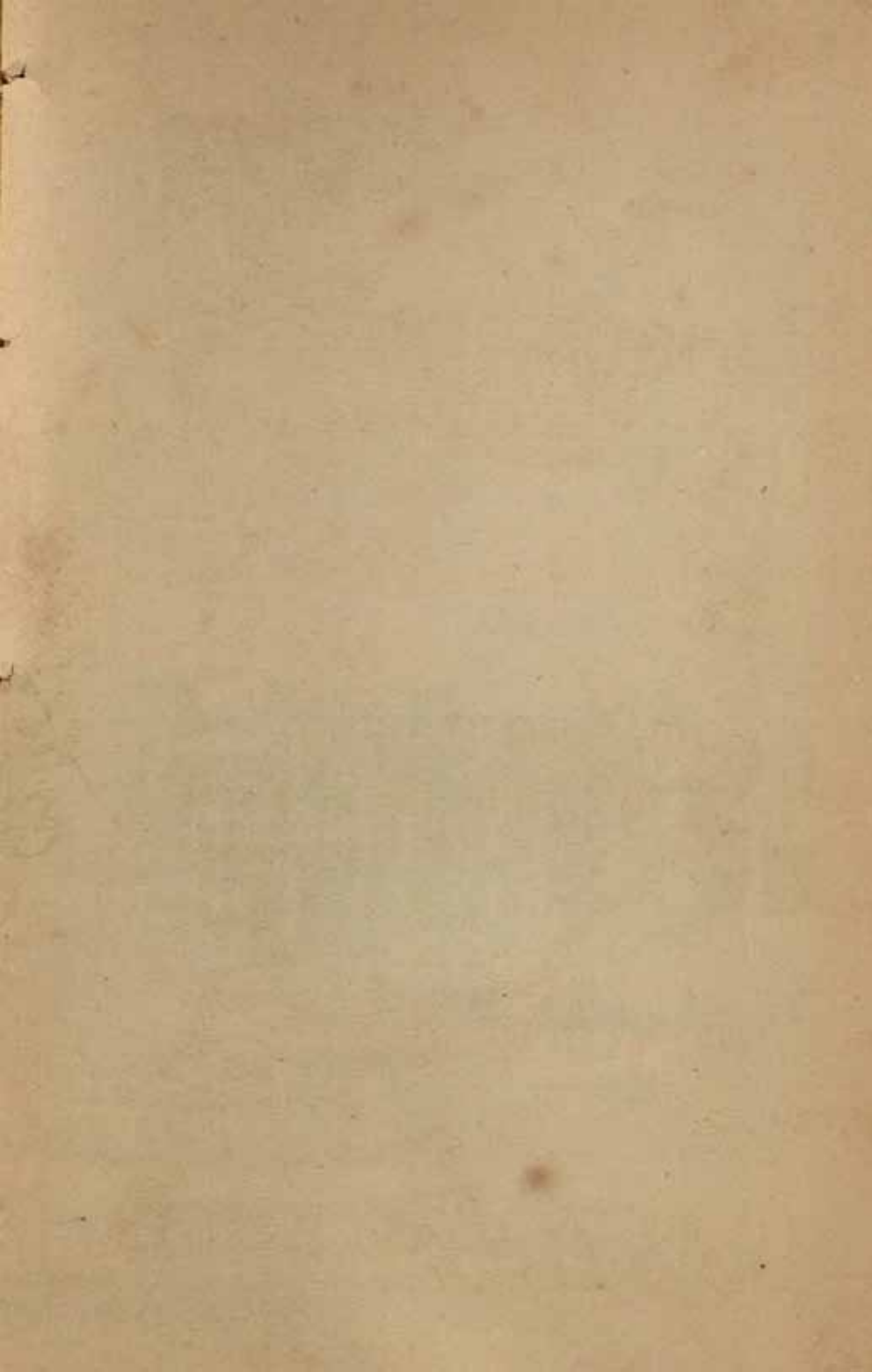
الحمد لله

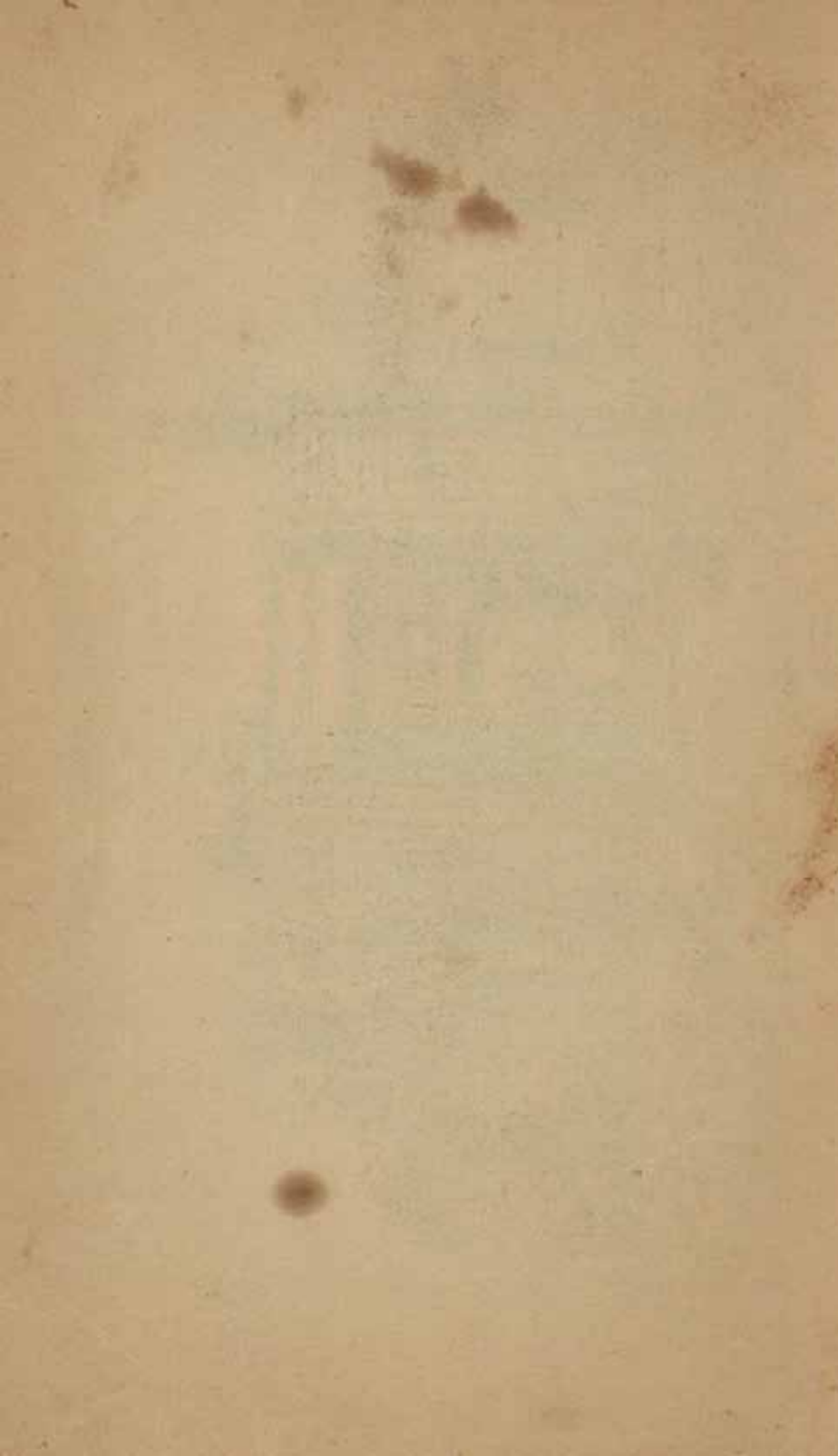


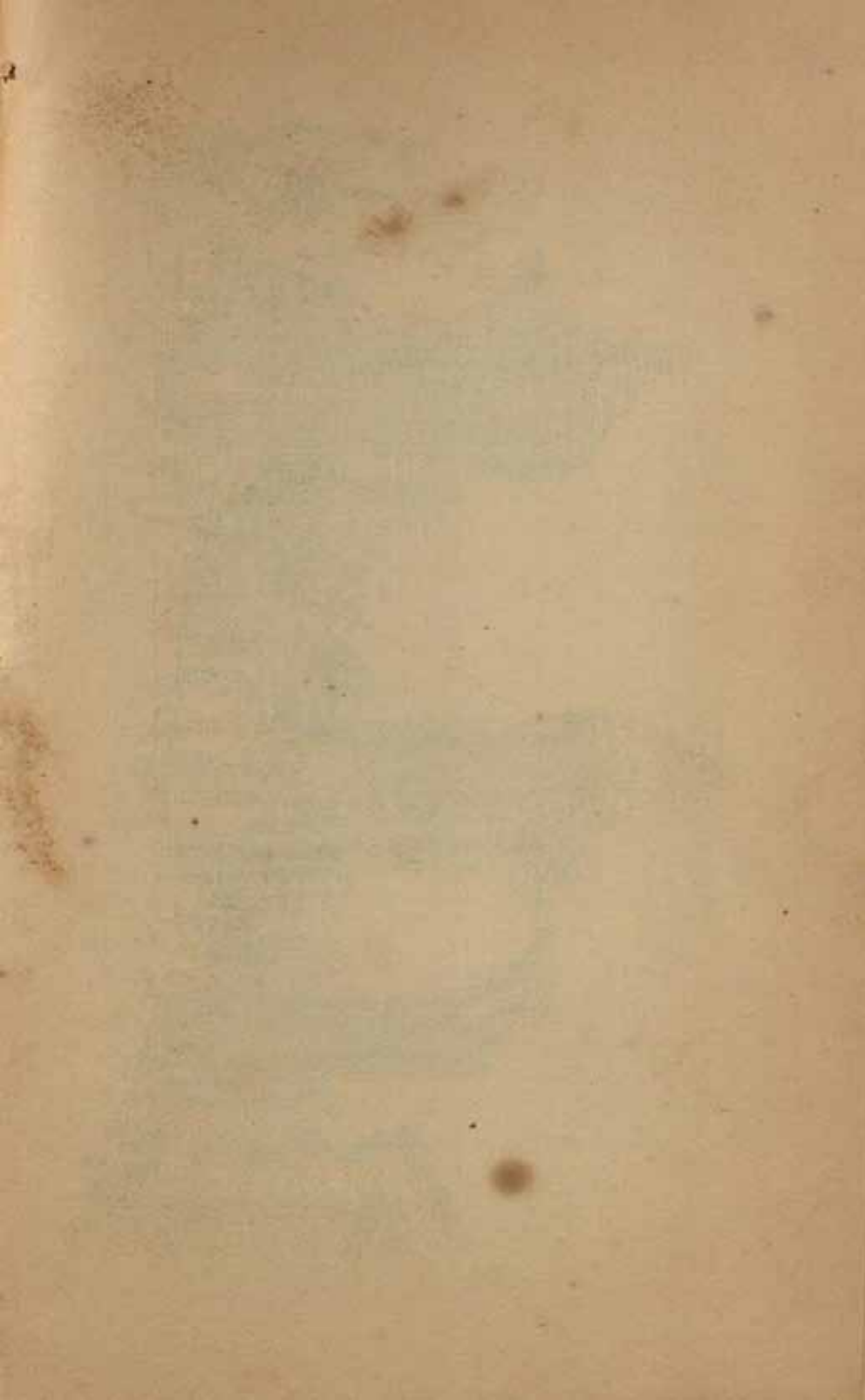
ضلع شرقی مسجد قوۃ الاسلام عیسیٰ اصل عمارت تہخانہ کے پتھروں

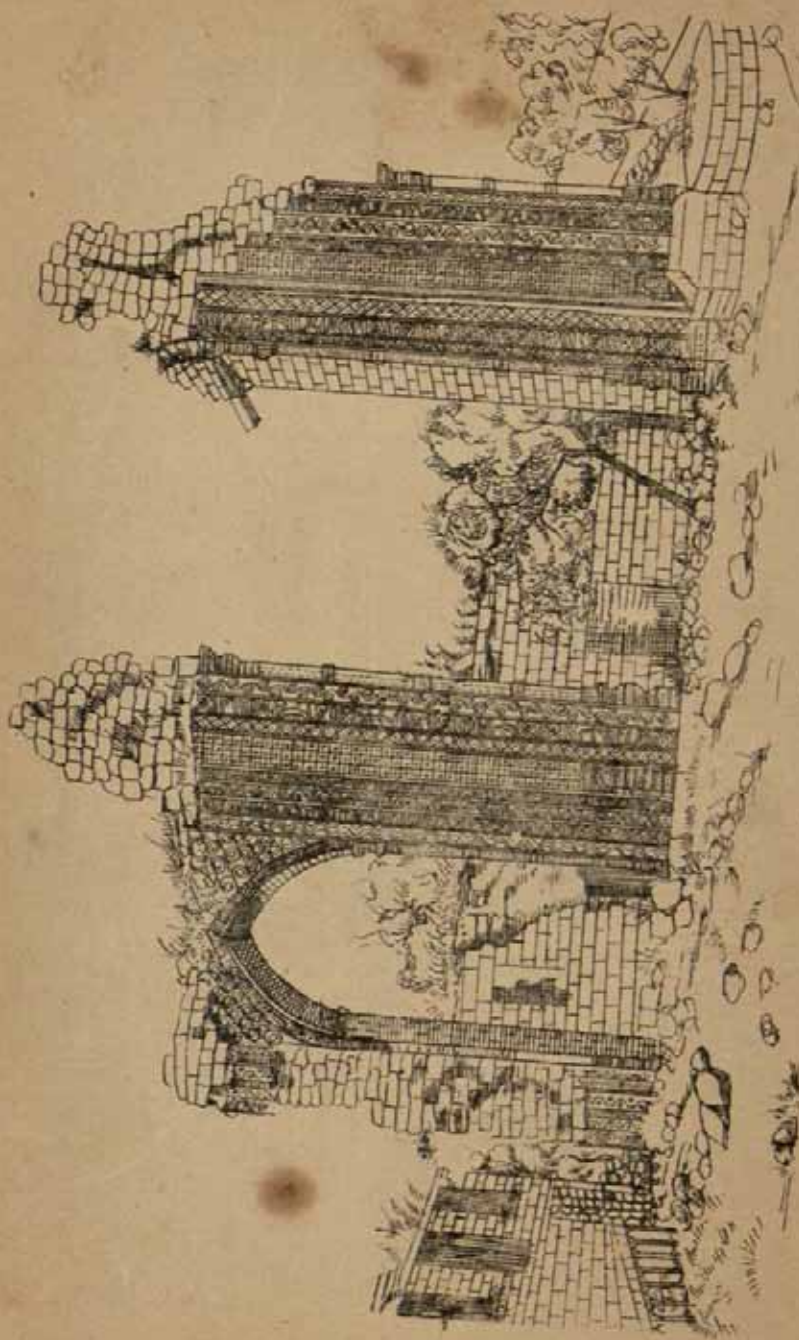


نقشه درجه اول مسجد قبة الاسلام



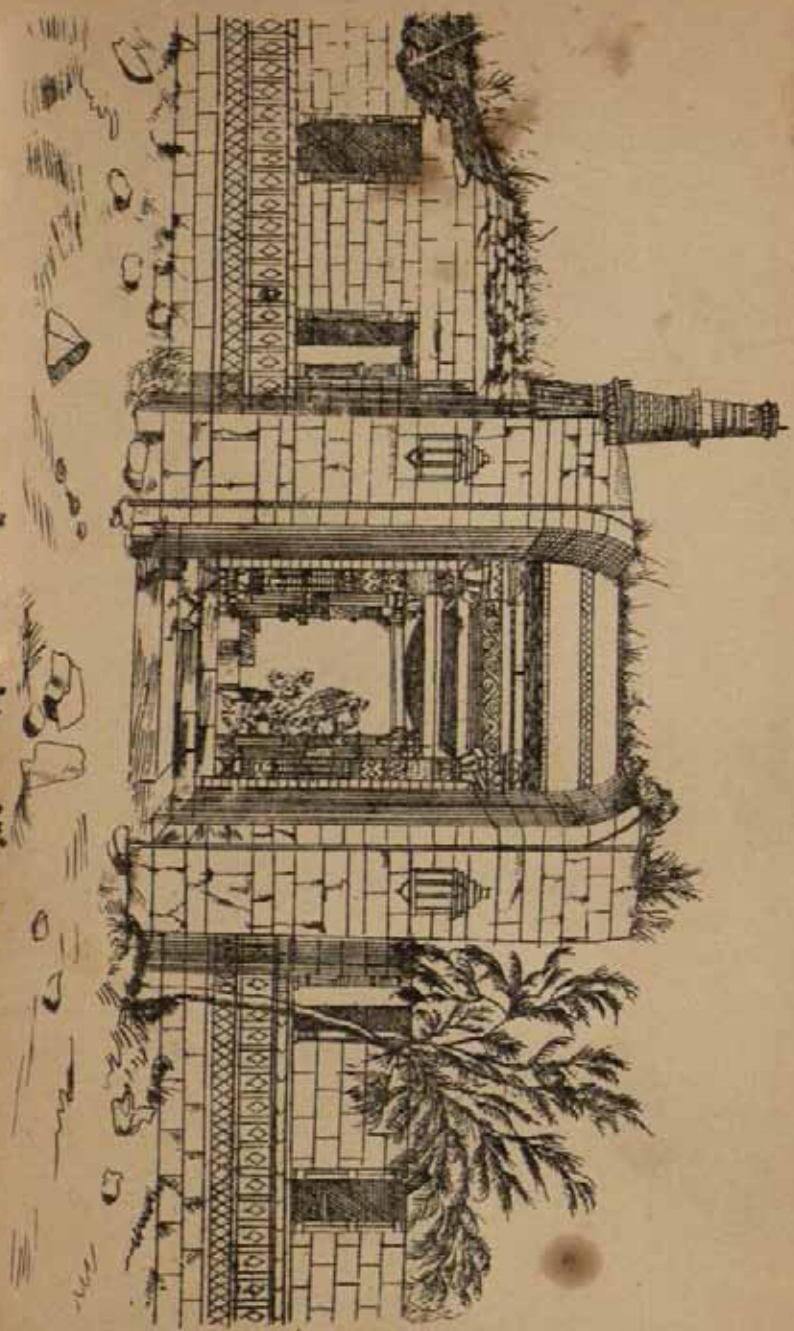


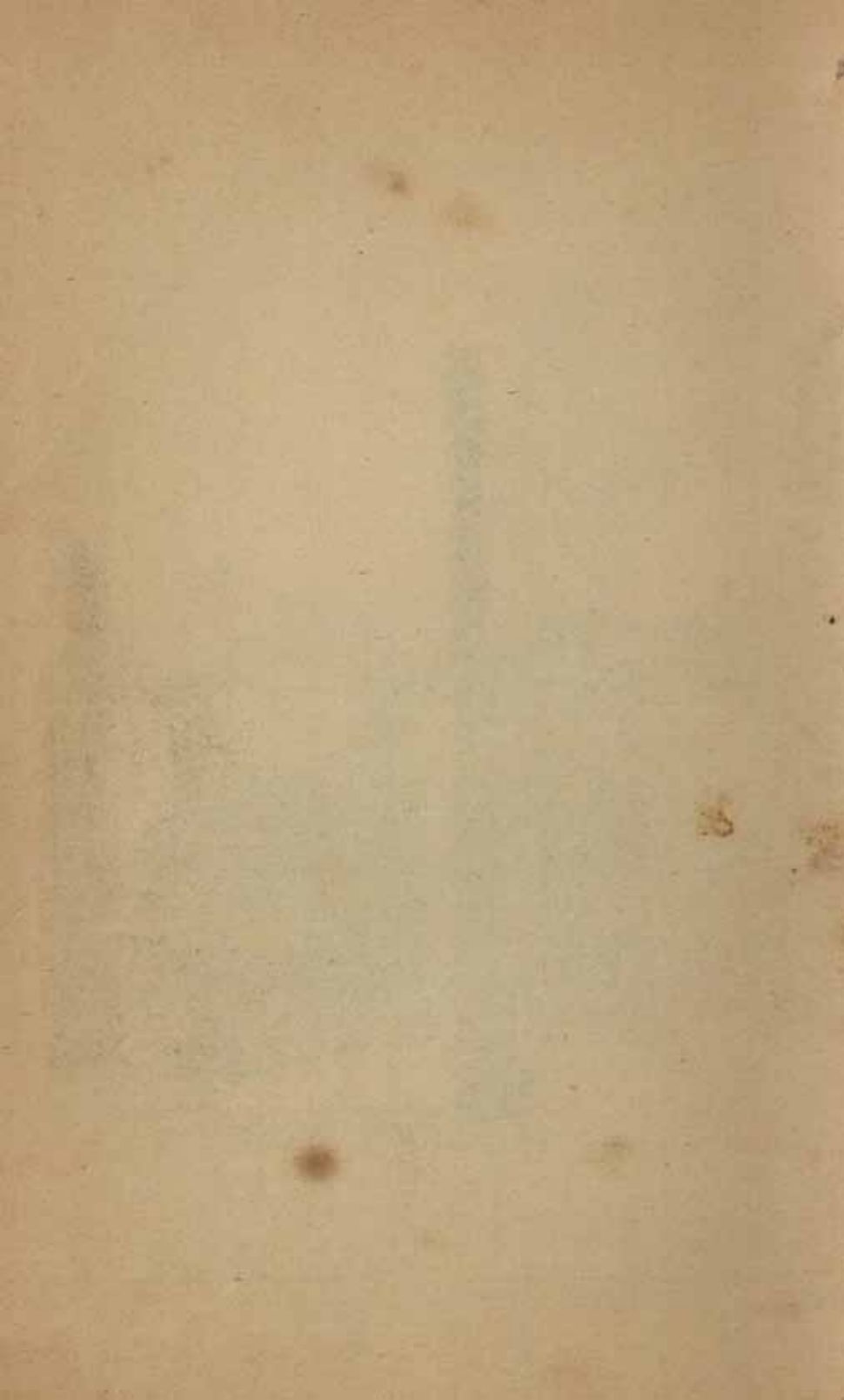


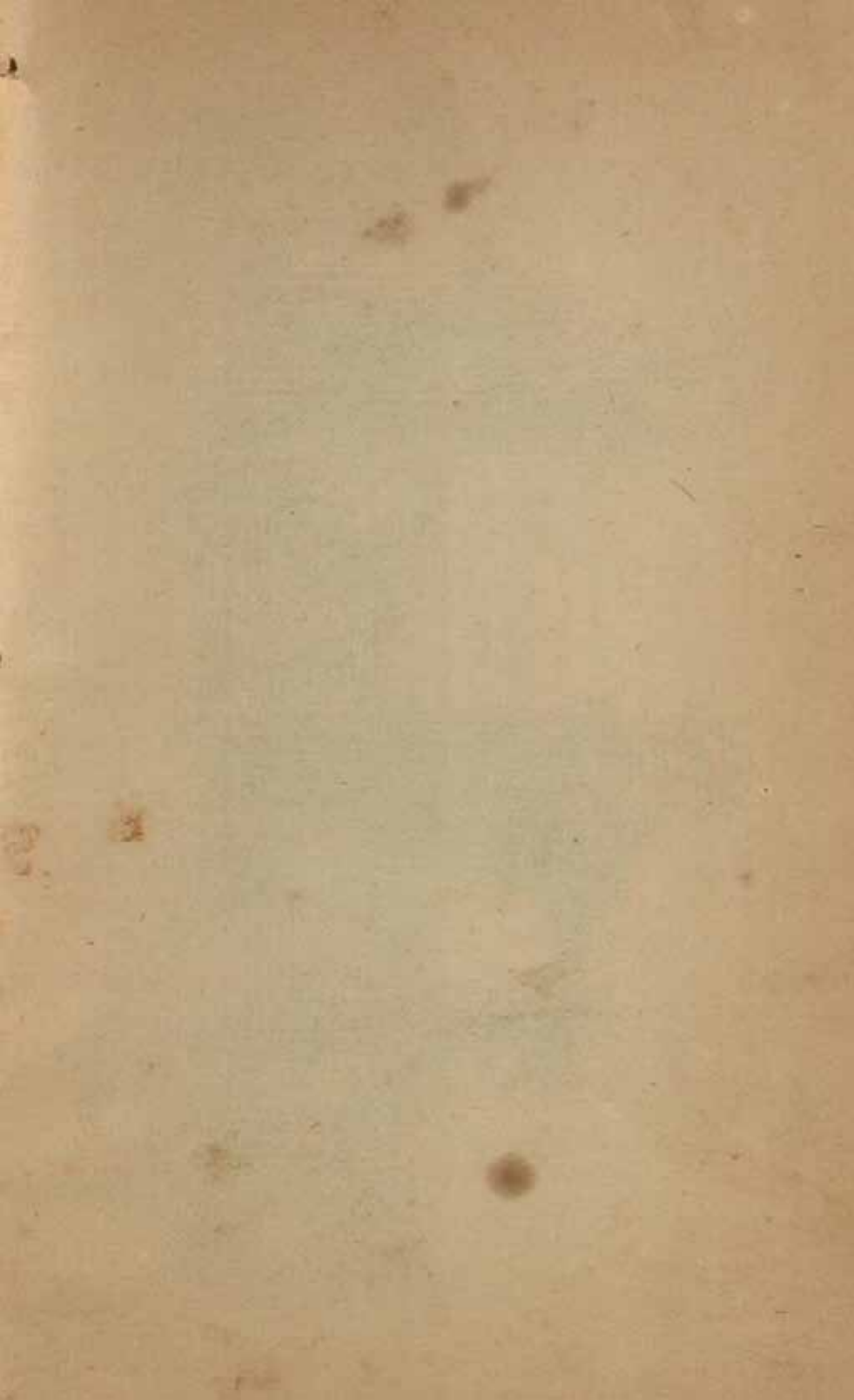


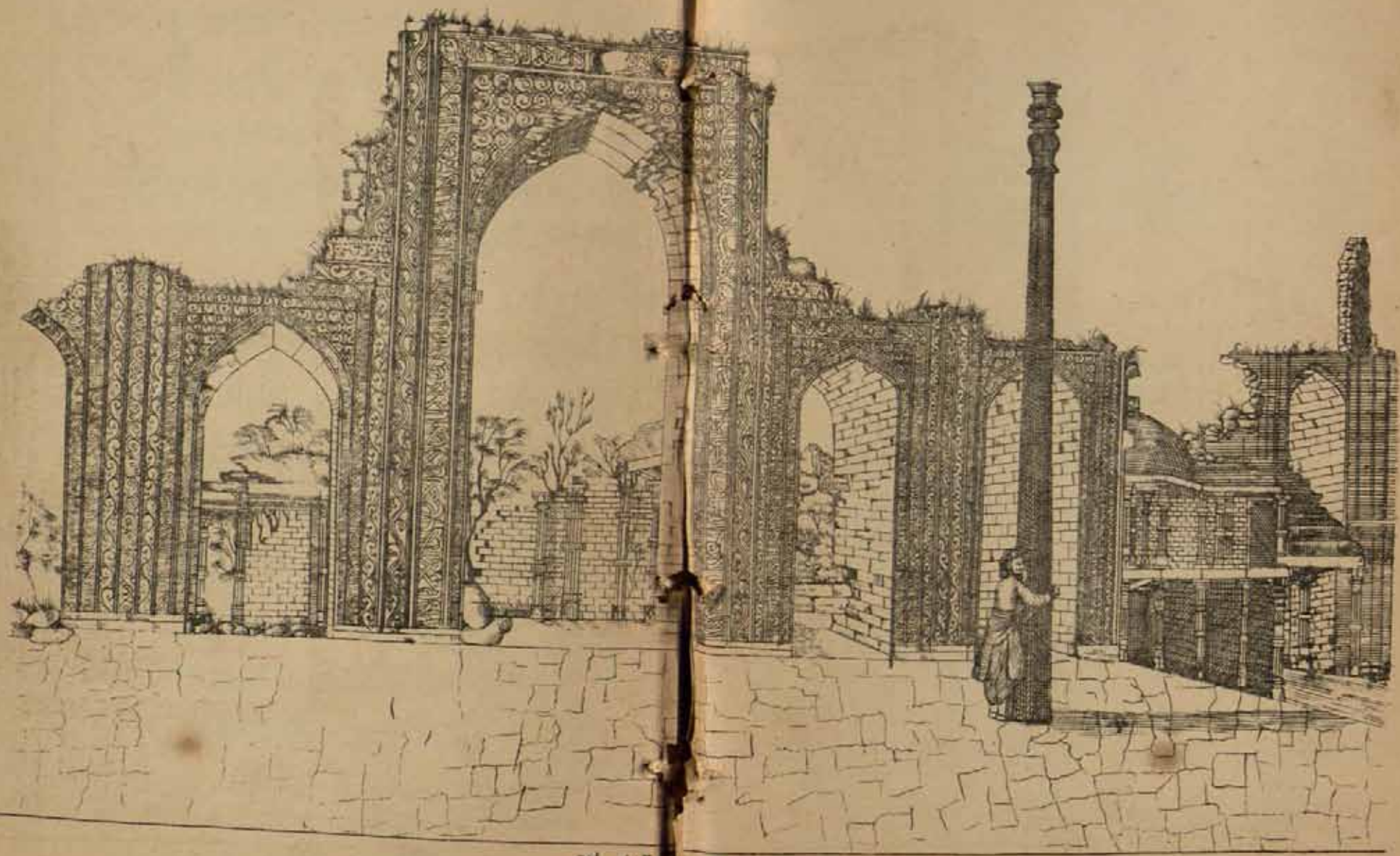
نقشه درجه سوم مسجد قبة الاسلام

نقشه دروازه عثمانی در میدان مسجد قزوین الاسلام









درجه دوم مسجد قبة الاسلام

معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنادیا اور مورت مند رین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہ دیواروں میں اور دروازوں میں اور ستونوں میں بتوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں انہیں سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانوں کا اسباب جو پانچ کروڑ روپے لاکھ دیوال کا تھا اس مسجد میں چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

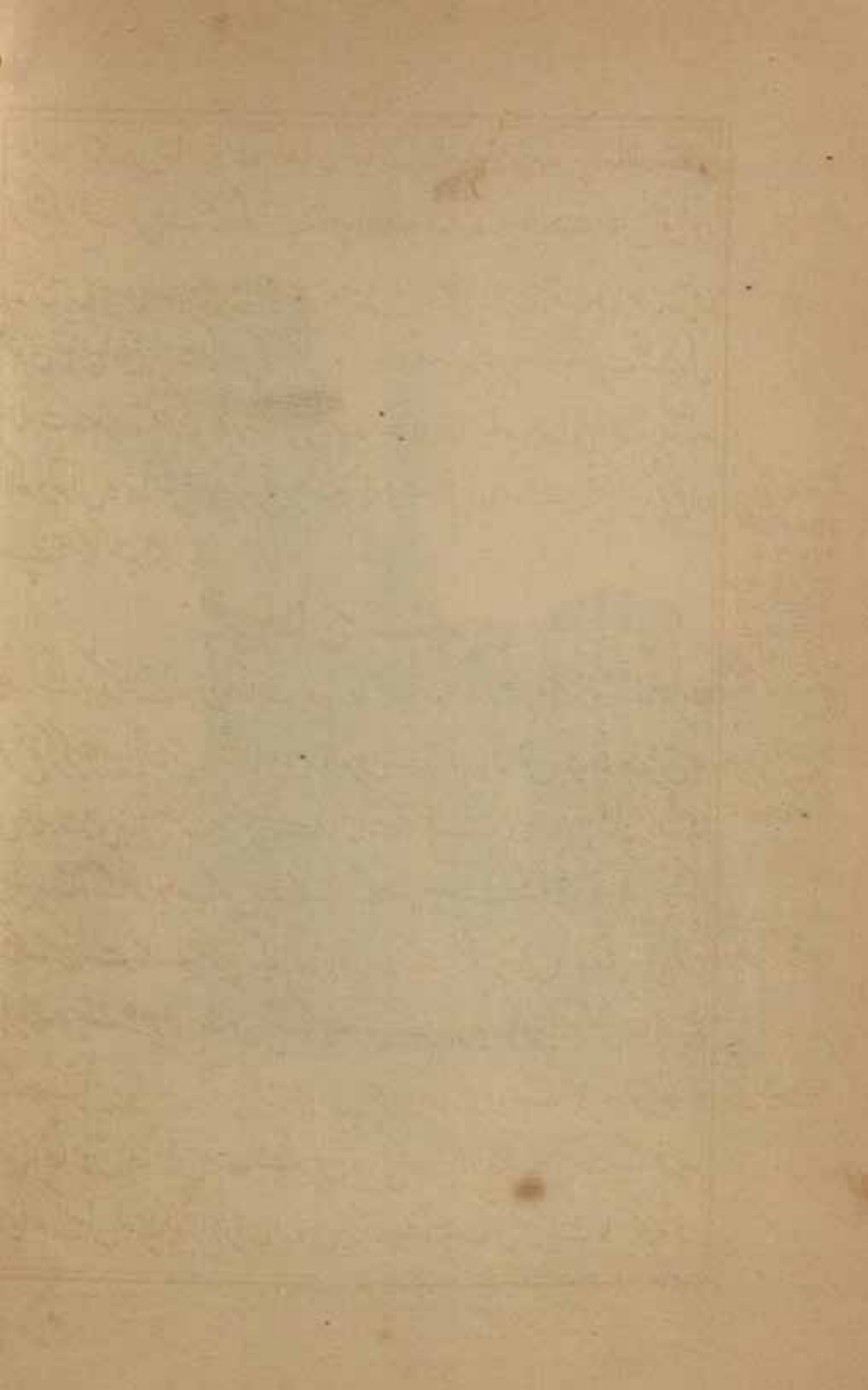
تعمیر سلطان معز الدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہر اے گجرات کو فتح کر کر غزنین گیا تب سلطان معز الدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے میں مسجد کی عمارت بھی بنانی جائے غزنین سے مراجعت کر کر ۹۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی میں بادشاہ کے حکم بموجب اس بت خانے کے غربی ضلع کے سامنے پانچ دریلوڑ مسجد کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ کندہ کر کر لگا دی ۹۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی کے یہ عمارت بن کر تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کے بائیں بازو پر یہ تاریخ کندہ ہوا ان پانچوں دروں میں سے بغلی دونوں در تو تخمیناً اٹھائیس اٹھائیس فٹ اونچے ہیں اور بیچ کا بڑا در اڑتالیس فٹ کے قریب اونچا اور اکیس فٹ چوڑا ہوا ان دروں پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

دیوال کے ایک کتبہ کا
کا تھا چنانچہ تعمیر اور
سلطان معز الدین نے
سلطان قطب الدین
کو فتح کر کے دلی والی
تعمیر شروع کر دی اور
دلی کے ایک کتبہ میں
تعمیر کا سال بتایا ہے
۳۳۰ھ ہجری
۹۵۰ء عیسوی
میں بتایا ہے
۳۳۰ھ ہجری
۹۵۰ء عیسوی
میں بتایا ہے

دیکھو کتبہ نمبر ۱۰

دیکھو کتبہ نمبر ۱۱



جبکہ آٹھ ہجری مطابق مسلمان عیسوی میں سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا اس وقت بتخانہ ہما کال کو توڑ کر وہاں کی مورتیں راجہ بکراجیت کی تصویر سمیت دلی میں لا کر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈال دیں تھیں یہ تین تین وضع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے شینتیس سلیتیس گز اور ایک ایک فٹ لمبے میں اور بیچ کا درآٹھ گز کا چوڑا ہوا اور جنوبی ضلع اکا بت خانے کے قدیم دالان میں جو پرکھا کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو اسی گز سے فٹی گز سے ہے۔

قطب صاحب کی لاٹھیا مینار یا ماونہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہیں کیا جاسکتا حقیقت میں یہ عمارت ایسی ہے کہ اسے زمین پر اپنا مثل نہیں رکھتی نقل مشہور ہے کہ اگر اس کے نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تمام کر دیکھنا پڑتا ہے اس لاٹھیر سے نیچے کے آدمی ذرا اسے معلوم ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتھی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اس سطح نیچے والوں کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں غرض کہ یہ لاٹھ عجب اہم روزگار سے ہے باوجود اس قدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے اس لاٹھ کے نیچے

طرح طرح کے پیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون
 درون پر کلام اسد کی آیتیں اور حدیثیں کھدی ہوئی ہیں جبکہ مسجد تیار ہوئی تو
 اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سنہرے کلس چڑھا دیے گئے تھے ان
 درون میں بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہیں چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
 گرتے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہو جس میں بتوں کی صورتیں کھدی ہوئی ہیں
 دو درمیں سے وہ صورت بخوبی دکھائی دیتی ہو غرض اس قدر مسجد کا جو سلطان
 معز الدین اور قطب الدین ایک کے وقت میں تھی پچانش گز اور طول ہتر گز نہ فی
 گز سے ہو اس مسجد کا متولی فضل ابن ابوالعالی مقرر ہوا چنانچہ غریب الان کے
 ایک ستون پر اسکا نام کندہ ہو۔

تاج المآثر

دیکھو کندہ

تعمیر سلطان شمس الدین لتمش

بعد اسکے سلطان شمس الدین لتمش نے اس مسجد کو بڑھا تا چاہا اور ۷۲۰ھ ہجری
 مطابق ۱۳۱۹ء عیسوی کے اس مسجد کے دونوں طرف جنوباً اور شمالاً تین تین در
 اور بنائے اور اسے پتھور کے بت خانے کے باہر کے والان تک مسجد بڑھا دی یہ بھی
 سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہیں اور اون پر نسخ اور کوئی خط میں آیات قرآنی
 کندہ ہیں اور بہت تحفہ پیل بوٹے پھول پتی مثبت کاری کے بنے ہوئے ہیں جنوبی
 درون کے بیچ کے در کے بائیں بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہو ان درون کی اکثر
 محرابیں ٹوٹ گئی ہیں بلکہ شمالی درون میں کا ایک سائے کا سارا سٹرک میں لیا ہوا

دیکھو کندہ

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبوں کے مقام سے ایسے
 معلوم ہوتے ہیں جیسے پیچھے کر لگائے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ حسب طرہ اصل بت خانہ
 میں زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھروں پر کھوٹے ہیں اوسط طرہ اس پہلے گھنٹہ
 پر زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہیں اور نیز اس دلیل سے کہ حسب طرہ
 کتبہ فتح خانے کا بنام قطب الدین ایک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا
 اصل بت خانے پر ہی اوسط طرہ اس لاٹھ پر ہی غالب ہو کہ پہلا گھنٹہ اس لاٹھ کا ہندوؤں
 کے وقت کا ہو کچھ عجیب نہیں کہ اس پہلے گھنٹہ میں جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہو وہاں
 پہلے بتوں کی صورتیں ہوں اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبہ جنمیں بادشاہوں کے
 نام اور قرآن کی آیتیں ہیں لگائی ہوں جس میں بادشاہ کی تعریف ہو جو بات کہ مدت
 سے مشہور چلی آتی ہو کہ یہ لاٹھ رے پتھور نے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ
 یعنی سمت البراجیت مطابق ۱۲۳۷ عیسوی موافق ۸۳۸ ہجری کے بنائی گئی
 معلوم ہوتی ہو کیونکہ اس کی بیٹی سورج کھی مذہب کی تھی اور ہندو جمننا کو سورج
 کی پتری اعتقاد کرتے ہیں اس واسطے اس مذہب والے جمننا کا درشن کرنا بھی بڑا
 دھرم جانتے ہیں اس سبب سے جمننا کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا گھنٹہ بنا کر
 ہجری مطابق ۱۲۹۷ عیسوی میں جب یہ بت خانہ مسلمانوں نے فتح کیا تو اس پر
 نام کے کتبہ لگائے اور فضل ابن ابوالعالی کو متولی کیا اور اس کا نام پتھر
 پر کھود کر روانے کے پاس لگا دیا جس نے انے میں سلطان شمس الدین التمش نے

دیکھو کتبہ
 دیکھو کتبہ

کے درجے کی ایک پنج مدور اور ایک مکر کی بنائی ہو اور دوسرے درجے کی سب
پنچین مدور ہیں اور تیسرے درجے کی سب پنچین مکر کی ہیں اور اوپر کے دونوں درجے
گول ہیں اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہے مگر جو تختے درجے میں سنگ مرمر بھی ہے
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہے کہ اوسکی ہر ایک
بیل مسلسل پر ہزاروں معشوقوں کی زلفت دو تا قربان ہو اور اوسکے اونے سے
اٹنے پھول نیکھڑی پر سیکڑوں گلرتوں کے لب جان بخش نثار ہیں مگر اس لاٹھ
کی بنائیں بہت گفتگو ہو مسلمانوں میں بہت مشہور ہے کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین
التمش کی بنائی ہوئی ہے اور اکثر تاریخ کی کتابوں میں اور کتبہ عہد سکندر بہلول
میں اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہے اور بعضی تاریخوں
میں اس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ لکھا ہے اور بعضی کتابوں میں اس لاٹھ کو سلطان
مغل الدین کی لاٹھ لکھا ہے مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال و
ہو اور ہندون کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہے برخلاف
ماذنون کے کہ اوسکے دروازے ہمیشہ مشرق رویہ ہوتے ہیں چنانچہ سلطان علاء الدین
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اوسکا مشرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب
سے کہ اکثر مسلمانوں کی عادت ہے کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہیں جیسے
کہ سلطان علاء الدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف
ہندون کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہیں جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہے اور نیز

تاریخ فیروز شاہی
شمس راجہ عقیق

✓ تقریباً بلدان
✓ فوجات
فیروز شاہی

۹

شکستہ ہو گئے تھے ۸۲۹ عیسوی مطابق ۱۷۵۵ھ ہجری کے سرکار دولتدار انگریزی
 کے حکم سے مسٹر اسمٹ صاحب گڈہ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک
 مرمت کی اور جس جگہ کہ لنگوٹے تھے وہاں سنگین کٹہر ابست تکم لگادیا اور پانچون
 درجے پر برجی کٹہر ابست خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ درجی جی
 نہایت خوبصورت اور ساتون کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوس پر
 پھر میرا کھڑا کیا تھا مگر افسوس ہو کہ وہ دونوں برجیان قائم نہ سکین اس سبب سے
 سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہو اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی
 مگر نہایت افسوس ہو کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبوں کے حرف جو گر پٹے
 تھے بالکل غلط بنائے ہیں اکثر جگہ صورت لفظوں کی بنا دی ہو جب غور کر کر دیکھو
 تو وہ لفظ نہیں ہی صرف نقش ہیں اور بعض غلط لفظ بنائے ہیں اور بعضی
 جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہو کہ اصلی کتبے کے مضمون سے
 بالکل علاقہ نہیں رکھتی آج تک اس لاٹھ کے کتبے نہیں پڑھے گئے تھے ہمنے
 سائے کتبے دور بین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز کئی
 انچھ اور دوسرا کھنڈ ستر گز کئی انچھ اور تیسرا کھنڈ تیر گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز
 اور پانچواں کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹہرے کے اندر ہے
 سوا آٹھ گز اونچا ہو اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈوں
 کی جواب موجود ہیں قریب استی گز کے ہوتی ہو اور سنگین برجی کی اونچائی جو

اس مسجد کے ادھر اودھرتین تین در بڑھائے یعنی ۲۰۰ ہجری مطابق ۱۲۰۰ عیسوی
 کے اوسے زمانے میں اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروازے پر لٹکا
 حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام مازندرکھا اور ہر بجے پر اسی نام کا کتبہ اور
 جمعے کی نماز کی آیت کو کھدوا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ
 ہیں لیکن اسمیں بھی کچھ شک نہیں کہ حسب طح مشہور ہے پہلے اس لاٹھ کے سات
 کھنڈ تھے اور مشارہ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور ہے اور جہاں اب
 کٹر لگا ہوا ہے وہاں ایسے لنگوٹے بنے ہوئے تھے جیسے فصیلوں کے ہوتے ہیں
 اور پانچویں بجے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چاروں طرف دروازے تھے اور اسکے
 اوپر بطور لینی برجی کے مثل راس مخروط لدا تھا کہ ساتواں درجہ شمار میں
 آتا تھا یہ ساتواں درجہ ۲۰۰ ہجری مطابق ۱۲۰۰ عیسوی میں فیروز شاہ نے بنایا تھا
 کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ مرمت کے وقت میں نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے
 اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروازے پر کھدوایا بعد اوسکے
 پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی ۲۰۰ ہجری مطابق ۱۲۰۰ عیسوی میں فتح خان نے
 سلطان سکندر بہلول کے وقت میں مرمت کی اور اسکا حال کھدو کر پہلے دروازے
 کی پیشانی پر لکھوایا مشہور ہے کہ تخمیناً ۲۰۰ ہجری مطابق ۱۲۰۰ عیسوی کے
 کالی آمدھی اور بھونچال کے صدے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز
 سبب پڑنے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہ سے

دیکھو کتبہ ۱۲

دیکھو کتبہ ۱۳

نور مآثر فیروز شاہ

دیکھو کتبہ ۱۴

دیکھو کتبہ ۱۵

مجلس
مجلس الفتح
یعنی تاریخ معلی

نام کا کتبہ لگایا ہو مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہیں اور بعض حروف کو شور بھی
 لگا گیا ہے اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد میں چوٹیا
 درجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معز الدین کا بنایا ہوا تھا اور اوپر اوپر کے
 دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کی طرف چوٹیا درجہ
 سلطان علاء الدین کے حکم سے بنا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس گز کا سہ فٹ
 گز سے بنایا تھا اور نو درون کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا دروازہ گز کا چوڑا رکھا تھا
 ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۱۷۷۸ عیسوی میں یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی
 عمر نے وفائی کہ ۱۱۷۸ ہجری مطابق ۱۷۷۸ عیسوی کے مر گیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی
 اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد بلکہ ضلع شرقی غربی اسکا دوسو
 ایک لکھ گز کا لंबا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بیس گز کا لंबا ہوتا اس
 جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا
 ان ناتمام عمارتوں میں بھی نہایت مہنت کاری کے پتھر لگائے تھے اور
 کتبے اور حدیثیں کھدوائیں تھیں معلوم نہیں کہ یہ پتھر کون او کھیر لے گیا
 کیونکہ صاف پتھر او کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اب بچر چوٹیا نے اور
 پتھر کی چٹائی کے اور کچھ نہیں رہا اس مسجد کی تعریف قرآن السعیدین
 میں امیر خسرو نے لکھی ہے اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہے
 مسجد او جامع فیض اکہ زمزمہ خطبہ اوتا بہا

سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھ دی ہے چھ گز ہی کہ چوبی
 برجی اور پھر رے کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہے اور مشہور بھی ہے کہ
 جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ
 کی جڑ کا پاس گز محیط ہے اور سرے پر کا دس گز کا ہیہ لاٹھ اندر سے بالکل
 خالی ہے اور اوسمین چکر وار سیرٹھیان بنی ہوئی ہیں پہلے درجے میں ایک سو چھٹین
 اور دوسرے درجے میں اٹھتر اور تیسرے درجے میں باٹھ اور چوتھے میں
 اکتالیس اور پانچویں میں بھی اکتالیس ہیں کہ کل سیرٹھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر
 ہوئیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی اس قدر سیرٹھیان ہونگے کیونکہ اوپر کے
 دونوں درجوں میں چڑھنے کا راستہ تھا۔

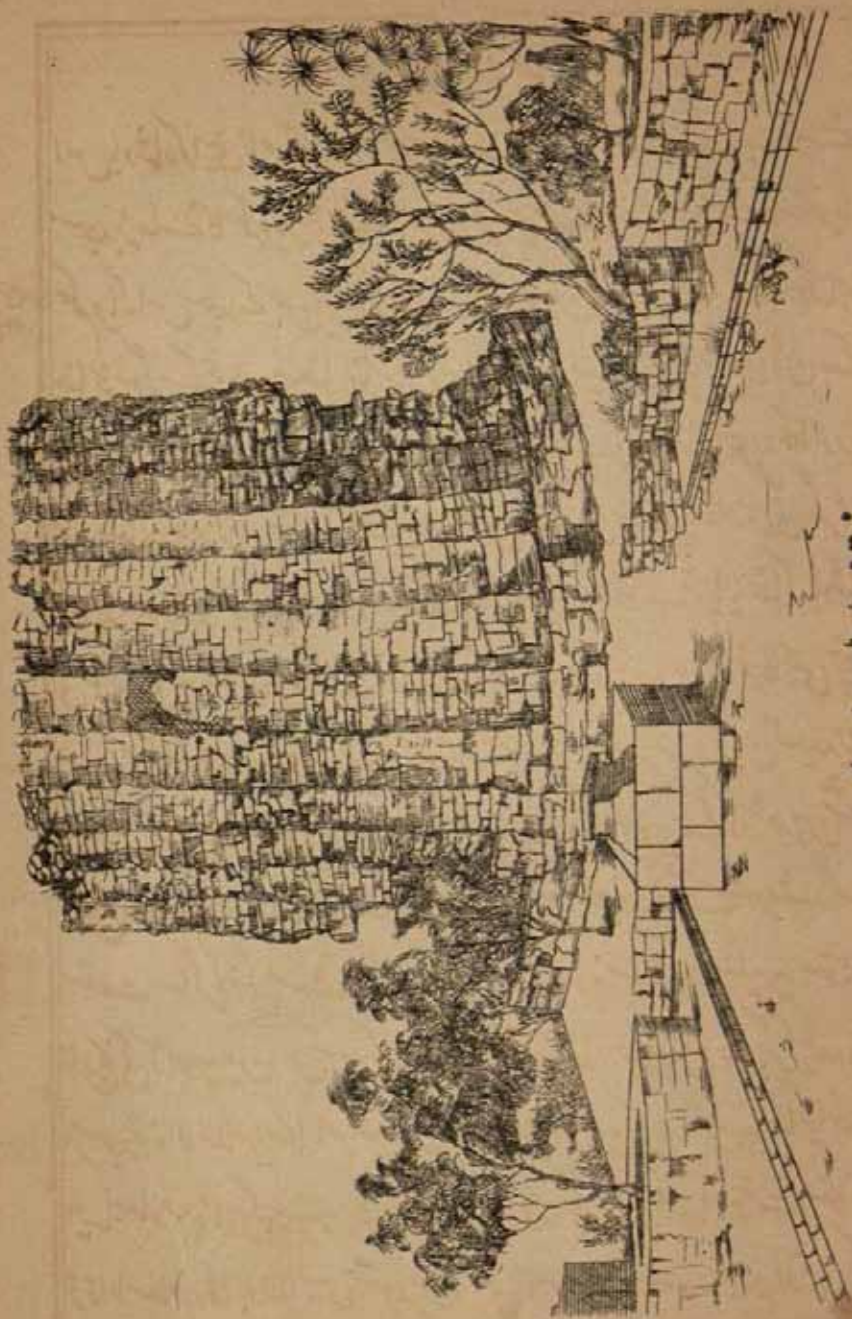
تعمیر سلطان علاء الدین لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اسکے ولیمین عمارت کا شوق آیا
 اوسنے سنہ ہجری مطابق سنہ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ
 کے پاس بنوایا یہ دروازہ بالکل سنگ سرخ کا ہے اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہوا
 ہے اسکے چاروں طرف چار دروازے بنائے ہیں اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا
 لداؤ لدا ہے ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہے اور حدیثین اور
 قرآن کی آیتیں کھدوا دی ہیں اور غربی اور جنوبی اور شرقی دروازے پر اپنے

۱۔
 خزانہ الفتوح
 تاریخ علانی

۲۔
 دیکھو کتبہ نمبر ۱
 دیکھو کتبہ نمبر ۲
 دیکھو کتبہ نمبر ۳

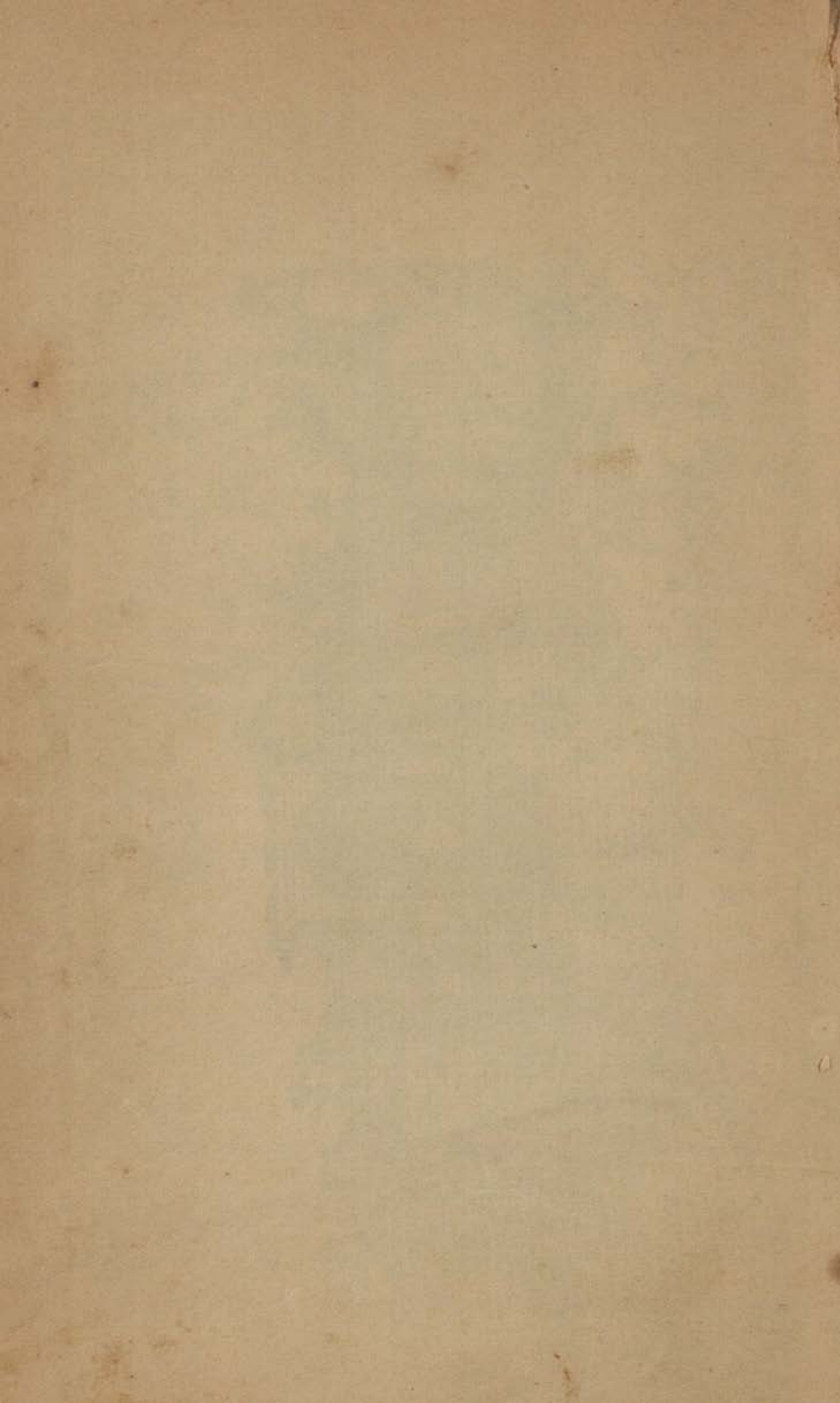
نقشه دژ و قلعه کاک

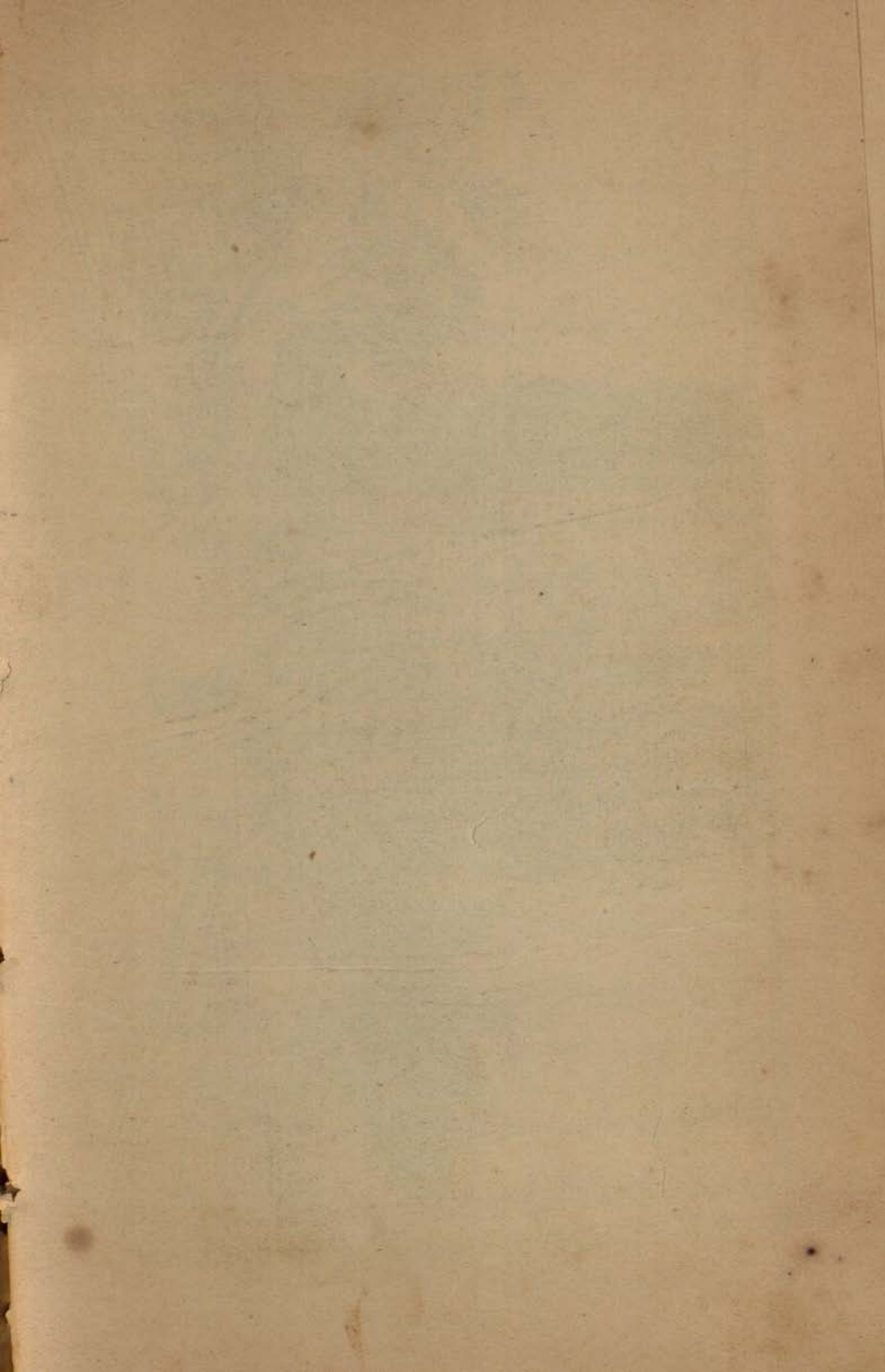


ادھ بنی لاٹھ

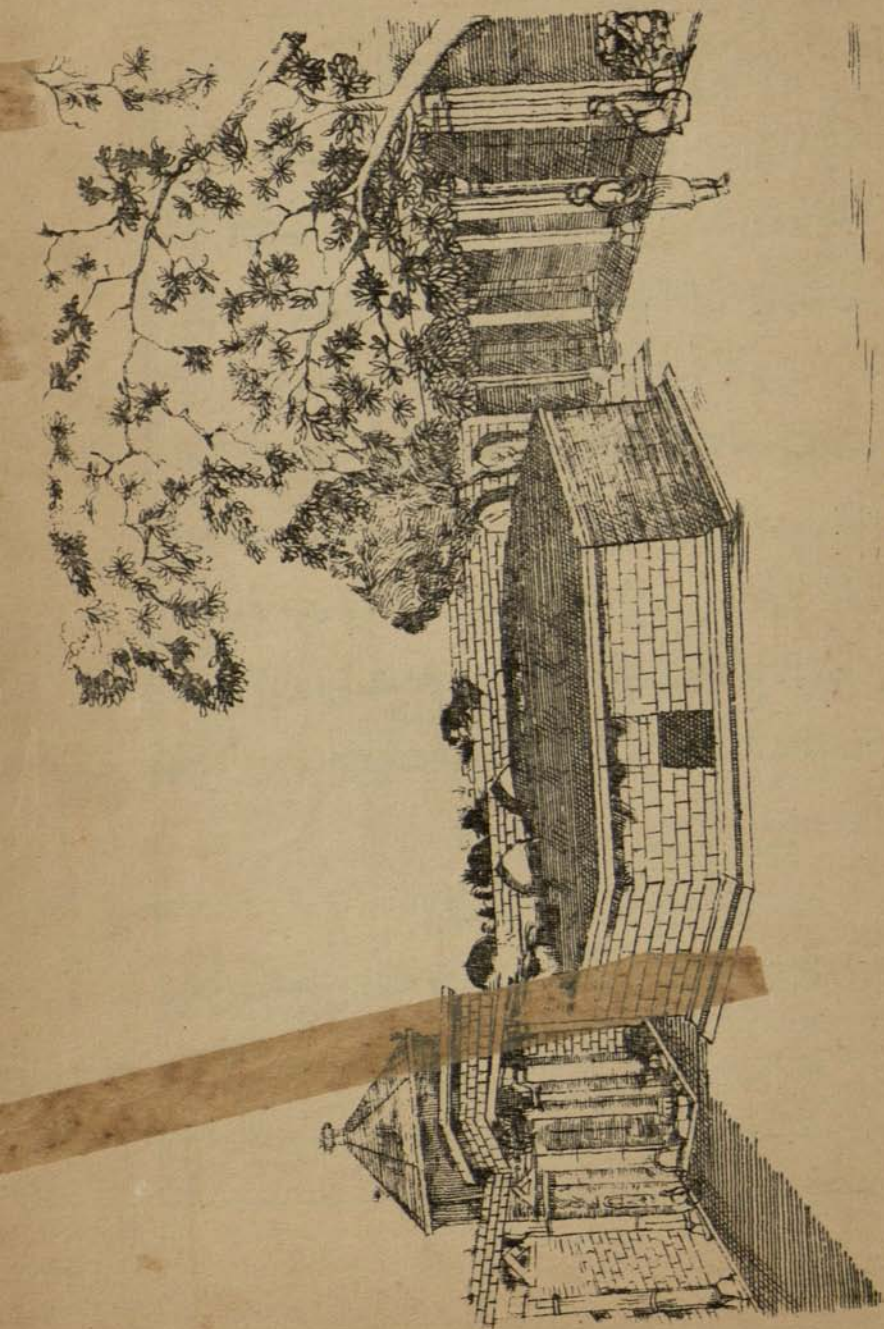
اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اس نے مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی اللہ ہجری مطابق سالہ عیسوی میں تو اس کے ساتھ یہی حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن میں ایک مینار بھی بنائیں کہ پہلے مینار سے دو گنا ہو چنانچہ سو گز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانوں کے طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ ارادہ کیا کہ دو سو گز اونچا بنایا جائے ہر چند اس مینار کی بہت پائنداری کی مگر عمر کی کچھ مضبوطی نہ ہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ بادشاہ کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر سب اوکھڑ گیا ہو نہ اچونے اور پتھر کا ڈھم کھڑا ہو امیر خسرو قرآن السعیدین میں اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہیں اور یہ اوسمین کے دو شعر ہیں شعر شکل منارہ چوستونی ز سنگ ۛ از پی سقف فلک شیشہ زنگ سقف سما گر کہنگی شد نگون ۛ درتہ او داشتہ سنگین ستون تاریخ کی کتابوں میں اس مسجد کو مسجد آدینہ دہلی اور مسجد جامع دہلی کر کر لکھا ہو مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہیں نہیں ملا معلوم نہیں کہ یہ نام کب لکھا گیا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اسوقت اسکا نام قوۃ الاسلام رکھا ہوا الیسی مسجدین اصلی نام سے مشہور نہیں ہوتین بلکہ

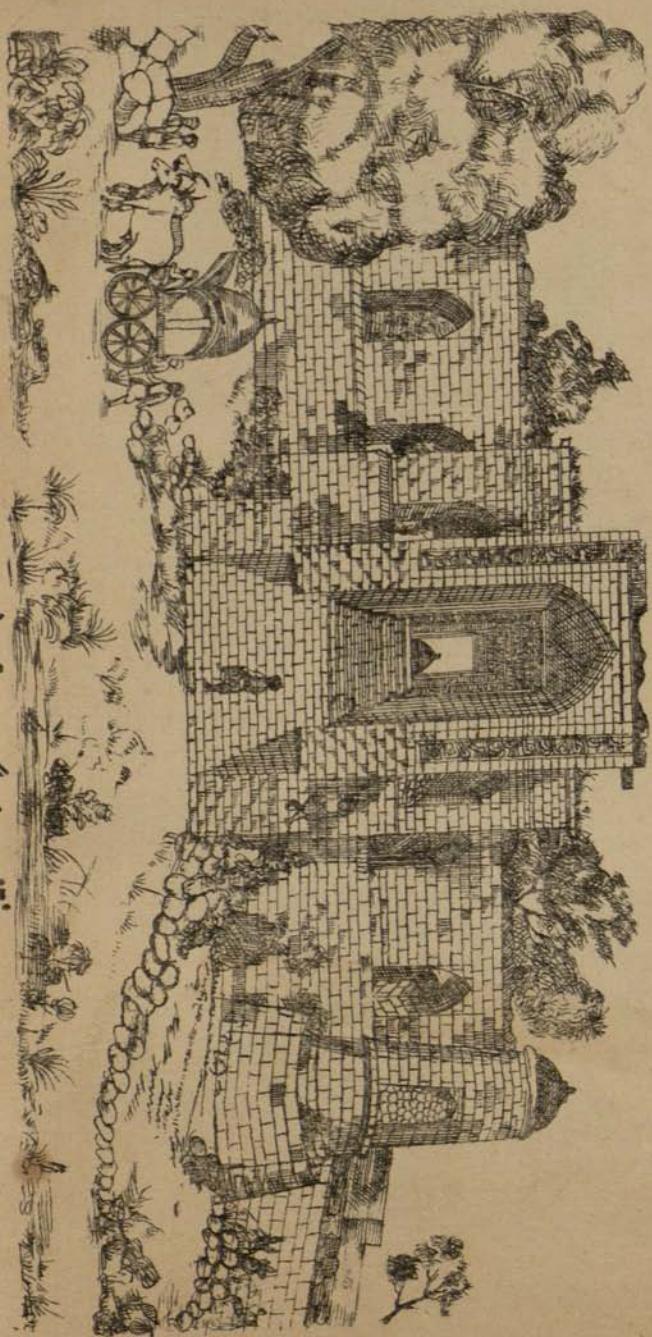
خبر از الفتح
یعنی تاریخ خلافت





نقشه درگاه حضرت سلطان غازی





نقشه دروازه و نگاه سلطان محمود غزنوی

جامع مسجد کرکڑ مشہور ہو جاتی ہیں جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان ناما ہے مگر جامع مسجد کرکڑ مشہور ہے۔

حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کے نواح میں سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۱۲۰۰ ہجری
مطابق ۱۸۰۰ عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور ہے کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہے اور نہ تالاب ہے یہ تالاب ڈوٹو چھتر بیگہ پختہ کا ہے جب
یہ حوض بنا ہوا تیار ہو گا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہو گا سلطان علاء الدین نے
قریب ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۸۰۰ عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا
صاف کرایا اور اس کے چھونچ میں ایک لداؤ کا چو ترہ نیچے سے خالی بنا کر
اوپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ اب تک وہ برجی موجود ہے فیروز شاہ
تسنے بھی اپنے زمانہ بادشاہت میں اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے
کے رستے صاف کر آئے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہے اور تین چار چھتے
سے سوا اس میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

مقبرہ سلطان فاری

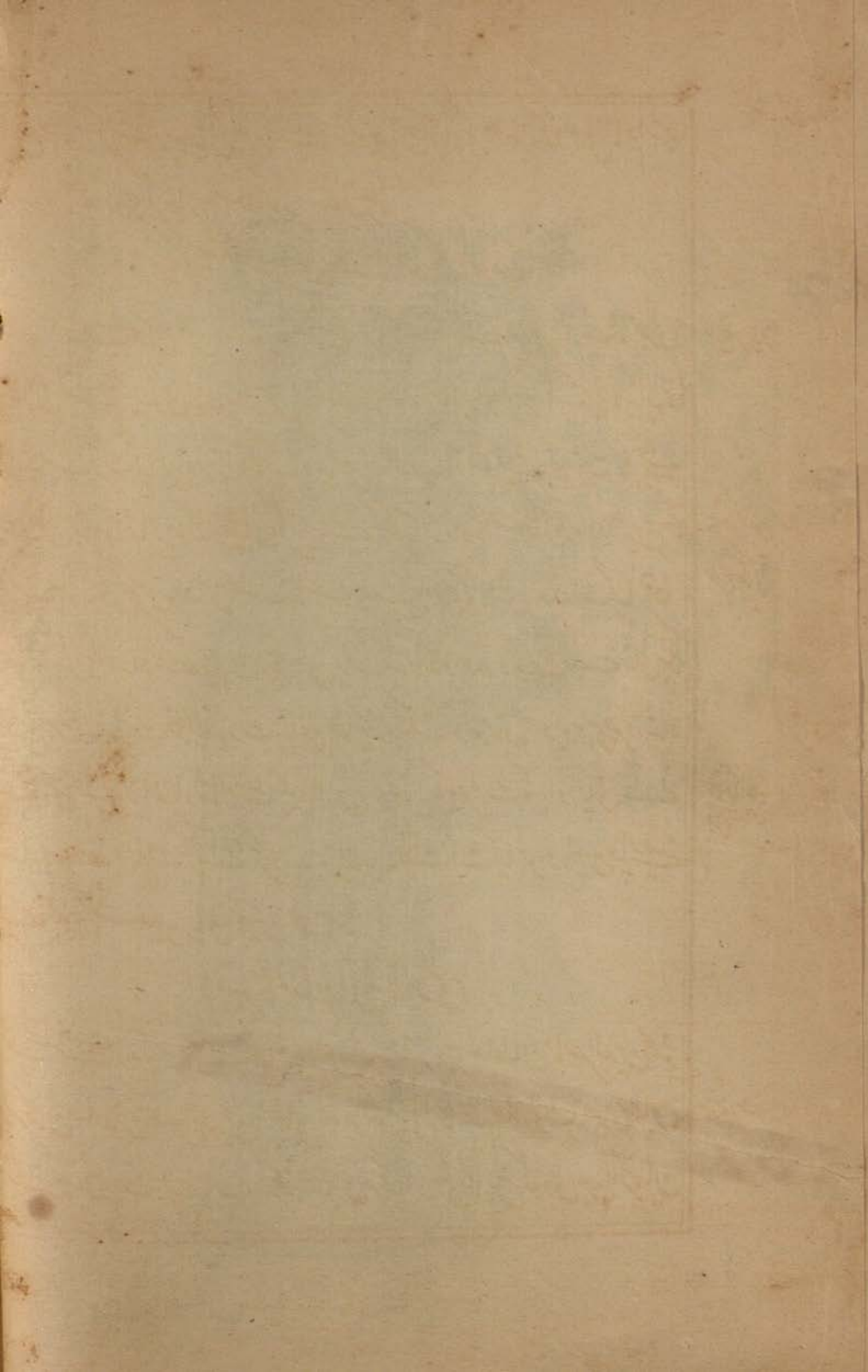
قطب صاحب سے دو کوس کے جانب غرب یہ مقبرہ ہے سلطان ناصر الدین محمود
پسر گلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنؤ کی کا حکم تھا اور ۱۲۰۰ ہجری مطابق
۱۸۰۰ عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مر گیا اسکی لاش کو دلی میں لا کر یہاں

تاریخ فرشتہ

خزانہ الفتح
مشہور ہے
تاریخ علانی

فتوحات
فیروز شاہی

تاریخ فرشتہ



Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Urdu, enclosed within a rectangular border. The text is faint and mostly illegible due to fading and bleed-through from the reverse side of the page. The script appears to be a historical form of calligraphy, possibly Nasta'liq or Shikasta.

دفن کیا اور ۲۳۵ ہجری مطابق ۸۵۰ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے مقبرہ
 بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہوا اسکے اندر چاروں طرف مکان ہیں اور جانب غرب
 نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور بیچون بیچ میں ایک غار ہے کہ پندرہ
 سیر ہیان اور تراوسمین جاتے ہیں اور اوسمین یہ قبر ہے اور اوس غار میں ستون
 کھڑے کر کر چھت پاٹ دی ہے اور چھت پر منمن چو ترہ چار فٹ ساٹھ سات پانچ
 کا اونچا بنایا ہے دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہے اور اوسپر آیات قرآنی
 بخشناخ و کوفی اور کتبہ کھدا ہوا ہے اور چار دیواری سنگ خاراسے بہت حکم
 بنائی ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہے کہ بیٹل
 سیر ہیان چڑھ کر اوسمین جاتے ہیں۔

مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

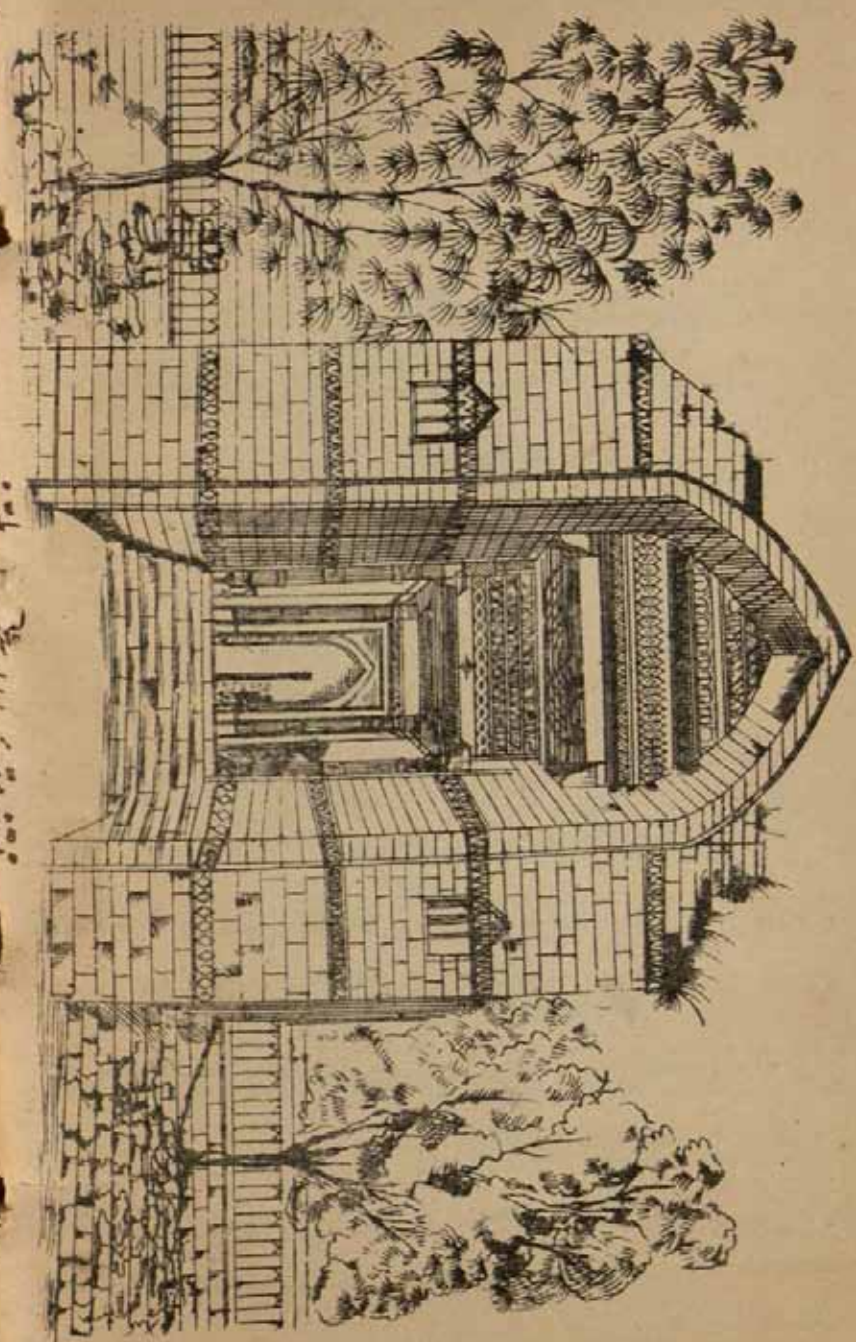
قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مشہور مقبرہ ہے جیکہ سلطان شمس الدین التمش
 ۲۳۳ ہجری مطابق ۸۵۰ عیسوی مر ا تو یہاں دفن کیا غالب ہے کہ یہ مقبرہ ضیہ
 سلطان بگیم او سکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خار کی ہے
 اور اندر سے سنگ سرخ کی ہے اور کمین کمین سنگ مرمر بھی لگا ہے تمام دیواروں
 پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے
 کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہے فیروز شاہ لکھتا ہے
 کہ میں نے اس مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپرٹ چڑھایا اور اسکے

دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

مرکز قبا

۲۴
 قبا
 قبا

Handwritten text in Arabic script, likely a title or description, located on the left margin of the page.



گنبد میں پتھر کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزوں کا پتہ نہیں رہا۔

درگاہ شاہ ترکان

یہ درگاہ شہر شاہجان آباد کے اندر ترکان دروازے کے پاس واقع ہے شاہ ترکان جنہا
بڑے بزرگوں میں سے ہیں شمس العارفین آپ کا لقب ہے چوبیسویں حبشہ ہجری
مطابق ۱۲۷۱ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت میں آپ کا انتقال ہوا اور
جب ہی سے یہ مزار بنا مگر کچھ عمدہ مکان یہاں بنا ہوا نہیں ہے قبر کے گرد سنگ مرمر کا
کٹہرا ہے اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے سو وہ بھی حال کا بنا ہوا
معلوم ہوتا ہے ہر برس چوبیسویں رجب کو یہاں عرس ہوتا ہے اور بہار کے موسم میں
ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہے شہر کا ترکان دروازہ آپ ہی
کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہے۔

مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ

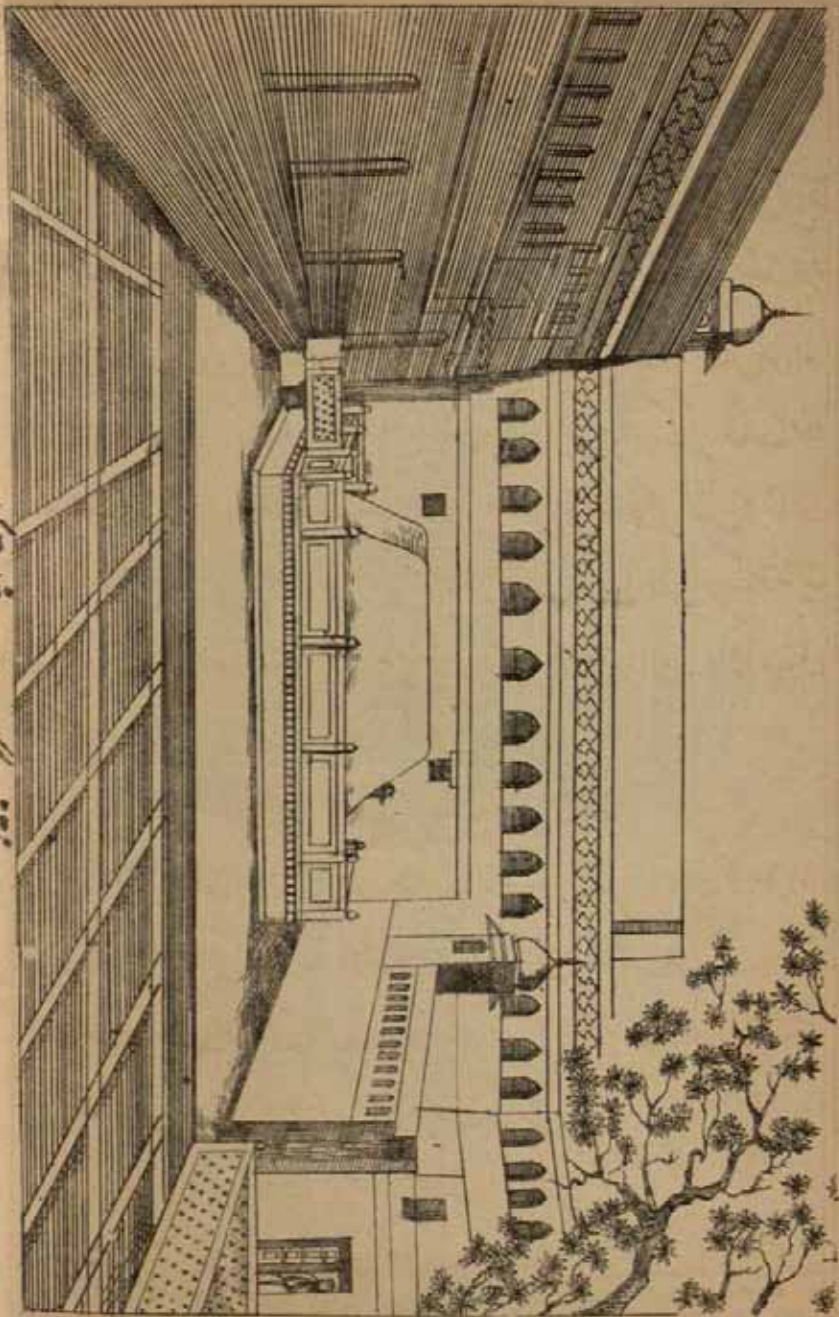
زیر دیوار مقبرہ سلطان غازی سواد موضع ملک پور یہ مقبرہ ہے صرف آٹھ ستون
کھڑے کر کے اور پھر برج بنا دیا ہے جبکہ ۶۳۵ ہجری مطابق ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ
رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر گرفتار کیا اور قید میں مراتب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے
اپنی سلطنت میں اس برج کی از سر نو مرمت کی ہے
مقبرہ رضیہ سلطان بیگم
شہر شاہجان آباد میں بلبل خانے کے محلے میں ترکان دروازے کے پاس ایک

۱
مآثرات
واخبار

۲
فہرست
فیروز شاہی

نمبر (۱۶)

نقشه و گاهواره شاه ترکان



حوض علانی یا حوض خاص

یہ حوض حقیقت سلطان علاء الدین کا بنایا ہوا ہے جسے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی یعنی قریب ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو کئی بلکہ پچتہ میں ہر چاروں طرف اسکے پچتہ دیواریں بنی ہوئی ہیں فیروز شاہ کے وقت میں یہ حوض مٹی سے بھر گیا تھا اور پانی نہیں رہا تھا اور سنے تخمیناً ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۲ء عیسوی کے اس حوض کو نئے سرے سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا تھا اور اسکی مرمت کی اور اس کے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کیے اور مدرس نو کر رکھے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہو گیا بڑے مدرس اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۵ء عیسوی میں ہوا اور اسی مدرسے کے صحن میں دفن ہوئے اور مقبرہ فیروز شاہ کا بھی اسی مقام پر ہے۔

مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد قوت الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا ایک کھنڈ رکھرا ہوا یہ مقبرہ ہی سلطان علاء الدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۵ء عیسوی کے مرا لیکن غالب ہو کہ یہ مقبرہ ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۵ء عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد میں بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہو گیا ہے کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہیں

۱۔
فیروز شاہی
دستار الاخبار

۲۔
فیروز شاہی

۳۔
دستار الاخبار

۴۔
مراستہ اخبار

ٹوٹی سی چار دیواری اور پھوٹی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین
التمش کی ہے جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی تھی ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء
عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا
گرا ب بجز نشان کے اور کچھ نہیں۔

مقبرہ معز الدین بہرام شاہ

مقبرہ سلطان غامی کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور میں یہ مقبرہ ہے صرف
آٹھ ستون کھڑے کر کراد سپر ج بنایا ہے جبکہ ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء
عیسوی کے امر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علا الدین کو تخت پر بٹھایا
تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت میں اس
مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈر میں وہاں یہ مقبرہ ہے جبکہ ۳۱۰
ہجری مطابق ۱۸۲۱ء عیسوی کے یہ بادشاہ مراٹو یہاں دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا
ہو اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہیں جو نے کا ڈھم رہ گیا ہے اسی مقبرے کی بغل میں ایک اور
قبر ہے مشہور ہے کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہے جو ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء
کے لاہور کی طرف لڑائی میں مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ
نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مراٹو وہ بھی یہاں دفن ہوا۔

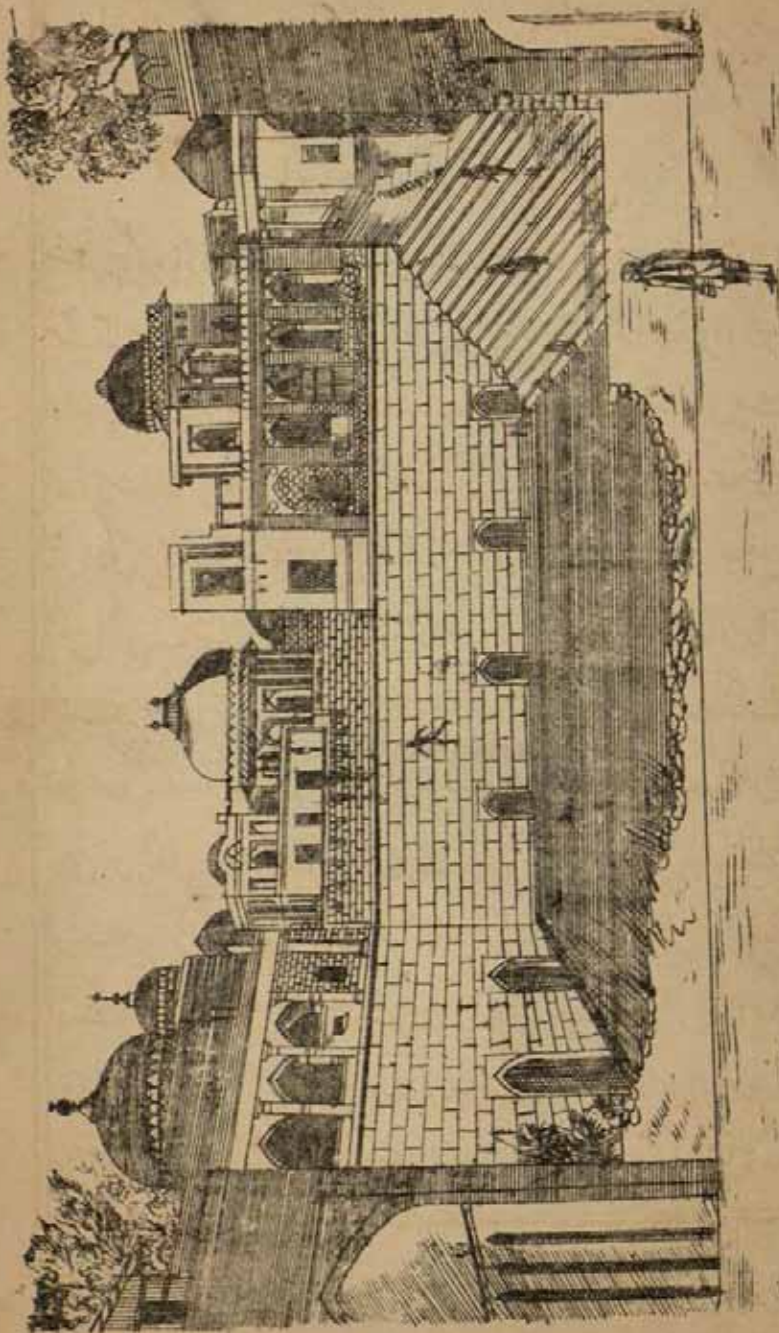
تاریخ فیروز شاہی
شمس العظیم

فتوحات
فیروز شاہی

معماره قديم

نقشه باغ و گاه حضرت نظام الدين

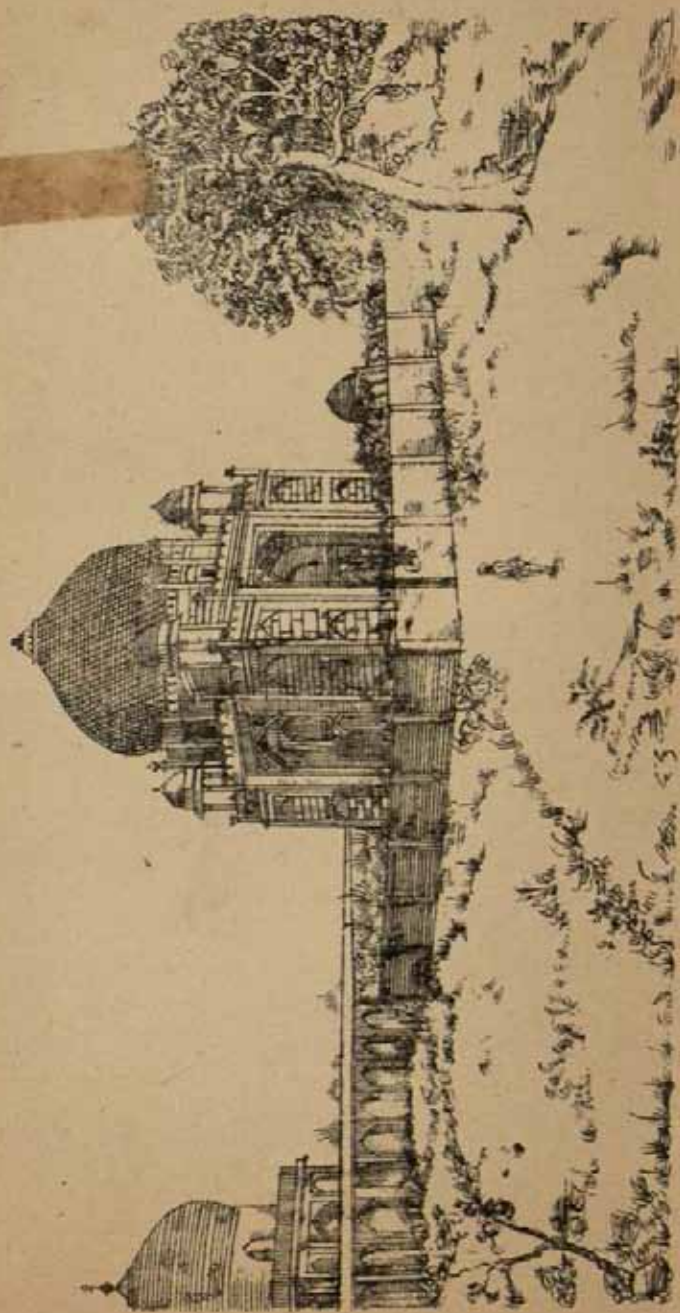
محل بن اركلی



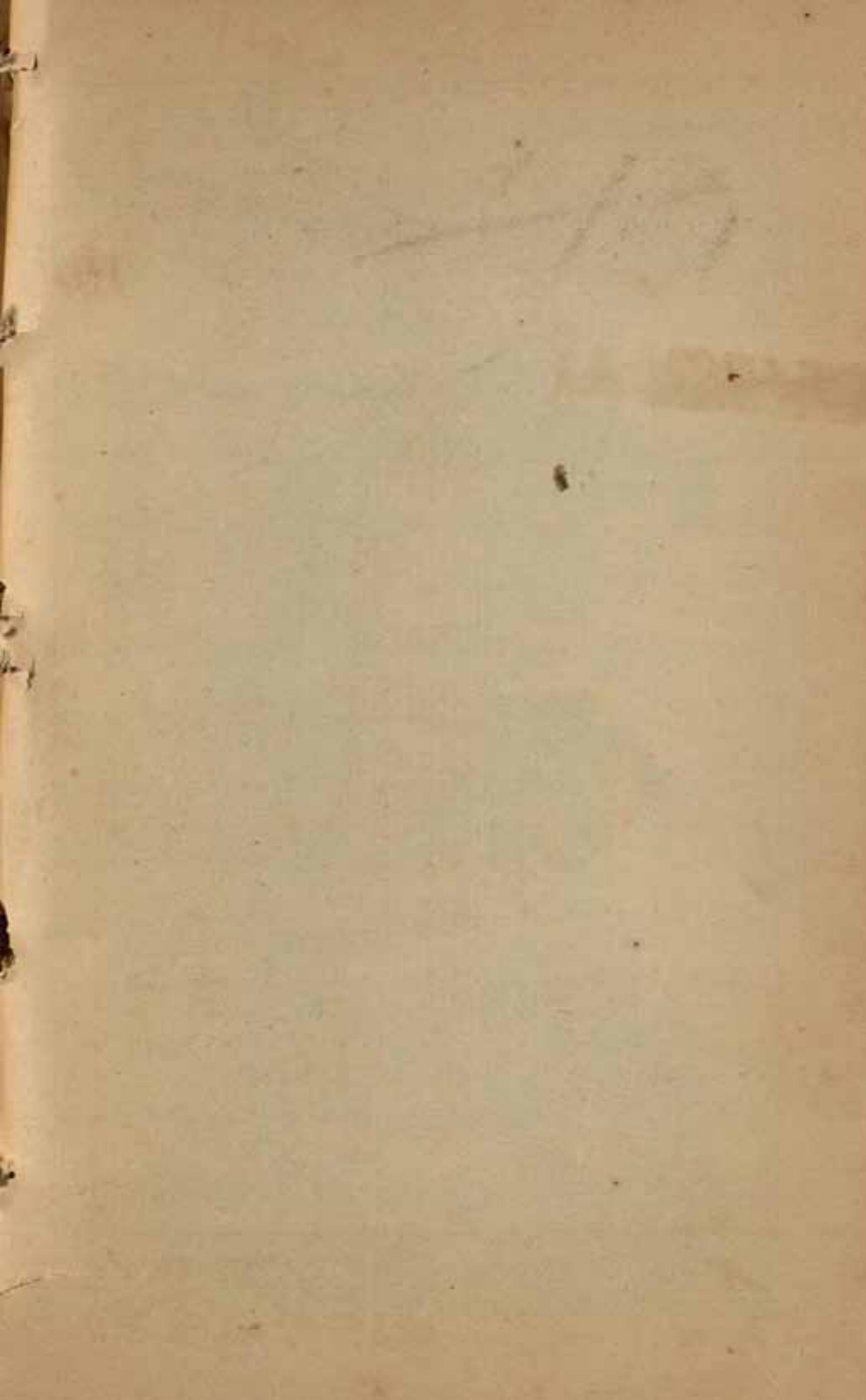
فیروز شاہ نے اپنے عہد میں اس مقبرے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور
صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا تھا اگر اب یہ مقبرہ بالکل بچھنے کا دم ہو سب پتھر
اوکھڑ گئے ہین اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہو۔

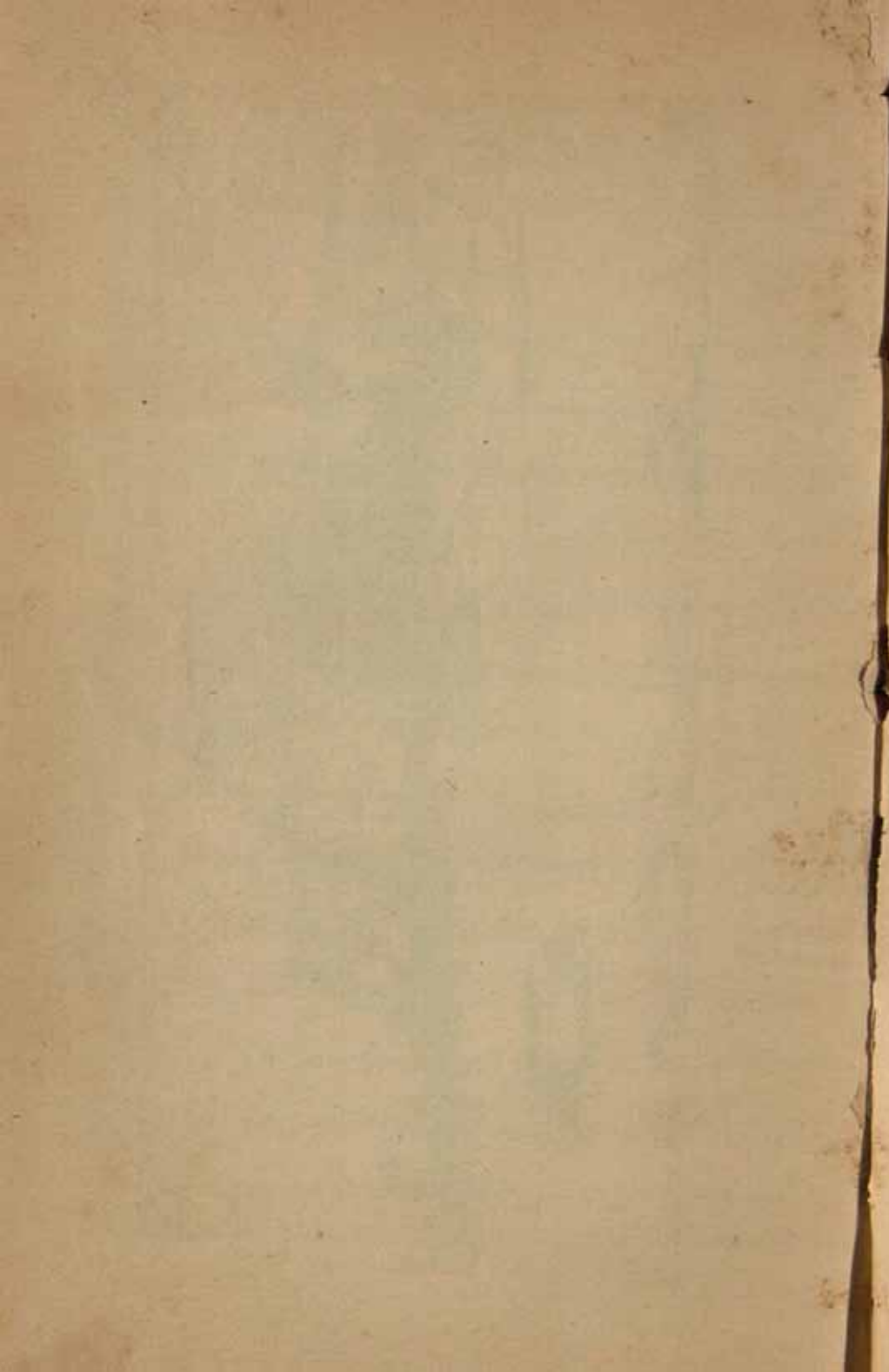
باؤلی حضرت نظام الدین

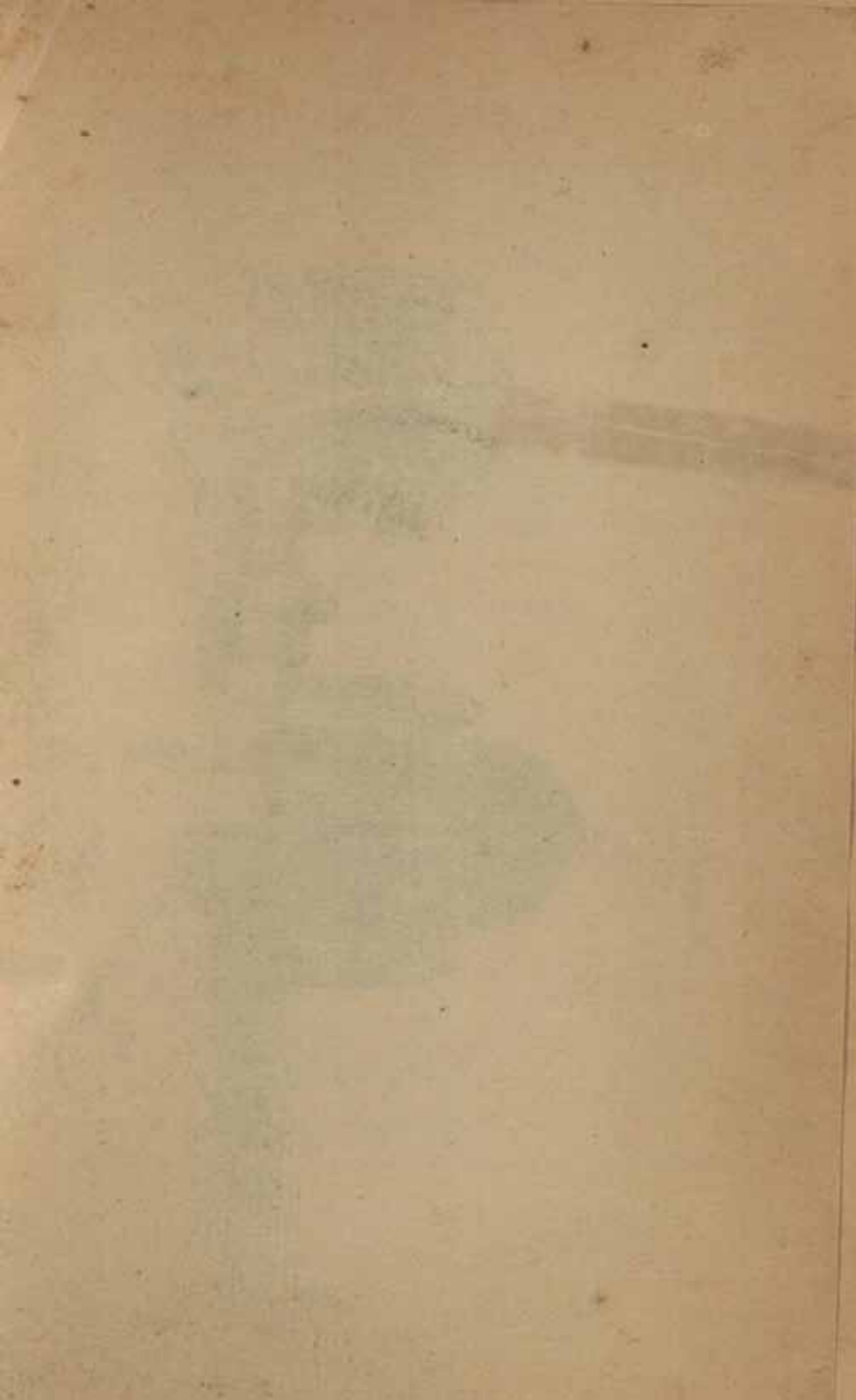
مشہور ہے کہ یہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۰۰ ہجری مطابق
۱۳۰۰ عیسوی۔ کے بنائی ہے اس باؤلی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہے اور جن لوگوں نے
اور بھوت بھالنے اور پیٹ پھینکے کی منت سے اس میں نہایا جاتا ہے یہ باؤلی بہت خوب
اور نہایت روشن ہے پانی کے اندر تو ملک اسمین گول سیڑھیاں بہت خوشنماں سے
بنی ہوئی ہین ۷۰۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ عیسوی کے محمد معروف ابن حید الدین نے
اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کے عہد میں کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب
ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خوارشت اب تک قائم ہے
اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہین اور میلے کے دن ہزاروں
 آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہین اور بہت اونچی اونچی جاگے سے تیرنے والے باؤلی میں
کوڑے ہین بڑا تماشا یہ ہوتا ہے کہ تماشاں اوپر سے پیسہ پھینکتے ہین اور کوڑے والے
اوسکے ساتھ کوڑے ہین اور رستے میں پیسہ لپک پلتے ہین اس درگاہ کی چار
دیواریں نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور نے بنوائے ہیں اور دروازے
پر یہ مصرع لکھوایا ہے مصرع
شایان چه عجب لر بنوا زندگدارا



نقشه مقبره اندرون اعظم



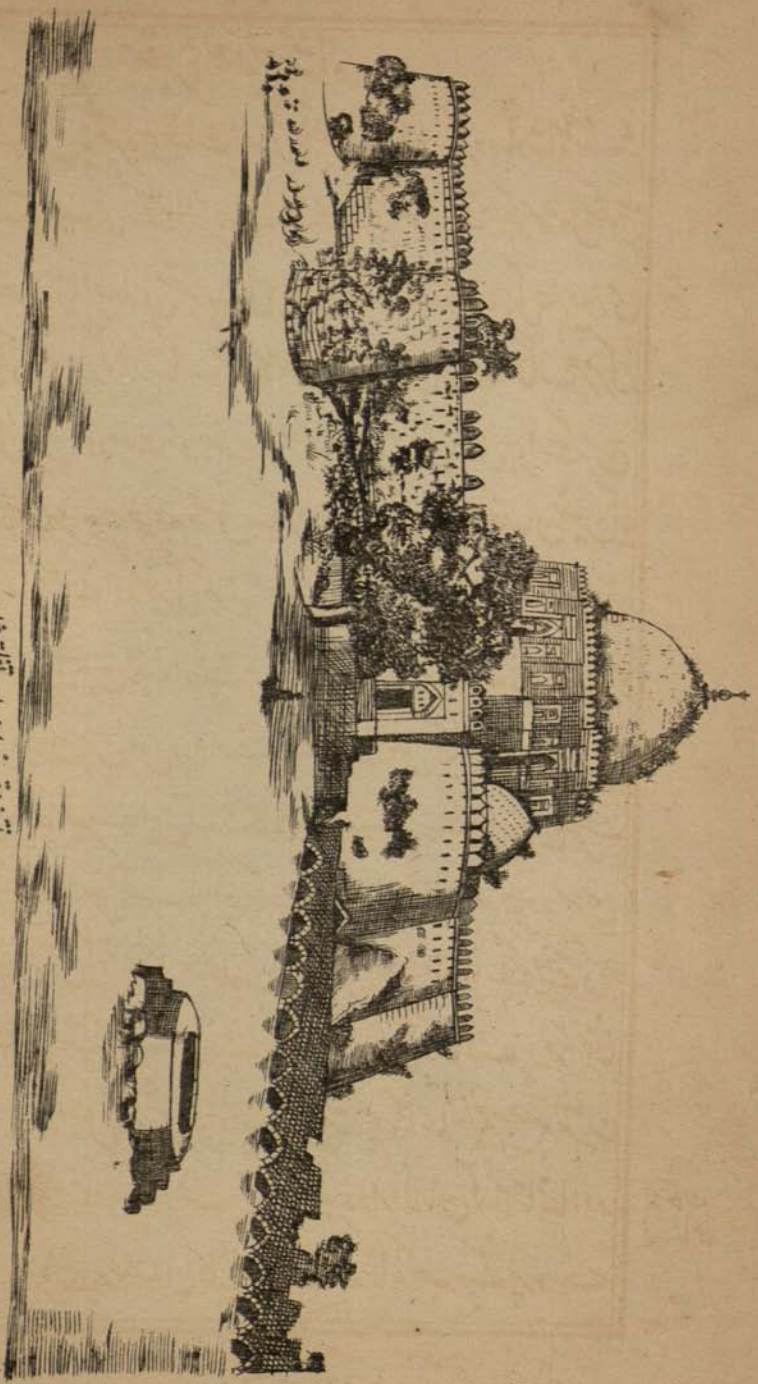


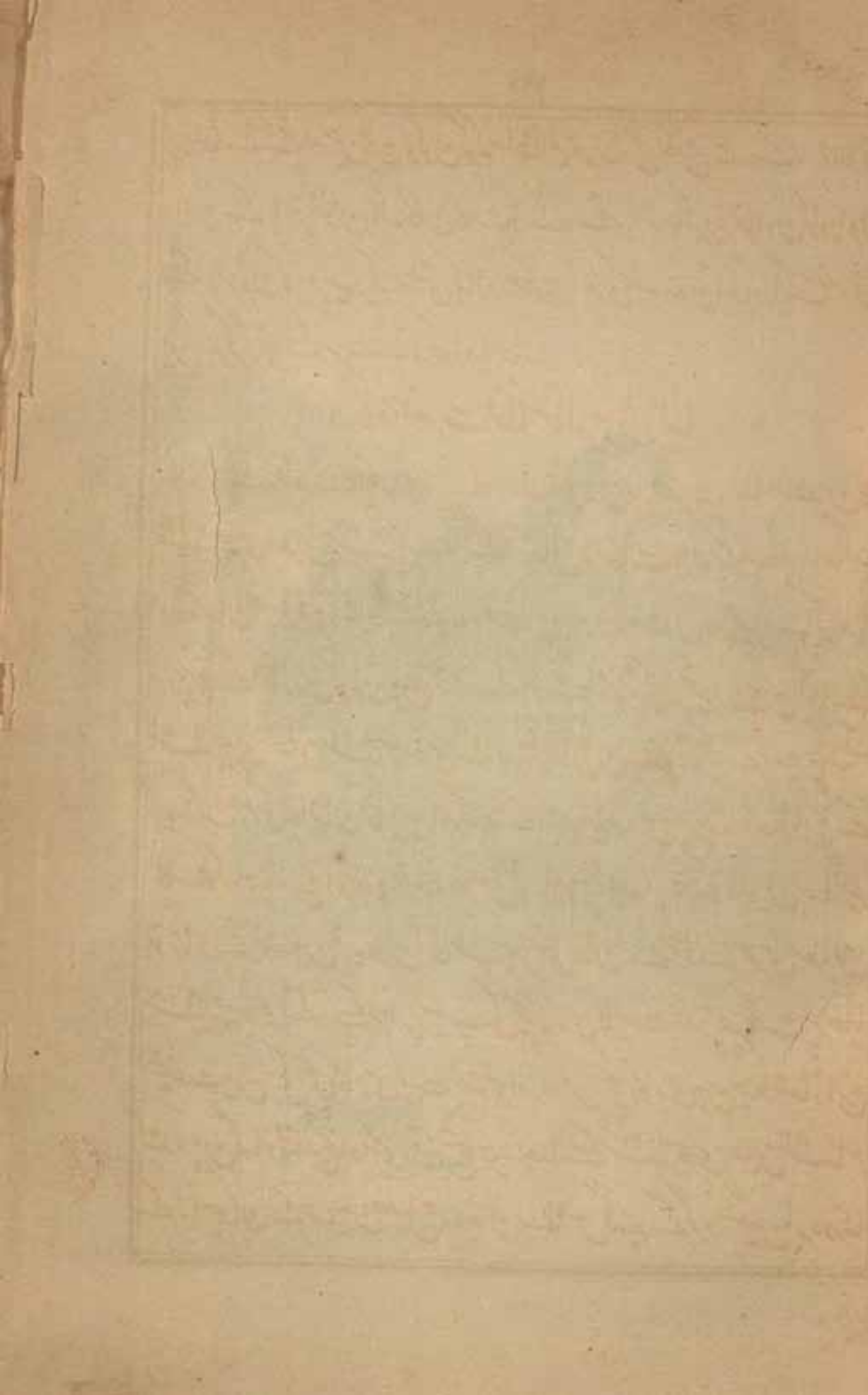


مقبرہ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہو غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۲۵^ھ ہجری مطابق ۱۲۷۲ء عیسوی کے مراواؤں کے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلق بھی کہتے ہیں یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہو برج کی چار دیواری بالکل سنگ سرخ کی ہو اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ میں جا بجا سنگ مرمر کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں اور بہت خوبصورت منبت کاری کی ہوئی ہو اسکے برج کا لداؤ بہت بلند ہو پتھر ایسے خوب وصل کیے ہیں کہ اب تک ذرا نقصان نہیں آیا اگر اس مقبرے کے چھوٹے اور پتھر کی تکنیہ فیصل اور اسکی دیواریں اندر کے رخ حجرے بنے ہوئے ہیں حسین زمیندار بے ہن فیصل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اوسمیں بتیل سیرھیاں ہیں اس دروازے سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل بنایا ہوتا کہ قلعہ میں سے مقبرے میں آنے کا راستہ ہو کیونکہ اسکے چاروں طرف جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے میں ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہو دوسری مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلق شاہ اسکے بیٹے کی جو ۲۵^ھ ہجری مطابق ۱۲۷۲ء عیسوی کے رود سندھ کے کنائے پر مرا تھا دروازے کے پاس جو فیصل کا برج ہو اسپر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہو معلوم نہیں کہ اوسمیں کسکی قبر ہو فیروز شاہ کے وقت میں یہ مقبرہ دارالامان کہلاتا تھا اور فیروز شاہ نے ان قبروں پر صندل کا چھپر کھٹا اور خانہ کعبہ کے پردے

نقشه مقبره فیاث الدین قلی شاه



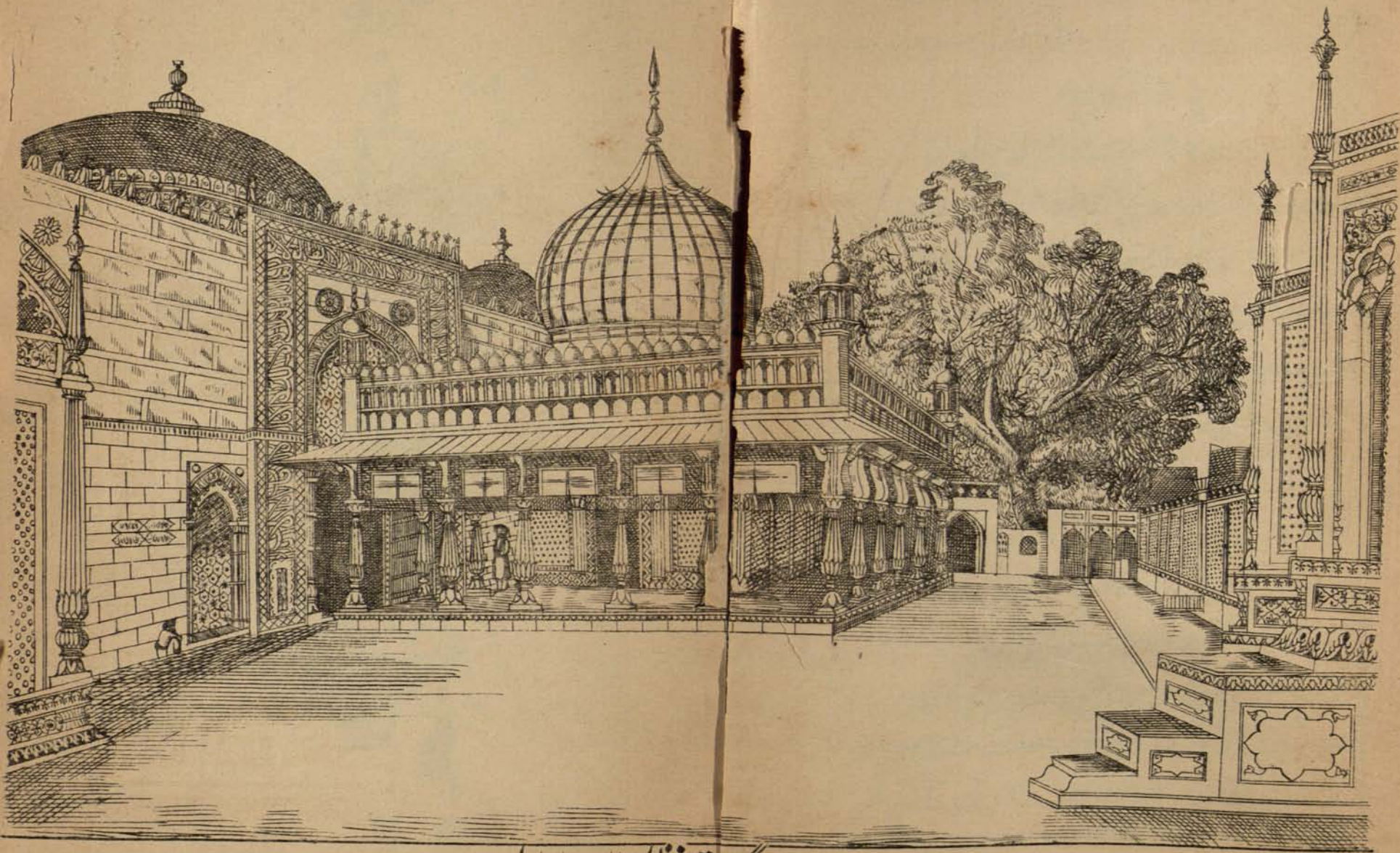


چہرہ ہائے تھے اور جن جن لوگوں کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پائوں ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثوں کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جراثم کی سندیں لیکر اور ایک صندوق میں بند کر کر قبر کے سرہانے رکھوا دیا تھا۔

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

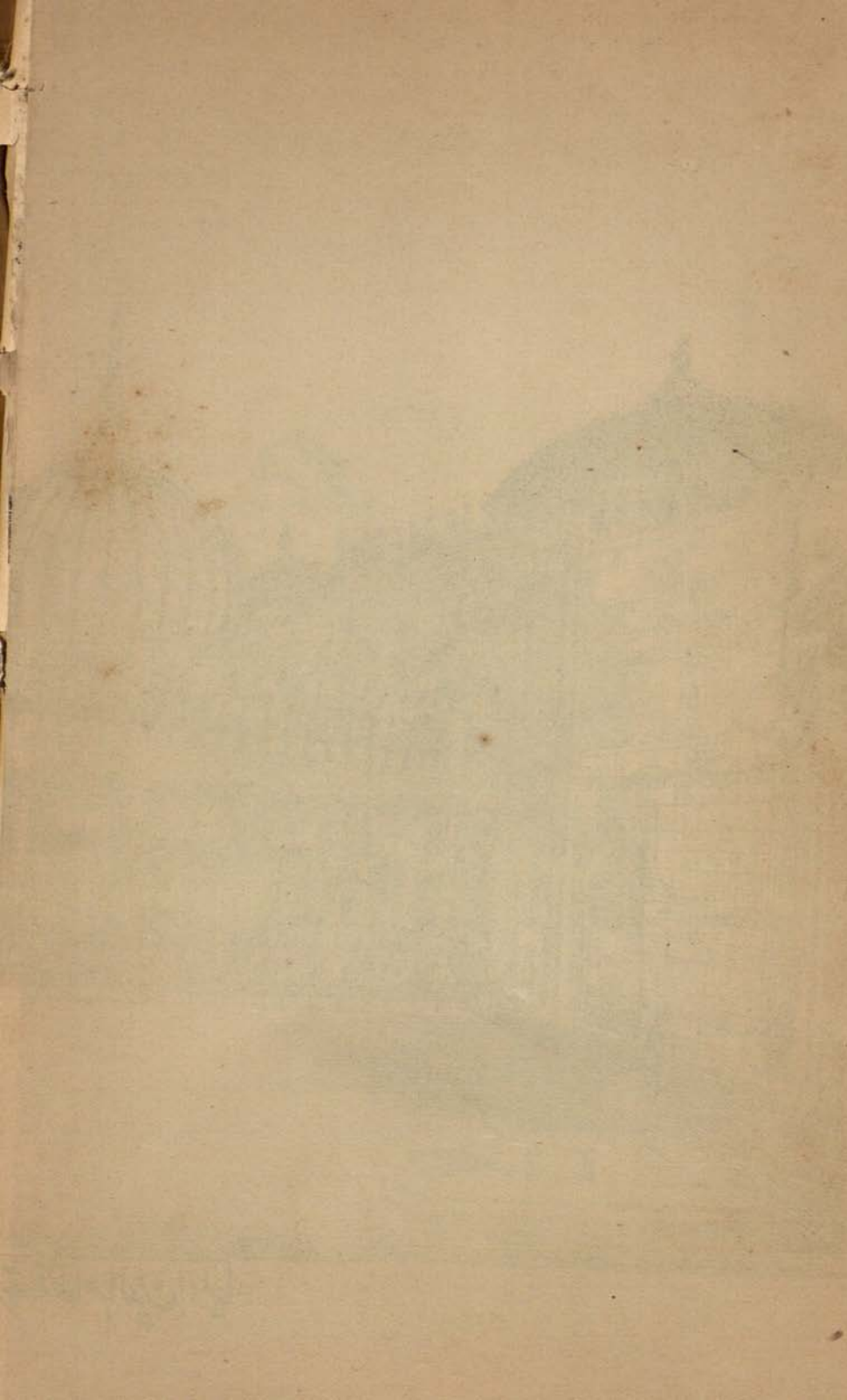
یہ درگاہ پُرانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہے جبکہ حضرت نظام الدین کا ۷۱۲ھ ہجری مطابق ۱۳۱۲ء عیسوی کے انتقال ہوا تو آپ کے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھیں فیروز شاہ نے اپنے وقت میں اس پر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چاروں کونوں میں سونے کے کٹوے سونے کی زنجیروں میں لٹکائے ۷۱۹ھ ہجری مطابق ۱۳۱۹ء عیسوی کے سید فرید خان نے بڑے اکبر کے عہد میں گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائیں اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لکائے کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاص و عام ہے۔ بعد اسکے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں فرید خان المخاطب بمرقنی خان نے ۷۲۸ھ ہجری مطابق ۱۳۲۸ء عیسوی کے آپ کے مزار پر سیپ کی پچکاری کا بہت تحفہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت میں اسکی پچی کاری بہت تحفہ ہے اور اس پچی کاری میں چند اشعار تاریخ کندہ ہیں کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ شیخ ہے۔ بعد اسکے ۷۳۸ھ ہجری مطابق ۱۳۳۸ء کے شاہجہان کے عہد میں خلیل اسد خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

فوتحات
فیروز شاہی



درگاهت نظام الدین اولیاء

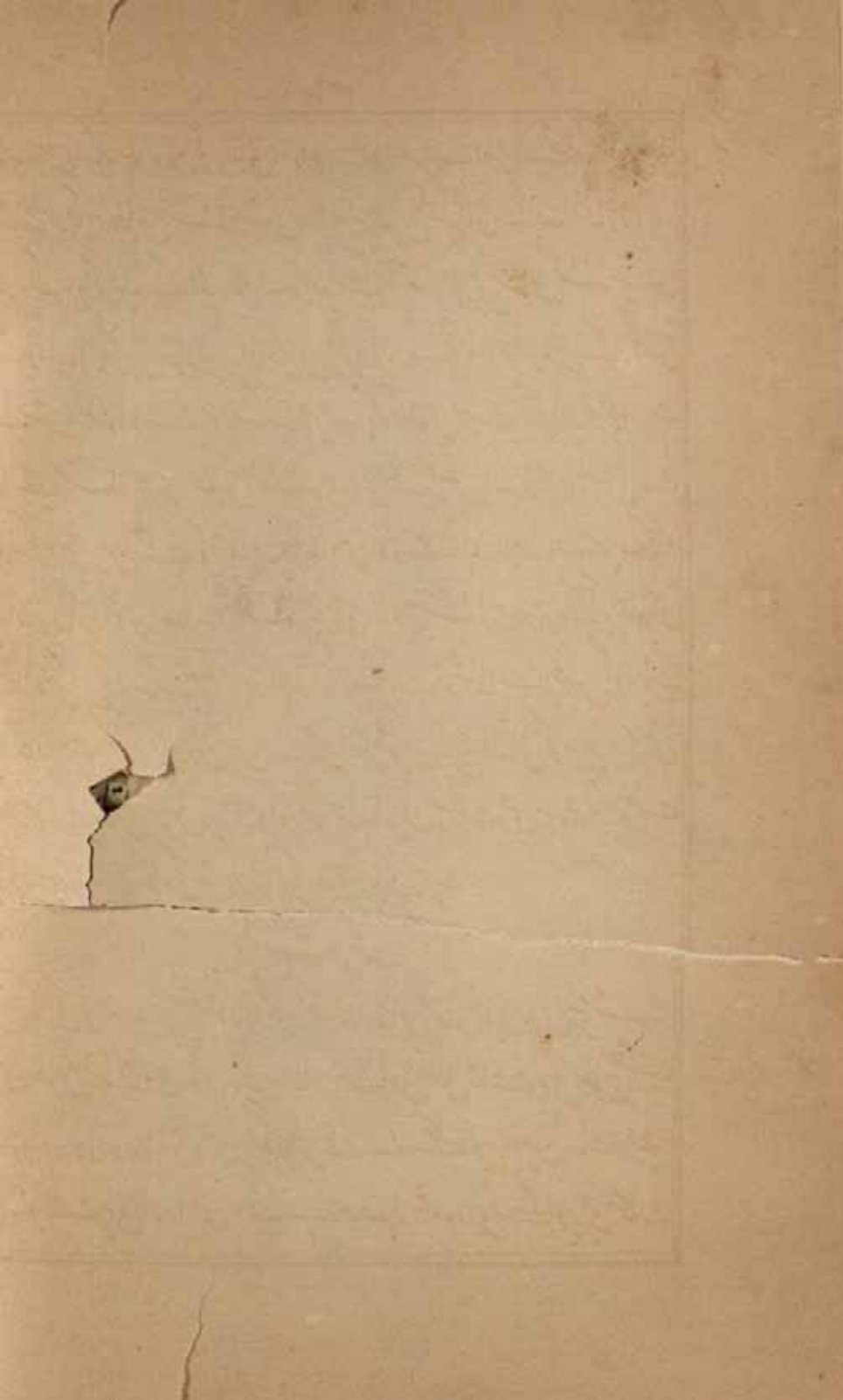


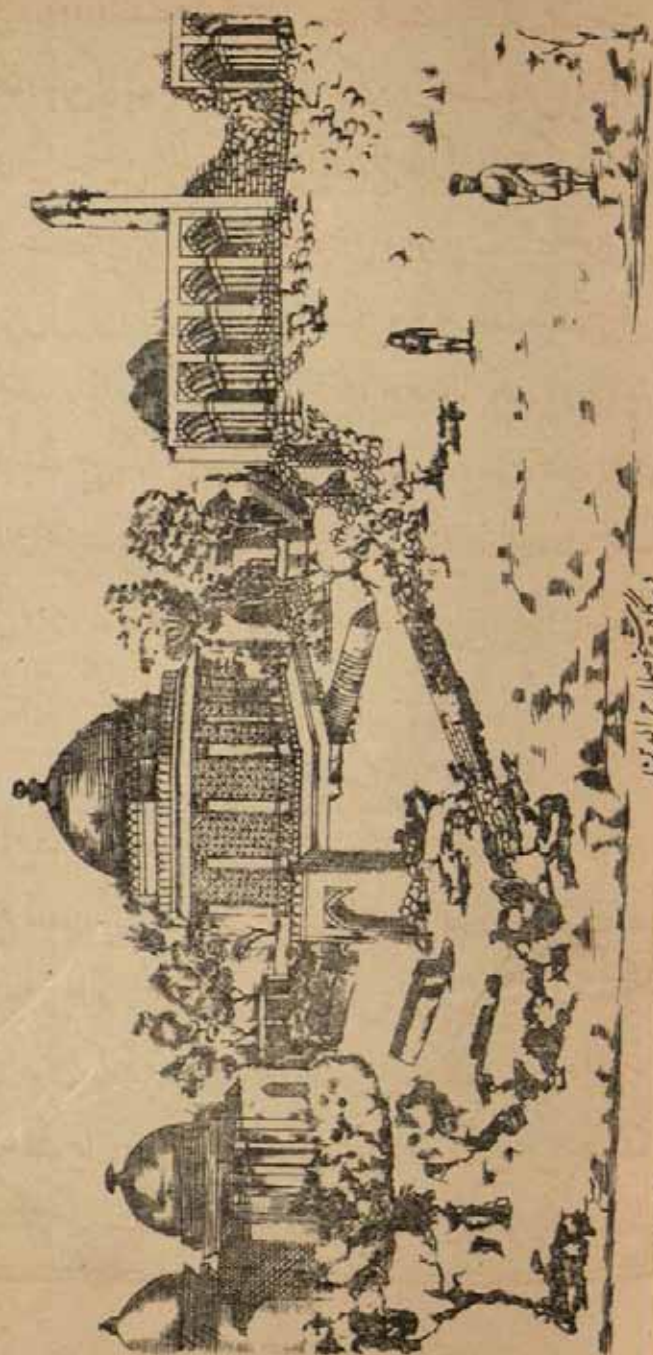


سنگ سرخ کے ستونوں کی بنائی اور اس کے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ لکھوا دیا
 ۶۹۱ھ ہجری مطابق ۱۲۵۵ء عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار از و ایک
 پتھر پر کھودوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے ۸۲۳ھ ہجری مطابق ۱۴۱۵ء عیسوی
 کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور نے غلام گردش کے سنگ سرخ
 کے ستون نکلاوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت
 لگا دیے ۸۲۳ھ ہجری مطابق ۱۴۱۵ء عیسوی کے فیض السرخان بنگش نے
 غلام گردش میں تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ
 سینا کاری کروادی بعد اسکے ۸۲۳ھ ہجری مطابق ۱۴۱۵ء عیسوی کے اکبر شاہ ثانی
 نے اس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا اور اس پر بہت خوشنما سنہ لکھس لگوا دیا اب
 یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتوں میں سے ہے ستر ٹھاون ربيع الثانی کو ہر برس ۱۵ مئی
 دھوم سے یہاں عرس ہوتا ہے اور موسم بہار میں بسنت بھی بہت دھوم سے
 ہوتا ہے مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے۔

ست پلہ

وضع کھرکی کی سرحد میں متصل درگاہ حضرت روشن چرخ دہلی یہ پل ہے ۱۲۵۵ھ
 ہجری مطابق ۱۲۵۵ء عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہے اور حقیقت
 یہ بندہ اور دور دور کا پانی اس میں گھیرا ہونے کے نکلنے کو بیچ میں سات در بطور
 پل کے بنائے ہیں اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہوا ہے اور پر بھی مکان



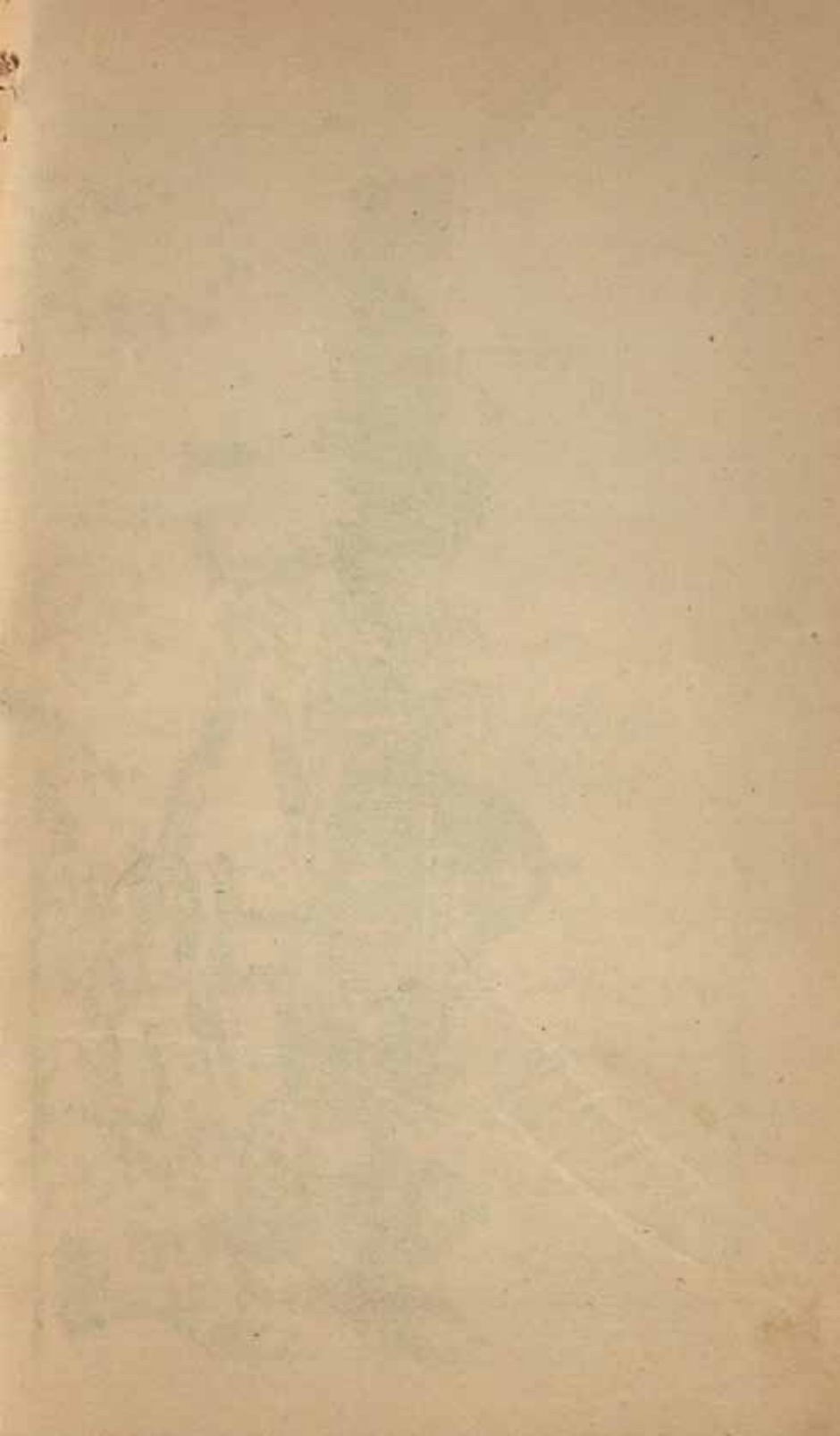


بنے ہوئے ہیں اور دو دروازے بہت خوشنمائی سے بنائے ہیں ایک جگہ سے یہ
 پل ٹوٹ گیا تھا وہاں کیا بند بنا دیا ہوا اس پل کے درون کے پاس ایک کنواں
 تھا اگرچہ وہ کنواں اب نہیں رہا مگر نالے میں ایک گڑھا کر کر پانی جمع کرتے ہیں
 اور اسکو تبرک سمجھتے ہیں بیماروں کو نہلاتے ہیں اور بچوں کے لیے ٹھیلوں میں
 پانی بھر کر اور سرس کی پتی رکھ کر دور دور لیجاتے ہیں کاتک کے مینے میں دیوالی
 کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہے صد ہا زن مرد اور
 بچے نہانے کو آتے ہیں تاکہ آسیب جن اور بھوت اور جادو سے محفوظ رہیں
 کہتے ہیں کہ یہاں حضرت روشن چراغ دہلی نے وضو کیا تھا اس کے سبب
 یہاں کے پانی کو بزرگ جانتے ہیں دیوالی کے دنوں میں یہاں کے پانی
 کی چھوٹی سی ٹھیلیاں چمکے کو کہتی ہیں۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت میں تھے اور
 آپ مرید ہیں شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے
 جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہے کہ یہ شہر ہی
 مطابق ۳۱۰ عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت میں یہ درگاہ بنی آپ کے مزار پر ایک
 گنبد ہے اور اس کے چاروں طرف جالیان ہیں اس کے پاس بہت بڑی
 مسجد تھی اب اکثر جگہ سے گر پڑی ہے اس کے پاس مجلس خانے کا

اخبار لاخیر



والان ہر ایک اور چھوٹے سے گنبد میں اور قبرین میں اٹھائیسویں صفر کو ہر برس یہاں عرس ہوتا تھا اب چند سے موقوف ہو گیا ہے۔

مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

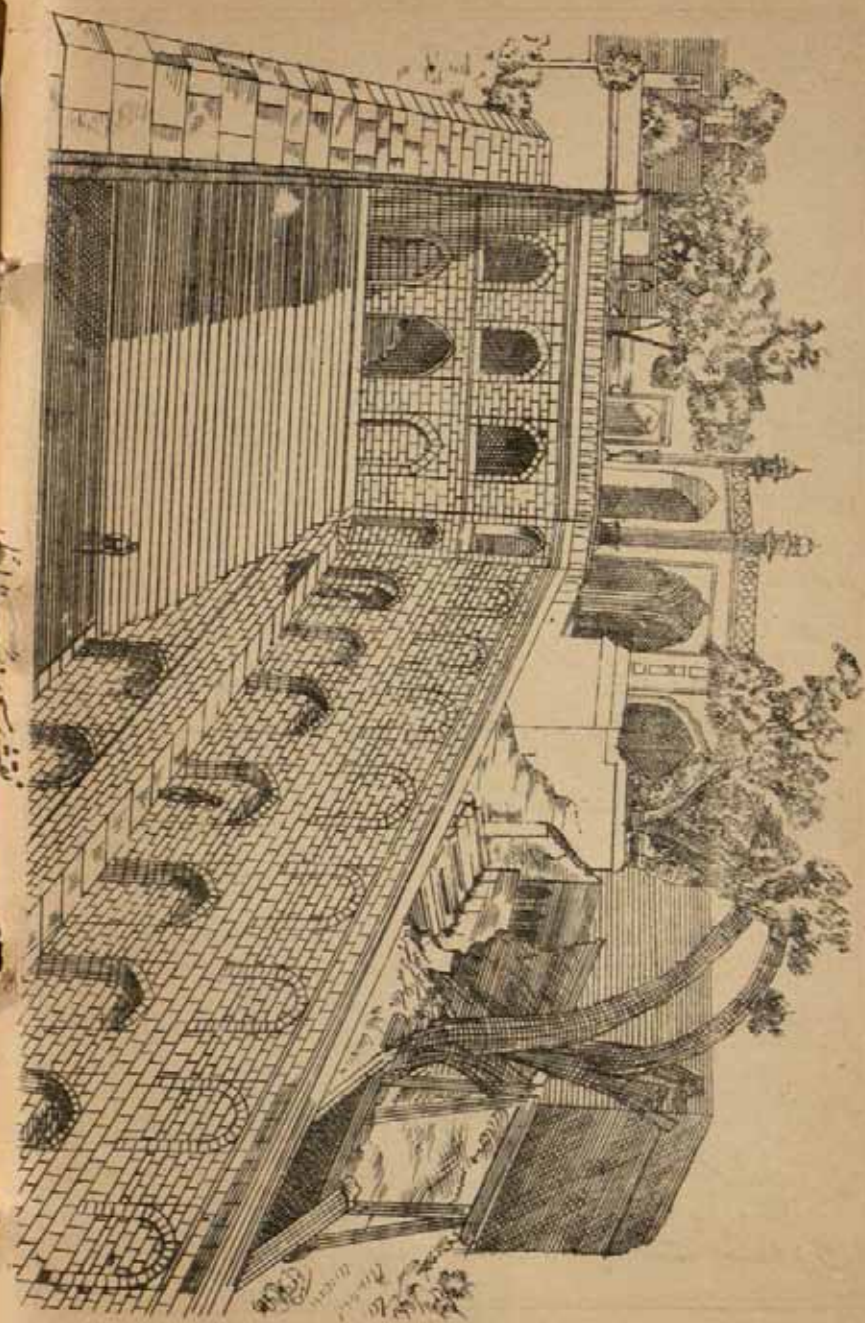
یہ مسجد جو کتابوں میں جماعت خانہ کر لکھا ہے حضرت نظام الدین کی درگاہ میں ہے اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نے قریب ۶۵۰ ہجری مطابق ۱۲۵۷ عیسوی کے بنایا ہے خود فیروز شاہ لکھتا ہے کہ یہ جماعت خانہ نے سرے سے بنایا پہلے یہاں نہ تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خادموں میں جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہے غلط ہے مسجد بہت نا در ہے اس مسجد کا بیچ کا درجہ زرا سنگ سرخ کا ہے اور پچودہ گز کے قطر کا گنبد ہے اس کے بیچ میں سونے کا کٹورہ لٹکتا ہے جاٹوں نے آسمین گولیاں مار تھیں مگر ٹوٹا نہیں دو بجے اس بڑے درجے کے ادھر ادھر میں اور انکی چھت پر دو دو برج ہیں کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی جگہ نسخ خطا اور بعضی جگہ کوئی خط میں آیات قرآنی کندہ ہیں مگر تاریخ نہیں ہے باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھود دی ہے مگر پہلے کی کھودی ہوئی نہیں ہے

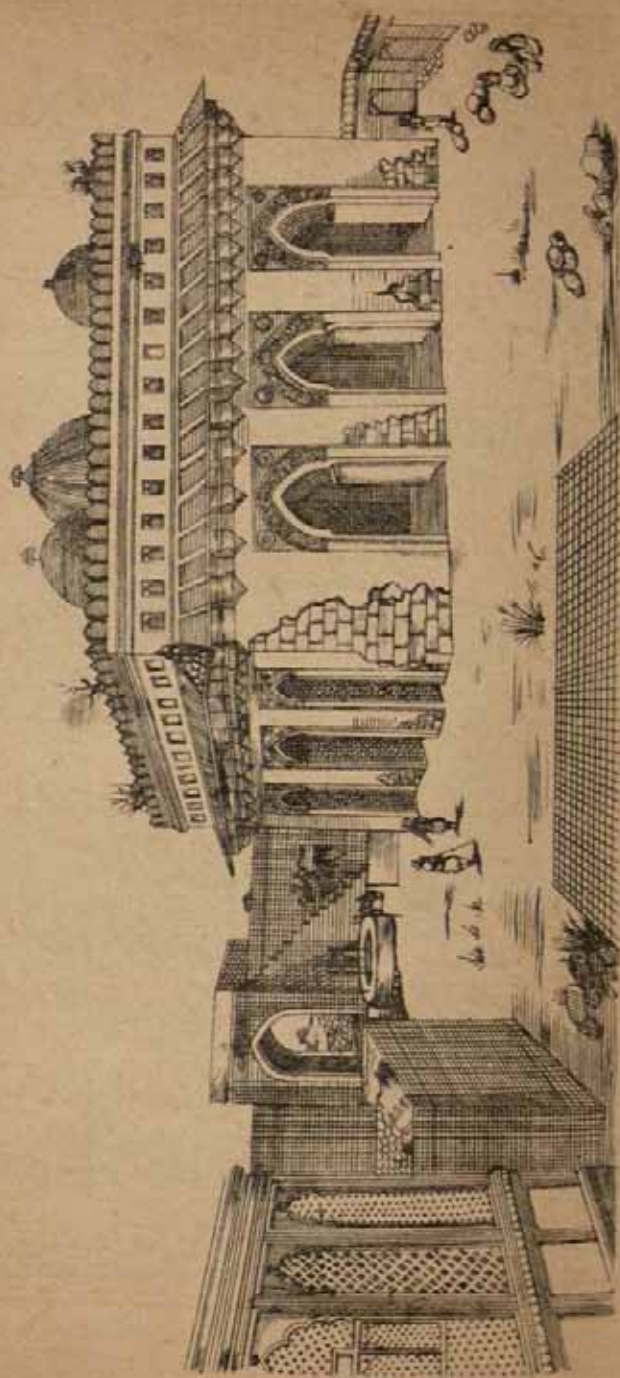
تاریخ

سراج دو عالم شدہ یقین
نداد داد با لفق شہنشاہ دین

نظام دو گیتی شہر ما وطن
چو تاریخ فوتش حکیم زغیب

نوحا خانہ زینا
شیخ علی خاں
شیخ عبدالحق
نکاح
خواجہ
ہر
شاہ
خضر
علا الدین
بلوچ
بانی
۱۷۰
مطابق
عیسوی
۱۹۵
صحت
جماعت
فیروز شاہ
ہر
خانہ
۱۲





مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ میں قریب ۵۵۰ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی چنانچہ اب تک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہے اس مسجد کا گنبد بہت پہلو تھا اور اس کے آٹھوں طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات میں تصنیف کی تھی پتھر میں کھودا کر لگا دیا تھا اور اس میں خلاصہ اہل احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور دربارہ کمرے میں سیاست بدنی اور لینے خرچ اور آسائش رعایا میں جاری کیے تھے لیکن اس گنبد کا اب نشان بھی نہیں رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کمین نہیں ملتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہیں کہ کس زمانے میں ٹوٹا ۵۵۰ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی میں جب تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد میں تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

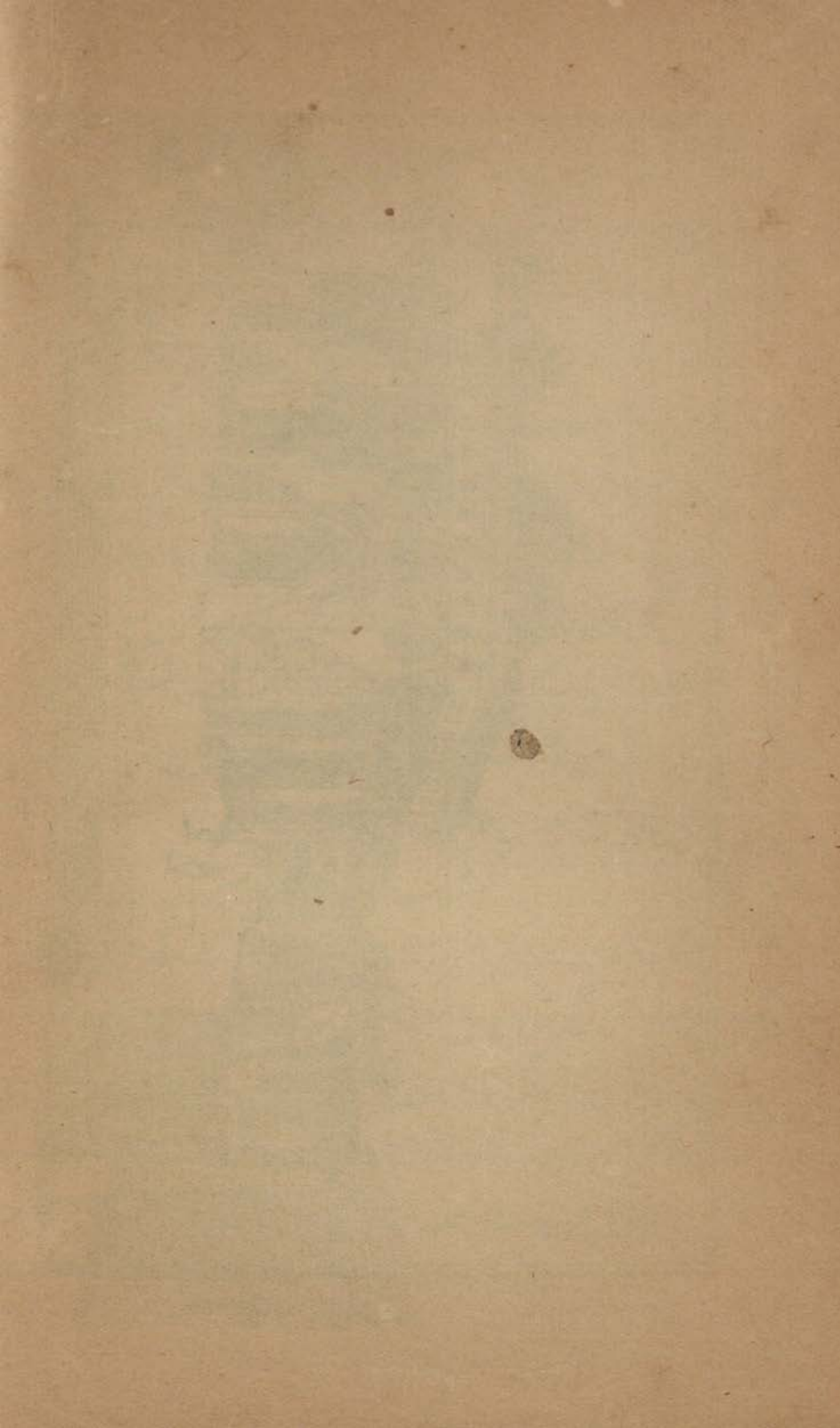
تاریخ قریب

تور تیموری

کوشک انور یا ہندیان

یہ ایک کمنہ عمارت ہے کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے چلیانے کے پاس اگرچہ اس کا حال کچھ معلوم نہیں مگر کتابوں میں اس کا نام کوشک انور لکھا ہے اس کے نام سے یقین پڑتا ہے کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہو کیونکہ اس طرح کے نام اس زمانے میں بادشاہی عمارتوں کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے واقع ہے اس قریب سے متصور ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے پھر کچھ

انوار الاخبار



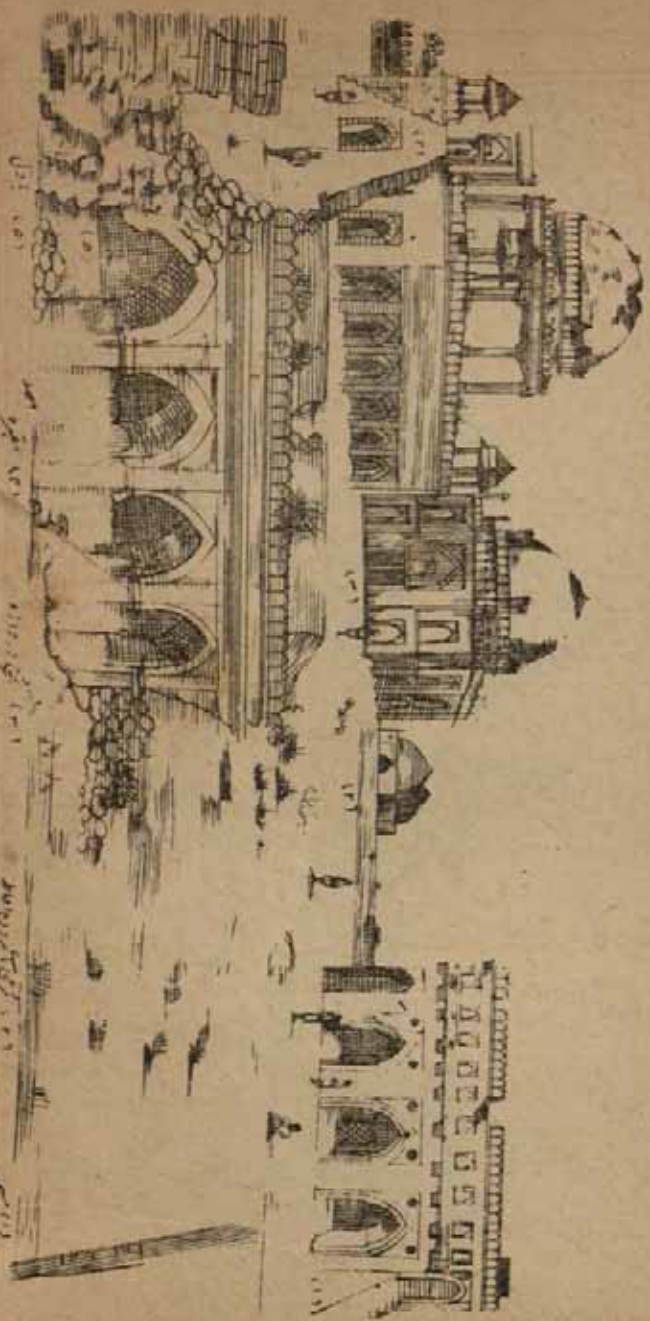
نیشتر بزرگ در شیر



عجب نہیں کہ قریب ۵۰۰ سہری مطابق ۳۵۰ عیسوی کے بنی ہوہندوستان میں
 رواج ہو گیا ہے کہ برسویں دن بٹے پیر کی نیاز میں کاغذ کی برجی جسکو ہندی
 کہتے ہیں بنا کر اسکے چاروں طرف روشنی کرتے ہیں یا تو اس سبب سے کہ
 اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہو اور یا اس سبب سے کہ خاص اوس دن
 کی روشنی کو بنی تھی ہندیان اسکا نام مشہور ہو گیا ہو ہر حال اسکے دونوں
 ناموں سے ثابت ہے کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہو یہ مکان
 نئے قطع کا ہے اسکے نیچے درہ لاد کر سی دی ہو اور پھر اسکے اوپر پانچ برج
 بنائے ہیں چار چاروں کونوں پر اور ایک بیچ میں برجوں کی قطع بھی
 بہت خوبصورت ہے مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہے اور جو کہ نئے بنائے
 اور پتھر سے بنا ہوا تھا اسواسطے بالکل گریڑا ہو و ایک جیان باقی رہ گئی ہیں۔

بولی بھٹیاری کا محل

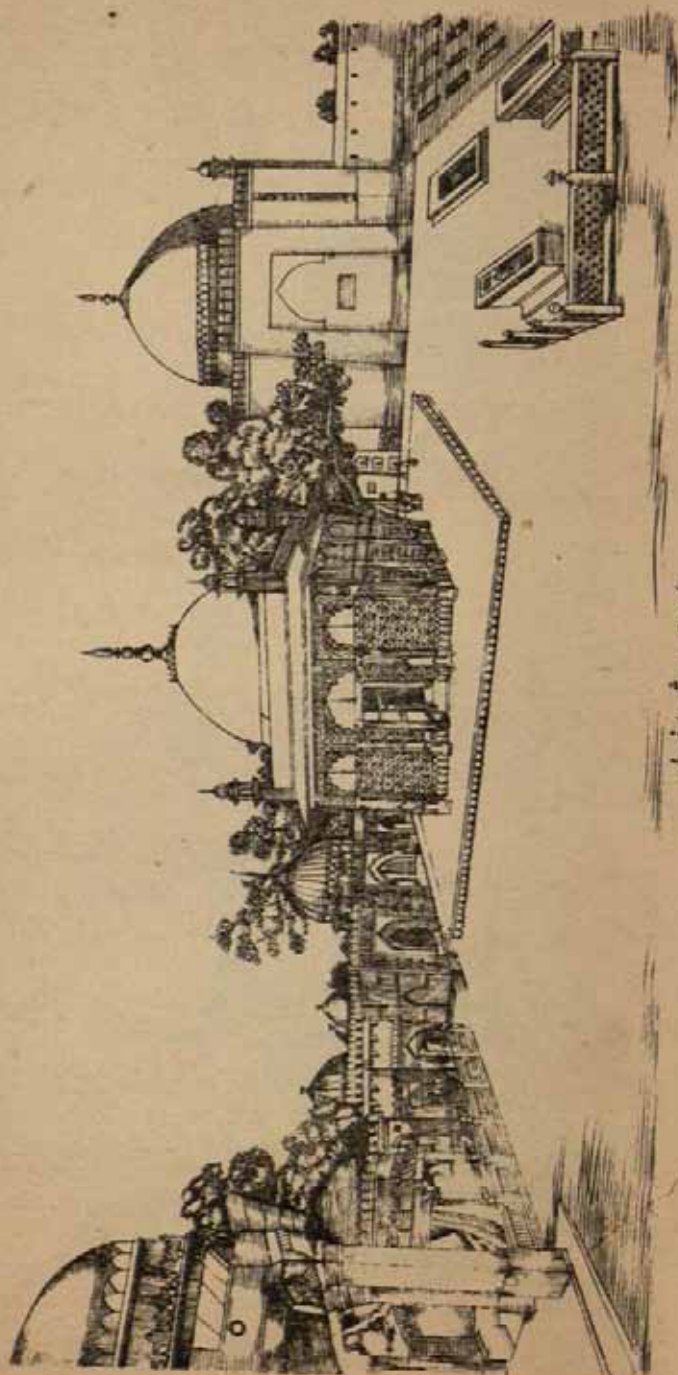
یہ ایک نئے شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوٹے فاصلے پر درگاہ سید حسن سولنا
 کے پاس غالب ہے کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہو جس زمانے
 میں کہ اوسنے کوشک شکار بنایا یعنی قریب ۵۰۰ سہری مطابق ۳۵۰ عیسوی
 کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہے اوس مکان کا یہ
 نام ہے مشہور ہے کہ کسی زمانے میں بوعلی خان بھٹی اس مکان میں رہتے تھے
 جب سے بولی بھٹیاری کا محل مشہور ہو گیا ہے یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہے



بنی باری

بنی باری

بنی باری



دکھن دکن پرنس دکن

اور اب تک بجز تھوٹے سے نقصان کے اور کچھ نہیں بگڑا اسی بند پر ہر سال
اساڑھ کے مہینے میں پورنامشی کو پون پر چھپا کا میلہ ہوتا ہے اور برہمن جا کر اس
میدان میں ایک جھنڈی کھڑی کر کر ہوا کو فیکھتے ہیں اور اس سے موسم
کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہیں اور اس روز یہاں بڑا میلہ اٹھا ہوتا ہے۔

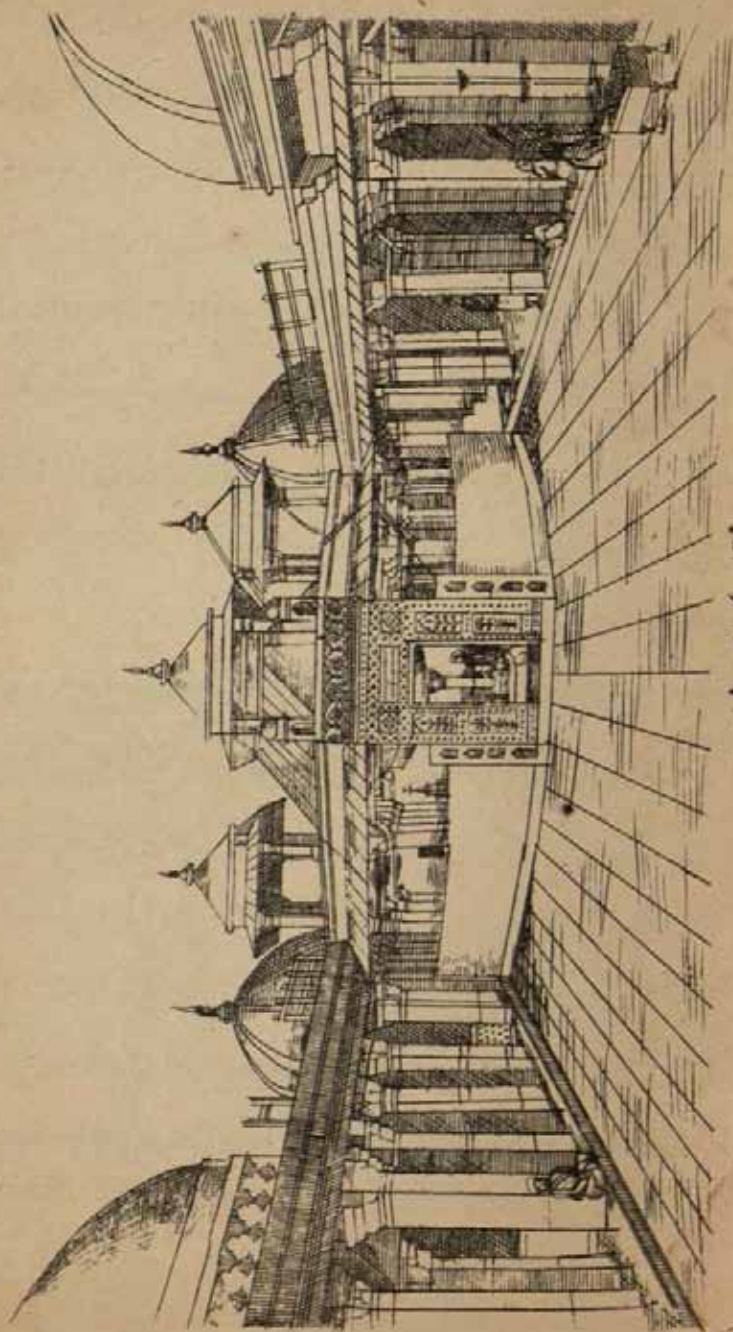
کالی مسجد کوئلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانبخاں فیروز شاہی کی بنائی ہوئی
ہی اور سنہ ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۵ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی سی
ہی جیسے کالی مسجد اور یگم پور وغیرہ مسجدوں کی ہے جو نے اور پتھر سے یہ مسجد
بنی ہے اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہے۔

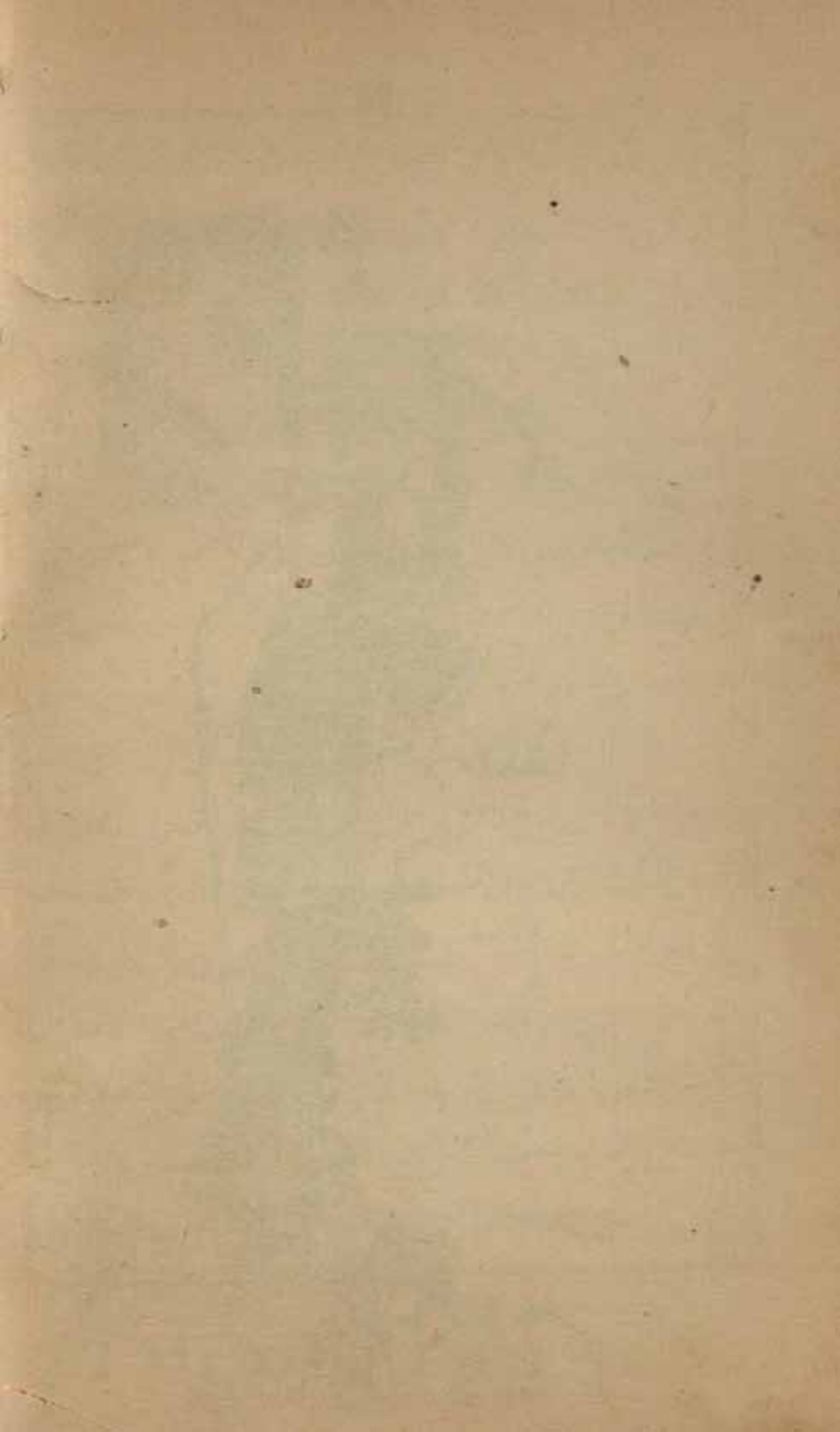
دیکھو کتبہ نمبر ۲

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہے انتقال پکا اٹھا ہوا
رمضان ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۵ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہے مگر یہ عمارت
فیروز شاہ بادشاہ نے ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۵ عیسوی میں بنائی ہے درگاہ کے
گنبد کے بارہ درمیں اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہیں سب دروازوں میں
سنگ سرخ کی جالیان ہیں جنوب کے ایک درمیں دروازہ ہے گنبد جو نے پتھر
سے بنا ہے اور اوپر سنہرے گنبد کے اندر سنہرے کٹورا لٹکتا ہے
سنگین چھبہ گنبد میں خواجہ محمد خان نے حال میں بنوایا ہے اور میرزا غلام حیدر



نقشه درگاه قدم شریف



گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گریڑی درگاہ کے صحن میں دو گنبد اور ہین
ایک میں حضرت شیخ فریشتہ گریج کی پوتی کی قبر ہو اور دوسرے میں مخدوم
زین الدین کی قبر ہو جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم
کمال الدین کی قبر ہو جو مولوی فخر الدین صاحب کے بیرون میں ہین اور اسی
مقام پر یوزاب فیض طلب خان نگیش کی قبر ہو درگاہ کے پاس ایک مسجد ہو
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد نما ہو اور اوس پر فیروز شاہ
کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہو ۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۶ء عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر شہر نیاہ بنوا دی ہو اور
اوس میں چار دروازے اور ایک کھڑکی ہو۔

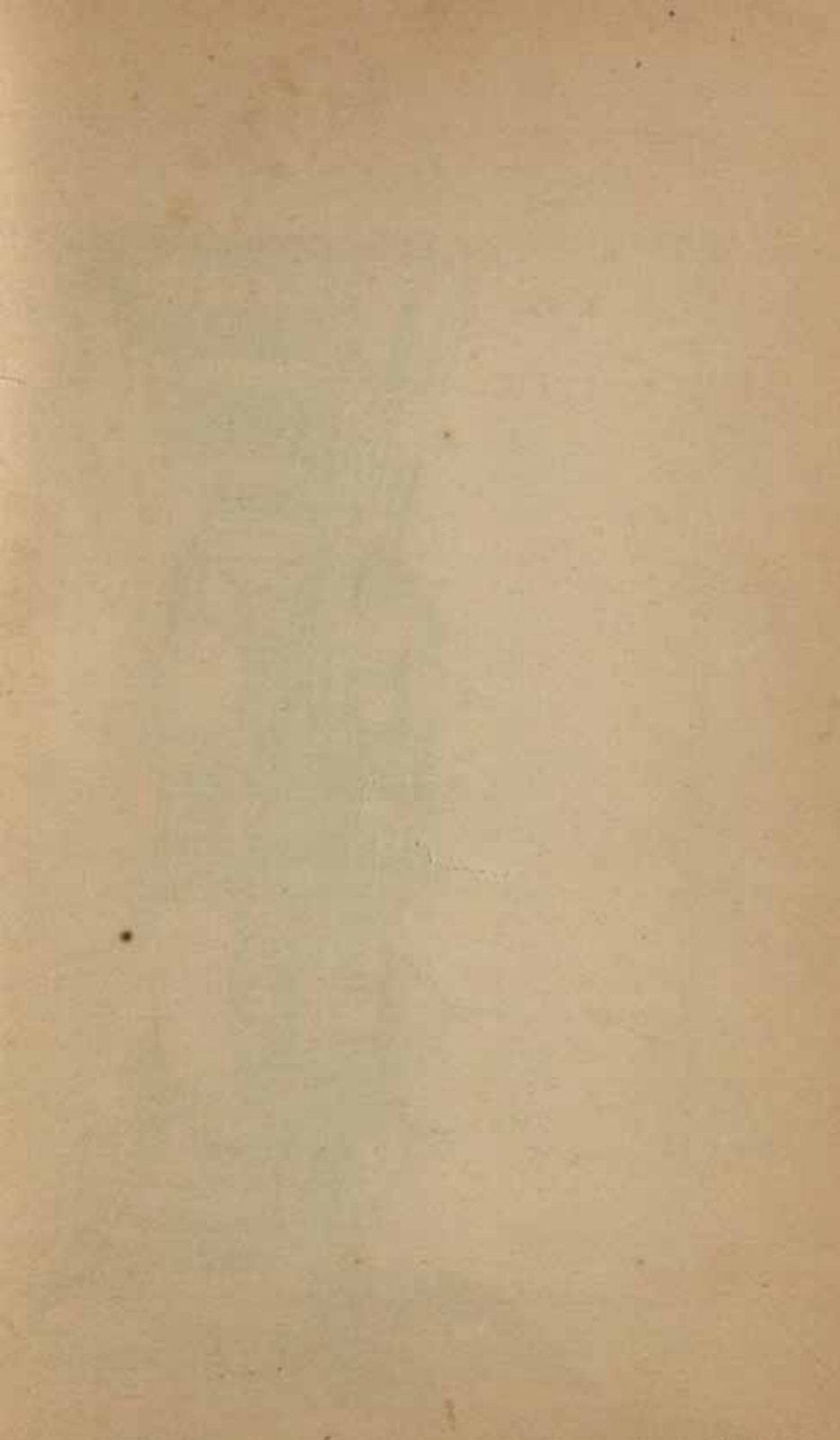
نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرہ فتح خان

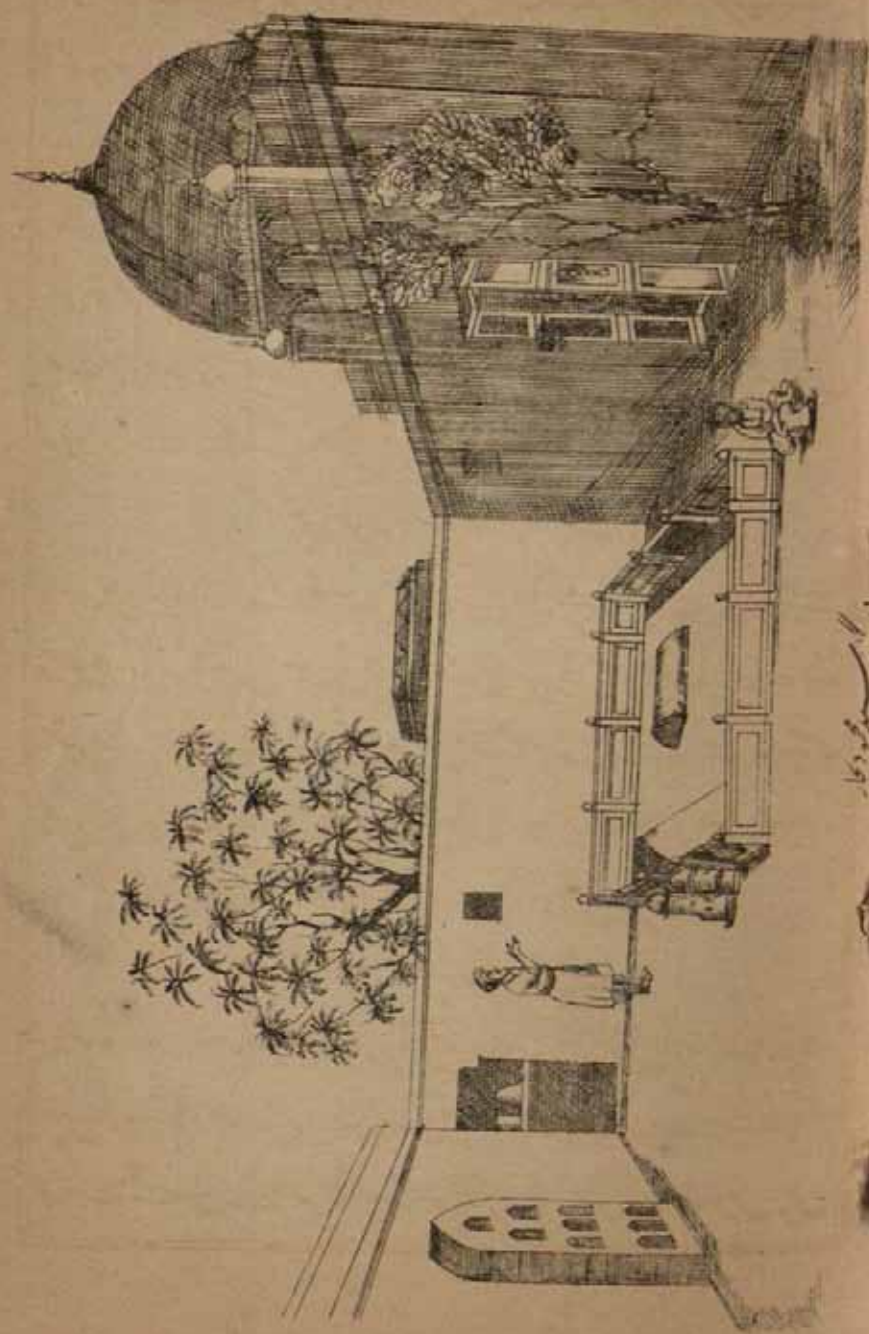
یہ درگاہ بہت نامی اور حقیقت یہ مقبرہ ہو شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ ۱۷۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۶ء عیسوی کے شاہزادہ فتح خان نے انتقال کیا تو
اوسکی لاش یہاں دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہو
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب تھپڑ
پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابوں میں یہ مذکور ہو مشہور ہو کہ انھیں
نقش قدم کے پتھروں میں کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد میں آیا اور اوسنے وہ پتھر

دیکھ کر کتبہ نمبر ۲

تاج خورشید

تصویر نمبر ۲





بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگادیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام
 مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنادیا ہوا اور اسکے گرد سنگ مرمر کا کٹھرا لگایا ہوا زمین
 پانی بھرتے ہیں اور نقش قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لے جاتے ہیں اور زبان
 حال سے یہ شعر پڑھتے ہیں شعر
 اے خضر دل اسی کے پیسے سے نجات ہو
 پانی قدم شریف کا آب حیات ہو
 بارہویں ربیع الاول کو ہر سال یہاں
 بہت بڑا میلہ ہوتا ہے تمام خلقت جمع ہوتی ہے اور ہزاروں ملنگ آتے ہیں
 اور دروازے کے آگے دھمال کرتے ہیں۔

مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہ مسجد بھی فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور قطع اسکی ایسی ہی ہے جیسے
 خانبخمان کی بنائی ہوئی مسجدین ہیں مگر خیال میں یہ آتا ہے کہ جب فیروز شاہ نے
 یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۷۰ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے تباہی سے آپ یہ مسجد
 بھی بنائی یہ مسجد چھوٹے اور پتھر سے برجیوں دار نہایت محکم بنی ہوئی ہے اور
 چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

درگاہ حضرت سید محمود بکار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی میں واقع ہے اور اگرچہ یہاں کوئی عمدہ عمارت
 نہیں مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہے حضرت سید محمود بکار نے عالم
 اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد میں ہیں

۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۷۸۳ء عیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہے کہ آپ کی عمارت ایک مردہ جی اٹھا تھا اس سبب سے محمی العظام اور راجہ ہار کوڑا آپ کا لقب ہو گیا ہر تائیسویں صفر کو ہر برس یہاں عرس ہوتا ہے۔

کالی مسجد یا کھلان مسجد

فیروز شاہ کے وقت میں جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تھا اس کے ایک محلے میں خانبھان نے ۱۷۹۰ ہجری مطابق ۱۷۸۳ء عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب شہر پرانا ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر بسایا تو یہ مسجد شہر میں آگئی اس مسجد کو بہت کرسی بیکر بنایا ہے کہ بتیس سیر عیان چڑھ کر مسجد میں جاتے ہیں اندر سے مسجد کو سہا بنایا ہے اور ہر گہ میں پانچ پانچ درہن اور اس کی چھت پر لداؤ کے چھوٹے گنبد بنائے ہیں اور اس کے دروازے پر کتبہ ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

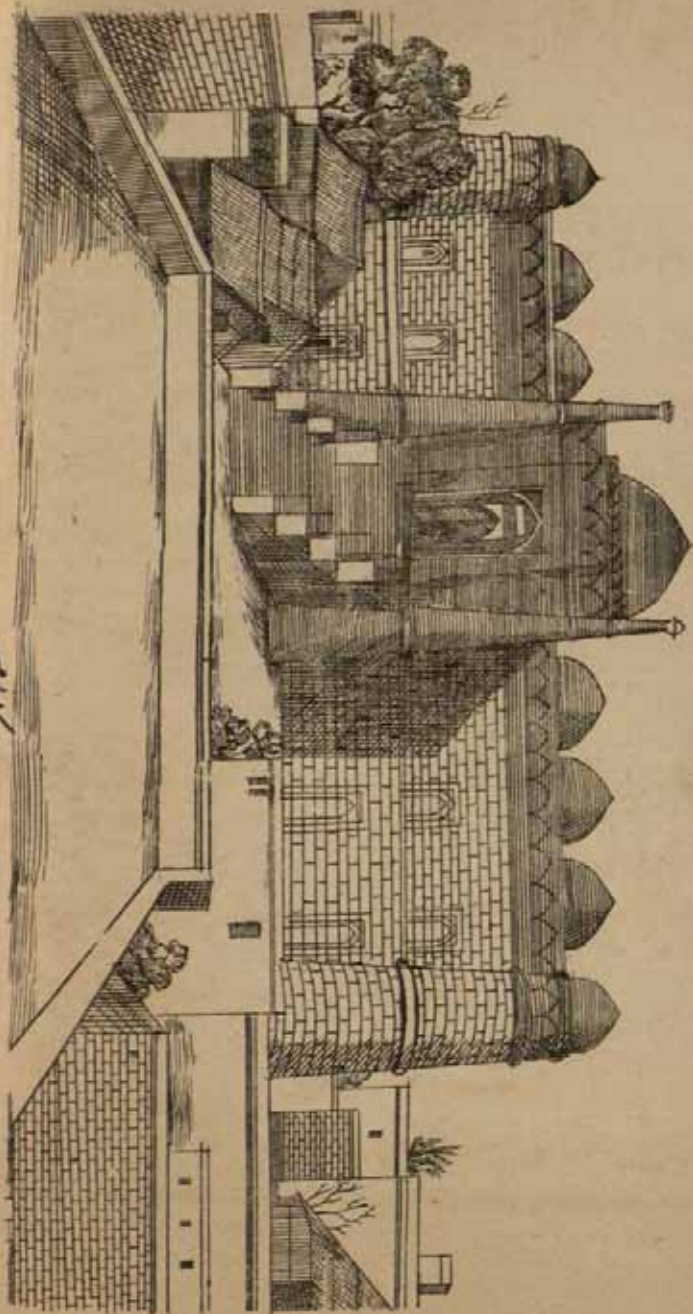
مسجد سکیم پور

یہ مسجد بھی منجملہ اونھیں مسجدوں کے ہے جنکو خانبھان فیروز شاہی نے ۱۷۸۳ ہجری مطابق ۱۷۸۳ء عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چھنے اور پتھر کی ہر قطع اس کی نری بھدی بالکل پٹھانوں کے وقت کی ہے مگر البتہ مستحکم خوب ہر اس کی قطع اور کھڑکی کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہے۔

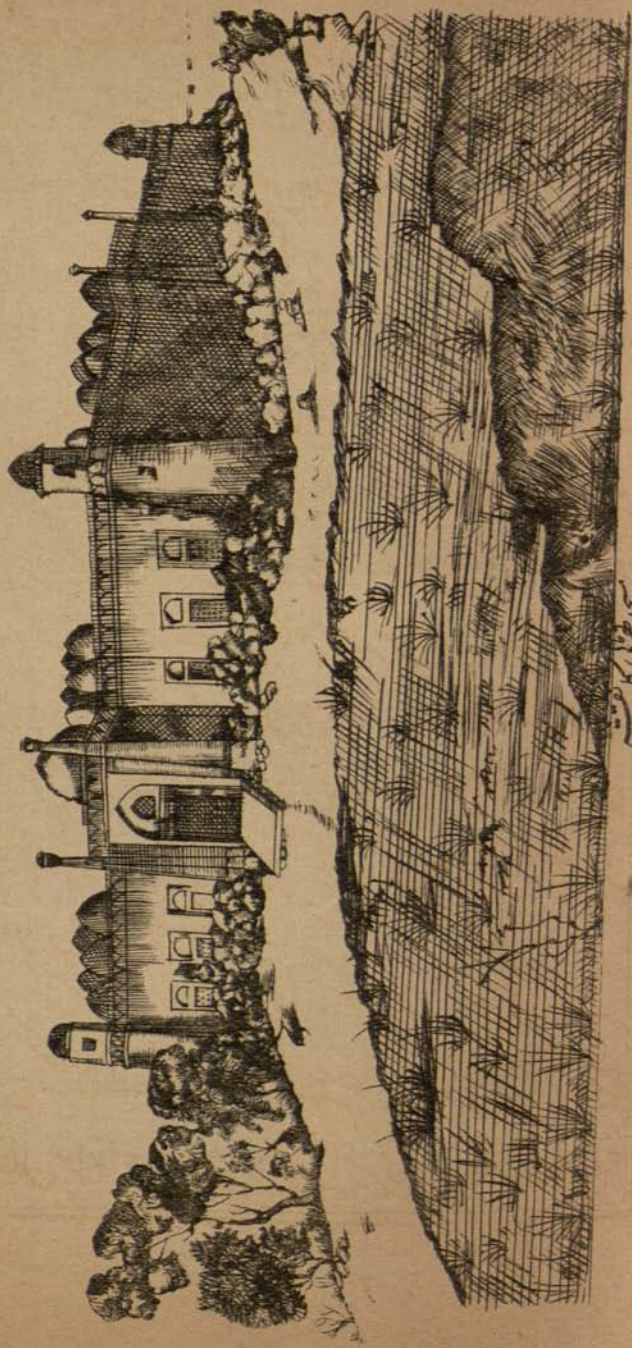
مسجد کالو سرا

متصل مسجد سکیم پور کے ایک اور مسجد ہے خانبھان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی

115



سید علی حسینی



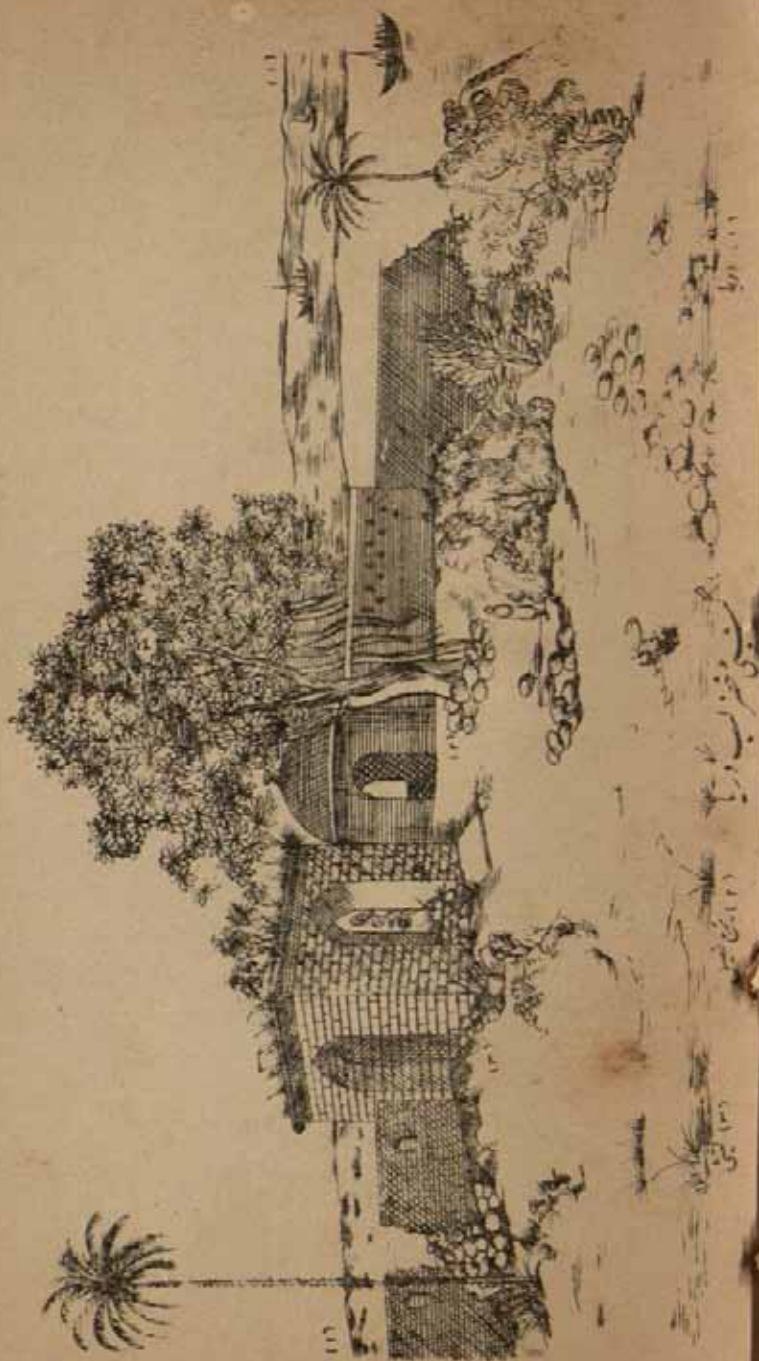
یہ مسجد بھی چھنے اور پتھر سے برجیوں دار بنی ہوئی ہو اور جب کہ یہ سب مسجدین
خانجھان نے قریب قریب زمانے میں بنائی ہیں اس واسطے اسکی بنا بھی قریب
۸۹۹ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی تصور کی جاتی ہو اس مسجد کے ضلع شمالی
و جنوبی منہدم ہو گئے ہیں اور اب زمیندار اس میں بستے ہیں۔

مسجد کھڑکی

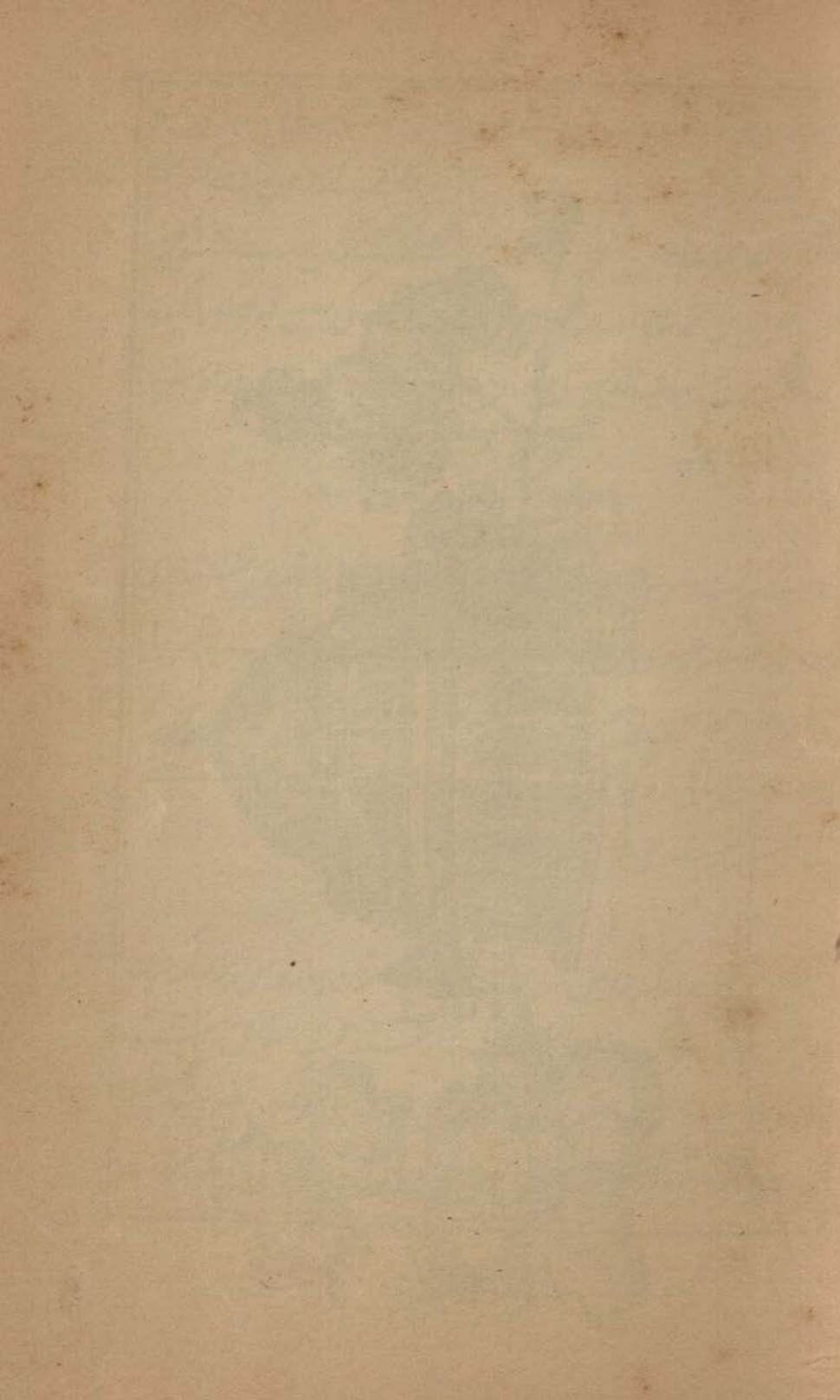
موضع کھڑکی میں ست پلے کے پاس یہ مسجد ہر قریب ۸۹۹ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء
عیسوی فیروز شاہ کے وقت میں خانجھان نے یہ مسجد بنائی ہو اب اس
مسجد میں زمیندار بستے ہیں یہ مسجد چوکھوٹی ہو اور چاروں طرف مربع کے
ضلعوں کے بیچ میں ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہر تین طرف تو
دروائے ہیں اور قبلے کی طرف سے بندہ ہر تمام مسجد میں بہت سے ستون لگائے
ہیں ایک ایک برج چاروں طرف کے مربعوں پر ہو اور مسجد کی چھت پر نو جگہ
لے ہوئے نو نو برج ہیں ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہیں مسجد کے صحن
میں چار چوک چھوٹے ہیں اس قطع کی مسجد اس نواح میں کہیں نہیں ہو
بلادروم کی مسجدوں کی قطع معلوم ہوتی ہے۔

مقبرہ فیروز شاہ

یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہے جبکہ ۸۹۹ء ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی
فیروز شاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری لے میں یہ مقبرہ







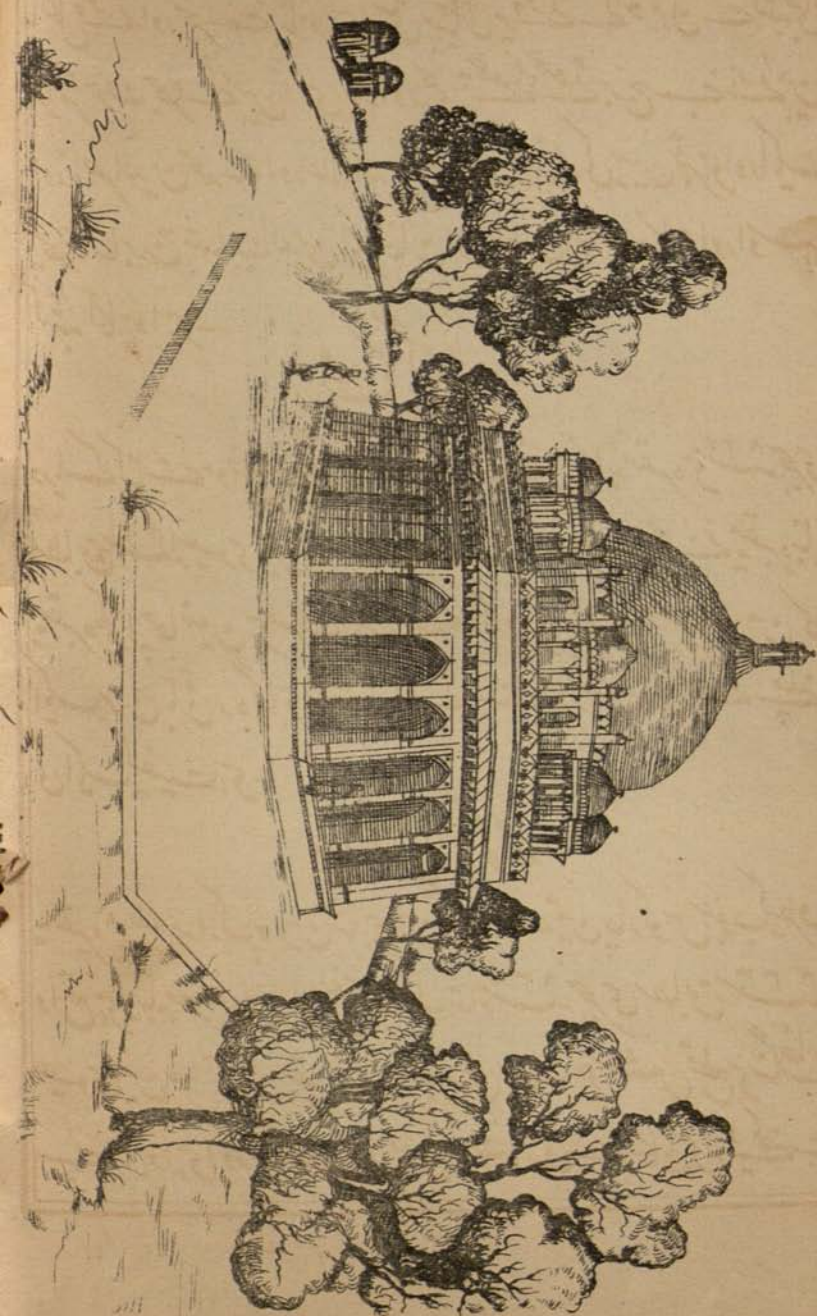
ناصر الدین محمد شاہ کے وقت میں ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء عیسوی کے بنا ہوا یہ مقبرہ بالکل چھٹنے اور پتھر سے بنا ہوا ہے اسکی پیشانی پر چھٹنے کے حرفوں سے کتبہ بھی ہے مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہیں اسی جگہ اور بھی تھوڑے بھڑے برج بنے ہوئے ہیں اور ناصر الدین محمد شاہ اور علاء الدین سکندر شاہ کی یہیں قبر ہے اور ایک چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابوسعید کا ہے اور اوسپر کتبہ لگا ہوا ہے۔

خضر کی گنبدی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد میں خضر خان کا یہ مقبرہ ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء عیسوی میں ابوالفتح مبارک شاہ اوکھلے کے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ کچھ اچھا نہیں ہے صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہے فصیل میں کا ایک برج باقی رہ گیا ہے البتہ دریا کے بہنے اور کشتیوں کے چلنے کی ایک کیفیت ہے۔

مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور میں شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کی طرف واقع ہے جبکہ معز الدین ابوالفتح مبارک شاہ ۸۳۰ھ ہجری مطابق ۱۴۲۷ء عیسوی میں مراتب یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع سنگ خارا سے بنا ہوا ہے اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سے لگایا ہے کہ دیکھنے سے



بن گیا ہوا رنگ سرخ کے مجھ میں قبرین بنی ہوئی ہیں یہاں سے روشن چرخ غولی
کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہو اور ایک دروازہ فصیل کا بہت
خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہے۔

پنج برجہ زمر پور

زمر پور ایک گائون ہوا شاہجان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گائون
کا نام کنچن سرے تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت میں
زمر و خان کی جاگیر میں ملاج سے زمر پور نام پڑا اس گائون میں زمر و خان کا
قبرستان ہوا قبروں پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستون دار بنے
ہوئے ہیں عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہیں رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے
وقت کی ہو اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرھویں صدی یعنی
قریب ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۰ء عیسوی کے خیال کی گئی ہے۔

بستی باوڑی

یہ مقبرہ ہوا قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت
میں بستی خواجہ سراج تھا اوسنے اپنا مقبرہ قریب ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۰ء عیسوی
کے بنایا اس مقام پر ایک باوڑی بہت نفیس ہوا و سمین نیچے اوپر والا بنے
ہوئے تھے جانب غرب باوڑی کے ایک مسجد ہوا اور اوپر چوڑے کی بنیت کاری
میں آیات قرآنی کندہ ہیں مسجد کی بغل میں بائیں طرف دروازہ ہوا اور اوپر

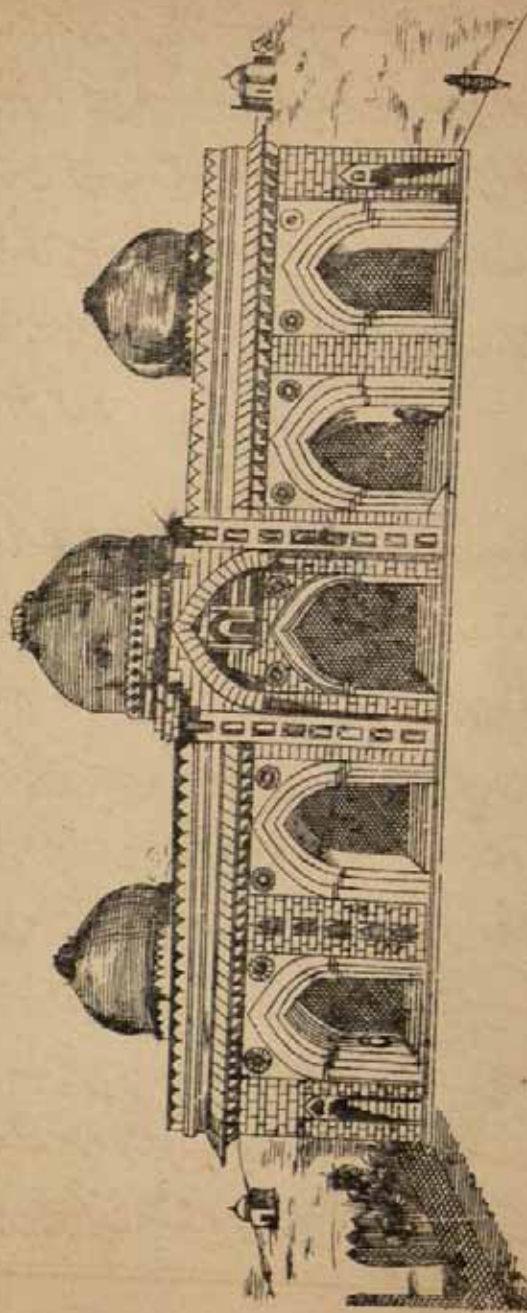
علاقہ رکھتا ہے۔ بعض لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہیں بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی میں شہر مبارک آباد کرنا چاہا تھا۔

مقبرہ محمد شاہ

منصور کے مقبرے کے سامنے سوا موضع کے خیر پور میں یہ مقبرہ ہے سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۱۲۹۸ھ ہجری مطابق ۱۳۸۶ء عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہاں دفن کیا اور یہ مقبرہ اس کے بیٹے علاء الدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ نرا چھنے اور پتھر کا بنا ہوا ہے لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہے اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیاں بہت خوبصورتی سے بنائی ہیں۔

مقبرہ سلطان بہلول لودھی

جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بھڈاؤلی نواح سکیٹ میں ۱۳۹۸ھ ہجری مطابق ۱۴۸۶ء عیسوی کے مراد اسکی نعش کو اس مقام پر حضرت شن چاغ دہلی کی درگاہ کے پاس لا کر دفن کیا اور سلطان سکندر اس کے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہے نیچے تو بارہ درہن اور اوپر پانچ برج ہیات مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہے اس مقام پر اور بھی قبرستان

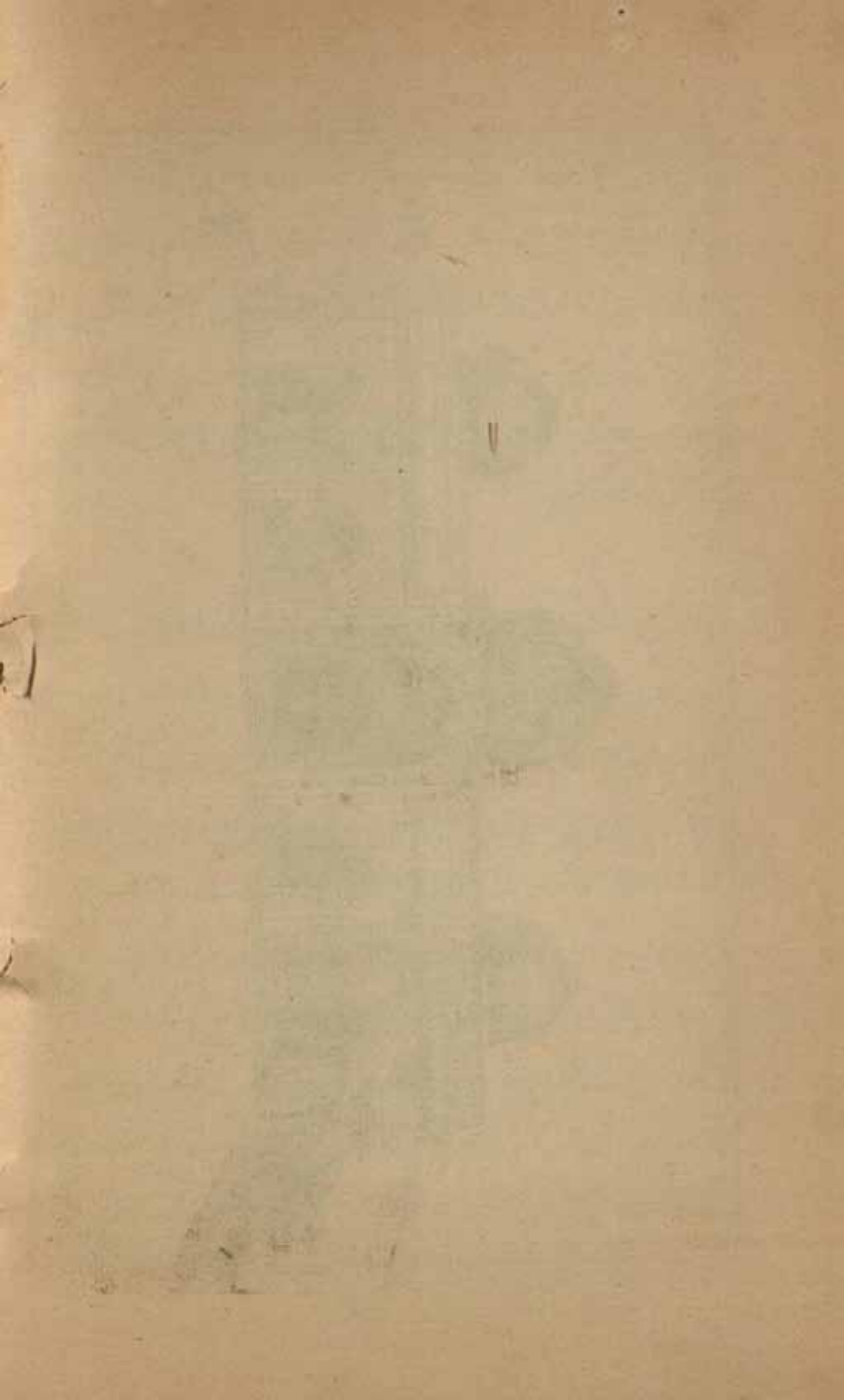


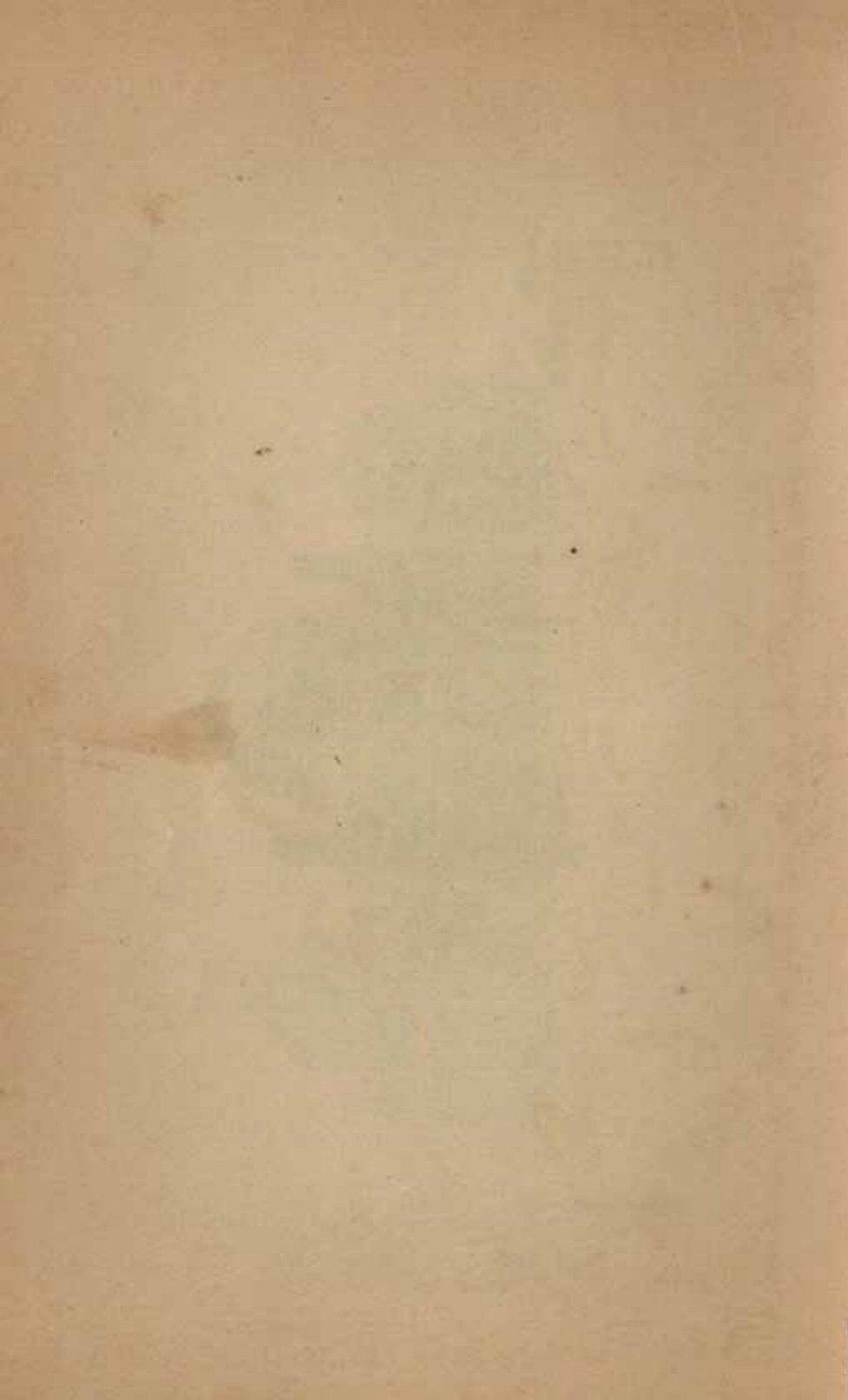
بھی برج بنا ہوا ہے اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہے پہلے تو بہت اونچا
 چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہیں اور اوسپر قبر بنائی ہے
 اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا
 ہے چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہے اوسکے چاروں کونوں پر بھی خوشنمائی
 کے لیے چار برجیاں بنائیں تھیں آون مین کی تین برجیاں قائم ہیں اور
 ایک ٹوٹ گئی ہے۔

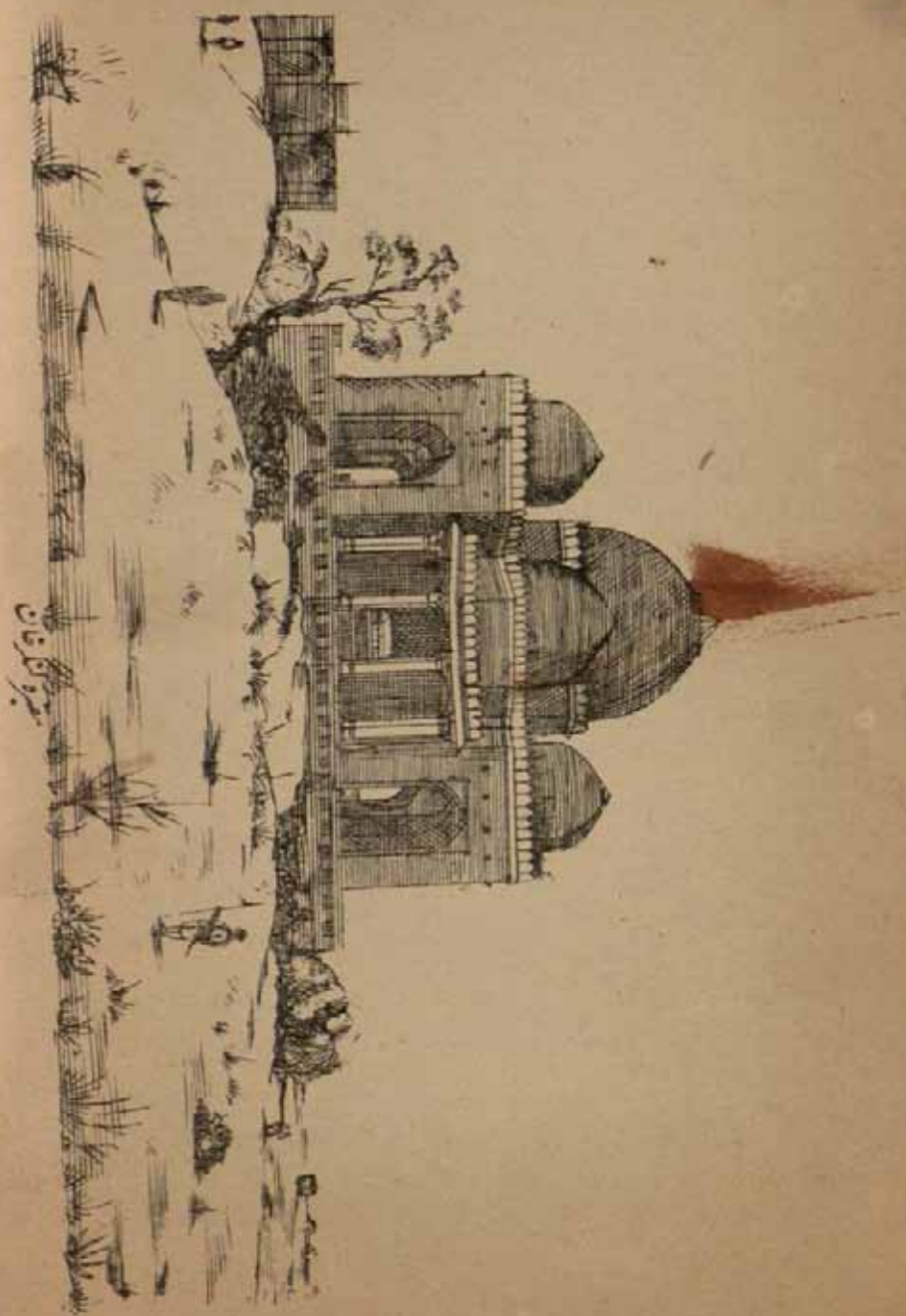
موٹھ کی مسجد

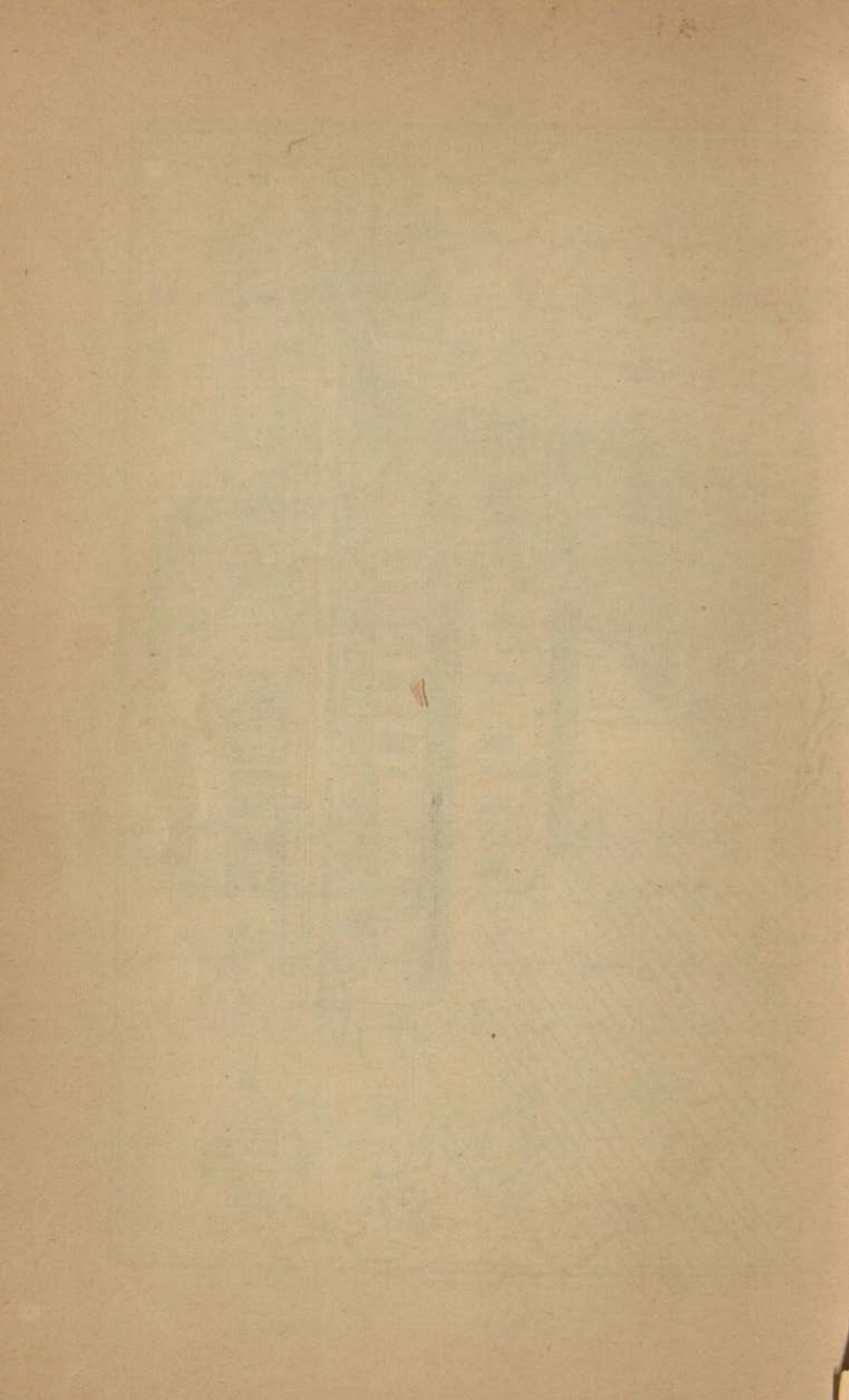
مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنواں ہے
 مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چھنے اور پتھر کی ہے دروازہ اسکا مسجد سے
 بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمرین آیات قرآنی کندہ تھیں مگر اب بالکل شکستہ
 اور خراب ہو گیا ہے مشہور ہے کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ
 کا دانہ اٹھا لیا تھا اوس دانے کو بویا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر
 سب کو بویا یہاں تک کہ چند سال مین بہت رُپون کی موٹھ ہو گئی اوسکی یہ
 مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہے کنوئین کے اندر ایک کتبہ
 سنگ سرخ کے پتھر پر ہے اوسکے اکثر حرف شور لگنے سے جھڑ گئے ہیں جب قدر کہ
 باقی ہیں اونسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد اور کنواں سلطان سکندر بن سلطان ہلہول
 کے وقت مین یعنی تھینا ۸۹۹ھ ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی کے بنے ہیں۔

بیکو کتبہ

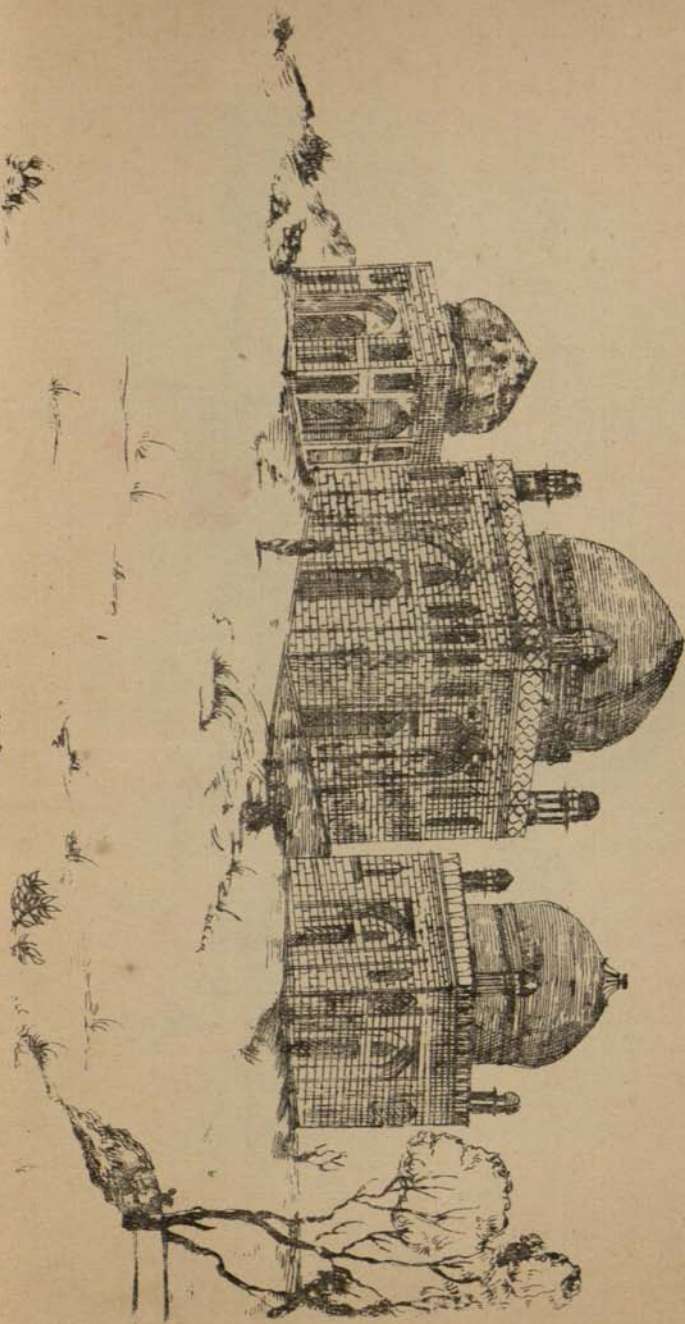








بقعه حضرت زین العابدین



مقبورہ لنگر خان

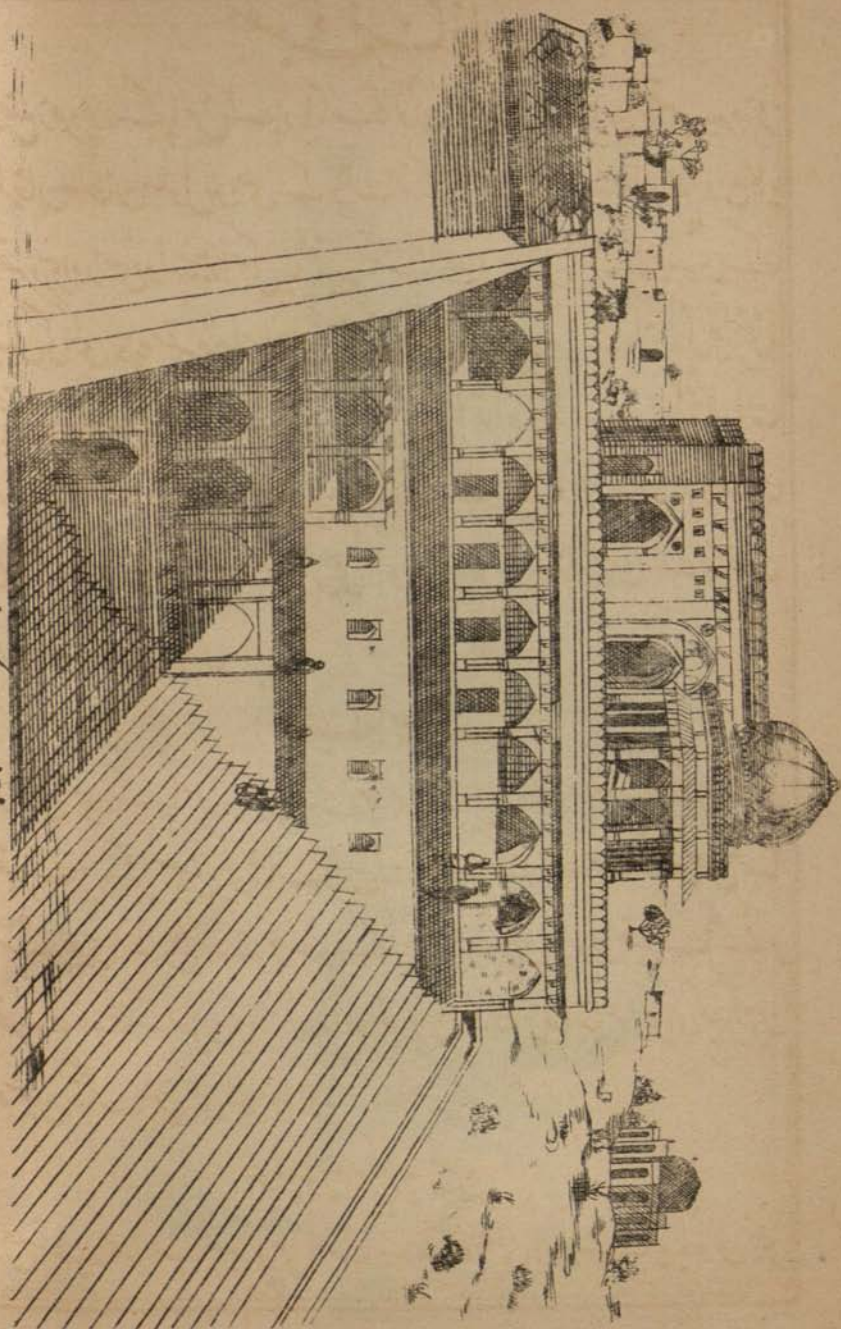
موضع زمرہ پور کے پاس اے پورا ایک گاؤں ہوا اسکی سرحد میں یہ مقبرہ ہے
 لنگر خان سلطان بہلول لودھی کے وقت کے امیرون میں سے تھے اون کا یہ
 یہ مقبرہ ہے اور اسی واسطے اسکی بنائیمینا ۹۰۹ھ ہجری مطابق ۱۵۰۲ء عیسوی کے
 خیال کی گئی ہے یہ مقبرہ نہایت بھدراچھے پتھر کا بنا ہوا ہے مگر اسکے اندر کی قبر اتنی
 اونچی بنائی ہے کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ اونچا کرے تو بھی انگلیاں
 قبر کے سرے تک نہیں پہنچیں اسی مقبرے کے پاس ایک چوکنڈی
 کی برجی اور ہوا اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہو شاید کہ انھین کے خاندان
 میں سے کسی کی ہوگی۔

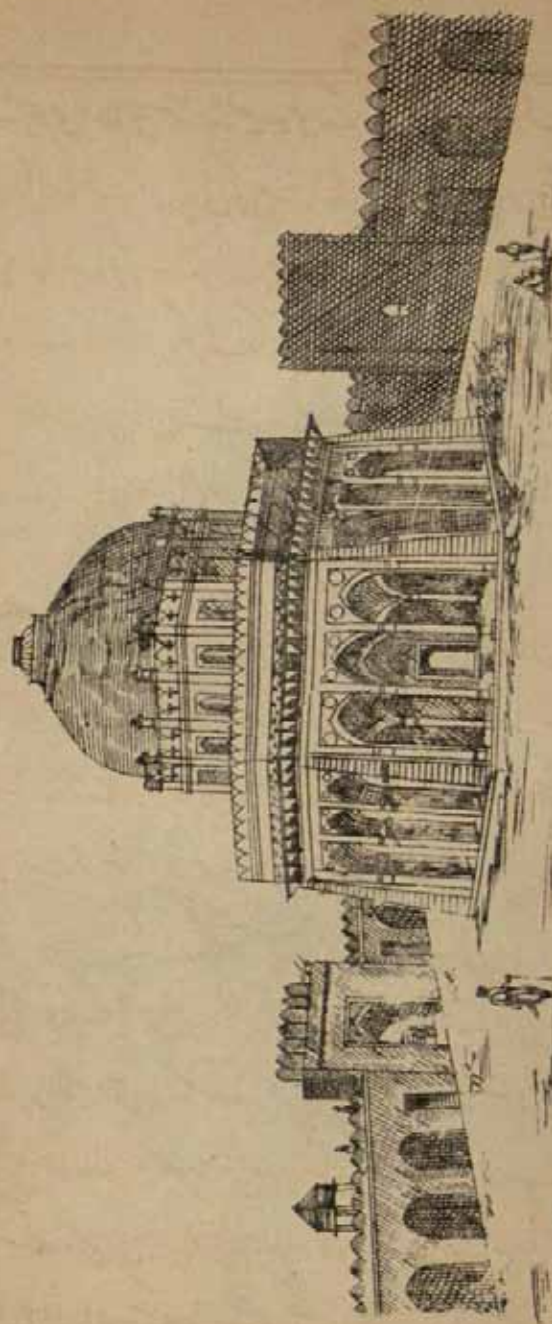
تبرجہ

موٹھ کی مسجد کے پاس یتین برج برابر برابر ہین معلوم ہوئے کہ یہ کسکے
 مقبرے ہین مگر اوسمین کچھ شک نہیں کہ سلطان سکندے کے عہد کے یعنی تخمیناً
 ۹۰۹ھ ہجری مطابق ۱۵۰۲ء عیسوی کے بنے ہوئے ہین یتینون مقبرے چوڑا اور
 پتھر سے بنے ہوئے ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سے اچھا بنا ہوا ہے اور کہیں کہیں
 اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے۔

راجون کی بائین

نولح قطب صاحب میں کوٹھی دلکشا سے تھوڑی دور ہے یہ باؤلی ہے





نقشه مقبره سلطان بیک بن بایقو

۹۲۲ھ ہجری مطابق ۱۵۷۵ء عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت میں ولت خان نے
 اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پائون تک چھوٹے پتھر کی ہی
 اور بات تک سب جگہ سے ثابت ہوا اسکے پاس ایک مسجد ہو اور اسکے صحن میں
 گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کر کراد سپر برجی بنائی ہو کسی زمانے میں اس باؤلی
 کے مکانات میں راج آب سے تھے جب سے راجون کی بائیں مشہور ہوا اس
 باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۲

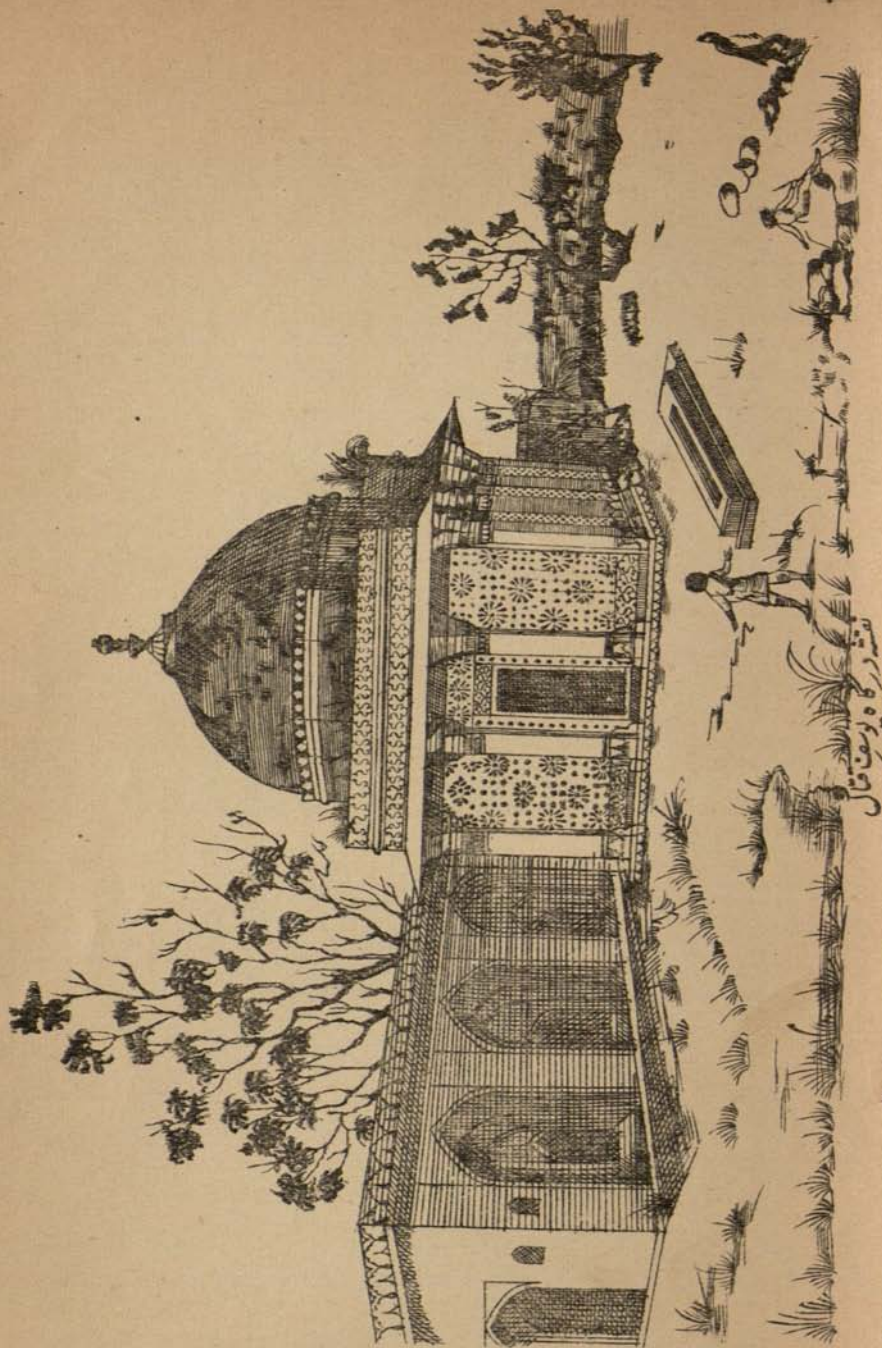
مقبرہ سلطان سکندر بہلول

موضع خیر پور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا مقبرہ
 ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۷۵ء عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ
 یہ مقبرہ نئے چھوٹے اور پتھر کا ہے الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی
 برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہیں۔

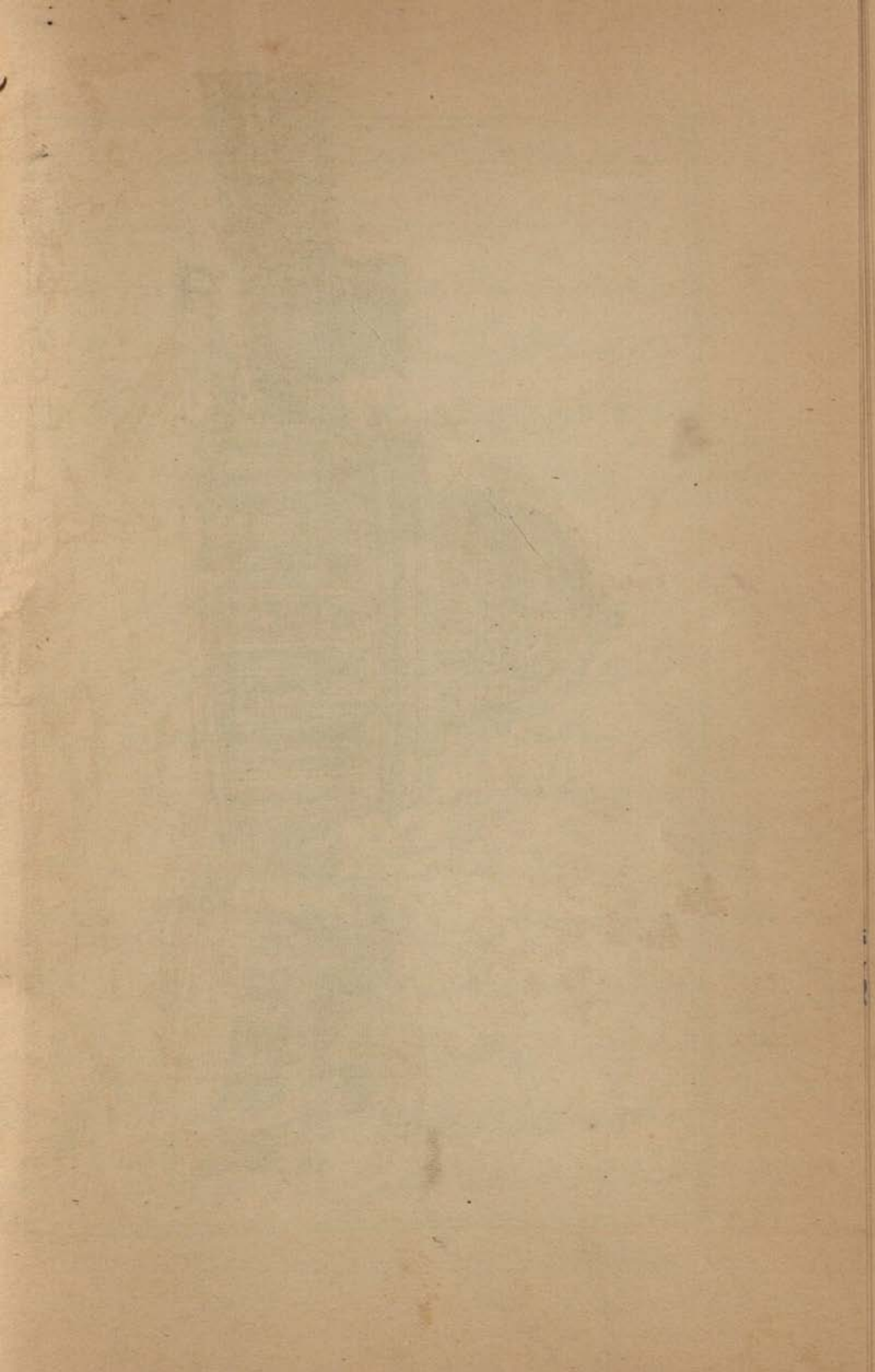
درگاہ شیخ یوسف قتال

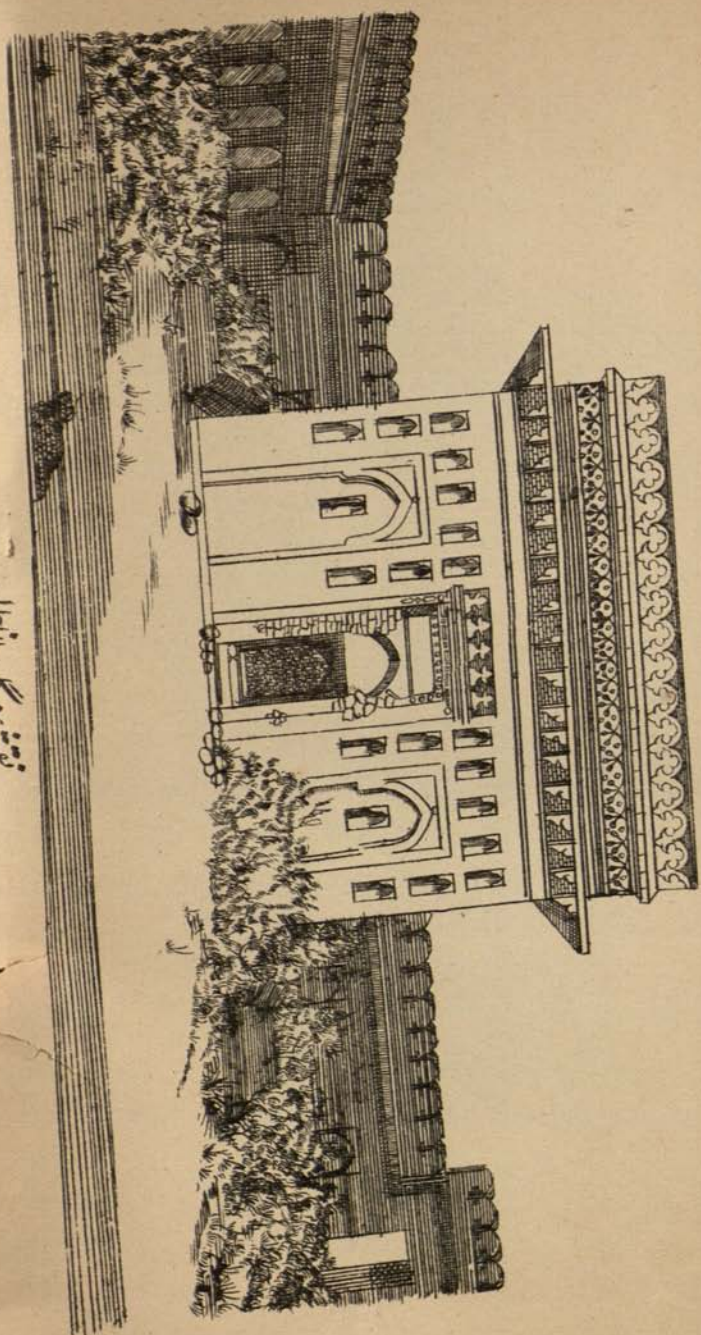
کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہیں قاضی
 جلال الدین لاہوری کے ۹۳۳ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء عیسوی کے آپ کا انتقال
 ہوا اور شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نوٹے نے یہ مکانات بنائے
 یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے چاروں طرف کی جالیان بھی سنگین ہیں برج
 چھوٹے کا ہے اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہے اوسکے پاس ایک

انبار الاخبار
 See Description
 Description of
 Cottrell
 دیکھو کتبہ نمبر ۱۳



درختان و بوستان





نقشه درگاه مرادآبادی

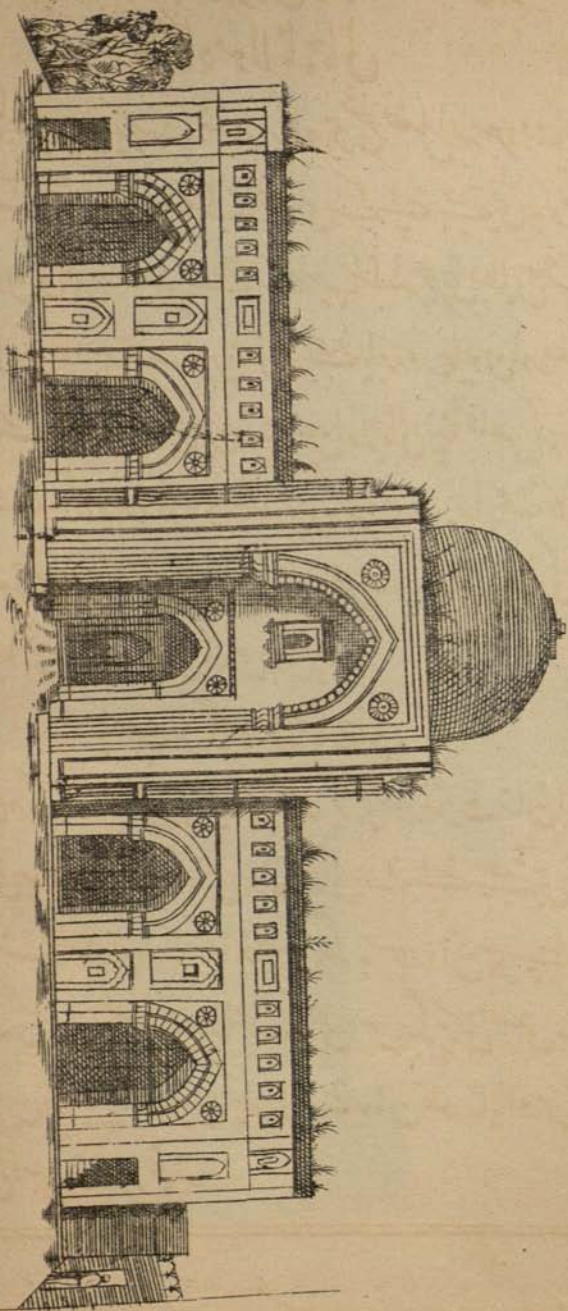
مسجد بھی چھ نے پتھر سے بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہے۔

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب میں یہ بہت مشہور درگاہ ہے شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب ۸۲۰ھ ہجری مطابق ۱۴۱۷ء عیسوی کے اپنے جیتے جی یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادوں کی طرح اس میں رہتے تھے جب ۸۲۵ھ ہجری مطابق ۱۴۱۲ء عیسوی کے الحاکم انتقال ہوا تو اسی حجرے میں دفن ہوئے بابر اور ہمایوں اور سلطان سکند کے عہد کے بڑے نامی شاعر و نرین سے ہیں اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہے یہ حجرہ بہت اچھا چھنے کا بنا ہوا ہے اور تھوڑی تھوڑی چینی کاری بھی کی ہوئی ہے حجرے کے اندر چھنے کی منبت کاری میں دو غزلین انھیں کی کسی ہوئی کھدی ہوئی ہیں۔

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہے بہت بڑی اور نہایت شاندار چھنے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی قریب ۸۳۵ھ ہجری مطابق ۱۴۲۲ء عیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہے پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر بڑے ہوئے ہیں بلکہ جس زمانے میں تھورا نے یہاں قلعہ بنایا اس زمانے میں بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔



نقشه مسجد درگاه مولانا

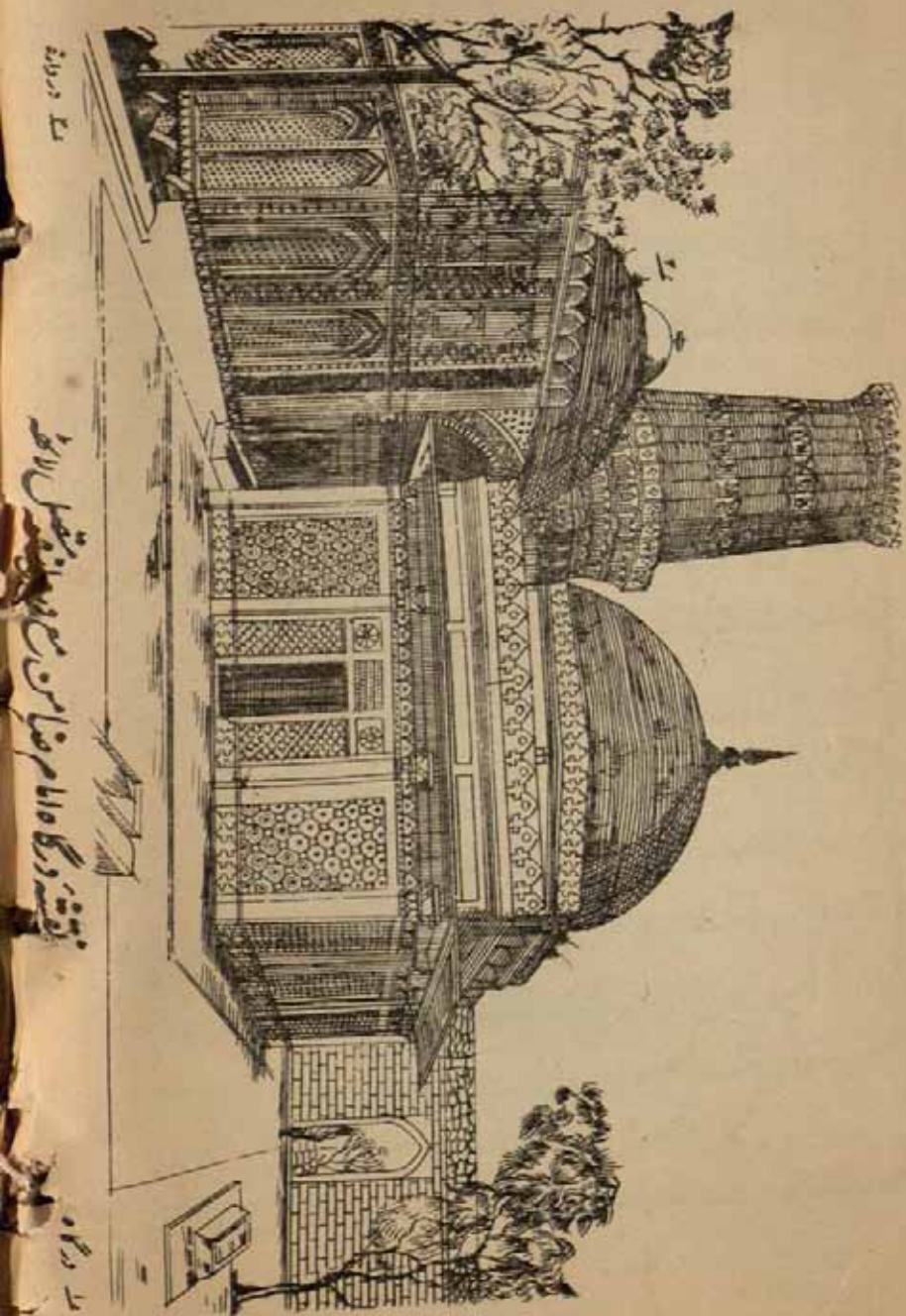
نیلی چھتری

سلیم گڑھ کے نیچے دریا کے کنارے نمبو کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری ہو
 بنگلے نما اور اوپر چینی کاری کا نیلے رنگ میں کام کیا ہوا ہے اس سبب سے اس کو
 نیلی چھتری کہتے ہیں ۹۳۲ ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایوں بادشاہ نے دریا
 کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پانڈون کے وقت کی بتاتے
 ہیں اور گویہ بات صحیح نہ ہو مگر اتنی بات مسلم ہے کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹیں
 لگی ہوئی ہیں وہ اور کسی ہندوؤں کی جگہ سے اوکھاڑ کر اس میں لگائی ہیں کیونکہ ان
 اینٹوں میں مورتن شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہیں اور مور تون کے ناقص ہو جانے
 سے کہ کسی کا سہی رہ گیا ہو کسی کا دھڑ ہی باقی ہو اور پل تون کے انتظام کے
 اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اینٹیں اور جگہ سے اوکھاڑ کر
 یہاں لگائی ہیں ہندوؤں کی تاریخ بموجب اجمہ ہشتر نے اس گھاٹ پر جگ
 کیا تھا کچھ عجیب نہیں کہ ہندوؤں کے عہد میں اس گھاٹ پر کسی مقام کو اس
 جگہ کی جگہ تصور کر کر چھتری بنا دی ہو اور ہمایوں کے عہد میں یہی چھتری ٹوٹ کر
 یہ چھتری بنی ہو ۹۳۲ ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ بارادہ
 جانے کشمیر کے دلی میں پہنچا تو اس نے ایک کتبہ استین لگایا اور جب ۹۳۲
 ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی وہاں سے پھرتا تو دوسرا کتبہ لگادیا۔
 درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ حسدین باپی منار

تو کہ جاگزی

اندو پرتھم

کچھ کتبہ ہندو
کچھ کتبہ ہندو



درگاه

نقشه و گاه نام خانات سعادت و قتل لاله

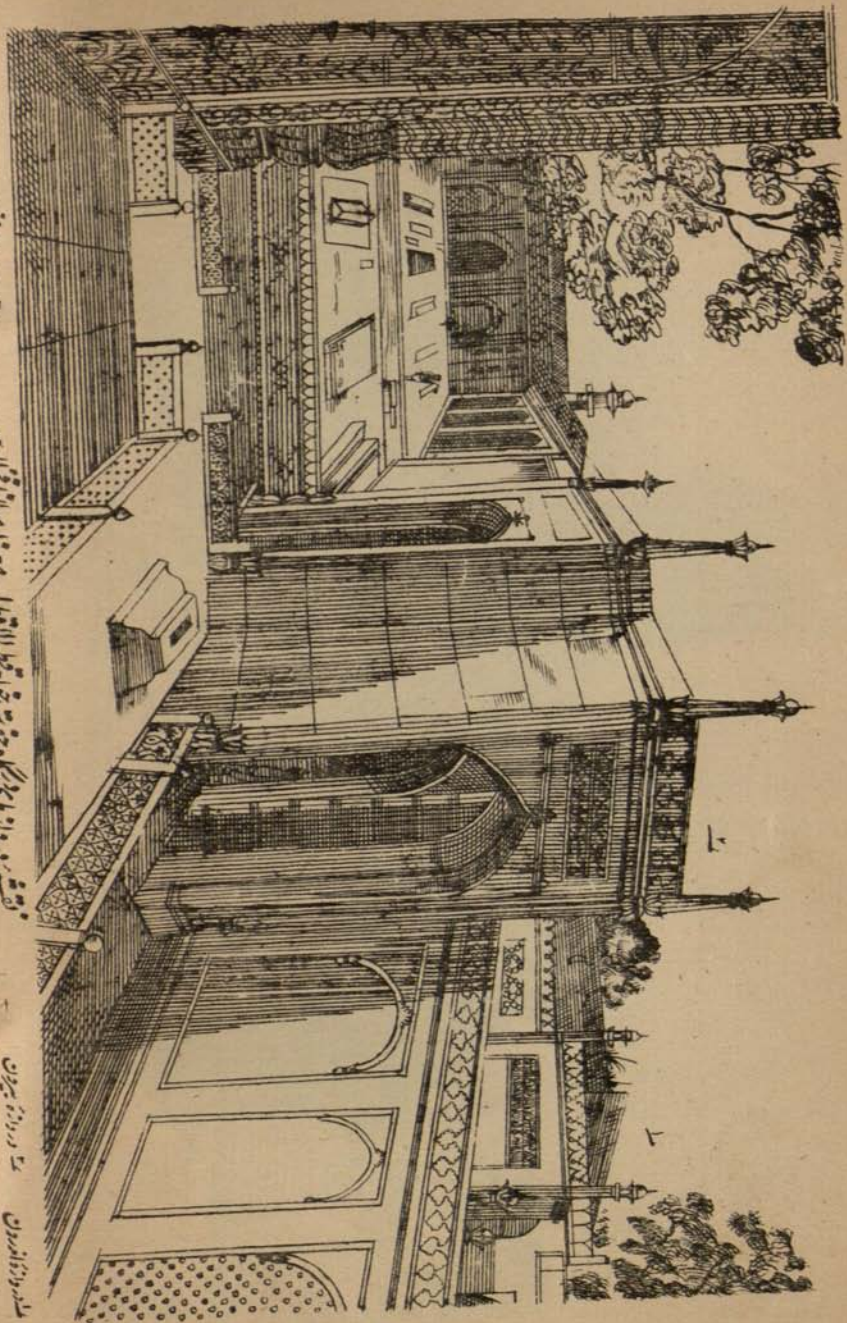
درگاه

سازمان موقوفات اسلامی

دفتر موقوفات اسلامی

سازمان موقوفات اسلامی

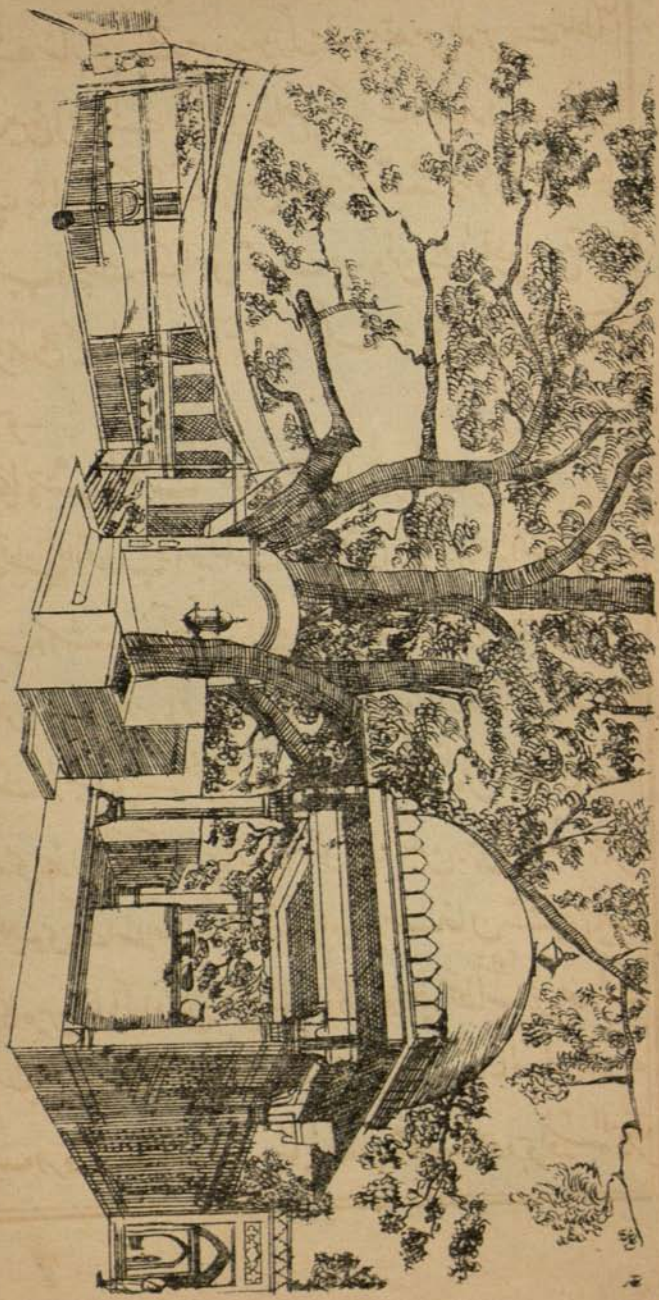
سازمان موقوفات اسلامی



لاٹھ کے نیچے پڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہے امام محمد علی مشہدی کا
 جنکو سید حسین پائے منار بھی کہتے ہیں یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان
 سکندر کے وقت میں لی بن آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ
 اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ ۲۴۲ھ ہجری مطابق ۸۵۳ھ عیسوی میں انکا
 انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے میں دفن ہوئے قطع اس مقبرے
 کی بہت اچھی ہے برج بھی خوش نما ہے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے اور دروازہ
 پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

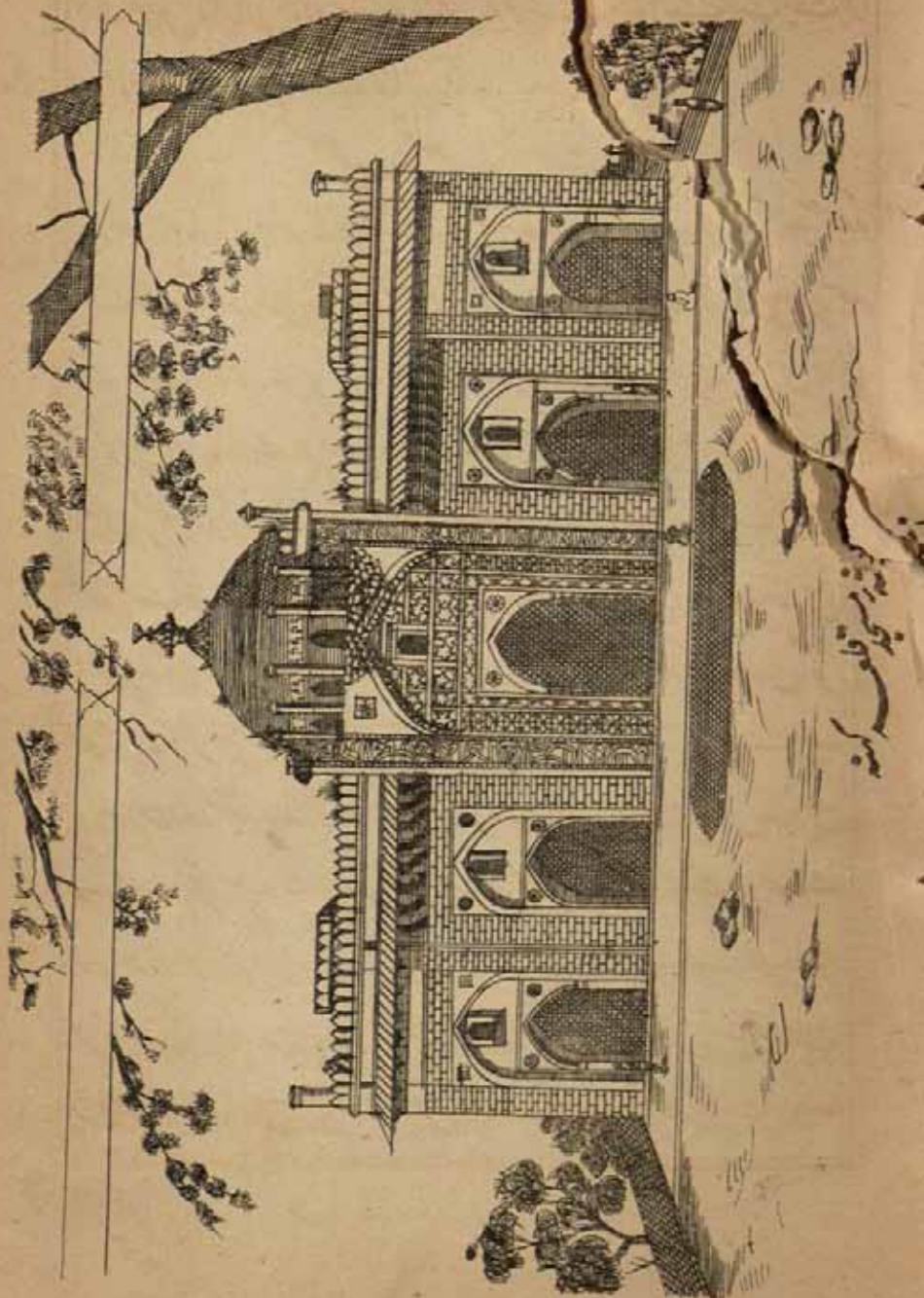
درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ ہے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی
 آپ کا انتقال شب دوشنبہ چودھویں ربیع الاول ۶۳۲ھ ہجری مطابق ۱۲۳۶ھ
 عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہاں کچھ عمارت تھی ۲۴۸ھ
 ہجری مطابق ۸۵۴ھ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت میں خلیل اسخان نے
 ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہیں رہی ۵۸۰ھ ہجری
 مطابق ۱۱۸۵ھ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت میں یوسف خان نے بھی ایک
 دروازہ اس درگاہ میں بنایا کہ اسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہے۔ بعد اسکے
 ۱۰۱۱ھ ہجری مطابق ۱۶۰۳ھ عیسوی کے شاکر خان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے
 وقت میں ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہے اور ۱۲۰۳ھ ہجری



نصف قسطنطينية

بنده مستحق قلم کسند



مطابق ۱۵۰۰ عیسوی کے فرخ سیر نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی
 بہت نفیس جالیان بنوا دیں اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوا
 اور اون دروازوں پر شکتے لگائے۔

دیکھو کتبہ نمبر
۳۲۳۱

مسجد قلعہ کہنہ

جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اس نے ۱۵۲۹ ہجری مطابق ۱۵۰۷ عیسوی کے اس مسجد کو
 پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اس زمانے کی عمارتوں میں یہ مسجد
 بہت خوبصورت عمارت ہو اندر سے اور ساری روکار سنگ سرخ کی بنی ہوئی
 اور کہیں کہیں نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہو ہر جگہ قرآن کی
 آیتیں نسخ اور کوئی خطا میں کندہ ہیں ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت
 تحفہ بہت کاری اور بہت خوب پچکاری کی ہوئی ہو اسکی ساخت قابل
 دیکھنے کے ہو لہذا اس مسجد کا نہایت عمدہ ہی سنگ سرخ کے پتھروں کو
 چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور استادی سے ایسا
 خوبصورت اور مضبوط لداؤ لدا ہوا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہو اس لداؤ میں
 ہر جگہ بہت تحفہ بہت کاری بنائی ہو اسکے صحن میں ایک بہت خوبصورت
 سولہ پہلو کا حوض ہو گلاب بے مرثی کے سبب بالکل خراب ہو گیا ہو
 اس مسجد کی دیواروں کے آثار بہت چوڑے ہیں اور آثاروں میں چھت پر
 چڑھنے کا زینہ اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہیں اس مسجد کی چھت پر ایک

تاریخ مردا
بلند خان

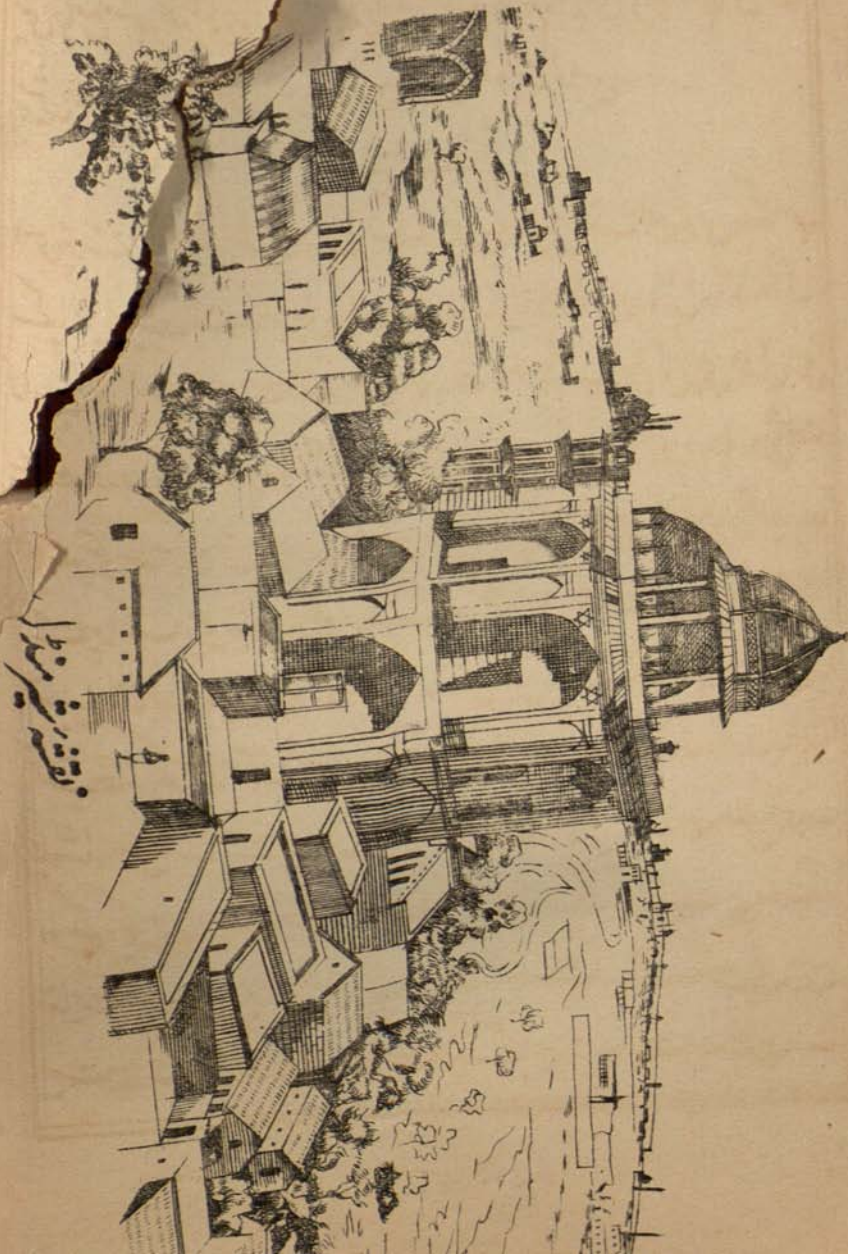
کتاب تک موجود ہو اور ادھر ادھر گنبد کے دو چھتریاں تھیں کہ اب ٹوٹ گئیں
ہیں اس مسجد کو اکبر نامے میں جامع مسجد کر کر لکھا ہے شاید ہمایون کے وقت میں
یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اس مسجد پر کمین تاریخ کا کتبہ نہیں ہے الا مسجد کی آگے
پیش طاق کے دائیں بائیں طاقون میں چند شعر کندہ ہیں۔

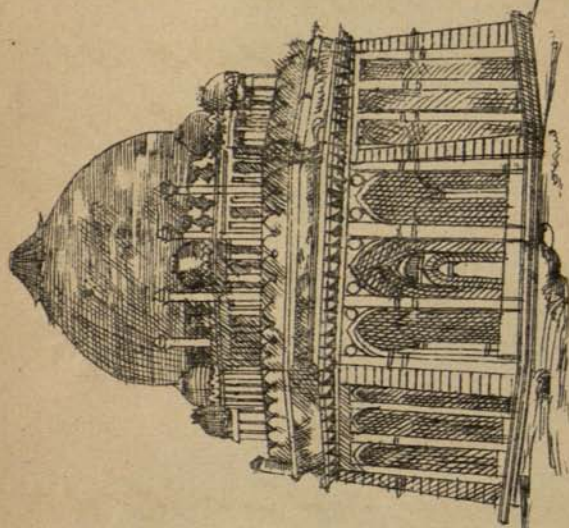
شیر منڈل

اسی پُرانے قلعہ میں شیر شاہ نے شگلہ ہجری مطابق ۱۵۷۷ عیسوی کے مسجد
کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اور سکا نام کھا
کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہے یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے
پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ میں ایک کمرہ بنایا ہے اور چاروں طرف
بست بتلی غلام گردش ہے اور دیوار میں سے اوپر کوزینہ چڑھایا ہے اور تیسرے
درجے پر ایک برجی بنائی ہے بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم
نہیں ہو تا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی میں بادشاہ ہوئے تو اس مکان میں
کتب خانہ رکھا تھا ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۱۵۷۷ عیسوی شام کے وقت ہمایون
بادشاہ اس کتب خانے میں آئے اور اسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے
اور سکود کھینچا جا جاں سے اوترنے لگے تو زینے پر سے کہ
تلاشیت پیچدار ہی پاؤں پھل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی میں
بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

۱
دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

اکبر نامہ





نقشه مقبره حضرت پیر

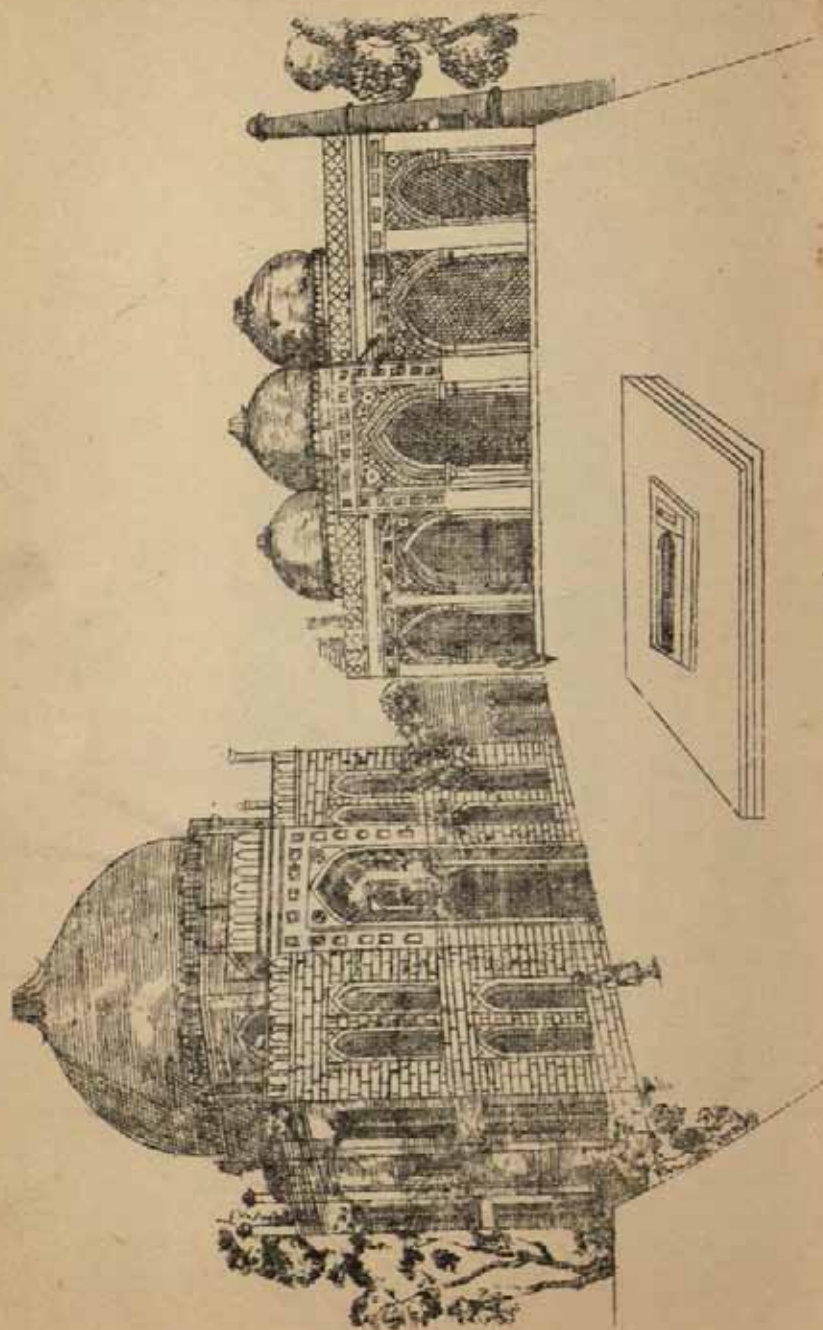
اپنی تاریخ میں اس عمارت کو ہایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہو
صحیح نہیں ہے۔

مسجد و مقبرہ خیرپور

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانوں کے وقت کی ہو اور تخمیناً
۱۵۲۳ء ہجری مطابق ۱۵۲۳ء عیسوی یعنی قریب قریب رناتہ شیر شاہ کے بنی
ہوئی ہو اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہیں ہوا لیکن اس میں کچھ شک نہیں
رہا کہ پٹھانوں کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گائون آباد ہو یہ مقبرہ ہو
اور اسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہو اگرچہ یہ مسجد چھٹے اور سترہ سے بنی ہوئی ہو مگر
اسکے خوش قطع ہونے میں کلام نہیں اس مسجد میں چوڑے کاری کی بہت
تحفہ نسبت کاری کی ہوئی ہو اور پیشانی میں چھٹے کاری سے آیات قرآنی
کھدی ہوئیں ہیں ایسی خوش قطع مسجد پٹھانوں کے وقت کی بہت کم
دیکھنے میں آئی ہو۔

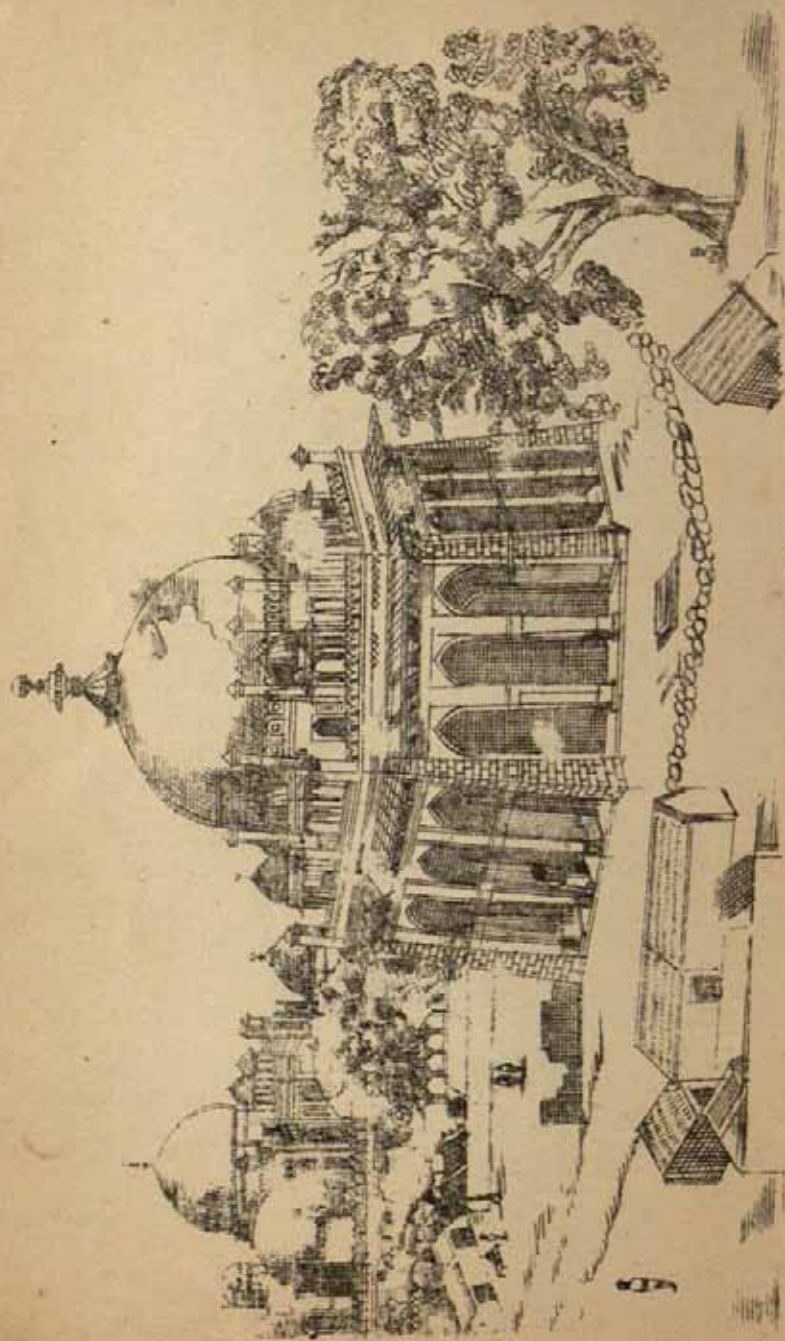
کھاری باؤلی

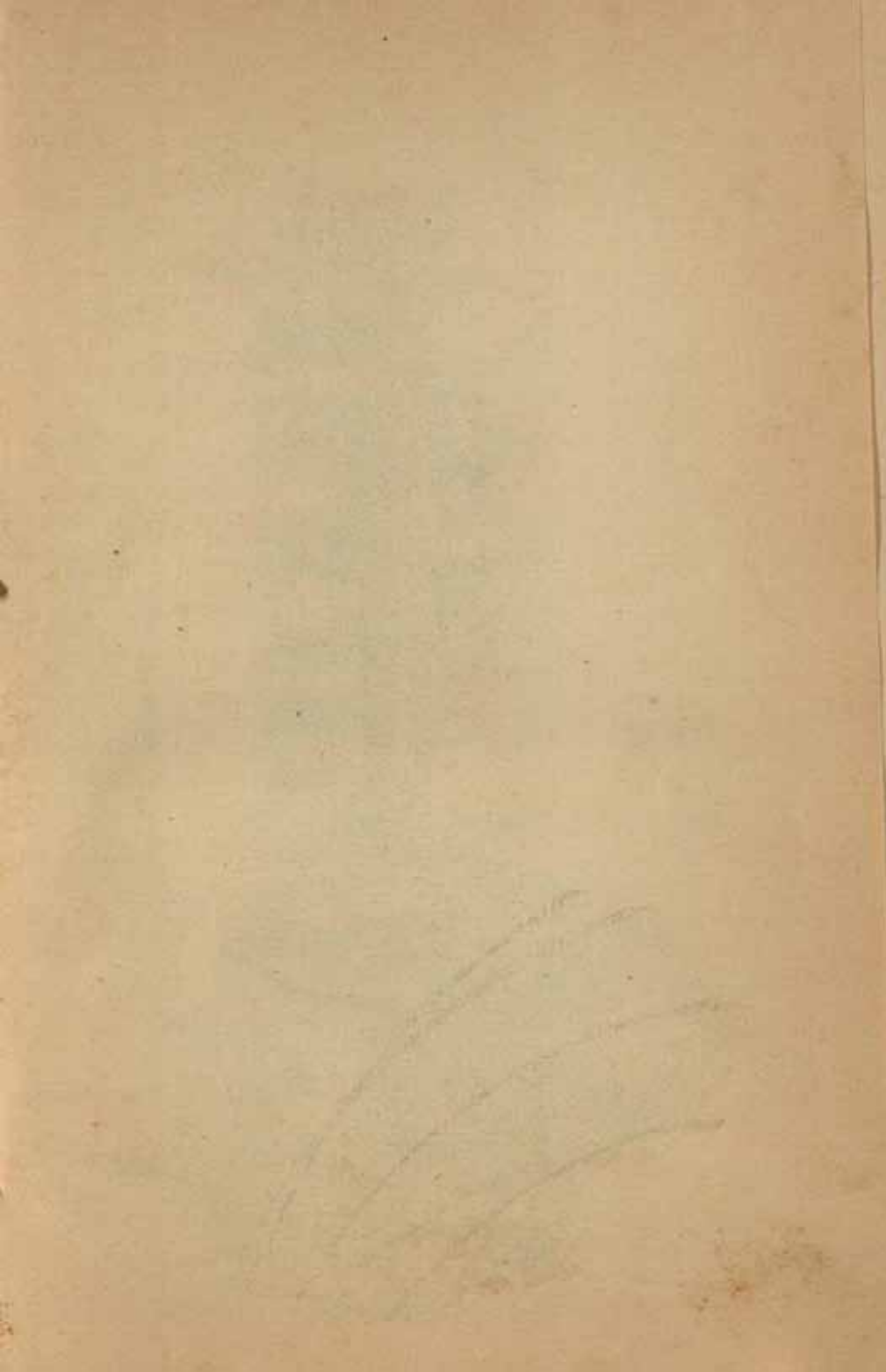
پہلے اس مقام پر عداد الملک عرف خواجہ عبداللہ نے اسلام شاہ کے وقت میں
۱۵۲۳ء ہجری مطابق ۱۵۲۳ء عیسوی کے ایک کنواں بنایا تھا پھر برس بعد یعنی ۱۵۲۴ء
ہجری مطابق ۱۵۲۴ء عیسوی کے اس کنوئیں کے آگے باؤلی بنادی جب شاہجہان
نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر میں آگئی اب یہاں بہت لوگوں نے مکان

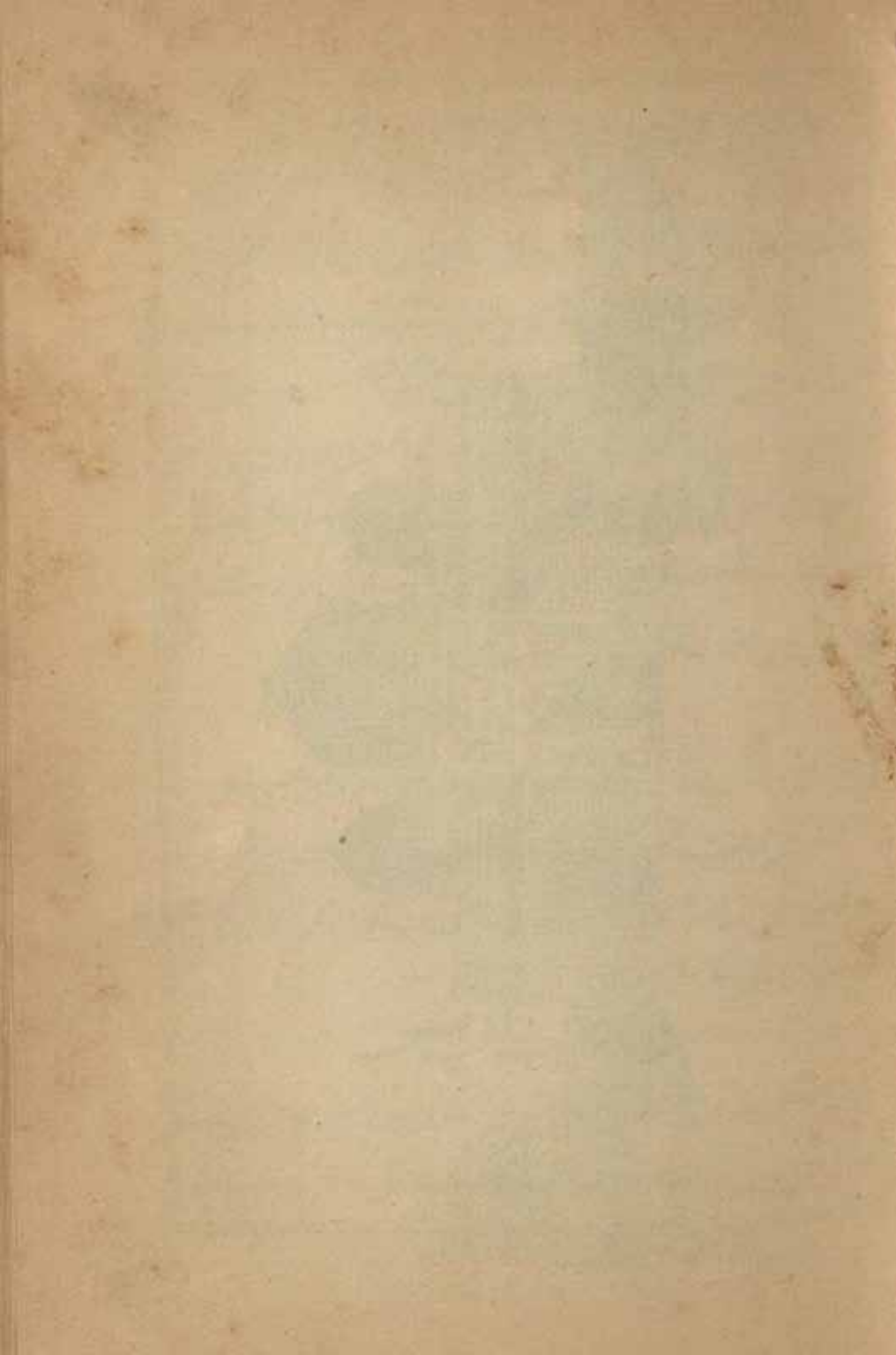


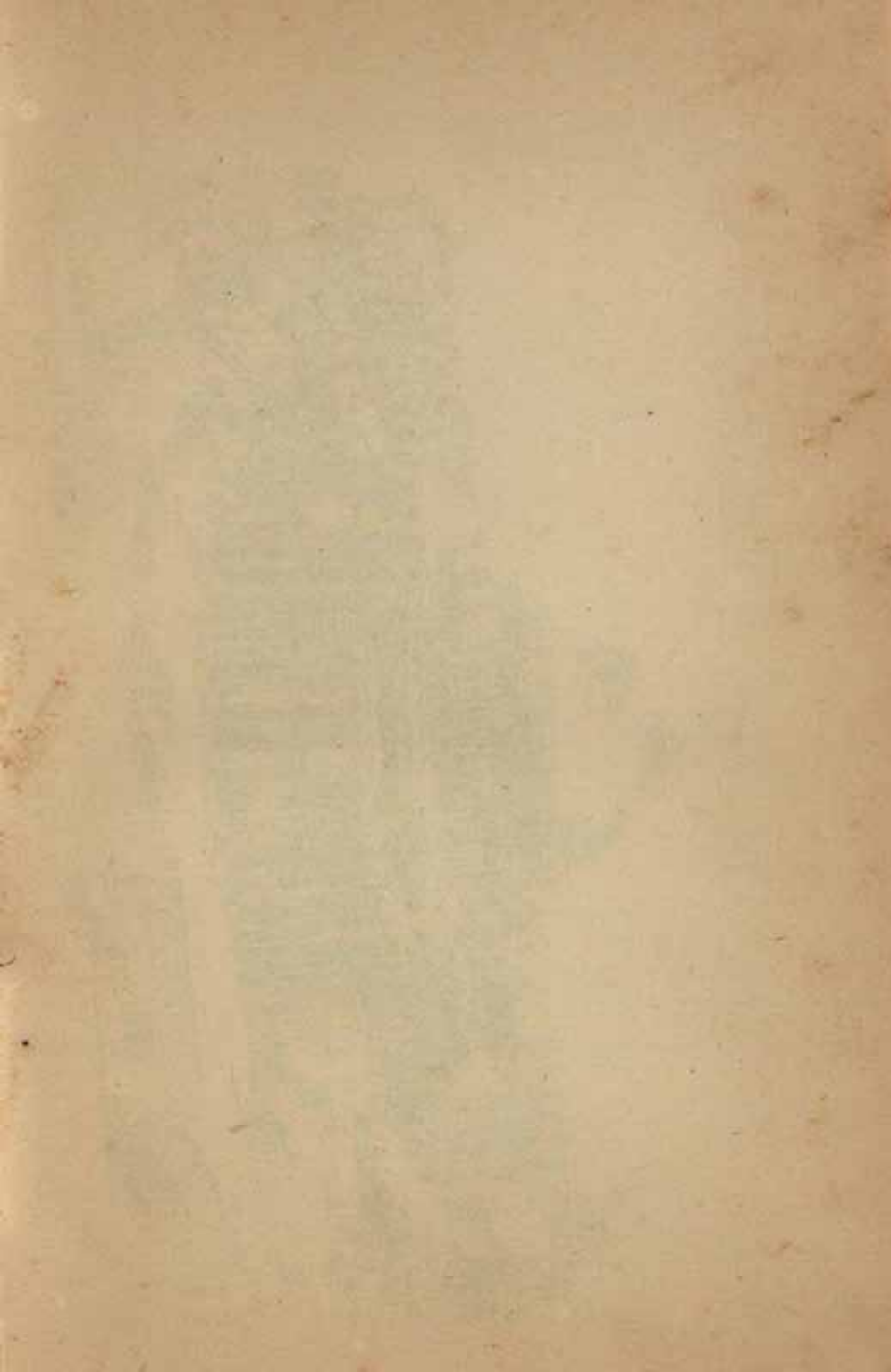


نقشه مقبرة عيسى خان









دیکھو کتبہ نمبر ۲

بنالیے ہیں اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہے اور یہ کتبہ اس باؤلی کے ہیں۔

مقبرہ عیسیٰ خان

عرب سرے کے پاس ایک چار دیواری ہے اور سکو عیسیٰ خان کا کوٹلہ کہتے ہیں اس کوٹلے میں یہ مقبرہ ہے اس مقبرے کو عیسیٰ خان نے جو اسلام کے عہد کے وٹے نامی امیرون میں سے ہیں ۱۵۷۹ھ ہجری مطابق ۱۱۸۵ھ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ لگا ہوا ہے پٹھانوں کے وقت کی عمارتوں میں یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہے بیچ میں برج ہے اور چاروں طرف غلام گردش سنگ خارا اور چھنے سے بہت خوبصورت بنائی ہے اس مقبرے میں کنوار بستے ہیں اس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہیں۔

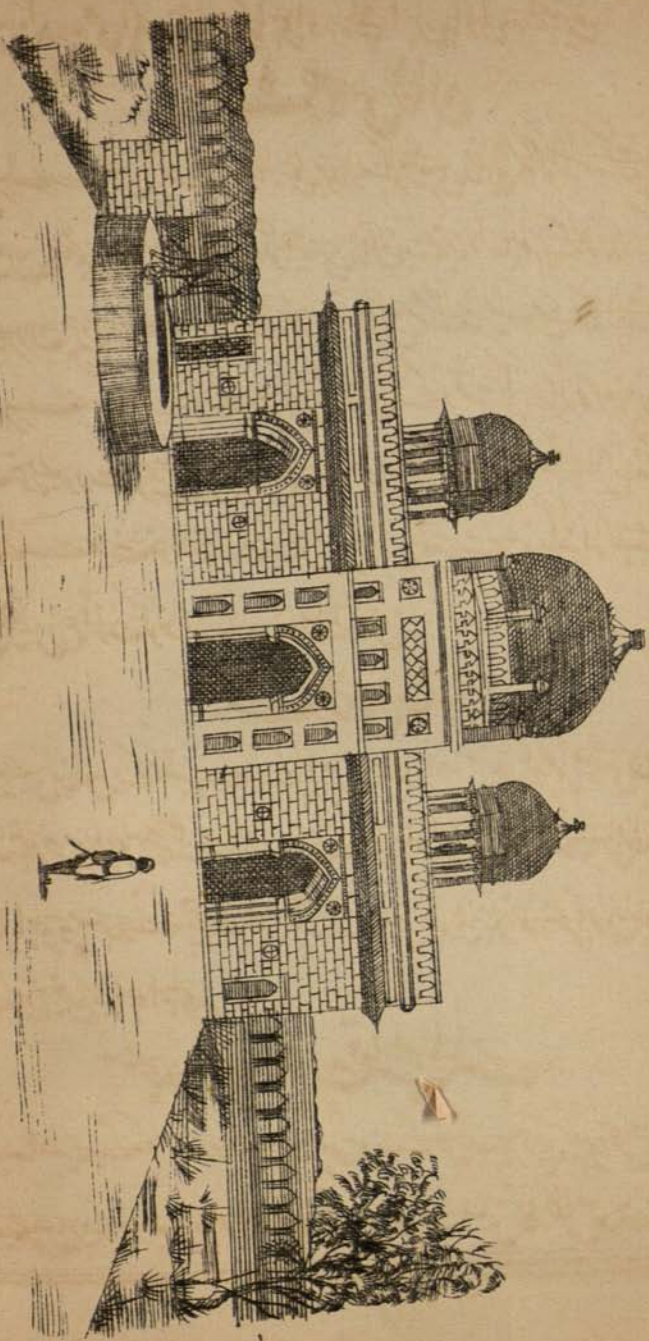
دیکھو کتبہ نمبر ۲

مسجد عیسیٰ خان

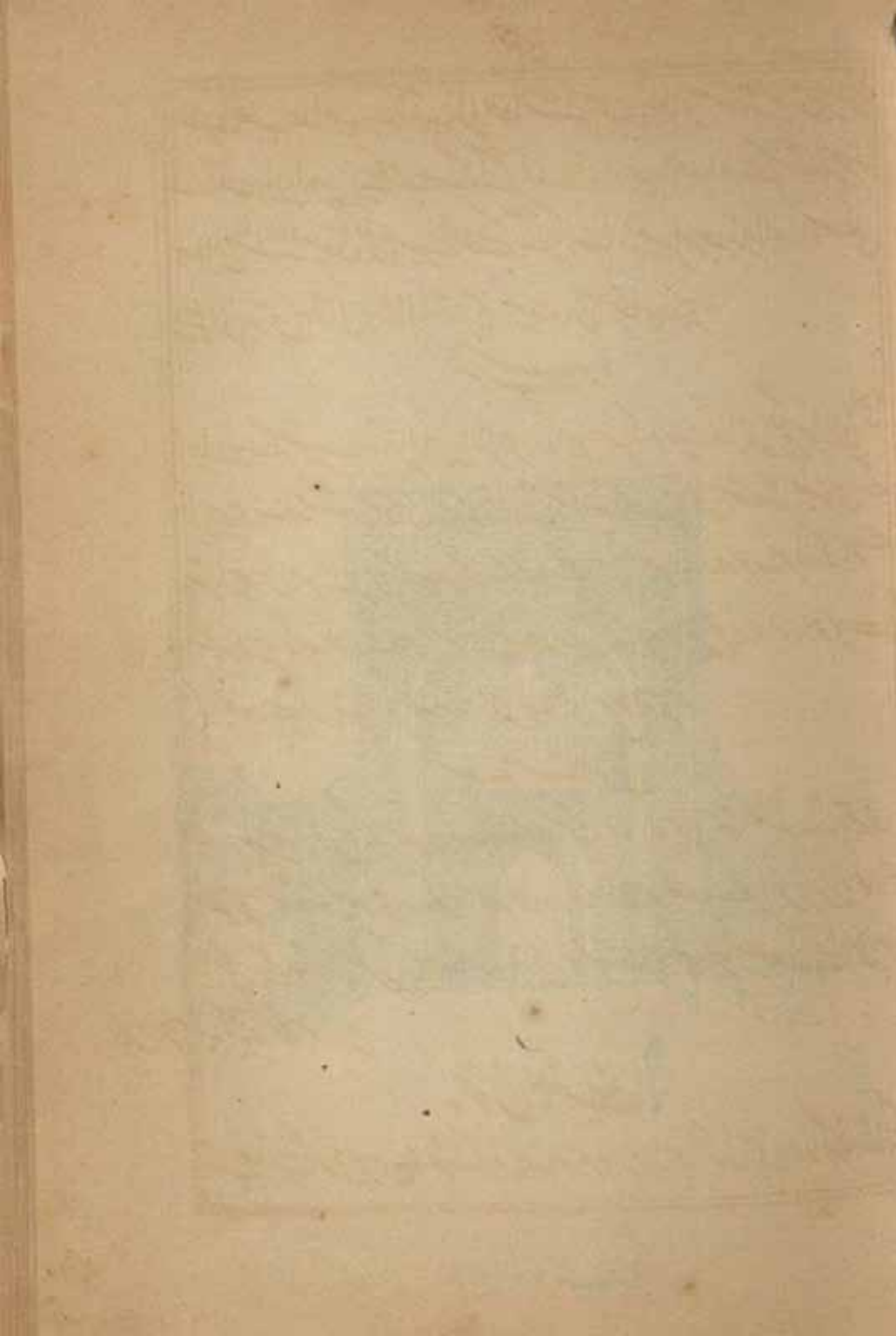
یہ مسجد عیسیٰ خان کے مقبرے کے پاس ہے اور اس مسجد کو بھی عیسیٰ خان نے ۱۵۷۹ھ ہجری مطابق ۱۱۸۵ھ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت میں مقبرے کے ساتھ بنایا ہے یہ مسجد نئے چھنے اور پتھر سے بنی ہوئی ہے اور محرابوں میں کھمبے ہیں سنگ رخ بھی لگا ہوا ہے۔

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہے اس مسجد کے مین رے میں پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہے صرف مٹی کا اس درجے کو



نقشه مسجد عیسی خان



حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا ۵۹۵ھ ہجری مطابق ۱۱۹۵ء عیسوی کے شاہ
 کے وقت میں اوس کے مہجے کے آگے ایک اور درجہ بنا بعد اوس کے ۶۰۰ھ ہجری
 مطابق ۱۲۰۰ء عیسوی کے فرخ سیر نے اوس کے آگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوس کی
 پیشانی پر تاریخ لگائی جس کا مادہ تاریخ بیت ربی مستجاب ہو۔

عرب سرا

ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہو اور اس سر کو نواب حاجی بیگم ہمایون شاہ
 کی بیوی نے ۱۰۰۰ھ جلوس اکبری مطابق ۱۶۰۰ھ ہجری موافق ۱۲۰۰ء عیسوی کے
 بنایا ہوا اس سر این تین مغرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب ہر کے نام سے
 مشہور ہوا اگرچہ عمارت اس سر کی بہت بدل گئی ہو لاقدم دروازہ جو بہت
 خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہوا اب بھی موجود ہے۔

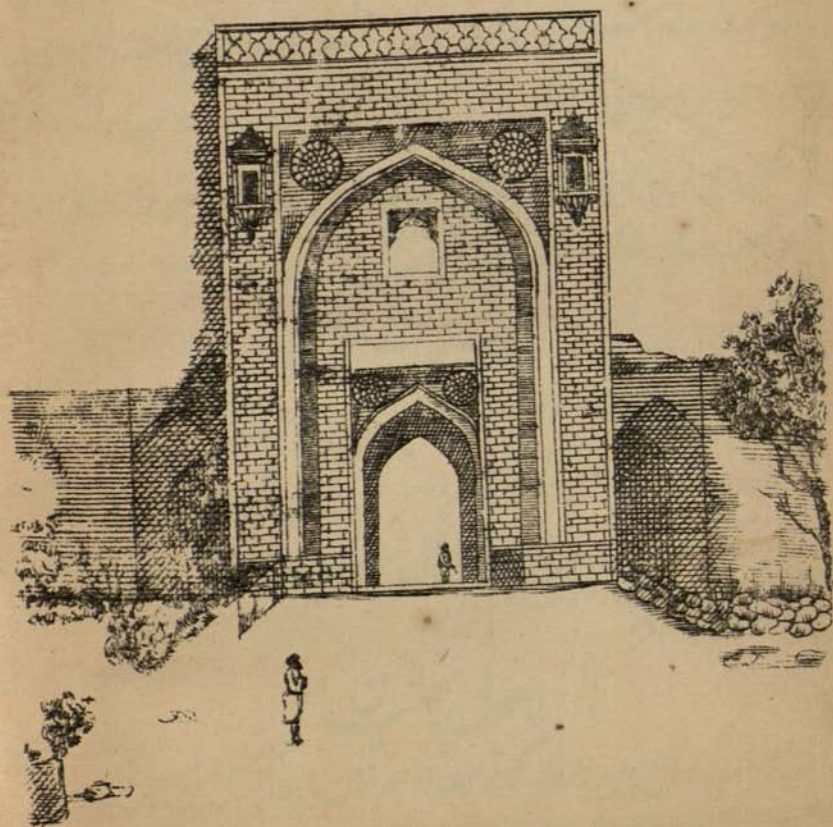
خیبر نازل

یہ مدرسہ ہوا ہم بیگم کا جنھوں نے بڑے اکبر کو دودھ پلایا تھا ۹۶۹ھ ہجری
 مطابق ۱۵۶۹ء عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ پڑانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت
 بالکل چوڑی اور پتھر کی ہو اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہو مسجد کی پیشانی پر
 یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

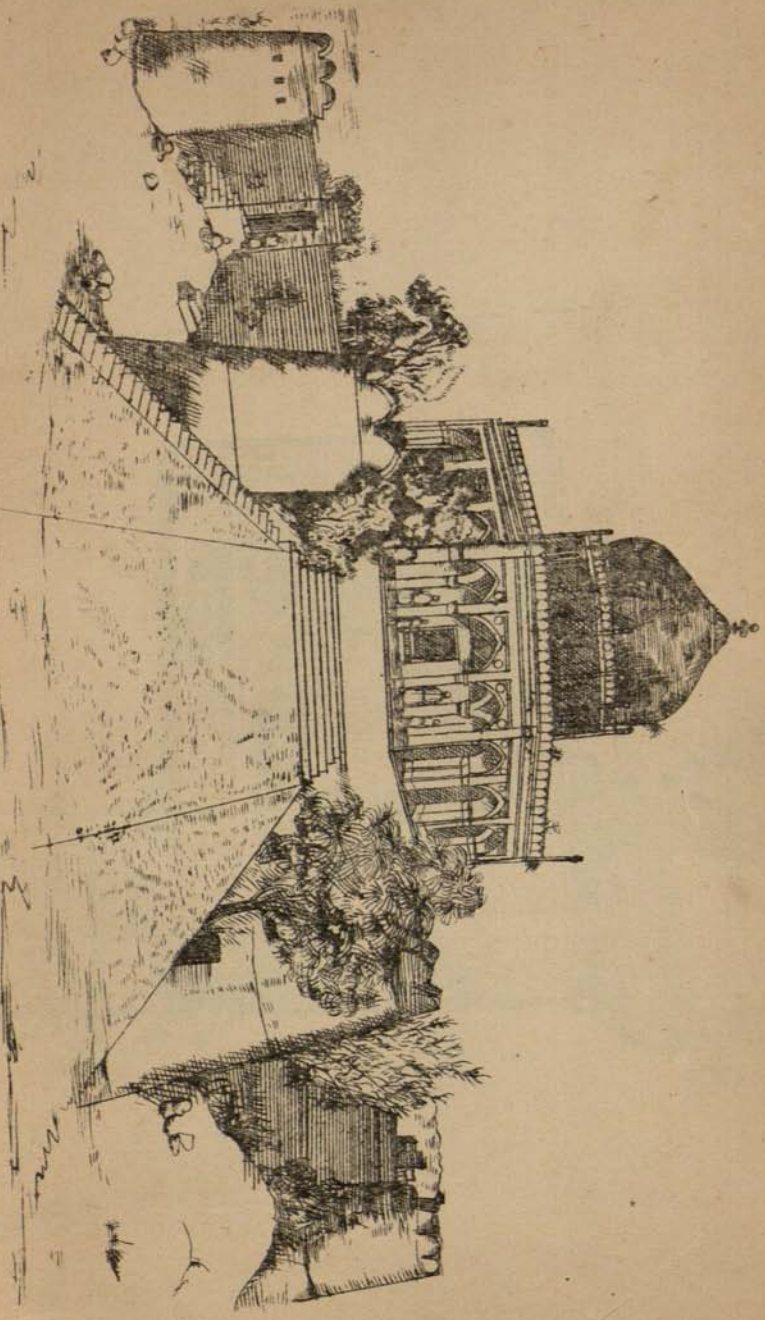
دیکھو کتبہ

بھول بھلین

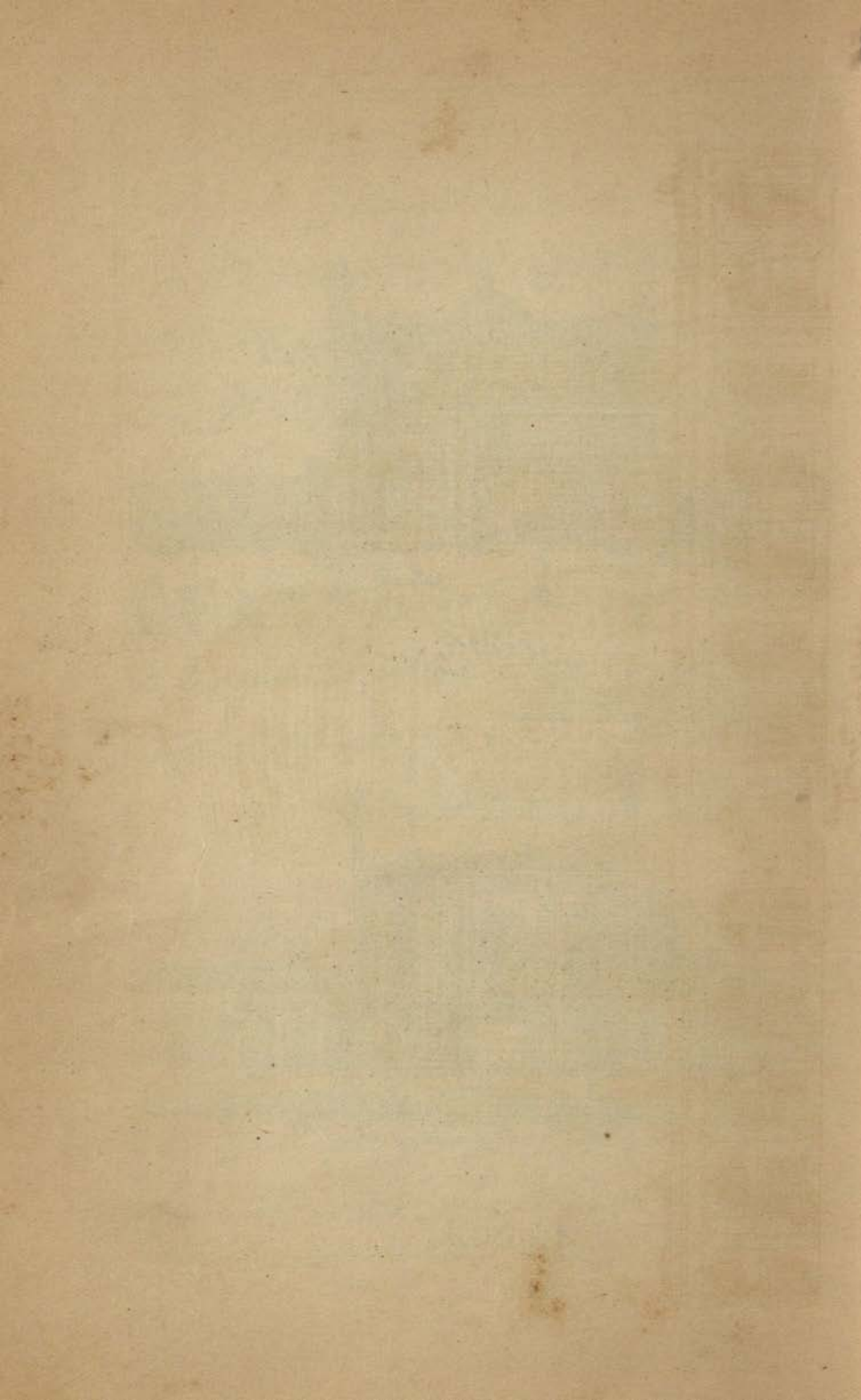
قطب صاحب کے نول حین لاٹھ کے قریب ادھم خان ماہم آنکھ کی بیٹی اور اکبر بادشاہ کے

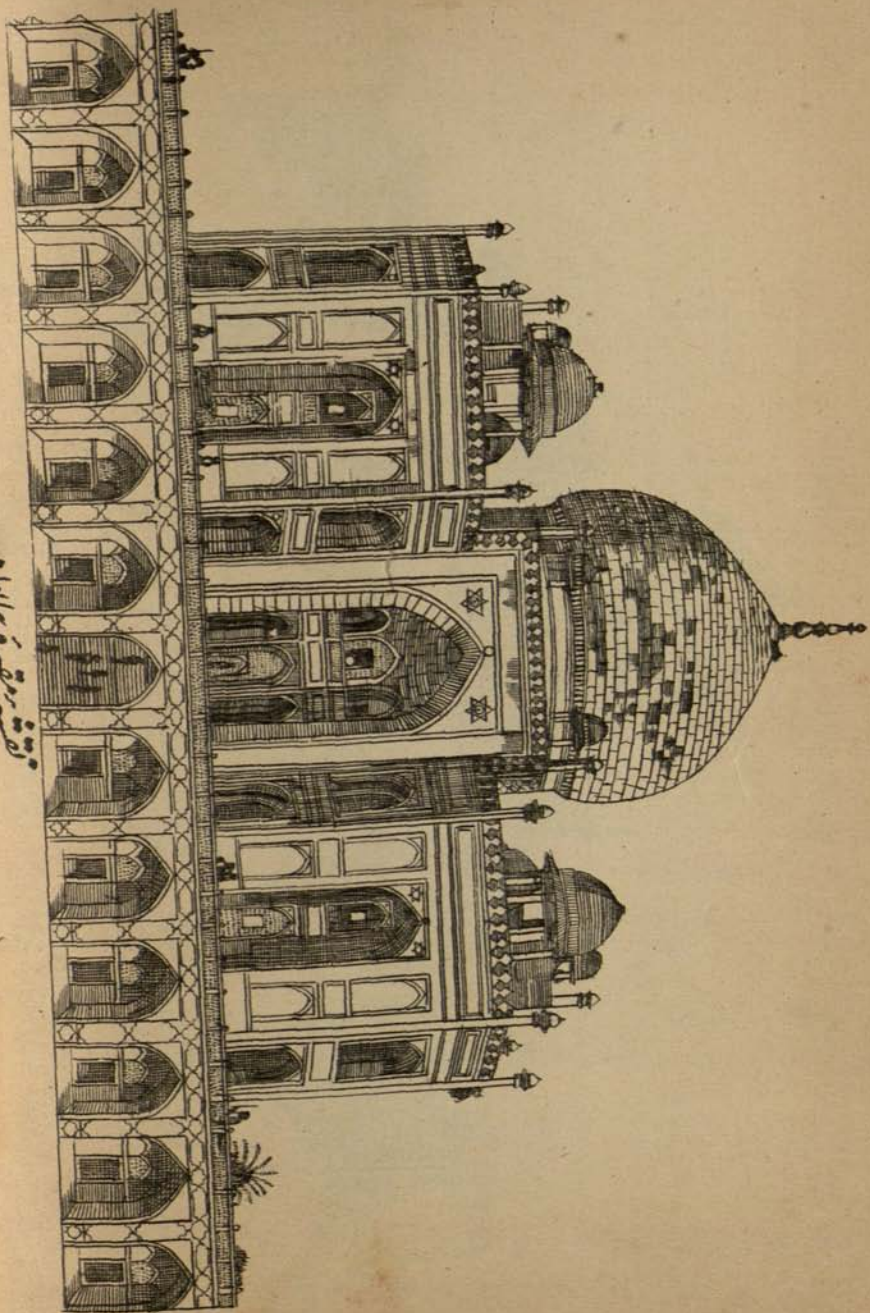


دروازه عرب سرا



نقشه مقبره ادهم خان غزنوی بولجیان





نقشه مسجد قبا کابل

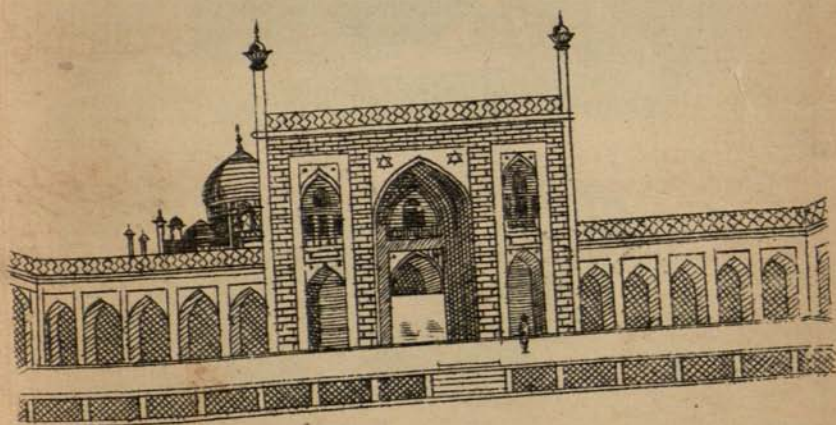
گو کہ کا یہ مقبرہ ہر سہ جلوس اکبری موافق ۹۶۹ھ ہجری مطابق ۱۵۵۷ء عیسوی کے
 ادہم خان نے شمس الدین محمد خان انکہ کو مارڈالا اور اسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو
 قلعہ پر سے گر کر مارڈالا مہم کہ بھی اسی زمانے میں مرگئی اور دونوں لاشیں اکبر آباد
 سے یہاں لا کر دفن کیں اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب یہ مقبرہ بنایا مقبرہ مزاجی
 اور پتھر کا ہوا اسکی ایک دیوار میں زمین بنایا ہوا برج کی دیوار اسطرح پر بنائی
 ہو کہ اس کے گرد پھر آسکتے ہیں اور اس میں ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہو کہ
 آدمی یہ خیال کرتا ہو کہ جس راستے کو میں جاتا ہوں اسی راستے سے نیچے اترے گا
 حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہو اور پھر جب نیچے اترنے کا
 ارادہ کرتا ہو تو بسبب اسکے کہ نیچے اترنے کا راستہ ایک کونے میں نظر سے
 پوشیدہ ہو آدمی راستے پر آن پڑتا ہو اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہو اور اسی سبب سے
 بھول بھلیاں یعنی مقام گم گشتی اسکا نام مشہور ہو گیا ہو۔

مقبرہ ہمایون

ہر کہ میخواہ کہ بیند شکل فردوس میں گویا این قصر و این باغ ہمایون ابین
 یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کی طرف معزالدین کینقاوی
 کیلو مٹری میں واقع ہوا و اس میں ہمایون بادشاہ کی قبر ہو اس مقبرے کی
 عمارت ایسی خوب ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے
 ملا کر اسکو بنایا ہو سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہواراوس کے آگے



دروازه غربی

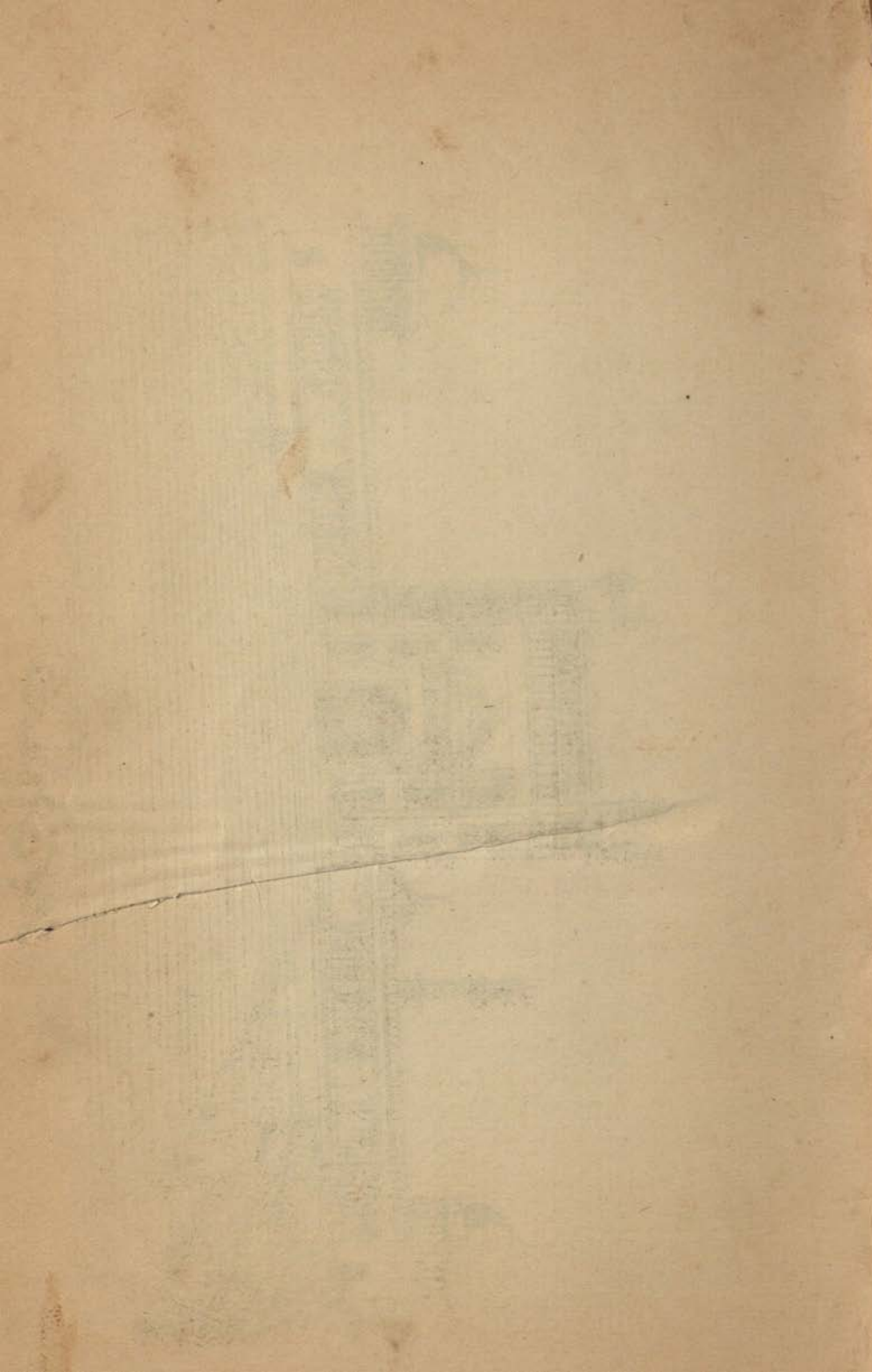


دروازه جنوبی

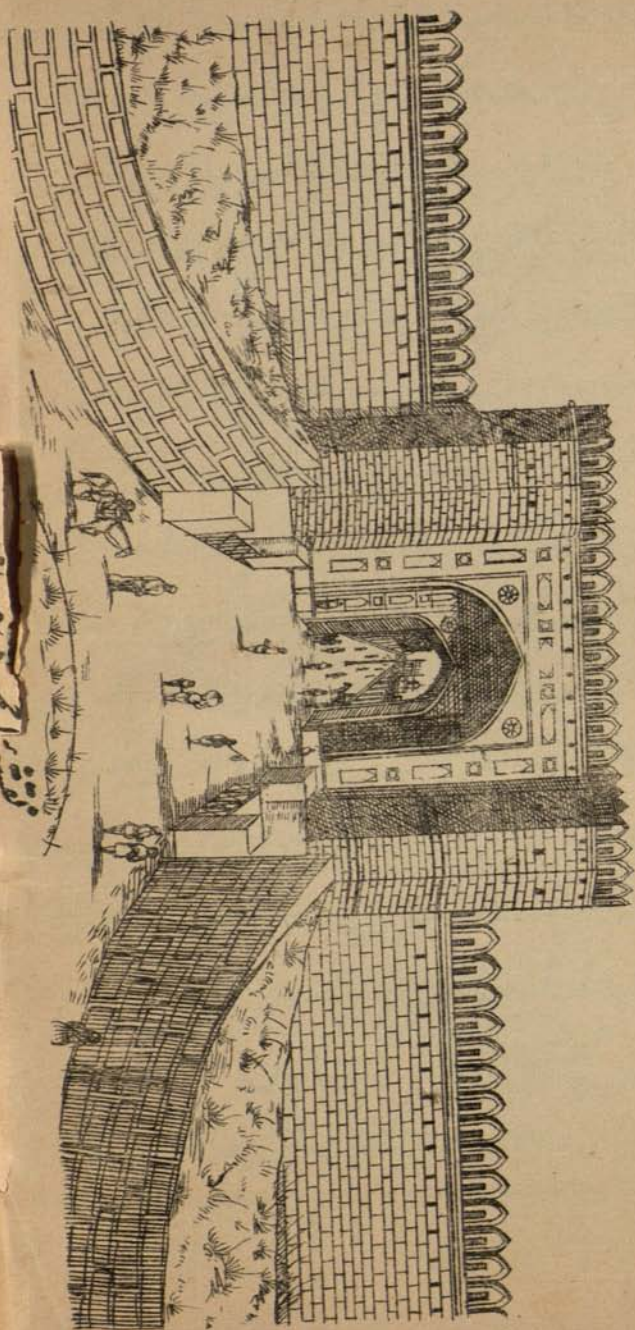
دریاے نجالت میں ڈوب جاتا ہے اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پیکھریوں پر
 شرف لیجاتا ہے سرج اسکا نر اسنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک
 موتی ہے قطع اسکی ایسی خوبصورت ہے کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ
 ہو چوڑاں چکلاں اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہے باوصف اسقدر بڑائی
 کے بہت نازک دکھائی دیتا ہے صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت
 دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی ٹٹانے میں ریاض
 بھی بہت آراستہ تھا چاروں طرف نہرین جاری تھیں جا بجا حوض بنے ہوئے
 تھے پانی لہراتا تھا فوائے چھوٹے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چھپاتیں
 تھیں مگر اب سب ویران ہو گیا وہ سر جو قدیار پر طعنے مارتے تھے اور وہ پھول
 جوبل و لبرون پر ہنستے تھے نام کو بھی نہیں ہے نہرین ٹوٹ گئیں حوض بند ہو گئے
 فوائے چپ ہوئے کنوئیں اٹھ ہو گئے آبشاروں کا نام نہ رہا کہیں کہیں
 ٹوٹا پھوٹا ان باتوں کا نشان پایا جاتا ہے ۳۷۹ سحری مطابق ۱۵۶۵ء عیسوی کے
 نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے سکہ جلوس اکبری میں اس مقبرے کو
 بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے میں پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار
 ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہے۔

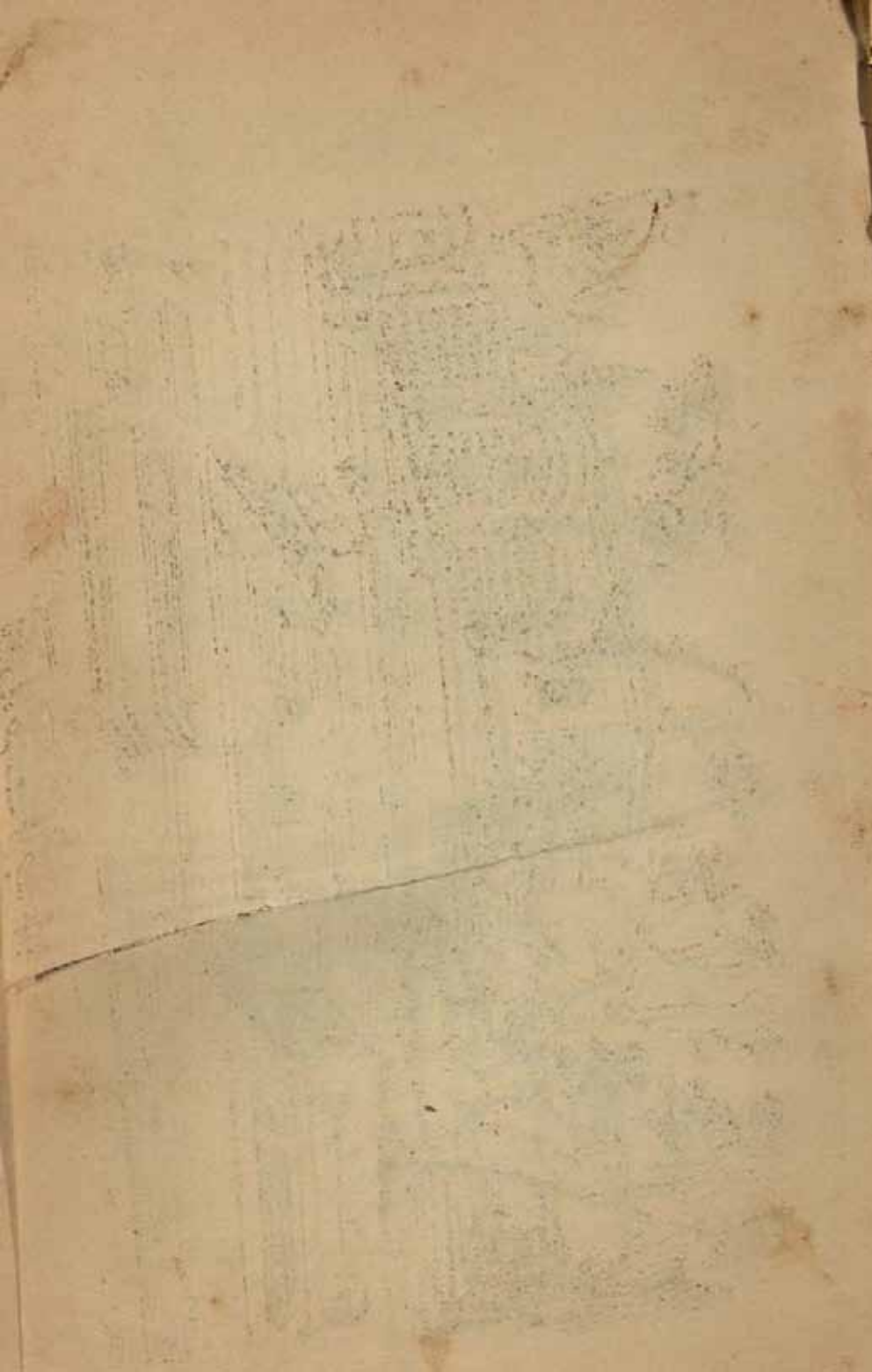
نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان

پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہے نواب نوبت خان اکبری کا انھوں نے

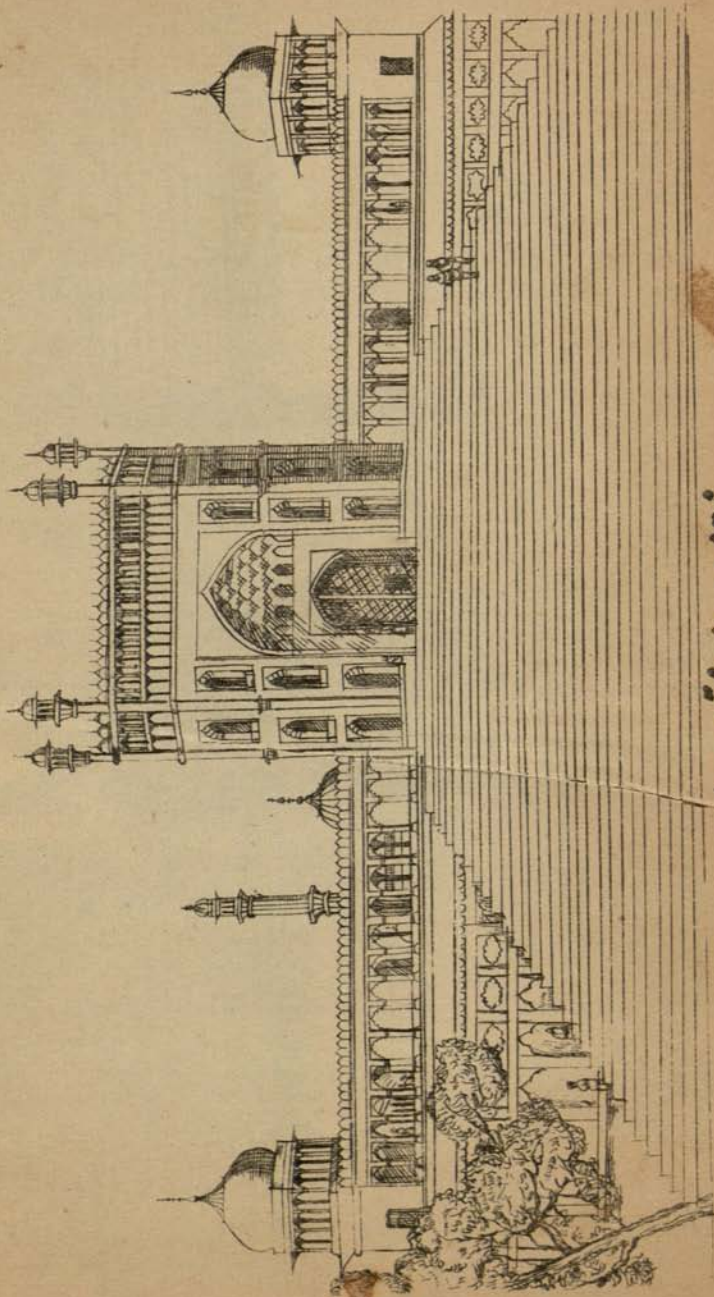


نقشه ایستگاه و راه





نقشه دروازه شرقی مسجد جامع



۹۷۱ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیسے جی بنایا اس مقبرے کا بیج
چینی کاریکانہ تھا اس سبب سے نیلی چھتری کر کر مشہور ہوا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہے
برج بھی گر پڑا ہے مقبرے کی نمائش بھی خراب ہو گئی ہے۔

مقبرہ تکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبر کی انا کے خاوند
تھے ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۲ عیسوی کے ادھم خان نے انکو مار ڈالا تھا باوجود
اوسکے بیٹے ادھم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شد۔ بڑا دنی ایک
اسکی تاریخ ہوا یہ مصرع بھی تاریخ کا ہے۔ رفت از ظلم سر اعظم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہے

خان اعظم سپاہ اعظم خان کہ چواکس دین زمانہ ندید

بشہادت رسید ماہ صیام شربت موت روزہ دار چشید

کاش سال و گر شہید شد کہ شدی سال فوت خان شہید

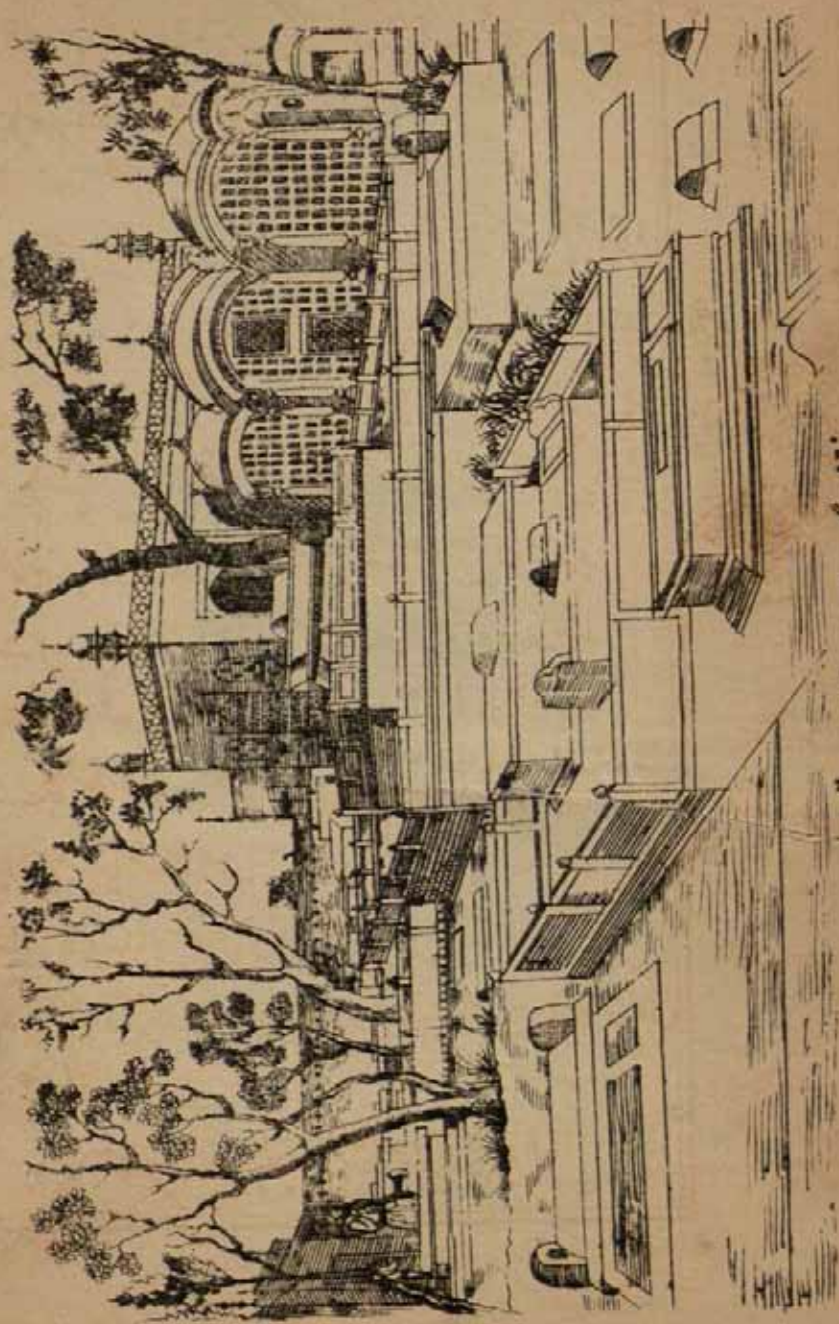
غرض کہ انکے مائے جانے کے بعد انکی لاش دلی میں لائے اور حضرت نظام الدین
کی درگاہ کے پاس دفن کیا ۹۷۲ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے کوکلتاش خان
انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہے سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
بنایا ہوا ہے آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہیں دروازے کی
پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہے۔

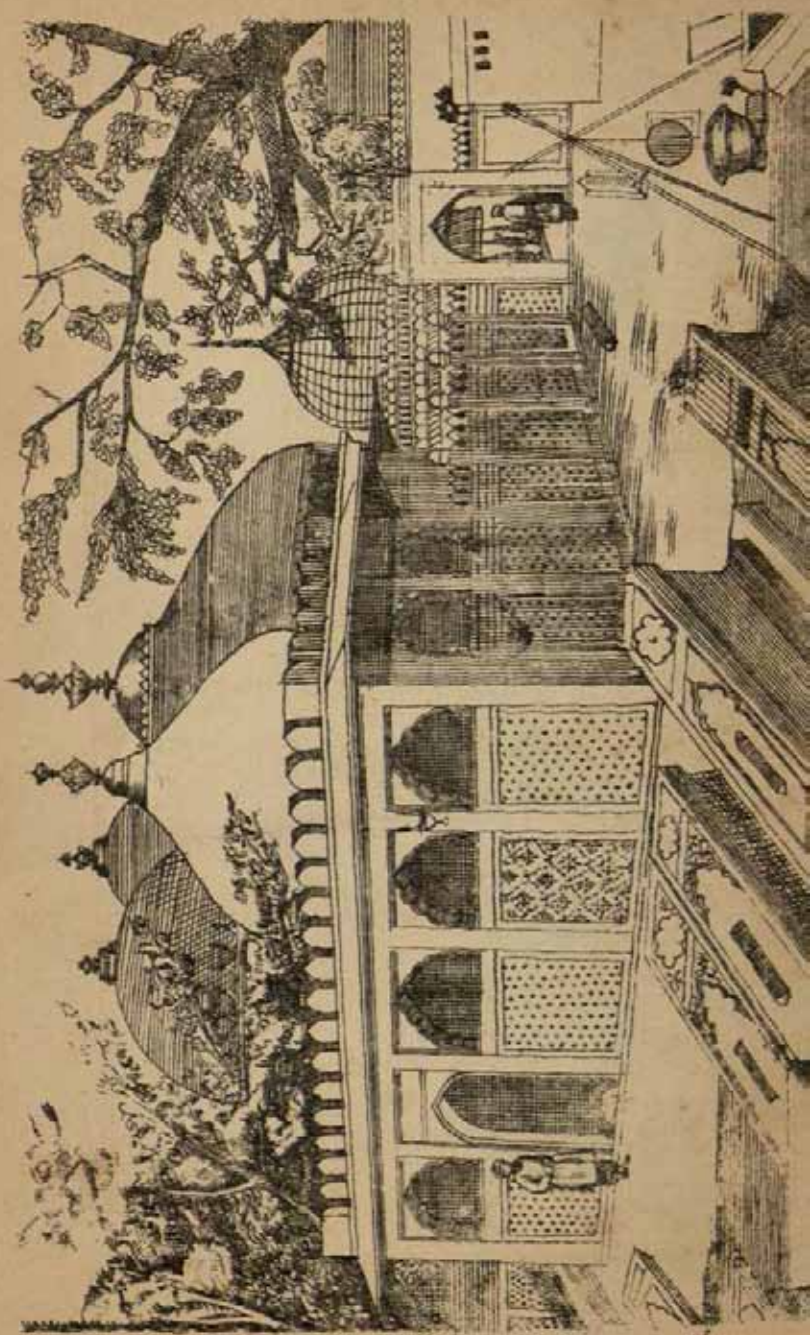
درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

نثر الابرار

دیکھو کتبہ نمبر ۳

نقشه درگاه حضرت خواب باقی باشد





یہ درگاہ شہر شاہجان آباد سے تھوڑی دور قرآن خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہے
حضرت خواجہ باقی بامد صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہے ۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء
عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بھی
بن گئی اور بہت قبریں ہو گئیں آپ کے مزار کے سرے پر ایک دیوار ہے کہ اوسمیں
طاق طاق بنے ہوئے ہیں اوسمیں چراغان روشن ہوتے ہیں۔

درگاہ حضرت امیر خسرو

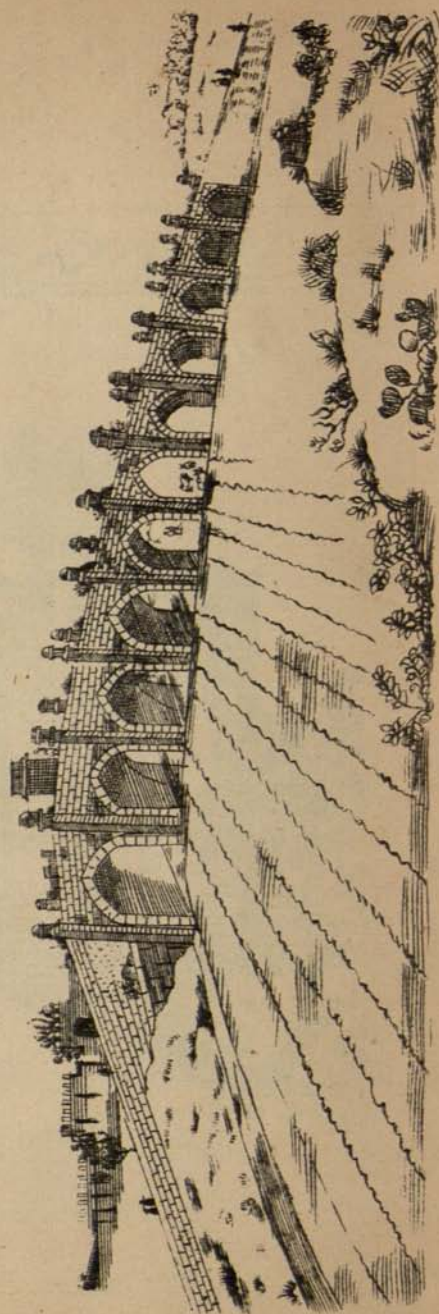
حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہے
۱۰۲۵ھ ہجری مطابق ۱۶۱۰ء عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اس مقام
پر جو یارانی چوبترہ کہلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرے پر لوج پیرایہ انتقال
کندہ ہے جس کا پہلا مادہ۔ عظیم مثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہے ۱۰۹۰ھ ہجری
مطابق ۱۶۷۵ء عیسوی سید مہدی نے صرف محجر بنا کر یہ عمارت جواب موجود ہے
۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر
کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہے اس درگاہ میں ہر
برس کی سترھویں شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہے اور موسم بہار
میں بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہے۔

جیل خانہ یا سرفریز خان

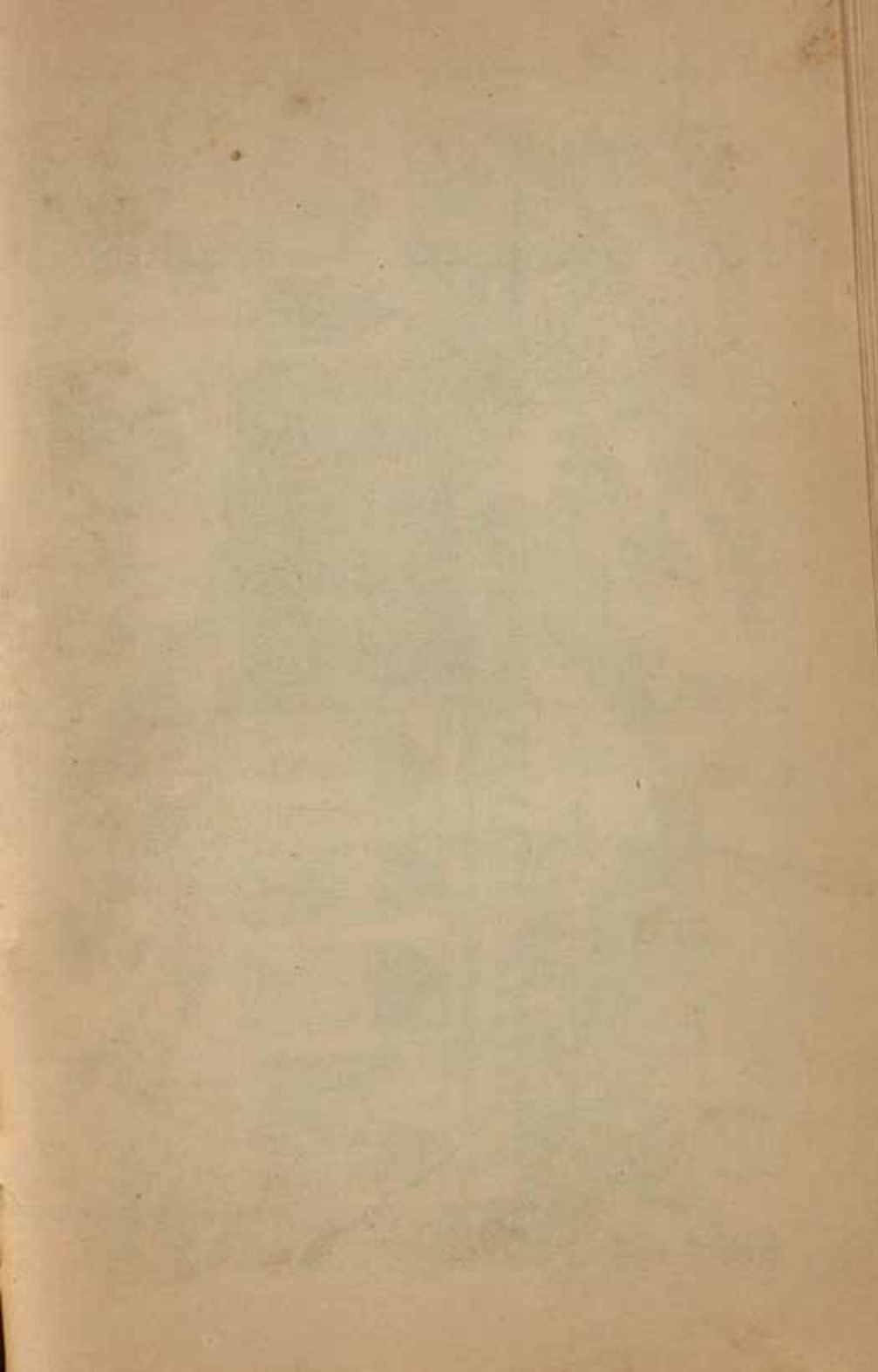
درحقیقت یہ سراسر ہے نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بہ مرضی خان کی بنائی ہوئی

انبار الاغیاء

کچھ کتبہ ہر



نقشه باره یله

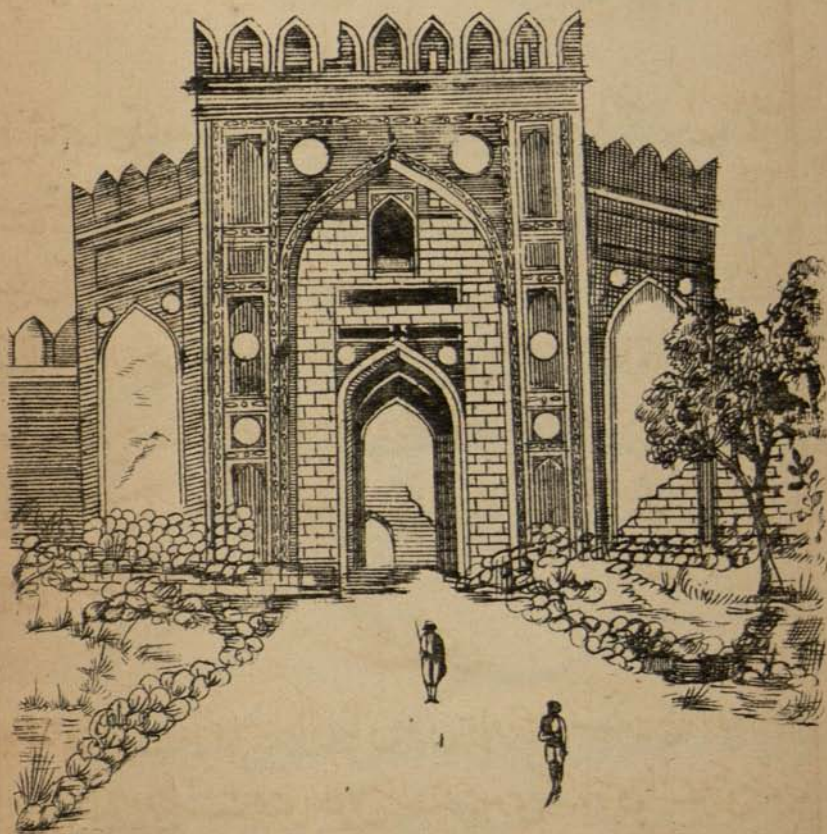


بسم الله الرحمن الرحيم

مهراب نو قدیمی جهانگیرشاه



لا اله الا الله محمد رسول الله



دروازه مندی



تھینا سنانہ سہجری مطابق سلسلہ عیسوی کے اونھون نے یہ سرانائی تھی جب
پُرانی دلی ویران ہو گئی یہ سرابھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی نے اسکی مرمت
کی اور اسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرکار کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہوا اور
اور اس کے اوپر بھی مکانات ہیں کہ داروغہ جیل خانہ اوسمین نفراغت
رہ سکتا ہوا اب اس کے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کابھی حوض
اور پاگل خانے کے بن گئے ہیں۔

بارہ پلہ

یہ پل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کی طرف واقع ہوا ایسا نفیس پل اسطون
نہیں ہوا اس پل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد میں سلسلہ سہجری مطابق سلسلہ عیسوی کے
مہربان آغا عرف آغا مان المصطفیٰ بہ آغاے آغایان خواجہ سرانے بنایا ہوا
یہ آغا اکبر خاں اور جہانگیری عہد کے بٹے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہیں
اور یہ پل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چٹان سے بنا ہوا ہوا اس کے سر پر
ایک پتھر پر چند شعر پل بٹے کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف
مین کندہ ہیں۔

منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سران کی بنائی ہوئی ہوا اور جس زمانے مین کہ اوسنے
بارہ پلہ بنایا یعنی سلسلہ سہجری مطابق سلسلہ عیسوی کے اوسے زمانے مین منڈی

روڑ کو جہانگیری

دیکھو کہ کتبہ نمبر ۲

نور الدین جہانگیر بادشاہ نے مکہ جلوس مطابق سلسلہ ہجری موافق ۱۰۲۲ عیسوی کے اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ ہونے اور پتھر کا پُل بنوایا ہے کہ وہ پُل اب تک موجود ہے اور ادسپرو دہا کتبے بھی لکھے ہوئے ہیں جب شاہ جہان نے قلعہ بنایا تو یہ پُل قلعہ میں ایسا مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

مقبرہ شیخ فرید

بگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہے شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر کے عہد میں مرتضیٰ خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہیں صرف دالان باقی رہ گیا ہے سلسلہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۲۳ ہجری موافق ۱۰۲۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات انکی قبر پر کندہ ہے اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

نیلہ برج یا مقبرہ فہیم

یہ مقبرہ ہے ہمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہے اور کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہے اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ عبد الرحیم خان خاں خاں کا بنایا ہوا ہے سلسلہ ہجری مطابق ۱۰۲۳ عیسوی کے جبکہ جاہت خان نے خاں خاں کو براہ دعا نظر بند کیا تو پہلے فہیم پاس جو خاں خاں کے بیٹے عزیز چیلون میں سے تھا پیغام سازش کا بھیجا دینے

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہوا اور اوس پر پانی کا نام لکھا ہوا ہے
 منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنواں سیرھوٹن راب تک
 موجود ہوا اور بائین کے نام سے مشہور ہوا اس قسم کے کنوئین بالکل کی طرف بہت
 مین مگر اس طرف ایسا کنواں عجائبات سے ہے۔

کوس منارہ

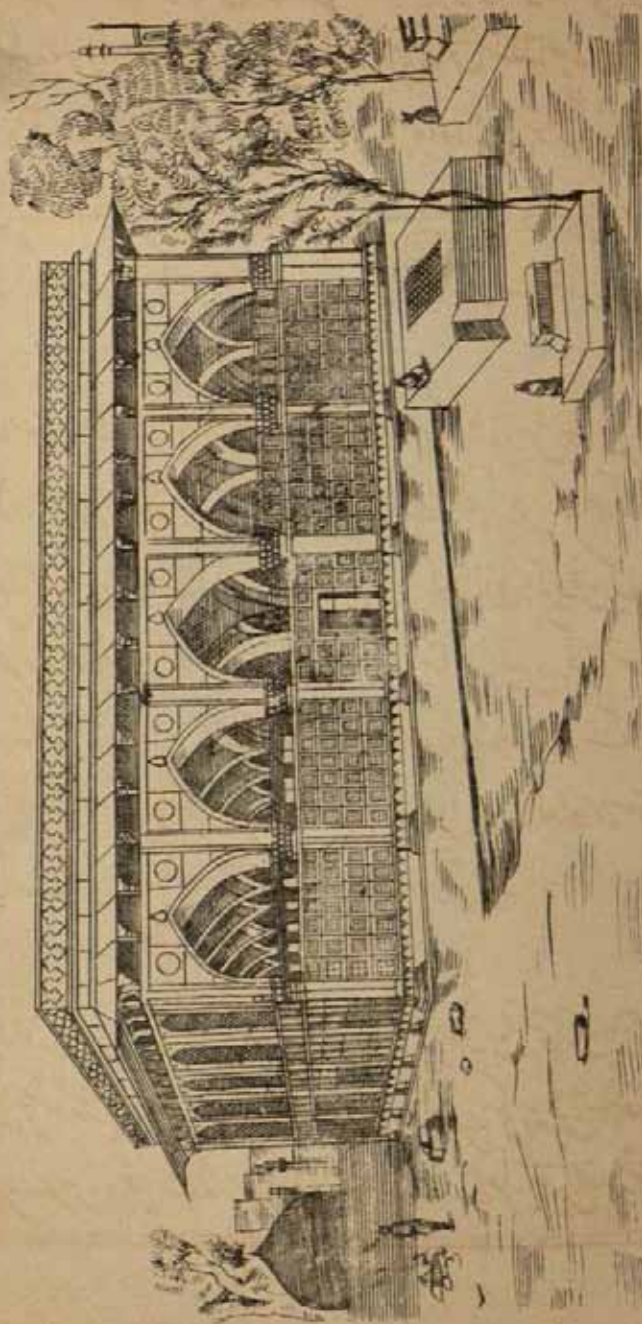
جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد میں بنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریائے اہم تک
 شکر بنوا کر دو طرفہ درخت لگائے تھے سلسلہ جلوس می مطابق ششہ ہجری موافق ۱۰۳۰
 عیسوی کے یہ بھی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوایا
 جائے اور تین کوس پر ایک کنواں چنانچہ یہ منارہ چھپنے اور پتھر کے بہت حکم اور بلند
 اتنا بنے ہوئے موجود ہیں اکثر مناروں میں معلوم ہوتا ہے کہ تعداد کوس کے لیے پتھر
 لگانے کو خانہ چھوڑا ہو مگر کسی میں پتھر لگا ہوا نہیں ہے۔

پہل سلیم گڑھ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڑھ بنایا تھا تو اس وقت دریائے
 نیچے بہتا تھا اور جنوب کی طرف پانی نہ تھا اور اسی طرف کے دروازے سے اس
 قلعہ میں جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریائے کے کنارے پر تھا شاید
 ایک مدت کے بعد پانی کی ٹکڑ سے جنوب کی طرف کا کرار دیا کا کٹ گیا اور اس
 قلعہ کے چاروں طرف پانی ہو گیا اور قلعہ میں جانے کا راستہ نہ رہا تب

توزک جلیگی

نقشه توپوگرافیک



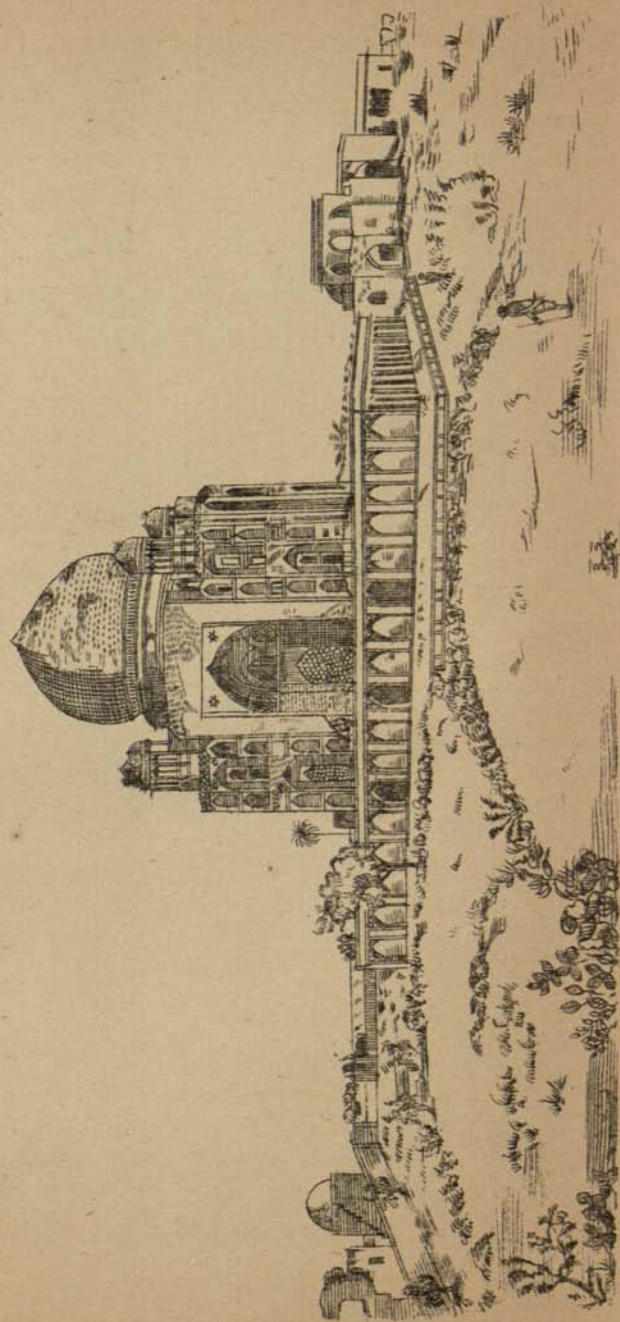
نمانا اور اپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقوں کے ساتھ لڑکر راکیا غالب ہو کہ جب
خانخانان سنہ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ہجری موافق سنہ اعیسوی کے چھوٹا
جب اس نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہو اور ایسی خوش رنگ و خوبصورت
چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہو کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہو برج اس مقبرہ
کا بالکل نیلے رنگ کا ہو اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہو۔

چونٹھ کھنبہ

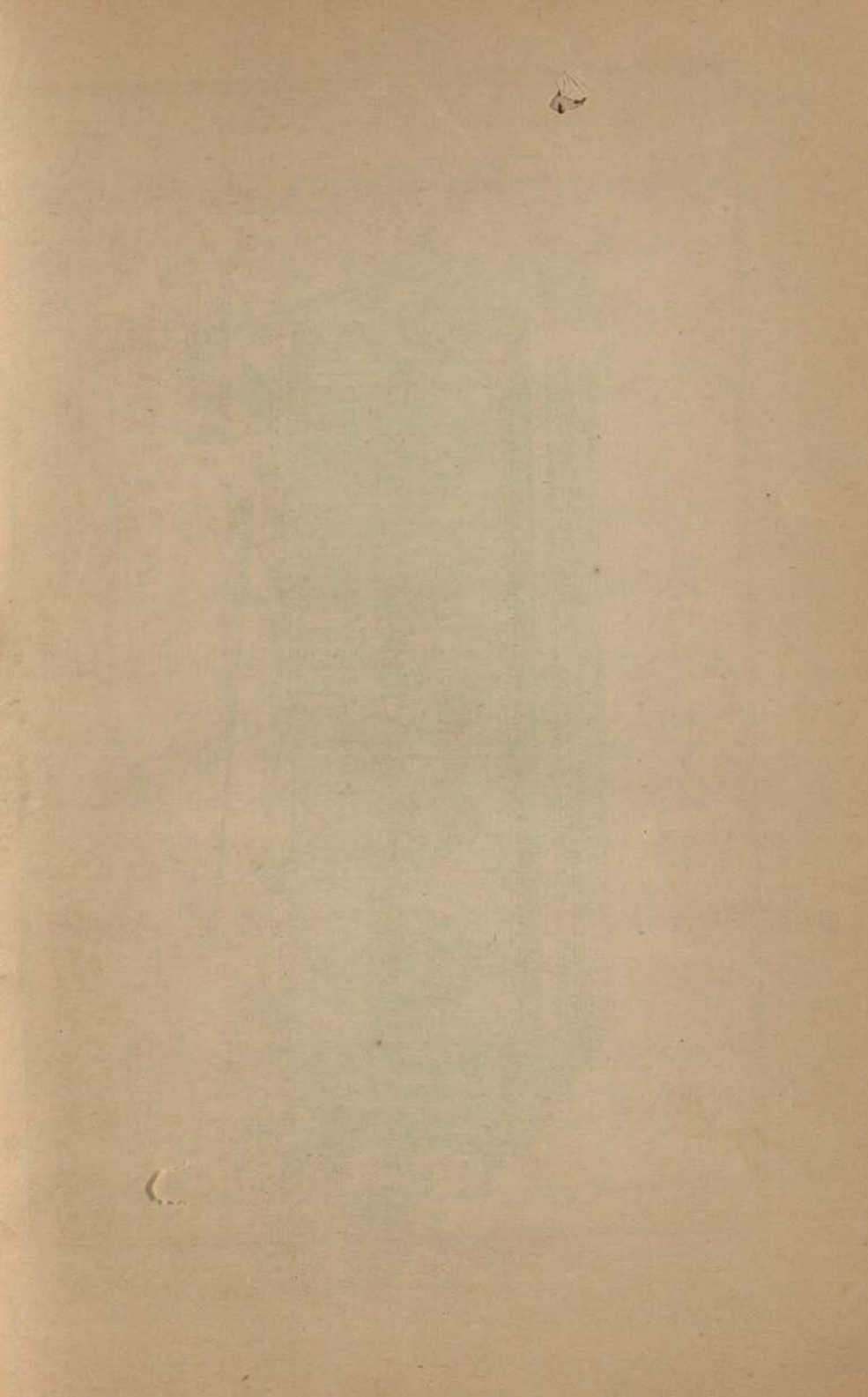
متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کو کلتاش خان بیٹے
خان عظمیٰ تک خان کا ہو جبکہ سنہ ہجری مطابق سنہ اعیسوی کے احمد آباد طرقات
میں جہانگیری کے عہد میں انکا انتقال ہوا تب انکی لاش کو یہاں لا کر دفن کیا اور یہ
مقبرہ انکی قبر پر بنایا مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتا سر سے
پائون تک سنگ مرمر کا ہو اس عمارت میں چونٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے
ہوئے ہیں اس سبب سے اسکو چونٹھ کھنبہ کہتے ہیں اسکی محرابوں کا لداؤ اور ستونوں
کی قطع اور سنگ مرمر کی نمائش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہو۔

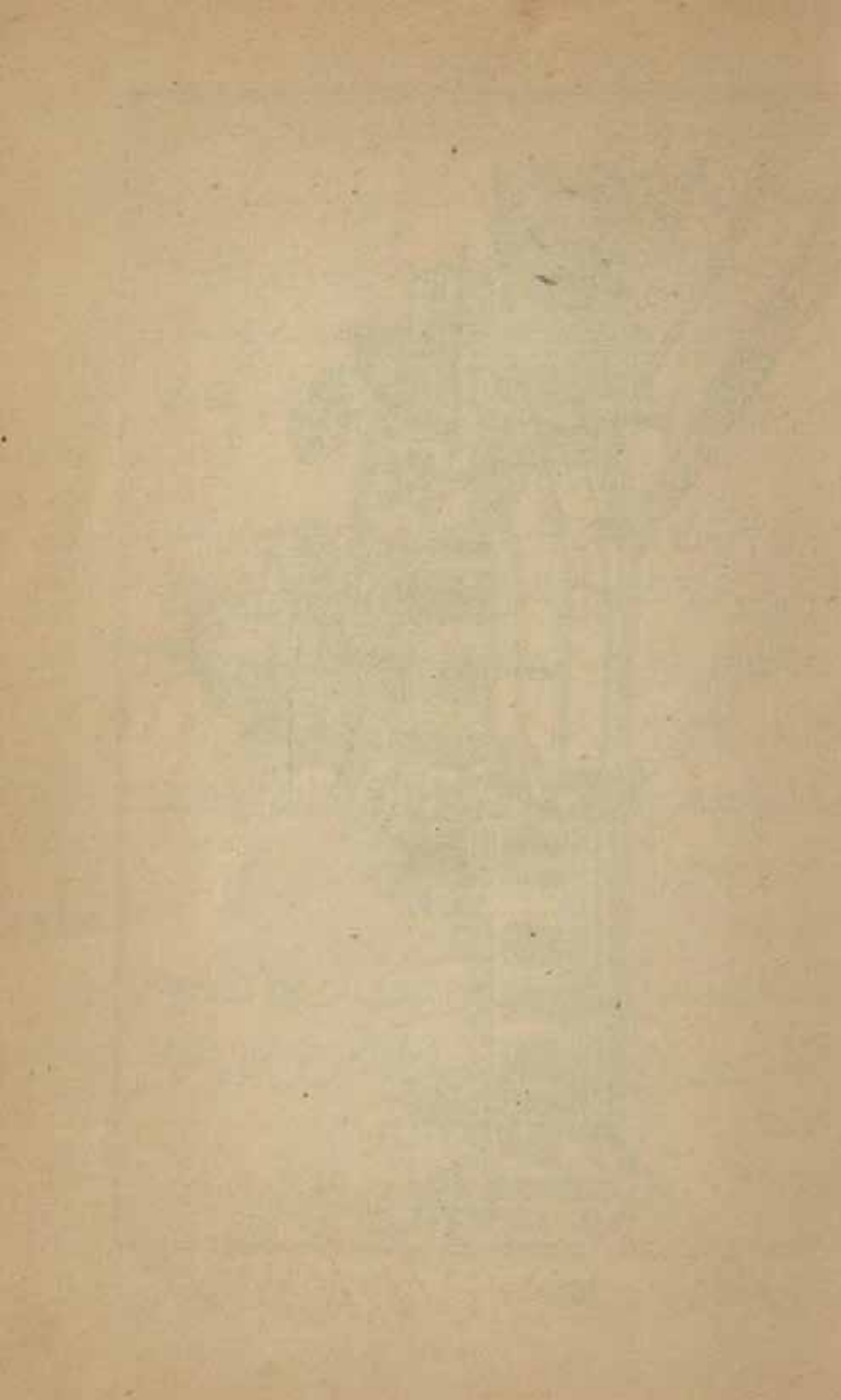
مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبدالرحیم خان خانخانان بن مریم خان
خانخانان کا ہو سنہ ہجری مطابق سنہ اعیسوی کے بہتر برکی عہد میں انکا انتقال ہو
اور اسی مقبرے میں دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکے یا رخ ہی مقبرہ بھی



نقشه مقبره خاتمانان





اسی زمانے میں بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا
سنگ مرمر کی بچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد میں اس مقبرے کا تمام تہہ و بوم
بکا افسوس ہو کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یوں خراب ہو گئی اب یہ مقبرہ زراعت نے کا بھنڈا
اور بالکل لٹا منڈرہ گیا ہے یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی
امیرون میں سے ہیں انکو سنسکرت میں بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

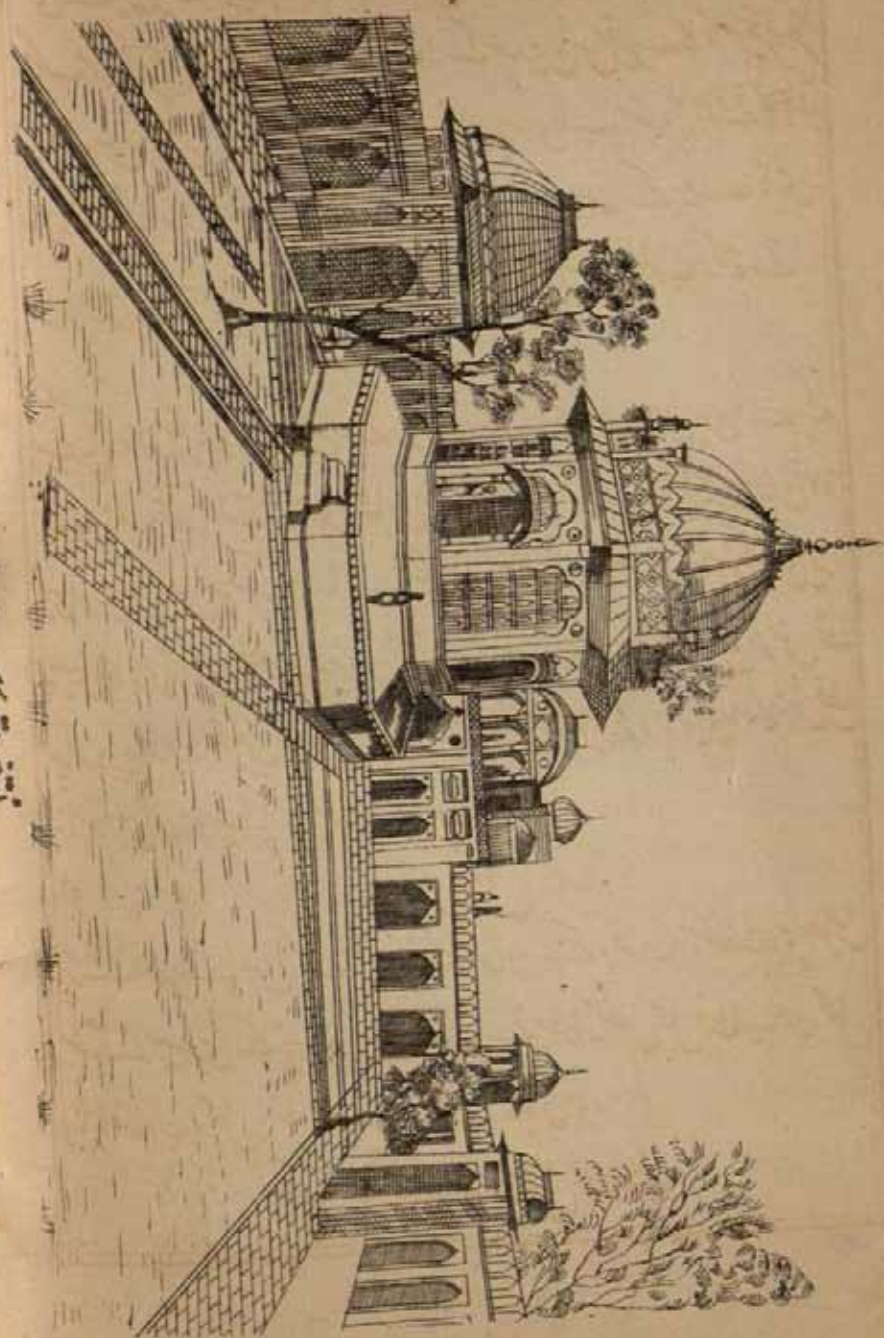
مقبرہ سید عابد

سید عابد نواب خان دوران خان کے رفیقوں میں سے تھے کسی لڑائی میں مارے گئے
جب یہ مقبرہ ٹھیکہ دار سلطانہ ہجری مطابق ۱۲۱۶ عیسوی کے بنالال بنگلہ جو مکان شہر
ہے اویسکے پاس یہ مقبرہ ہر ساخت اسکی بالکل بھونے اور اینٹ کی ہے اور زمین میں
چینی کاری کا بھی کام ہے یہ مکان بھی اچھا بنا ہوا ہے اسکے صحن میں حوض تھا
چاروں طرف نہر میں تھیں مگر اب خراب ہو گئیں ہیں دروازہ بھی اسکا ٹوٹا قطع
بنا ہوا ہے اور اوپر ایک سہ دری معقول ہے۔

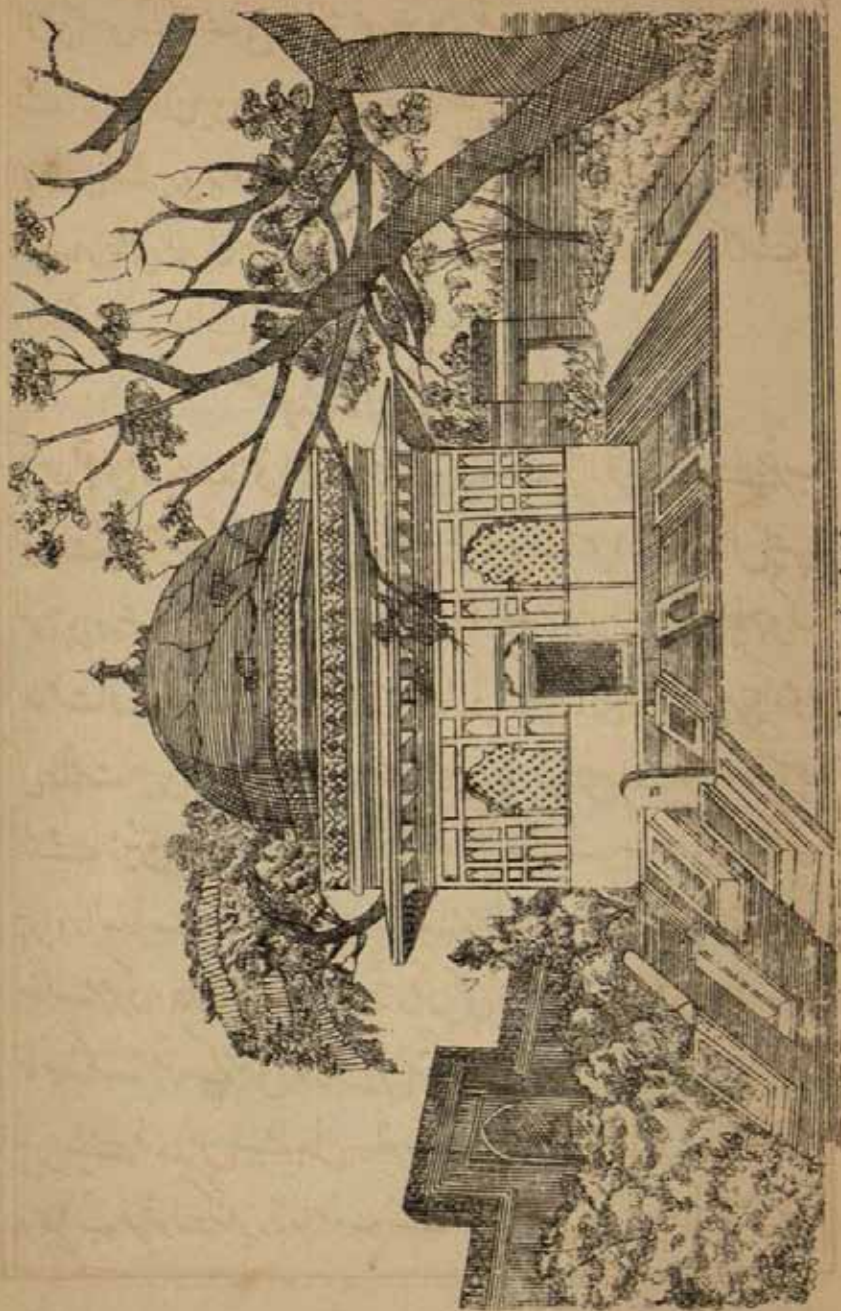
خاص محل

پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا ۱۶۵۸ ہجری مطابق
۱۶۵۸ عیسوی کے زمین خان کے بیٹے نے جھکا خاص محل خطاب تھا یہ محل
بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہے دروازہ باقی ہے۔

مقبرہ شیخ عبدالحق محدث



قصر عظيم



نقشه گاه حضرت شیخ بهایی

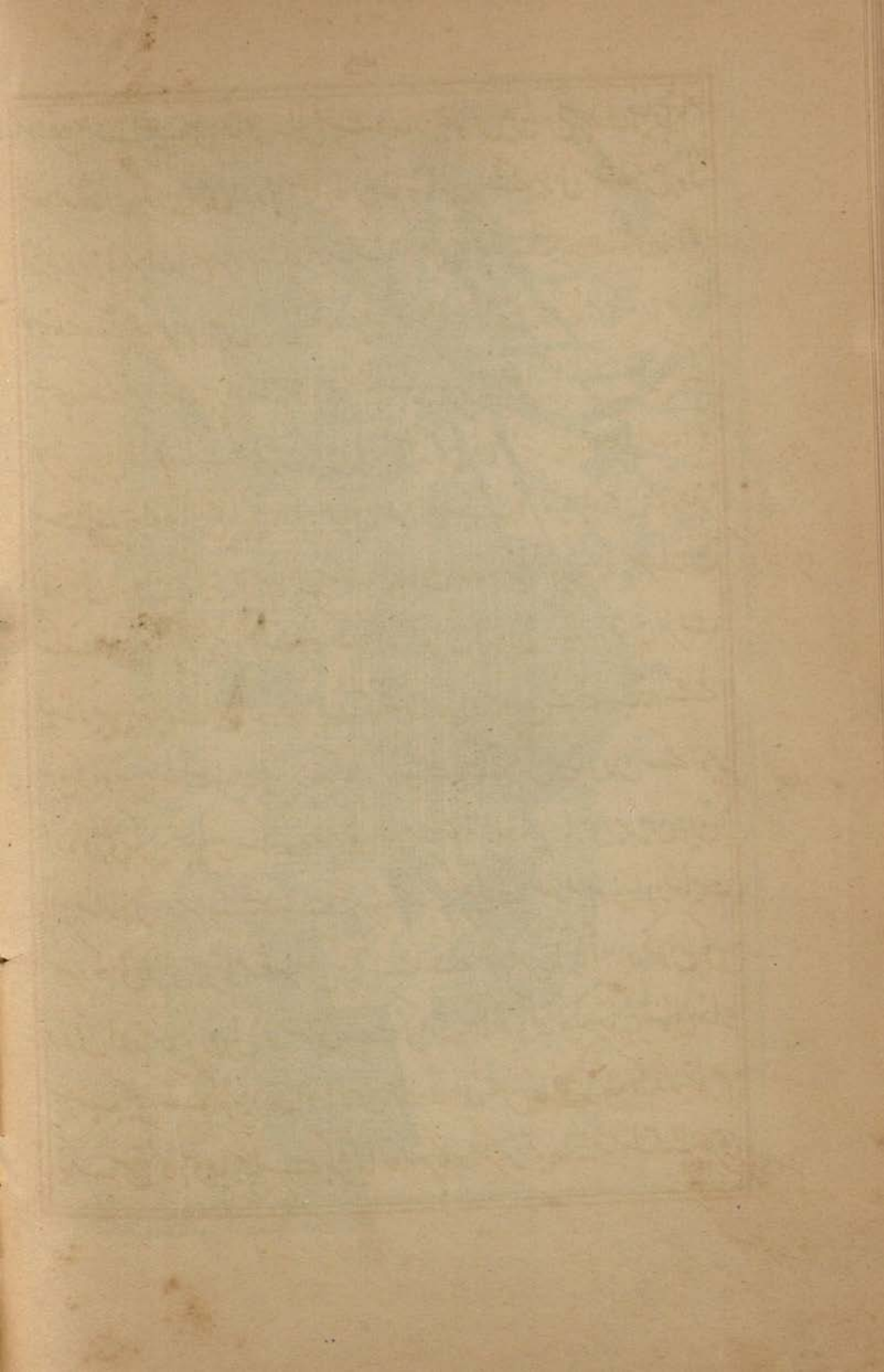
حضرت عیسیٰ کے کنائے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہے جو اکبر اور جہانگیری عہد کے
بڑے نامی عالمون میں سے ہیں۔ شہنشاہِ بھری مطابق ۱۲۷۱ھ عیسوی کے انکشاف ہوا
اور اسی زمانے میں یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سربانے ایک دیوار پر
انکشاف ہوا حال لکھ رکھا ہے یہ مقبرہ نے جو پتھر کا ہے مگر تالاب کے کنارے پر
واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہے۔

مسجد جہان نمایا مسجد جامع

یہ مسجد قصبی اور یہ مسجد اعلیٰ ازک شاہ جہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب
کی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ
گئی ہے اور شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہے کہ
لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہو آدمی
کی طاقت نہیں کہ اسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوش نما مسجد
میں زمین پر نہیں سرے پاؤں تک ایک سنگ کے سنگ مرمر کی
ہے اور اندر سے اچھے سنگ مرمر کی اور جابجا سنگ مرمر میں
سنگ مرمر کی دھاریاں اور سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی ہوئی ہے ہر جگہ اسکے
تمام سنگ مرمر کے ہیں اور اوسمین سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنی ہوئیں
ہیں ایسے مہندس بے ہل نے یہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی درو دیوار طاق
و محراب مرغولہ و گنگورہ مناسب سے خالی نہیں دسویں شوال ۱۲۷۱ھ ہجری

شاہ جہان آباد
مردانہ

موافق ۶۵۰ عیسوی مطابق سال سبت و چہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد بہتمام
 سعد الدخان دیوان اعلیٰ اور فاضل خان خانسانان کے پڑنی شروع ہوئی
 اور ہر روز پانچزار درج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس
 اہتمام کے چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس
 مسجد کے تین گنبد ہیں نہایت خوشنماؤں کے گز کی طول اور میں گز کے
 عرض میں اندر کوسات محرابیں ہیں اور باہر صحن کی طرف گیارہ دریا یک در تو
 بہت بلند ہوا اور پانچ پانچ در اوہرا و دھڑہین بڑے در تو یا ہادی بطور طعرا
 اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف
 سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہوا درون کے دونوں طرف
 مینار ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمیں نے بنے ہوئے
 ہیں کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہیں میناروں کے اوپر
 بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشادل ربانی ہوئیں ہیں
 ان میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت
 سیر دکھائی دیتی ہے تمام شہر مثل کٹوے کے معلوم ہوتا ہے اور درختوں کی
 رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہے شمالی منارہ
 بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اس عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام
 سنگ سرخ کا ہے جا بجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے ۱۸۳۳ء ہجری



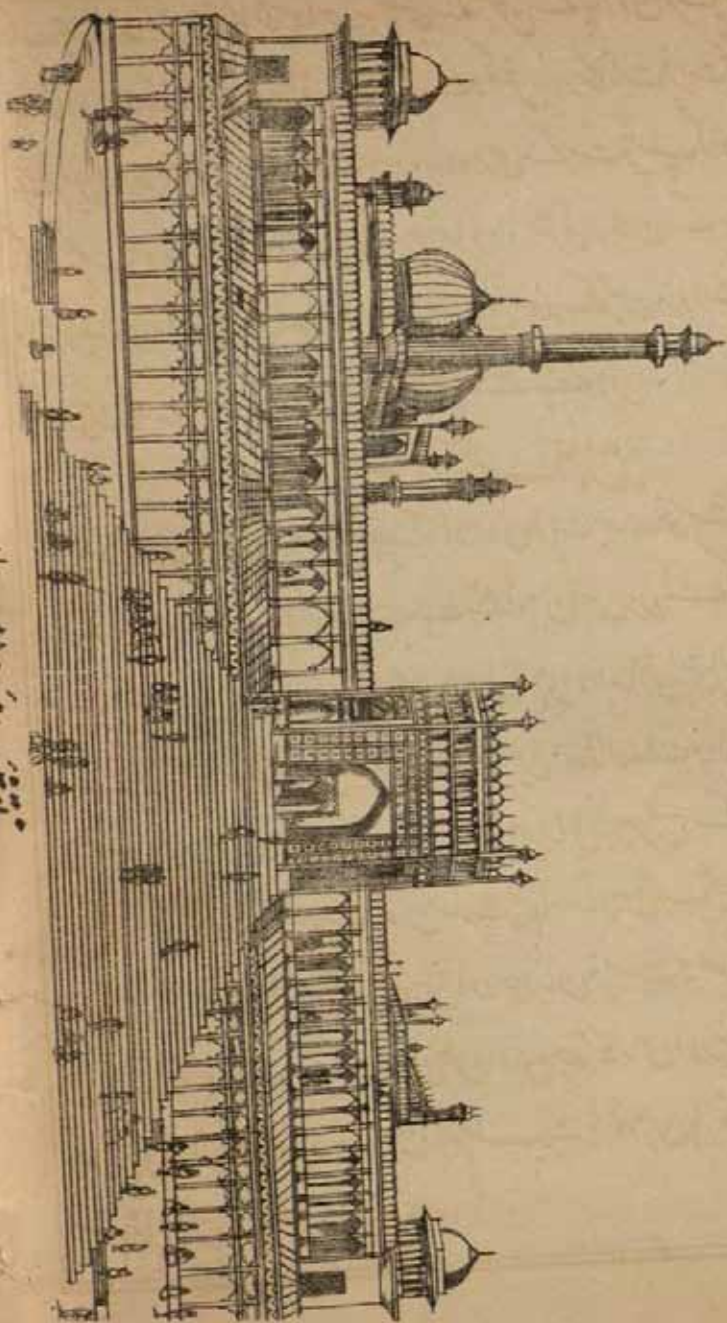
مطابق ۱۸۱ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد میں اس منار کو بنوایا
 اور فرش بھی درست کروادیا کثرت نمازیوں کی ماشاء اللہ اس مسجد میں مور و طبع
 سے زیادہ ہوتی ہے اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیوں کو نہیں پہنچ سکتی
 اس واسطے شاہزادہ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے ۱۸۲۰
 ہجری مطابق ۱۸۲۹ عیسوی کے بڑے در کے بیچ میں ایک کبر سنگ باسی کا
 بہت خوشنما بنوایا ہے کہ کبرہ اس کبر پر کھڑے ہو کر آواز اللہ اکبر اور بنا لا اھل
 سب کے کان کا آویزہ کرتا ہے اس مسجد میں تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور
 اوس میں سنگ موسیٰ کی بچکاری سے مصلے بنادیے ہیں ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر
 کا ہے اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہے کہ جسکایان ممکن نہیں جانب شمال کے والان میں
 کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکھے ہیں اور وہ مقام
 درگاہ آثار شریف کہلاتا ہے صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہے
 ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچ میں حوض ہے
 فرحت بخش روح افزادلکش اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا نر سنگ مرمر
 کا اور اوسکے بیچ میں فوارہ لگا ہوا ہے اور جمیعہ اور عیدین اور الوداع کو
 چھوٹا کرتا ہے اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی
 نے ۱۸۲۰ ہجری مطابق ۱۸۲۹ عیسوی میں یہ بات بیان کر کر کہ میں نے
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس جگہ بیٹھے دیکھا ہے

ایک چھوٹا سا کٹھنہ پتھر کا لگا ہوا ہے اس مسجد کے صحن کے چاروں طرف یوانہاے
خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور حجر ہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے
ہوئے ہیں اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں بارہ درمی کے بہت دلچسپ کہ اوں سے
ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے
دائرہ ہندی وقت نماز جانے کو بنا ہوا ہے اس مسجد کے تین دروازے بہت
عالی ہیں تینوں دروازوں میں برنجی کوڑھ چڑھے ہوئے ہیں۔

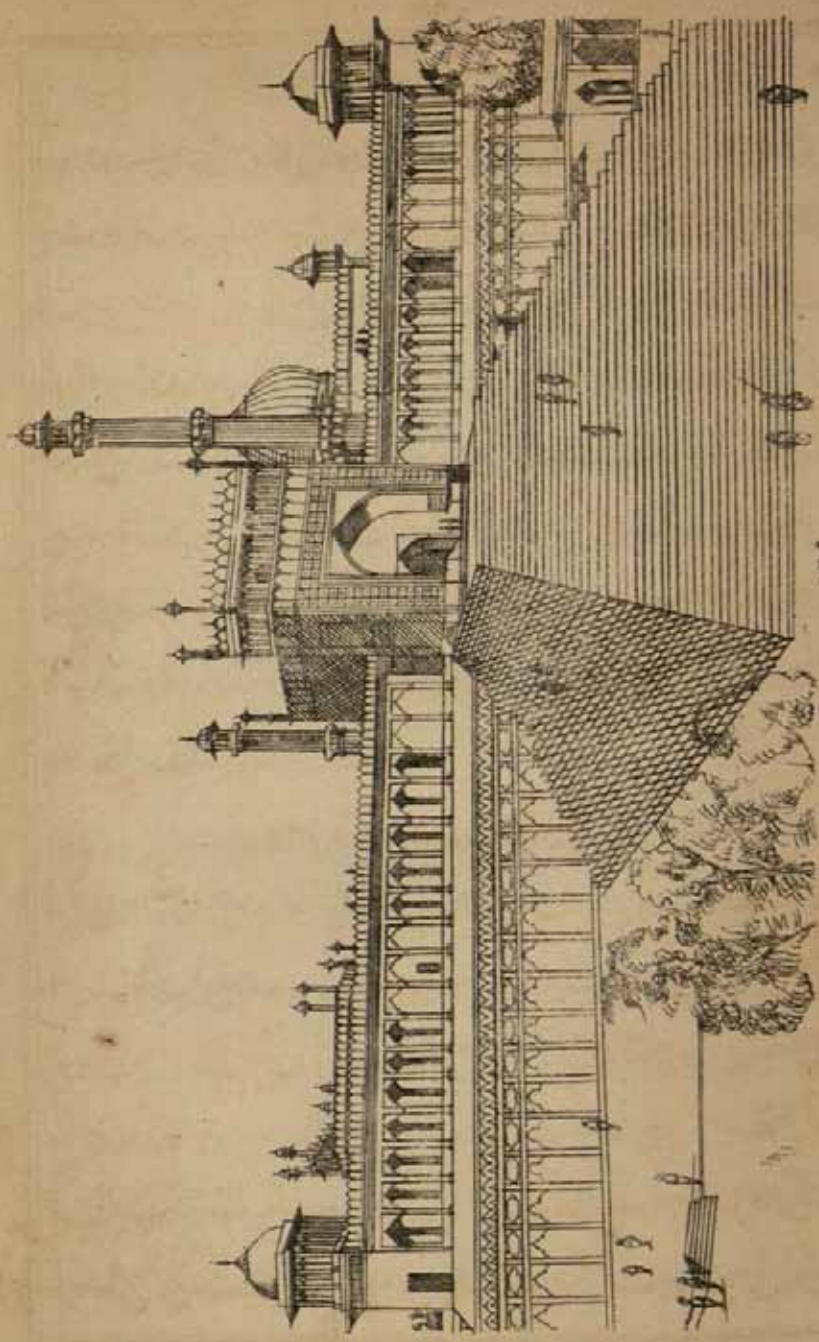
دروازہ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے
دروازے پر پہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہیں اس دروازے کی تین سیڑھیاں
ہیں ان سیڑھیوں پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہے اور بساطی اپنی اپنی دوکانیں
لگاتے ہیں اور طرح طرح کی چیزیں بیچتے ہیں اور فالوے والا اپنی دوکان
لگاتا ہے اور شربت قند اور فالودہ زمین بیچتا ہے کبابی ہر طرح کے کباب بنا تے
ہیں کہ اوکی بویر عاشق برشتہ بھان حسرت لیجاتے ہیں عجب عجب طرح کے
جانور اور اسیل اسیل مرغ بکتے ہیں اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز
میں انٹے لڑاتے ہیں کہ آسمان بھی ان کی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک
کھاتا ہے یا ران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے
سیر و تماشا کرتے پھرتے ہیں۔

توضیح در باره آوازها



کشف در وادۂ شامی بحار



دروازہ شمالی مسجد جامع

دروازہ شمالی اس مسجد کا پائے والوں کے بازار کی طرف واقع ہے یہ دروازہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اس پر بھی حجرے رہنے کے لائق بنے ہوئے ہیں اور اس طرف اونٹالیس سیڑھیاں ہیں اگرچہ اس طرف بھی کبابی بیٹھتے ہیں اور سوے والے دوکانیں لگاتے ہیں لیکن بڑا تماشا اس طرف مدار یون اور قصہ خوانوں کا ہوتا ہے تیسرے پہر ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھتا ہے اور داستان امیر ہمزہ کہتا ہے کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کہیں داستان بوستان خیال ہوتی ہے اور صد ہا آدمی اور سکے سننے کو جمع ہوتے ہیں ایک طرف مدار ہی تماشا کرتا ہے اور بھانسی کا کھیل ہوتا ہے اور بوٹے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بناتا ہے۔

دروازہ شرقی مسجد جامع

شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کی طرف ہے یہ بہت بڑا دروازہ ہے اور سپر مکانات بھی بہت بنے ہوئے ہیں اس دروازے کے آگے پینتیس سیڑھیاں ہیں ان سیڑھیوں پر ہر روز گزری ہوتی ہے یہ گزری بھی شاہجہان آباد میں گویا ہر روز کا میلہ ہے ہزار طرح طرح کے کپڑے الگینوں پر ڈالتے ہیں اور عجب عجب خوشنمائی سے درو دیوار پر باغ سا کھلا معلوم ہوتا ہے جو ان عشق شریعت طرح طرح کے جانور پتھروں میں لیے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہیں اور ان کی

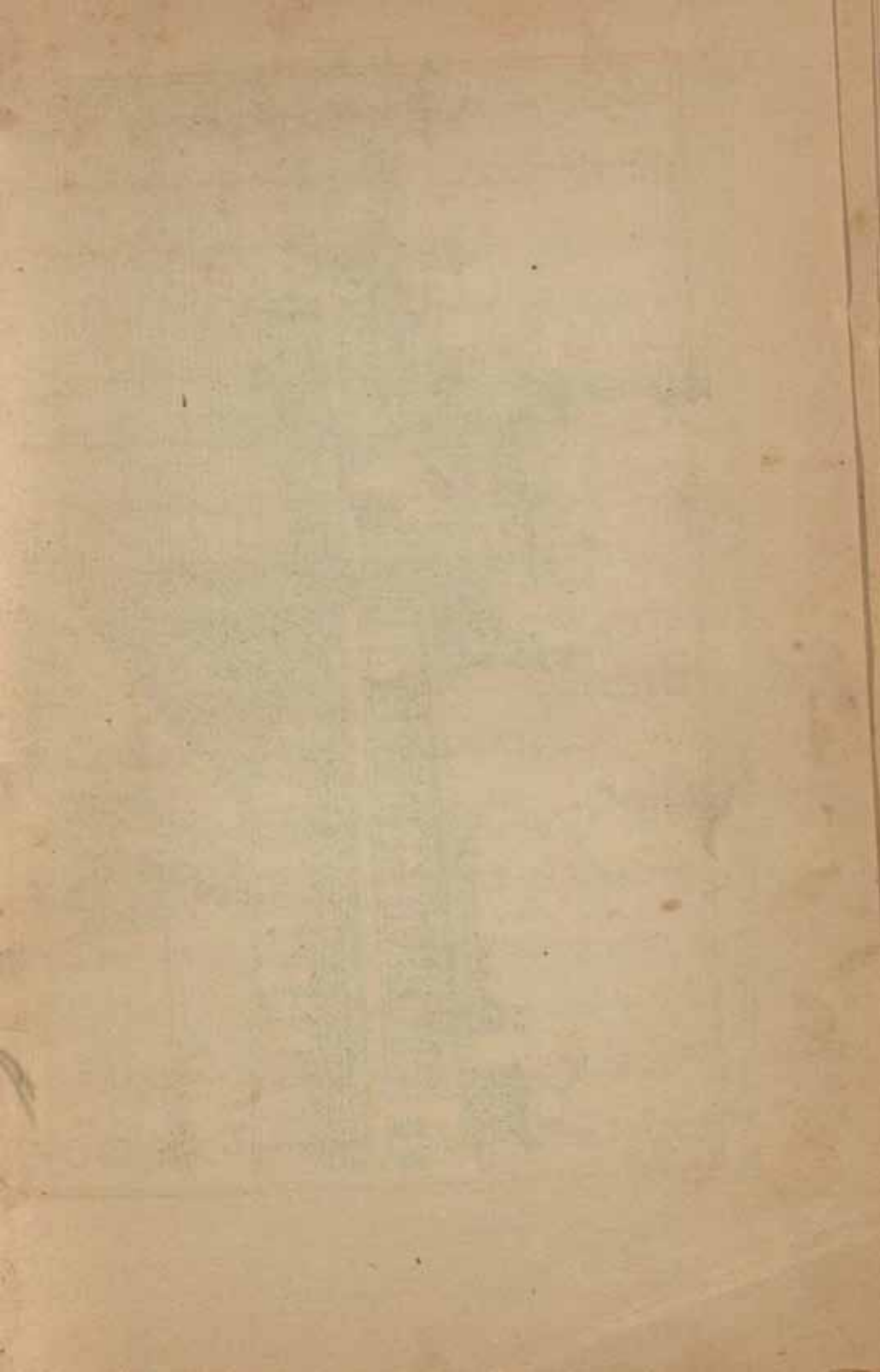
اچھی اچھی آواز میں ساتھ میں ایک طرف کبوتر کے کبوتر بیچتے ہیں اور ایک طرف گھوٹے والے گھوٹے لیے کھڑے ہیں خریدار جوق جوق ٹٹے پھرتے ہیں اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہیں۔

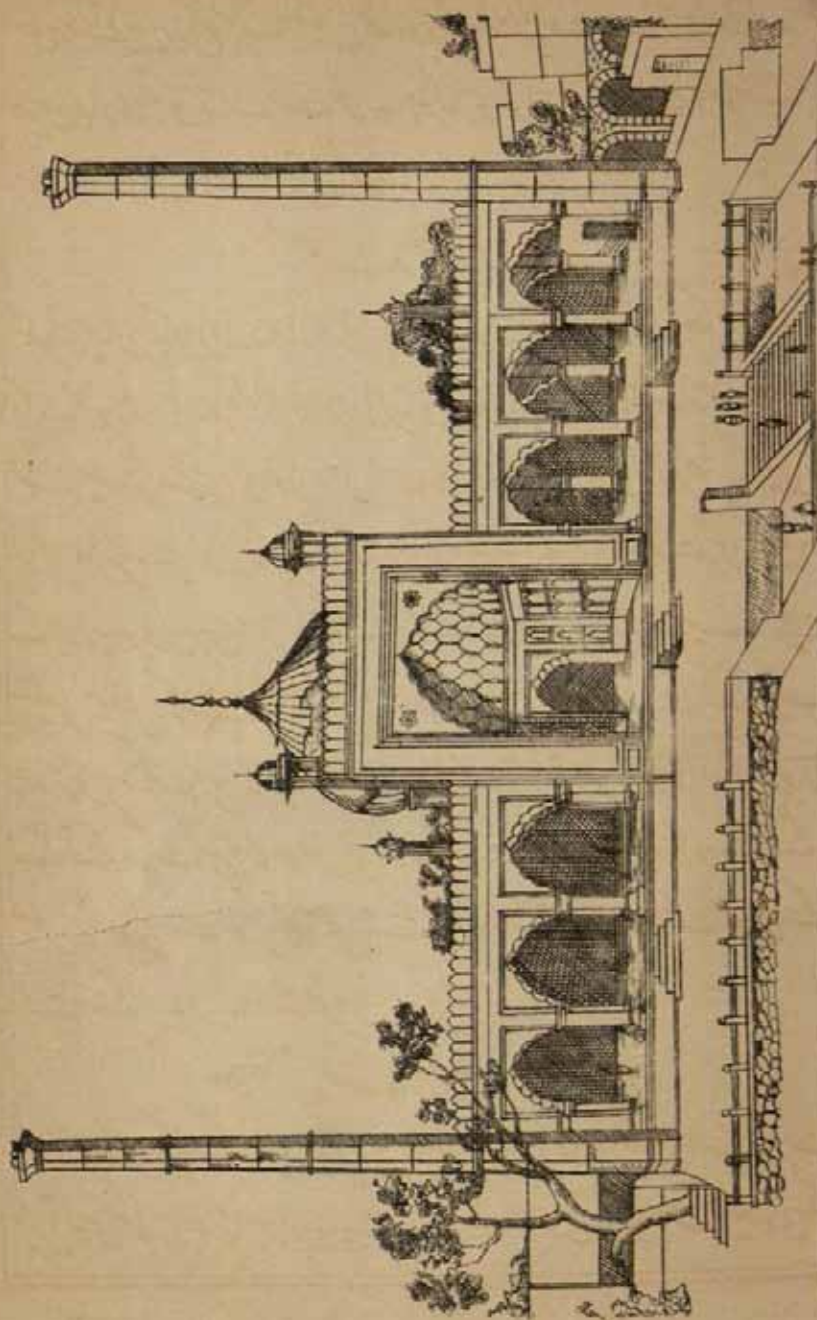
دارالشفا اور دارالبیت

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑ کر شرقی و دونوں کونوں کی طرف دو حوض بنائے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہو گئے ہیں اور اون پر مکانات بن گئے ہیں اور غربی و دونوں کونوں میں سے شمال کی طرف دارالشفا تھی اور بادشاہ کی طرف سے حکیم مقرر تھے اور بیماروں کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہیں رہا بادشاہ ہزاوین نے اسپرکان لیے ہیں اور بہتے ہیں اور جنوب کی طرف دارالبقا یعنی مدرسہ ہی یہ مدرسہ بھی بالکل ویران ہو گیا تھا اور اکثر مکان گرجے تھے مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہ جہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہے اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہے اور بہت مستعد مستعد طالب علم بسائے ہیں یہ دونوں مکان بھی شاہ جہانی ہیں اور جامع مسجد کے ساتھ تخمیناً نصف چھتری مطابق مسئلہ اعیسوی میں بنے شروع ہوئے۔

بگیم کا باغ یا صاحب آباد

یہ باغ شہر شاہ جہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہے اس باغ کو ملکہ جہان آرا بگیم بنت شاہ جہان بادشاہ نے مسئلہ ہجری مطابق مسئلہ اعیسوی بنایا تھا





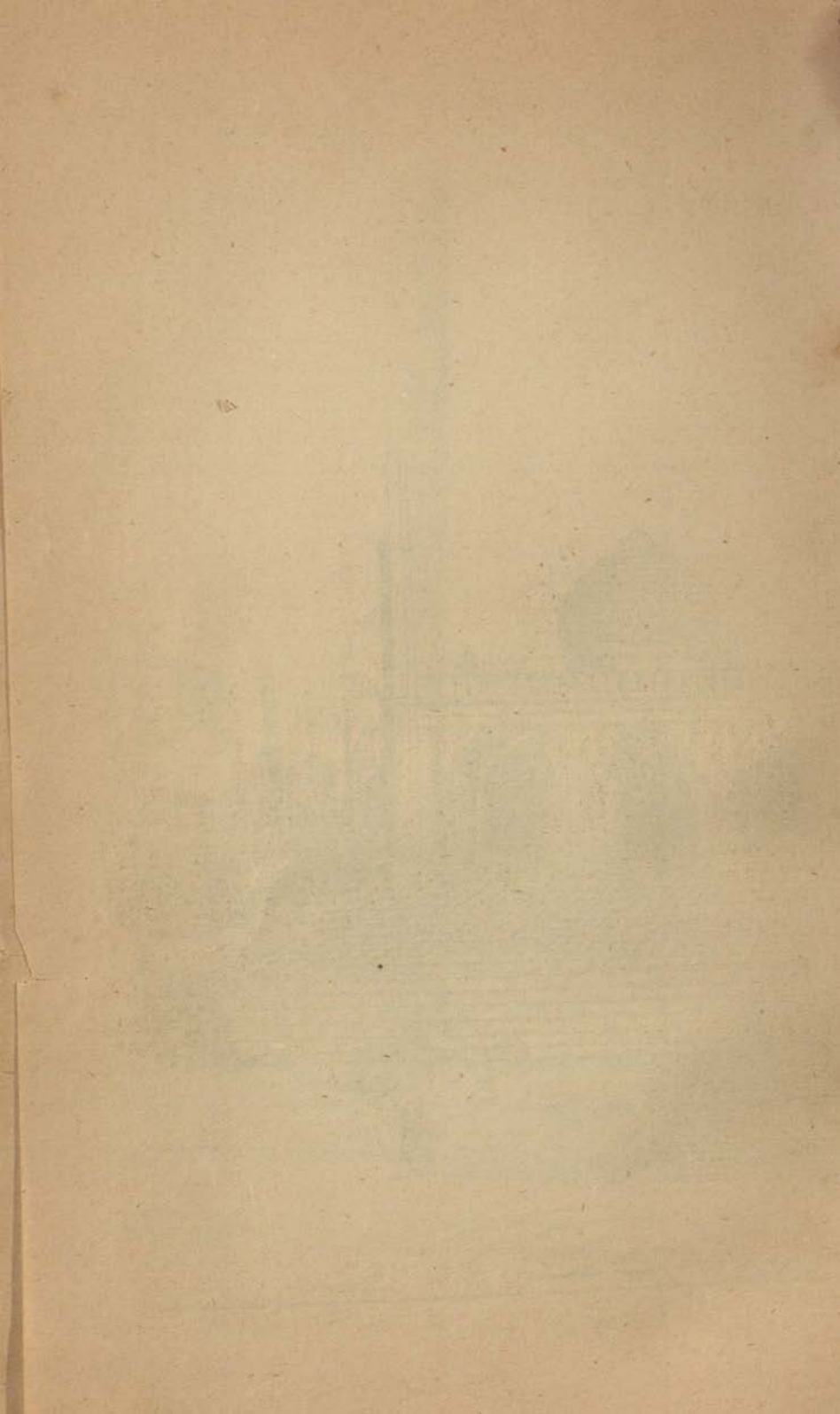
کسی زمانے میں یہ باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جہاں
نہرین جاری تھیں مگر اب بہت خراب ہو گیا ہے طول اس باغ کا نو سو سترہ
گز کا ہے اور عرض دو سو چالیس گز کا۔

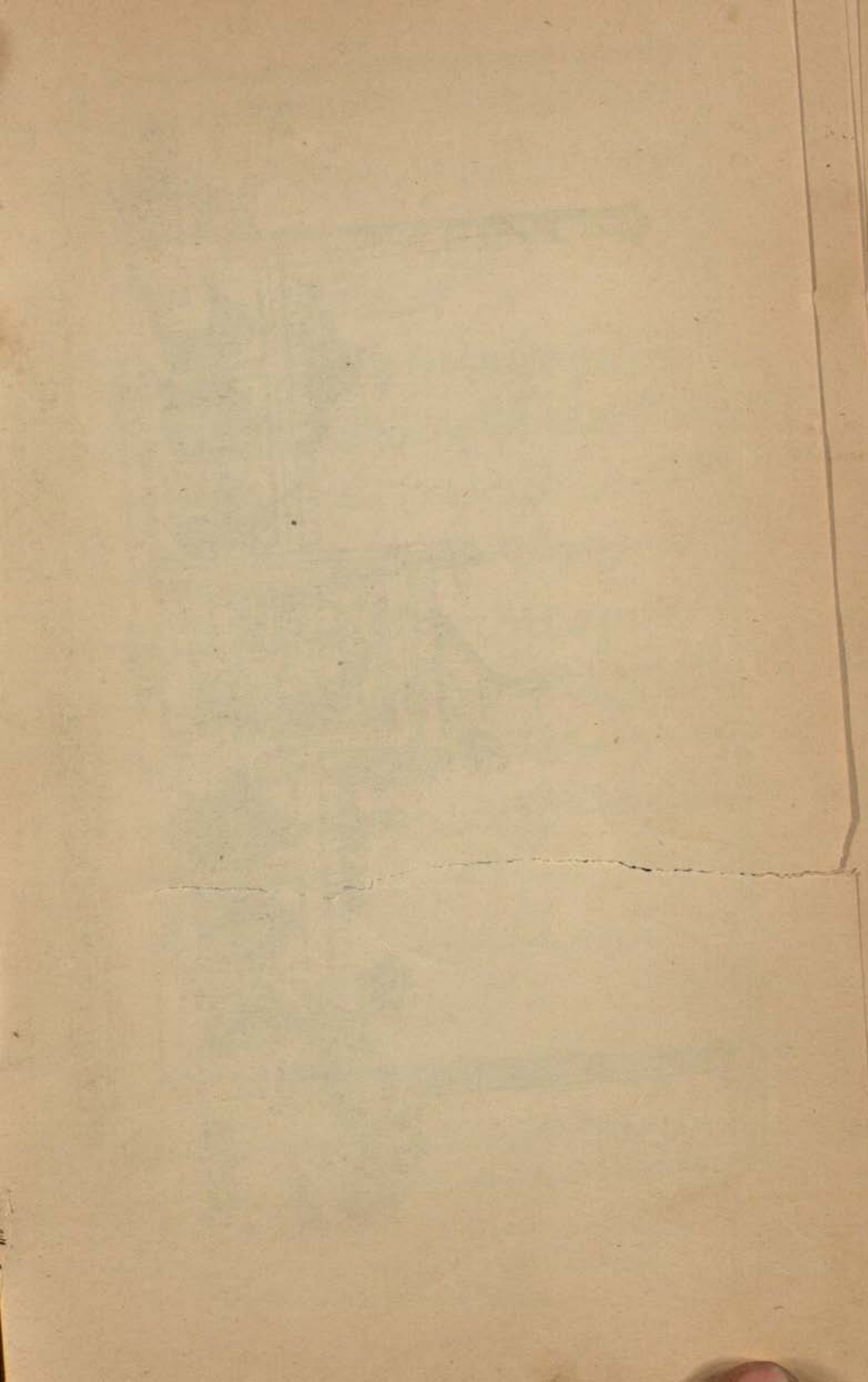
مسجد فتحپوری

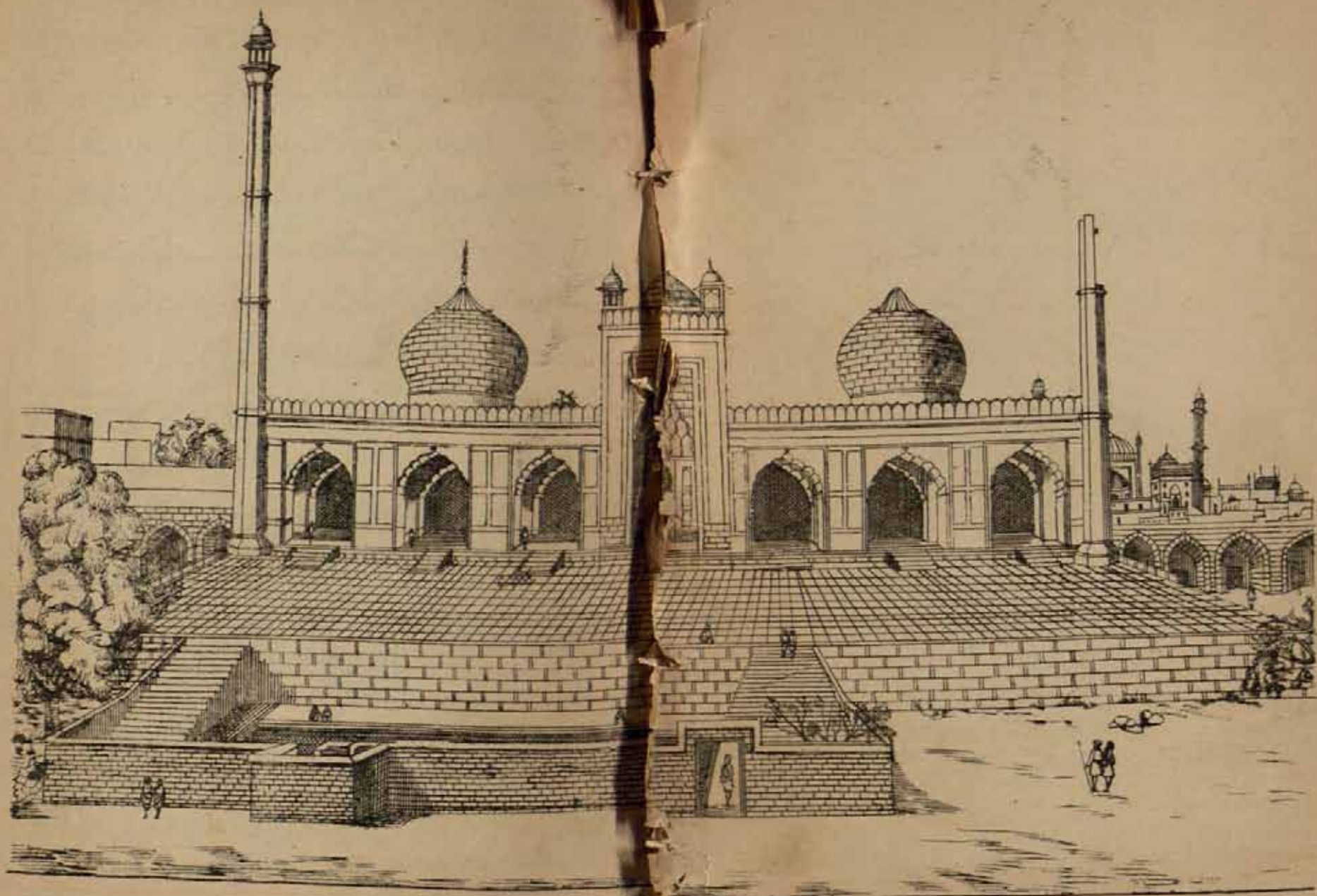
شہر شاہجہان آباد میں اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھ کر یہ مسجد ہے
نواب فتحپوری بیگم زوجہ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہے یہ مسجد بھی منسلک ہجری مطابق
۱۰۷۰ھ عیسوی کے بنی ہوئی ہے طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہے اور عرض بائیس
گز کا اور سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی ہے گنبد کے دونوں طرف تین تین دروازے
کے ایوان در ایوان ہیں فرش سنگ مرمر کا ہے دونوں کوٹوں پر دو مینار ہیں
پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اب اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہیں اسکے آگے ایک
چوترہ ہے سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لمبا اور پینتیس گز کا چوڑا اس چوترے
کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہے سولہ گز سے چودہ گز کا اور اسکے آگے
صحن ہے سو گز سے سو گز کا صحن کے گرد اونھتر حجرے طالب علموں کے
رہنے کے لیے بنے ہوئے ہیں۔

مسجد اکبر آبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار میں یہ مسجد واقع ہے نواب اعزاز النبا بیگم عرف
اکبر آبادی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے منسلک ہجری مطابق ۱۰۷۰ھ عیسوی کے







مسجد بادشاہی

مرآت آفتاب

یہ مسجد بنائی اس مسجد کے تین برج اور سات درہن مسجد کی عمارت ترسیٹھ گز لمبی
اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہے اور سکا پیش طاق نر اسنگ مرمر کا
نہایت پر چین کار ہے اور اسکے آگے ایک چبوترہ ہے سنگ سرخ کا کٹھڑے دار
ترسیٹھ گز کا لمبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساٹھ تھین گز کا اونچا اور اسکے آگے
سنگ سرخ کا ایک حوض ہے مسجد کا صحن ایک سو چون گز لمبا اور ایک سو چار
گز چوڑا ہے اور اسکے گرد طالب علموں کے بٹھنے کے لئے حجر بنے ہوئے
ہیں مسجد کے دروازے پر کتبہ سنگ موسیٰ کی مچی کاری سے کھدایا ہوا ہے۔

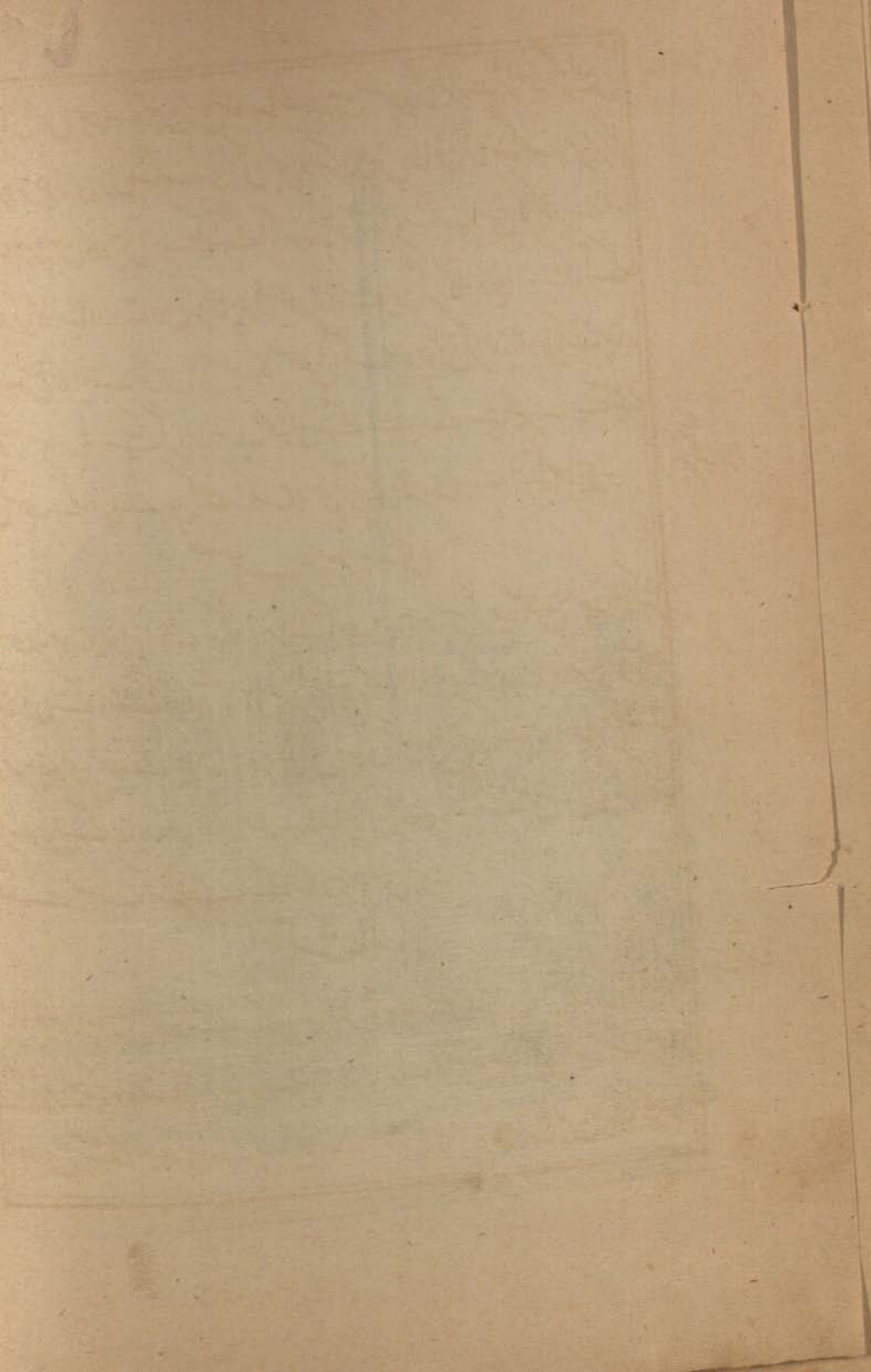
مسجد سرہندی

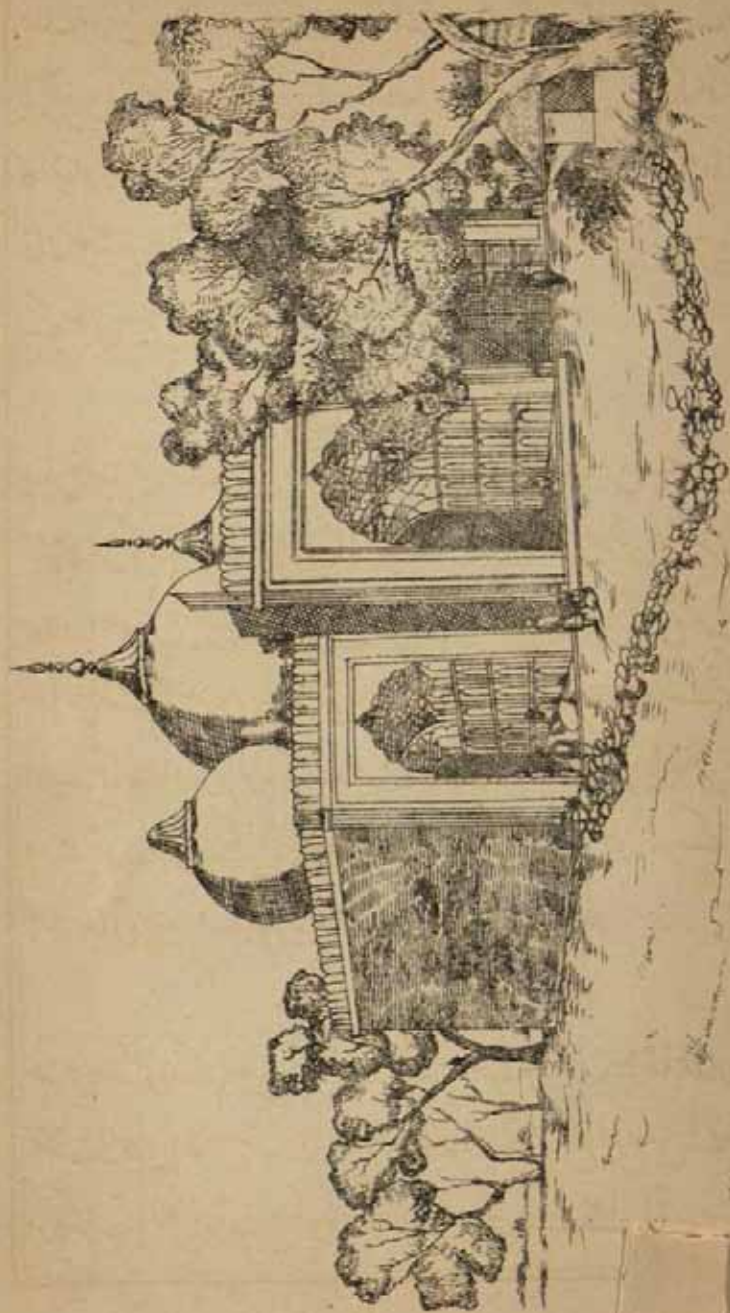
یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہے اگرچہ صحن مسجد کا اکثر
خندق کے دہے میں آگیا ہے لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہے اس مسجد
کو سرہندی بیگم نے جوشا بہمان کی بیوی تھیں غلٹنہ ہجری مطابق ۱۱۷۵
عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانوں تک سنگ سرخ کی ہے مگر اکثر
جگہ سے بسبب کمزوری ہونے کے شکستہ ہو گئی ہے۔

باغ مشالہ مار

مرآت آفتاب

یہ باغ ہے لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان بادشاہ کا
بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً ۱۱۷۵ ہجری
مطابق ۱۱۷۵ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ میں بہت خوبصورتی





Handwritten notes in Chinese characters, likely a description or commentary on the scene depicted in the engraving.

سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہیں اور عجیب عجیب طرح کے درخت اس
باغ میں تھے اب بھی تین چار درخت انہ کے ایسے باقی ہیں کہ اوس ضائقہ
کا انہ اور کمین نہیں ہو یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہو یعنی
خانہ عیش و عشرت کیونکہ ہندی زبان میں شالہ کے معنی کھڑکی ہیں اور مار
کے معنی عیش اور خوشی کے۔

توزک جاگزی

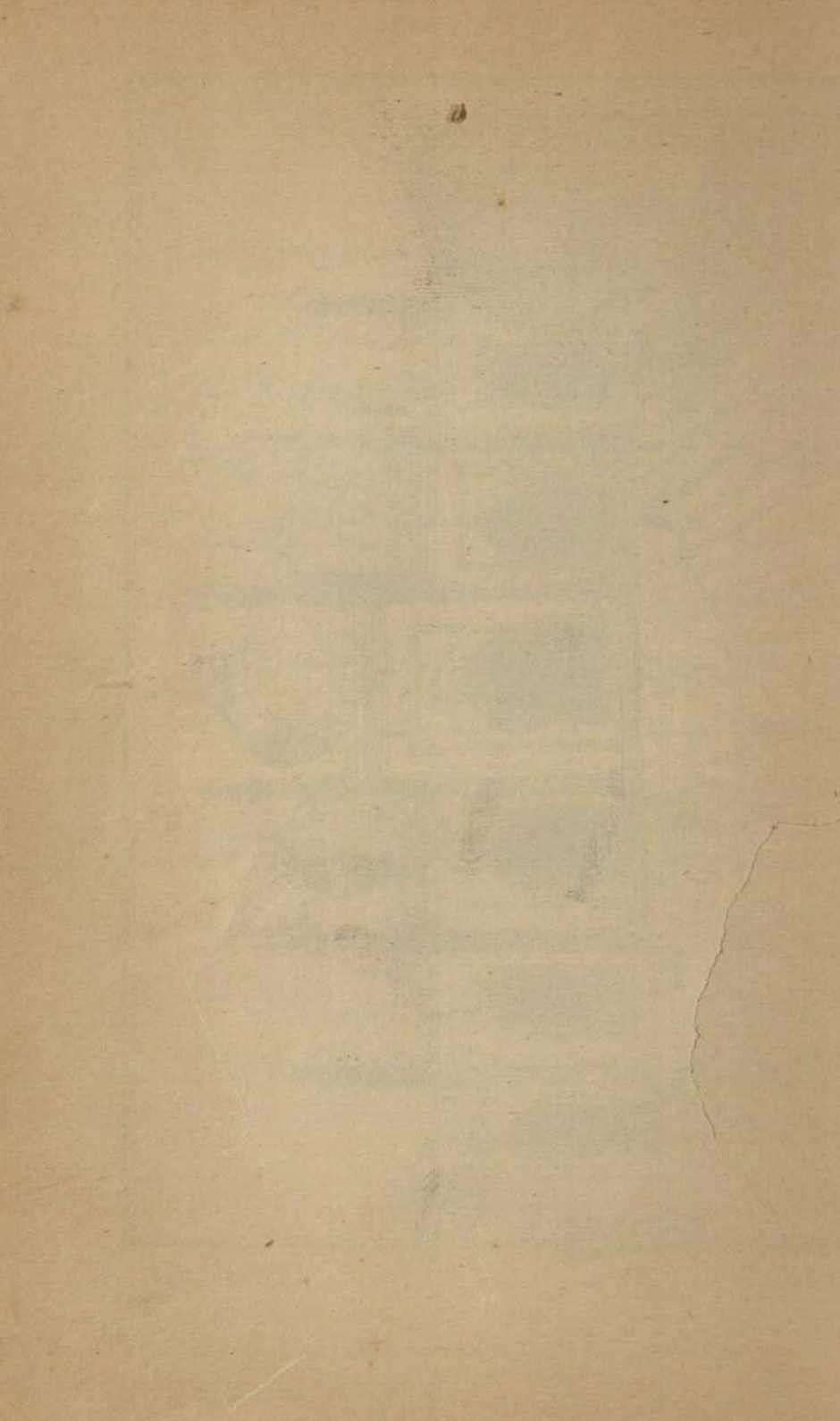
باغ روشن آرا

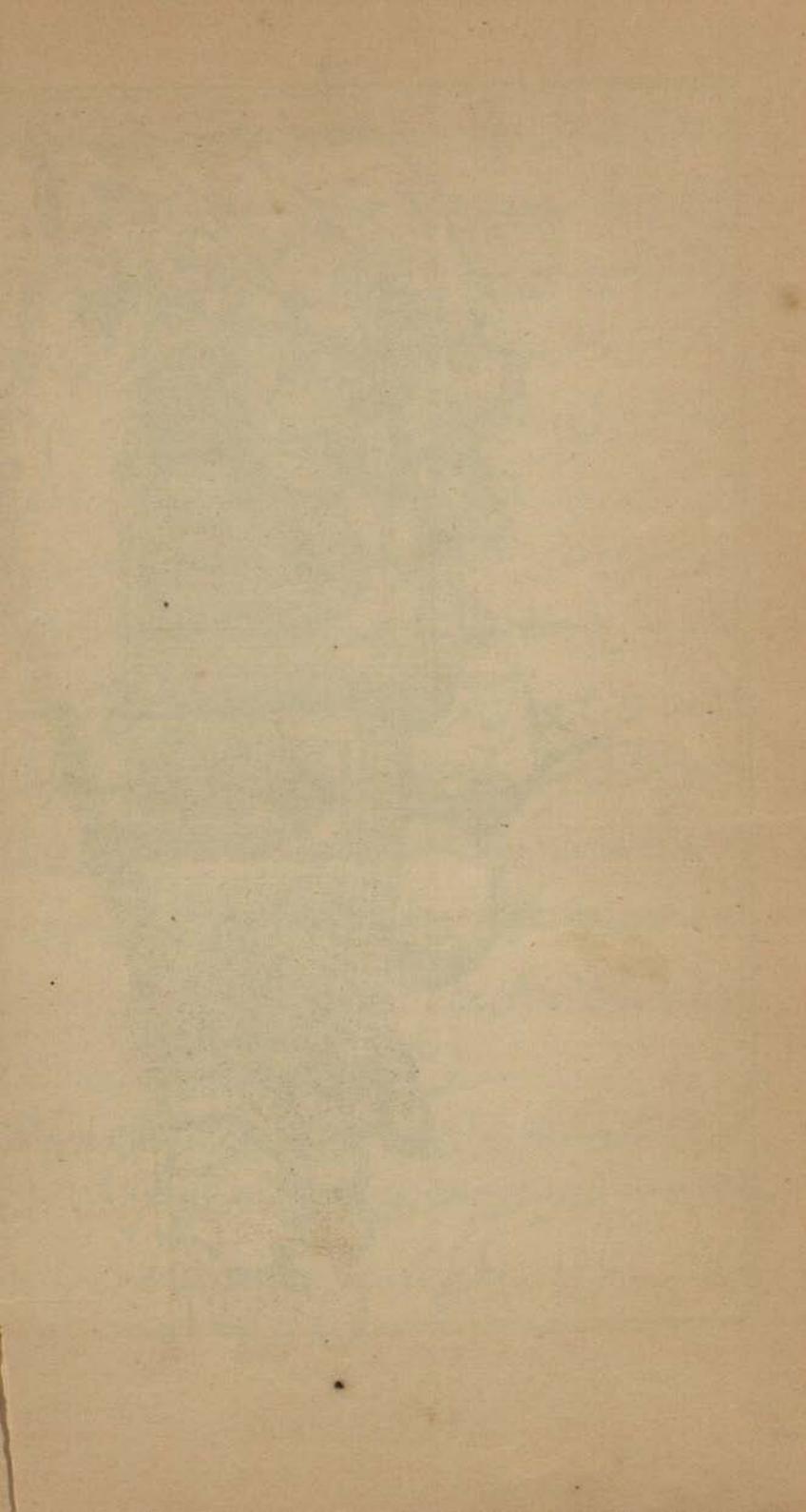
یہ باغ سبزی منڈی میں واقع ہو اور شاہجہانی باغات میں سے ہو روشن آرا بگم
شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہو اور تیرہویں سال جلوس عالمگیر میں انکا انتقال
ہوا اور اسی باغ میں دفن ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ باغ تخمیناً ۱۶۵۷ء
مطابق ۱۰۶۷ھ عیسوی کے یعنی اوس زمانے میں جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر
سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا بنا ہو یہ باغ بھی
بہت خوب ہو اسکے بیچ میں مقبرہ ہو اور نہروں ہیں اور نہر کے پانی سے
بھری جاتی ہیں اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہو۔

مراۃ القاب

باغ سرمنڈی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہو کہ اسکو سرمنڈی بگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے
۱۶۵۷ء ہجری مطابق ۱۰۶۷ھ عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے میں بہت
ہوگا مگر اب بالکل خراب ہو کچھ کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہیں





اور سر بندی بگیم کی قبر اسی باغ میں ہے۔

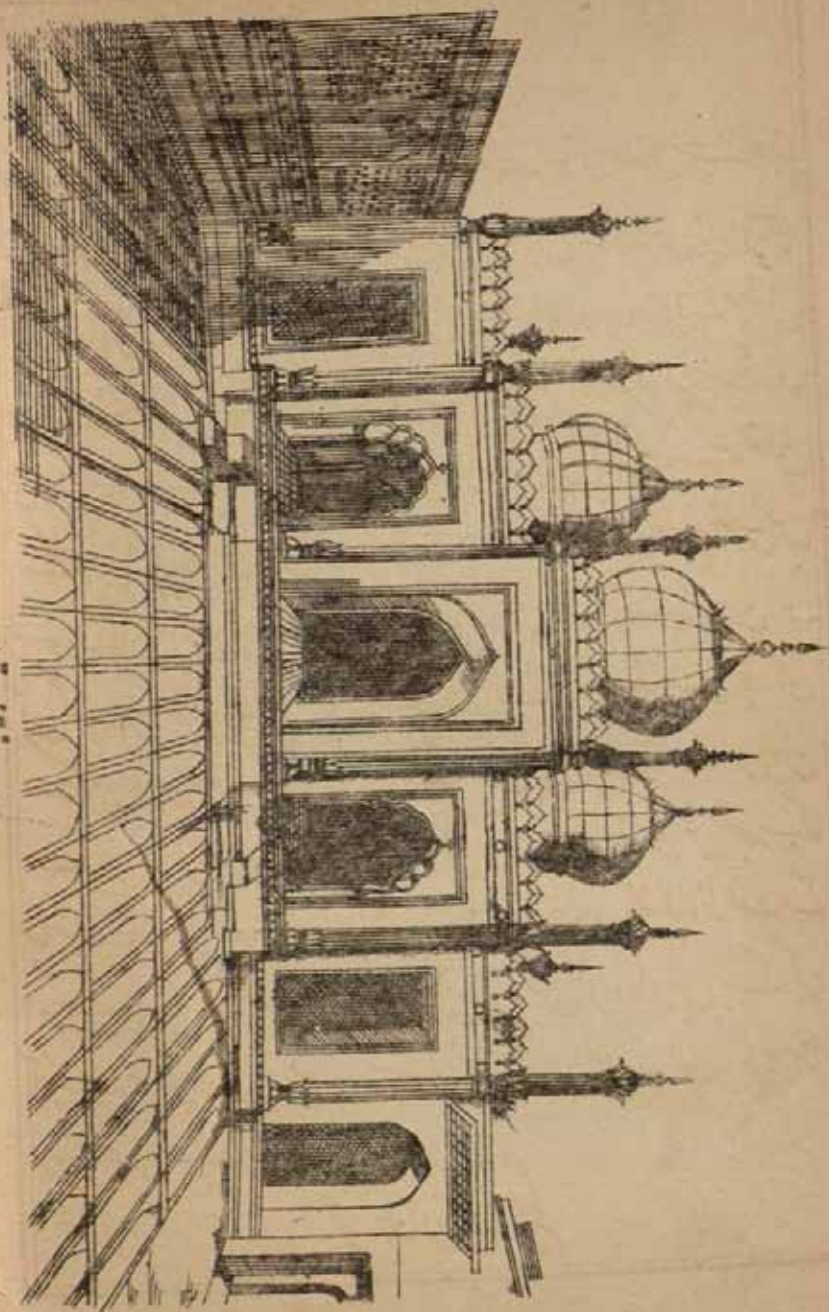
مونی مسجد

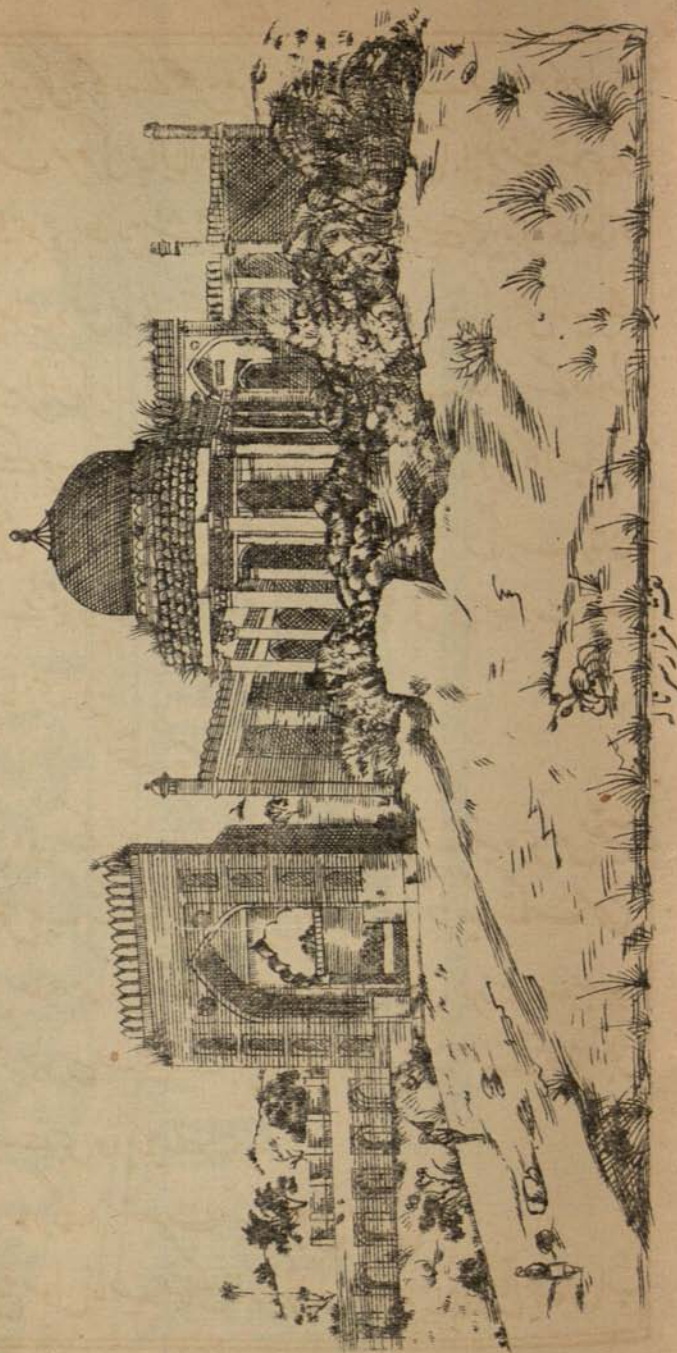
اس مسجد کو ازنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سلسلہ جلوس مطابق نشتہ سہری
موافق ۱۵۹۵ء عیسوی کے قلعہ شاہجہان میں متصل باغ حیات بخش بنایا یہ مسجد
سر سے پانوں تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول
اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہیں اور پھر اوپر منبت کاری
کی ہوئی ہے اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق
رکتے ہیں حقیقت میں ایسی منبت کاری تمام قلعہ میں کسی مکان پر نہیں اس
مسجد کے تین درہن بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دوینار ہیں اور
تین گنبد ہیں سہرے اور اسی سبب سے بعض لوگ اسکو سہری مسجد بھی
کہتے ہیں اس مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے بہت چھوٹا بھاؤن میں
سے اس حوض میں پانی آتا ہے اور ابل کر ہر وقت بہتا ہے اس مسجد کے
جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے
ادومین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہے اور اس کے گرد
آئینہ بندی کی ہوئی ہے اس مسجد کی تیاری میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار
روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔

مجر جہان آرا بگیم

آغا عالمگیری

مرآت القاب





حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن میں یہ حجر ہیڑا سنگ مرمر کا چاروں
طرف سنگ مرمر کی جالیان ہیں اس حجر کو جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان
بادشاہ نے سال ۱۶۸۸ء ہجری مطابق ۱۶۷۵ء عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اسی
سال ۱۷۰۰ء مری اور یہاں دفن ہوئی مشہور ہے کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے
مرنے کے بعد میرا تین کروڑ روپے کا اسباب جو ہے وہ سب یہاں کے خادموں
کو دیدینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کروڑ روپے کا اسباب
دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ میں وصیت نہیں ہوتی اس حجر میں
جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک
پتھر پر کھدوا کر لگا دی ہے۔

دیکھو کتبہ

مقبرہ سرنالہ

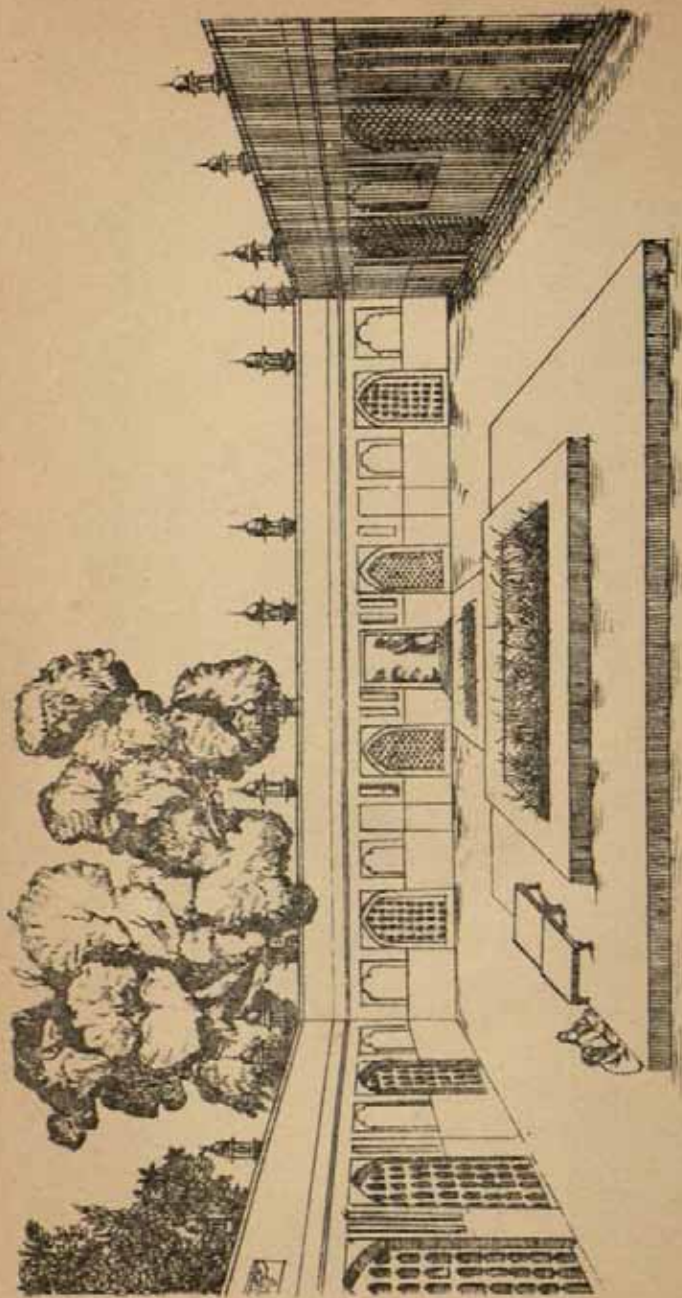
درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سرے پر یہ ایک مقبرہ ہے اس مقبرے
کے ستون اور فرش ب سنگ سرخ کے ہیں اور ابھی اکثر جگہ سنگ سرخ
لگا ہوا ہے کچھ نہیں معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کس کا ہے اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے
معلوم ہوتا ہے کہ سترھویں صدی سے بھی وریکا ہے یعنی تخمیناً ۱۶۸۸ء ہجری مطابق
۱۶۷۵ء عیسوی سے ہی وریکا بنا ہوا ہے۔

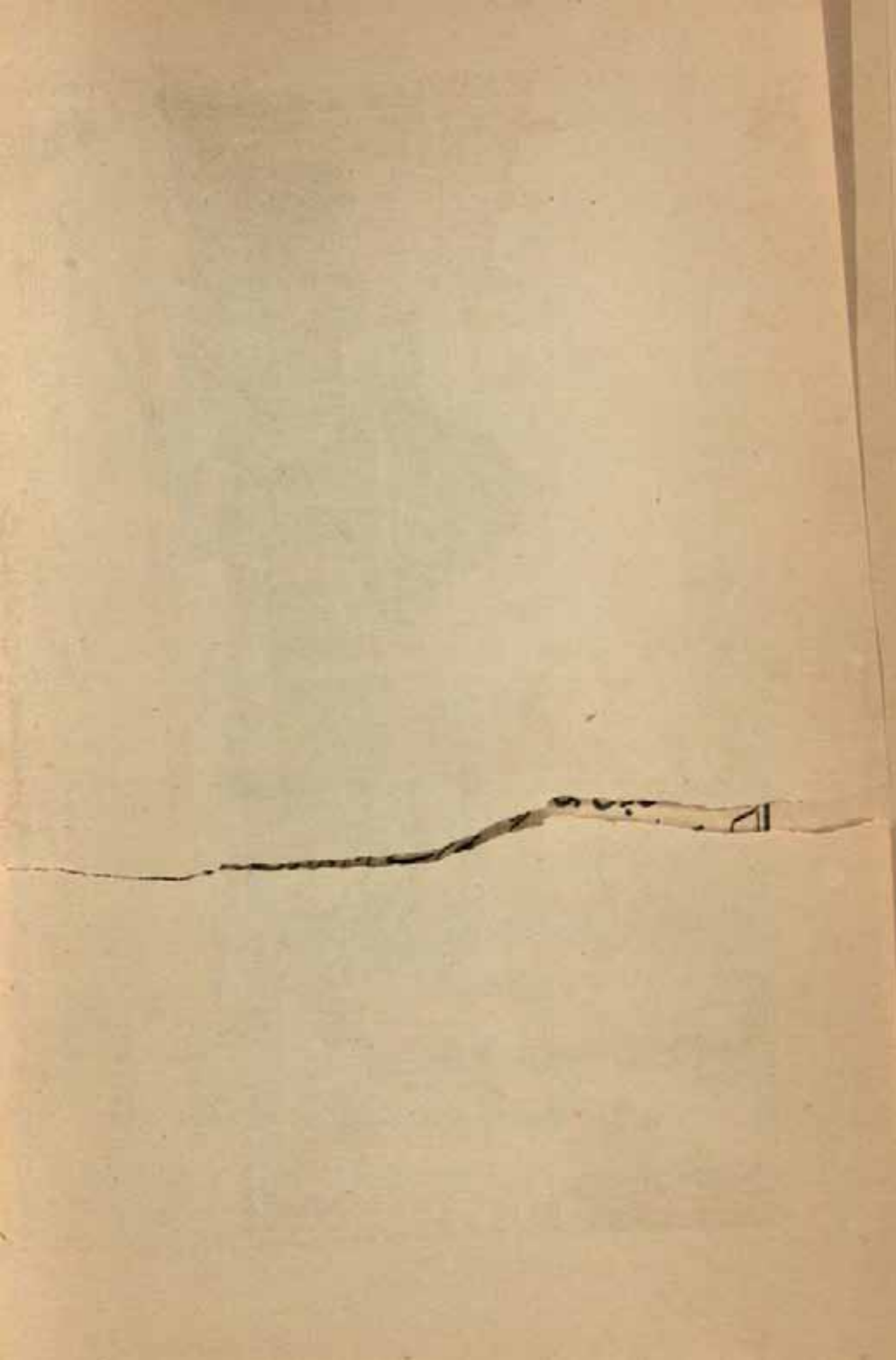
درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

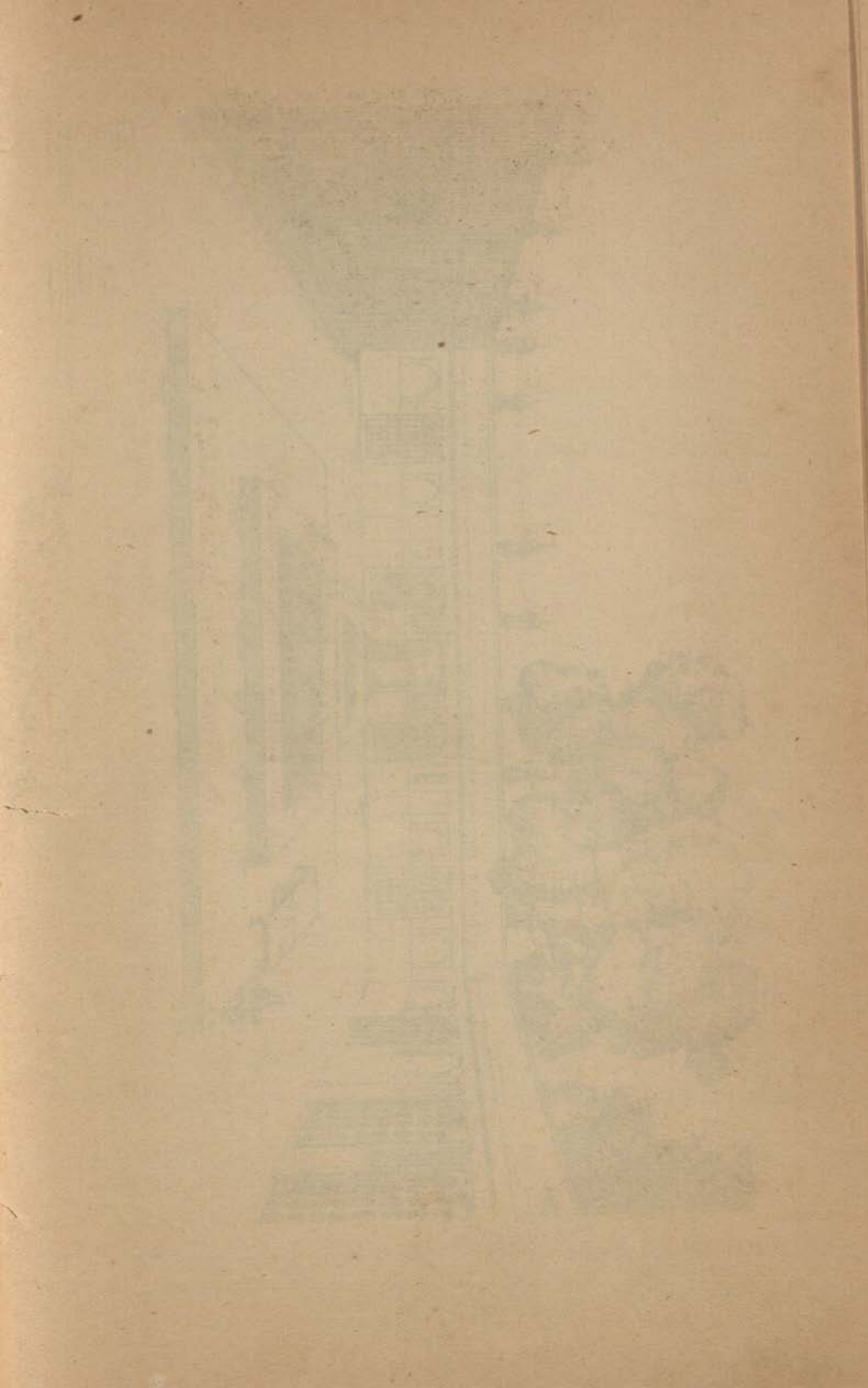
حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نارفولی کی اولاد میں ہیں جہان آباد

آقا صاحب

نقشه درگاه حضرت سید الشهدا







آپ کا مزار ہر وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہاں آپ رہتے تھے ۱۱۰۰ھ
ہجری مطابق ۱۷۰۹ھ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن
ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہے

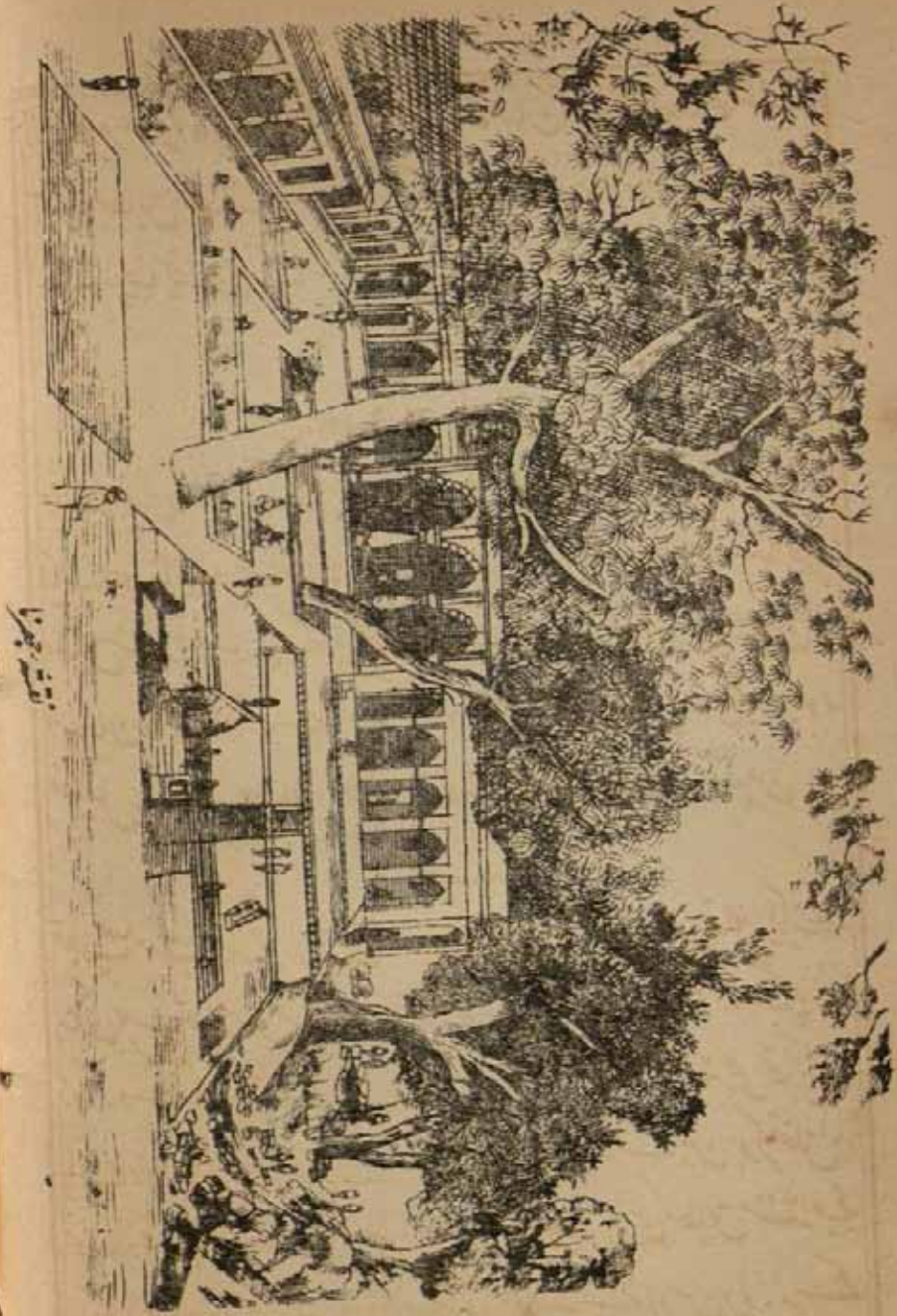
تاریخ

حسن رسول غبار رسول باقی شد

۱۱۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۰۹ھ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس گاہ کے پاس
ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہاں موجود ہے ۱۱۳۳ھ ہجری
مطابق ۱۷۲۰ھ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد میں سے ہیں نواب
امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری بچتہ بطور
فصیل کے بنائی ہے اور اس کے دو دروازے بہت معقول بنائے ہیں۔

جھرنہ

قطب صاحب کے نواح میں حوض شمسی کے پاس یہ مکان ہے اس مقام پر ایک دیوار
بند کی بہت قدیمی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حوض شمسی جب بنا تو اس کے پانی کا
زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار میں پانی نکلنے کا راستہ بھی تھا کہ جب
پانی کا زور ہوتا تھا تو اس میں سے نکل کر اور نو لکھ نالے میں ہو کر تعلق آباد
اور عادل آباد کے نیچے بہ جاتا تھا قریب ۱۱۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۰۹ھ عیسوی
کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اس دیوار کے



البحر

مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد میں پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب درگاہ آبادی بگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمیناً ۱۰۰۰ھ ہجری مطابق ۱۶۰۰ء عیسوی کے بنایا ہے یہ مسجد بھی سر سے پائون تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اس کے صحن میں ایک حوض ہے جس میں نہر کا پانی آتا ہے صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے گھروں میں ملا لیا ہے اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہیں اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہے۔

مقبرہ زیب النساء بگم

شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہے نواب زیب النساء بگم بنت عالمگیر کا ان بگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھیں ۱۰۰۰ھ ہجری مطابق ۱۶۰۰ء عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد میں یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانے کتبہ لگا ہوا ہے۔

موتی مسجد

خطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار زیچ یہ مسجد ہے نئے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور اوسمیں سنگ موسیٰ کی دھاریاں لگائی ہیں اس مسجد کے تین دروازے ہیں اور مسجد کے صحن کے کونوں پر دو مینار سنگ مرمر کے ہیں قریب ۱۰۰۰ھ ہجری مطابق ۱۶۰۰ء عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ

آگے والا بنایا اور اسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہوا اس والا میں تھیں
 حوض کے پانی سے چادر چھوڑتی تھی اور چھت میں سے بھی فوٹے چھوڑتے
 تھے اور پانی میں پانی بھر کر آگے کی نہر میں ہو کر بہتا تھا اب چادر اور فوٹے
 بند ہو گئے ہیں الا حوض میں پانی آنے کا راستہ باقی ہے اگر شاہ ثانی نے اسکے
 جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ میں
 سنگین بارہ دری بنائی ہے سانوں بھاؤں کے مہینے میں ہر سال بڑی ہوم
 سے میلہ ہوتا ہے آٹھ آٹھ روز لوگ جمع ہوتے ہیں اور بدھ سے جمعہ تک تین
 دن تو بہت ہجوم ہوتا ہے اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہے لاکھ دیر لاکھ
 آدمی سے کم اس میلے میں جمع نہیں ہوتا ہر کل خرچ میلے کا ڈھائی تین
 لاکھ روپے سے کم نہیں ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام میں
 پنکھا بناتے ہیں اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں لیجا کر چڑھاتے ہیں اسی
 سبب اس میلے کا نام پھول والاں کا میلہ ہے میلے کے دنوں میں اس مقام پر بڑا
 تماشا ہوتا ہے سیکڑوں آدمی اس حوض میں نہاتے ہیں اور والاں کی چھت اور دیواروں
 کی منڈیاں اور درختوں کے ٹھنڈوں پر سے حوض میں کودتے ہیں اور پھسلنے پھرنے سے
 جو اٹھارہ فٹ لمبا ہے اور ساٹھ ساٹھ فٹ چوڑا ہے پھسلتے ہیں اور انہوں کے
 کے درختوں میں جو امریاں کہلاتی ہیں رسہ ڈال کر جھولتے ہیں افسوس ہے کہ اس
 میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتوں میں تعطیل نہیں ہوتی۔

یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت میں اس مسجد کا بیج کا گنبد بھونچال سے
گر پڑا تھا اور اسی زمانہ شاہ عالم میں اسکی مرمت ہو گئی تھی۔

زینت المساجد

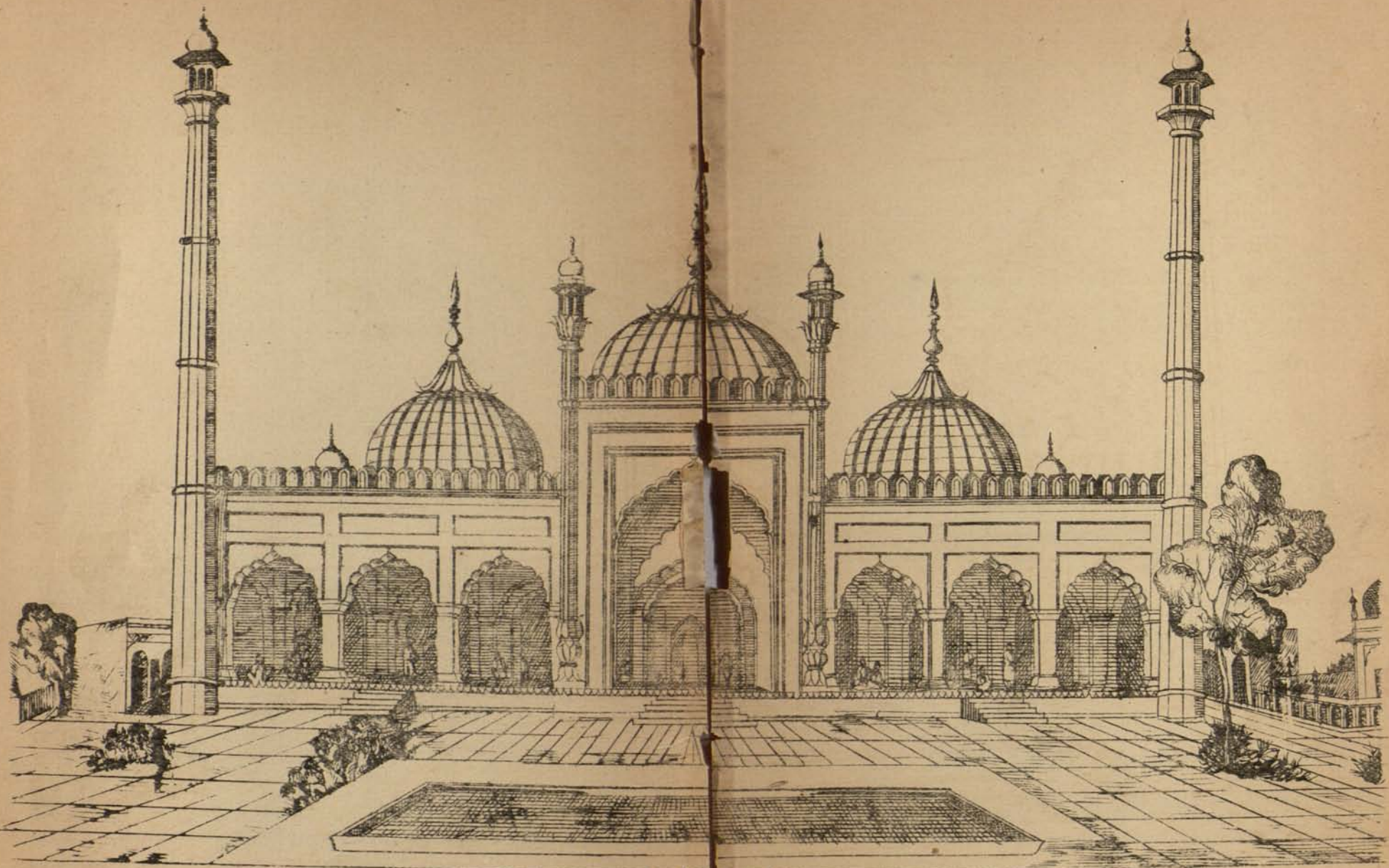
شہر شاہجان آباد میں دریا کے کنارے یہ مسجد ہے زینت النساء بیگم بنت عالمگیر
بادشاہ کی اودھنے قریب ۱۲۲۰ھ ہجری مطابق ۱۸۰۵ء عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے
دفن ہونے کو محجربنایا یہ مسجد سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے
اور تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں اور اوسمیں سنگ موسی کی دھاریاں
بنائی ہیں و منارے اس مسجد کے بہت بلند ہیں اور دور دور سے دکھائی
دیتے ہیں اس مسجد کے سات درہیں ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اس کے
صحن میں ایک حوض ہے جس میں کنوئیں سے پانی آتا تھا اب وہ کنواں
بند ہو گیا ہے شمال کی جانب اس مسجد کے ایک محجر ہے سنگ مرمر کا اور
دوسرا محجر سنگ باسی کا اندر کے محجر میں زینت النساء بیگم کی قبر ہے اور
اوسکے سر ہانے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھ کر کتبہ

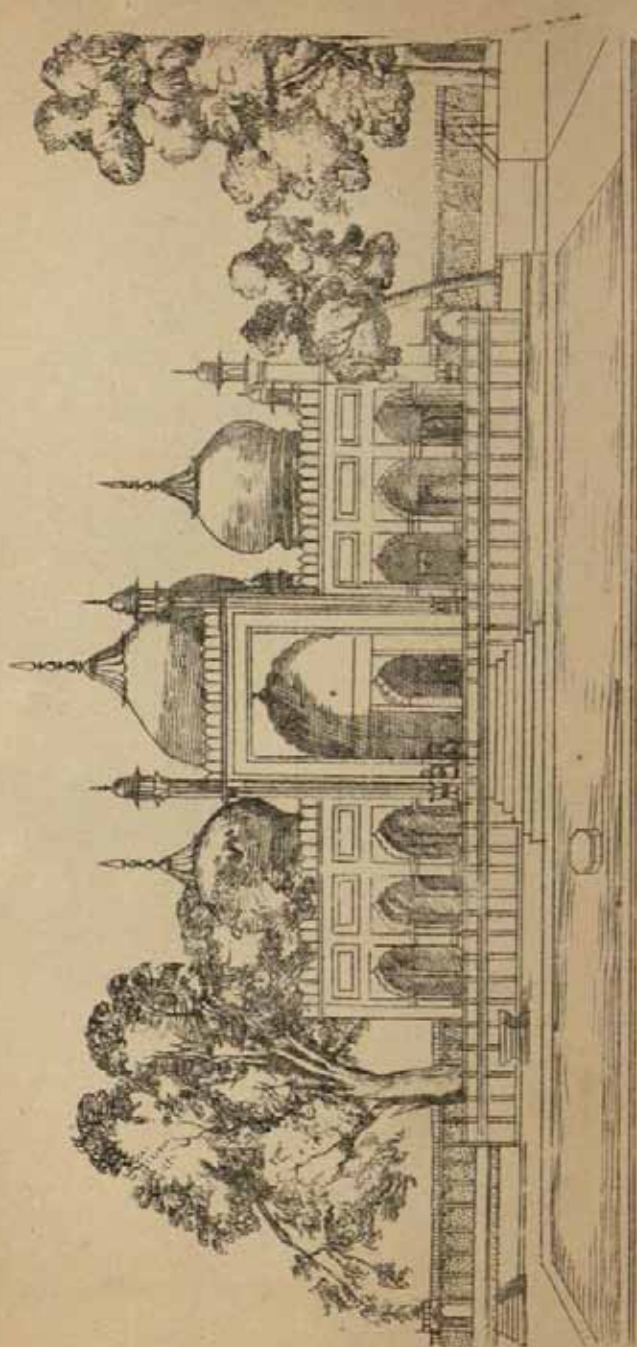
مقبرہ غازی الدین خان

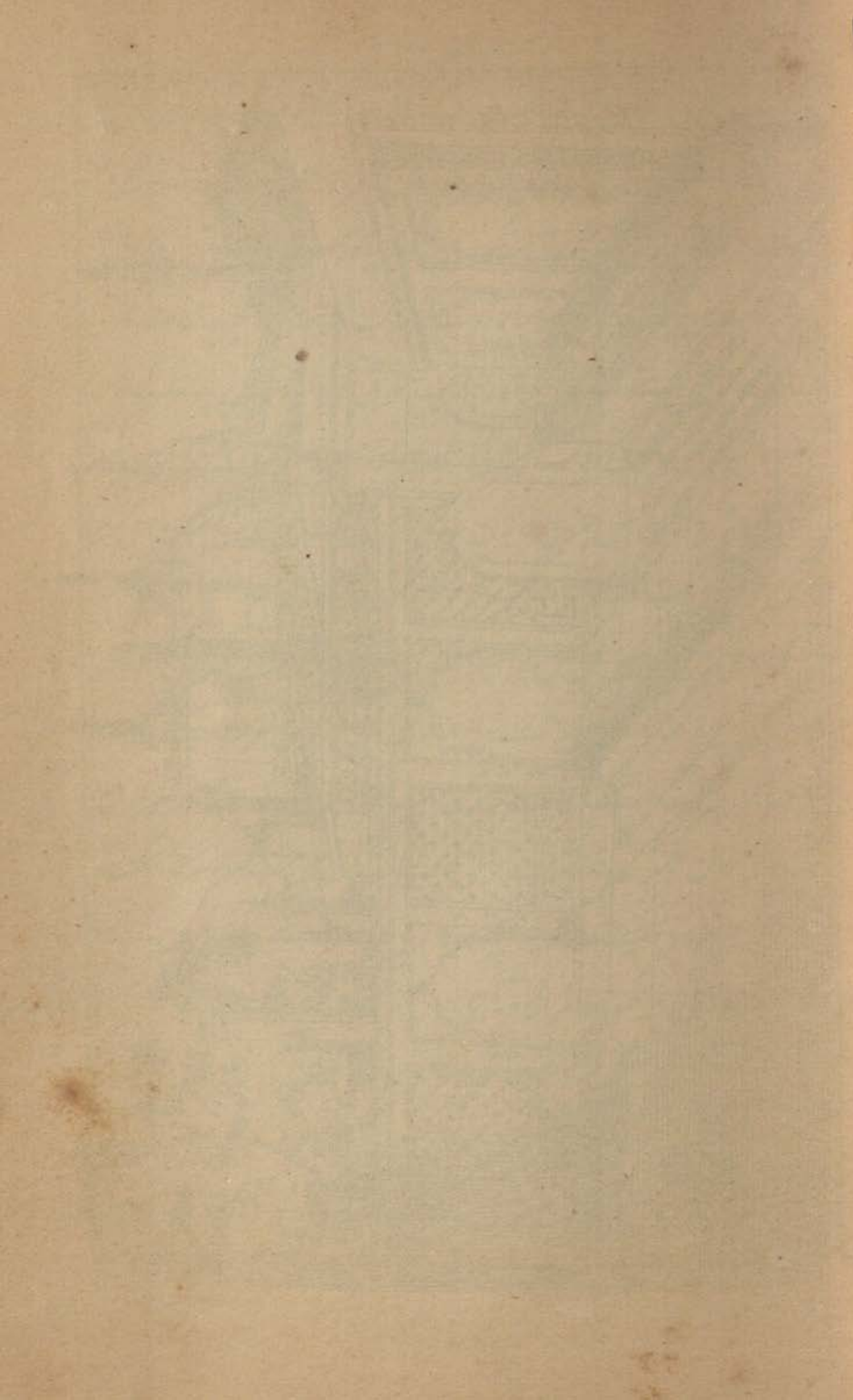
اجمیری دروازے کے باہر میر شہاب الدین الخاٹب بہ غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ پد نظام الملک صفت جاہ کا یہ مقبرہ ہے جو عالمگیری عہد کے بڑے
نامی امیرون میں سے ہیں یہ مقبرہ اونھوں نے اپنے جیتے جی آپ بنوایا تھا

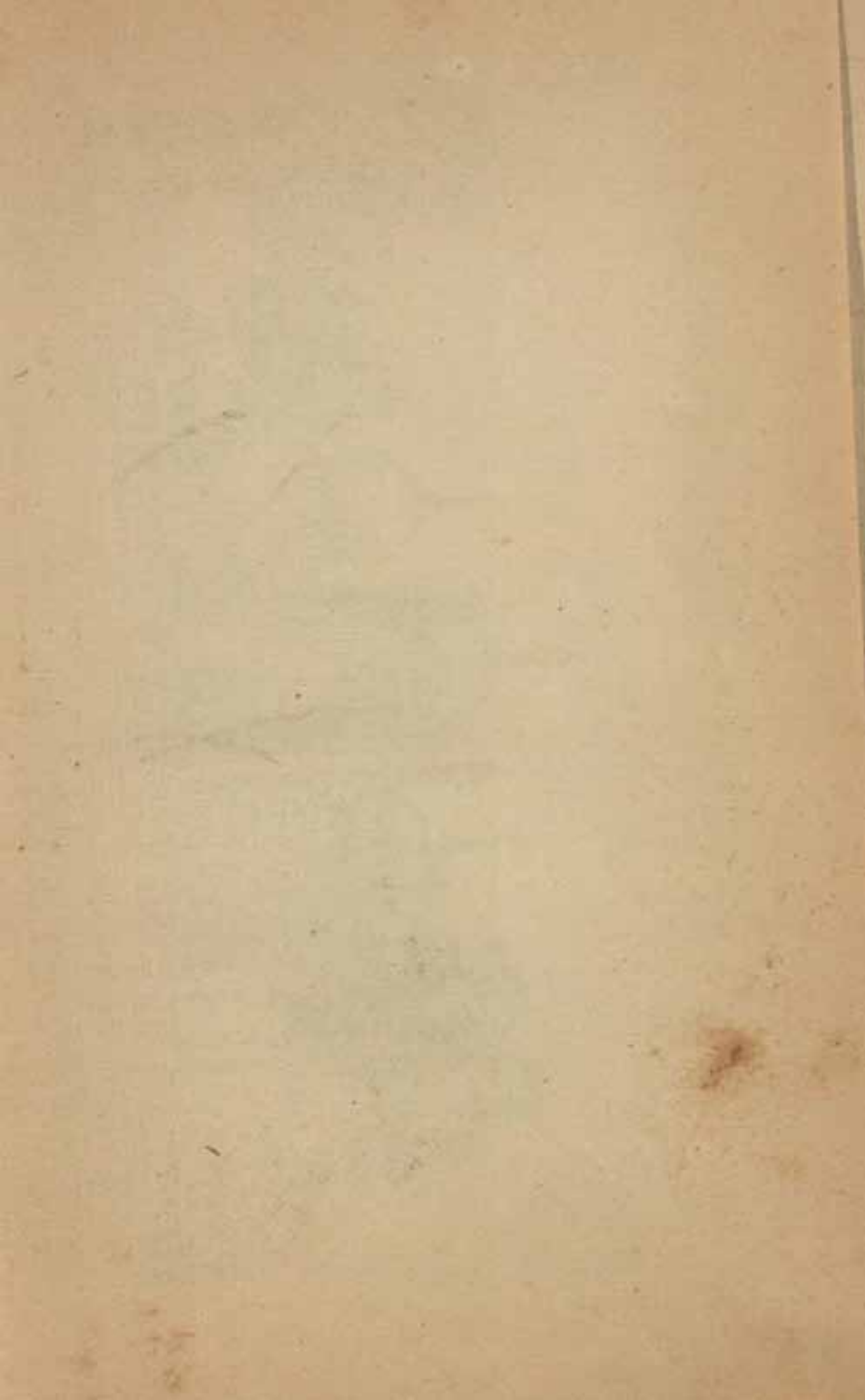
آغا لاما



زين المساجد







جیکہ ۲۲^۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۱ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین
 بمقام احمد آباد کا انتقال ہوا تو انکی نعش کو یہاں لا کر انھیں کے بنائے ہوئے
 مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت
 ہی مقبرے مین ایک صحن وسیع ہی اس کے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو
 گے اور دالان بنے ہوئے ہیں اور جانب شرق دروازہ ہی ترپولہ کے طور
 پر اور جانب غرب نرمی سنگ سرخ کی مسجد ہی اور مسجد کے دونوں پہلو مین کچھ
 صحن چھوڑ کر دالان مین جنوبی دالان کے پاس ایک حجرہ سنگ باسی کا
 اوس حجرہ مین ایک اور حجرہ سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان
 کھدی ہوئی ہیں اوس حجرہ مین نواب غازی الدین خان اور ان کی اولاد
 کی قبر مین مدت تک اس مے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ
 رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد الدولہ نواب
 فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مے کے خرچ کے واسطے ایک
 لاکھ ستر ہزار روپے دیے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ ادن کے
 نام کا ایک دیوار پر کھودا کر لگا دیا ہے۔

مجر شاہ عالم بہادر شاہ

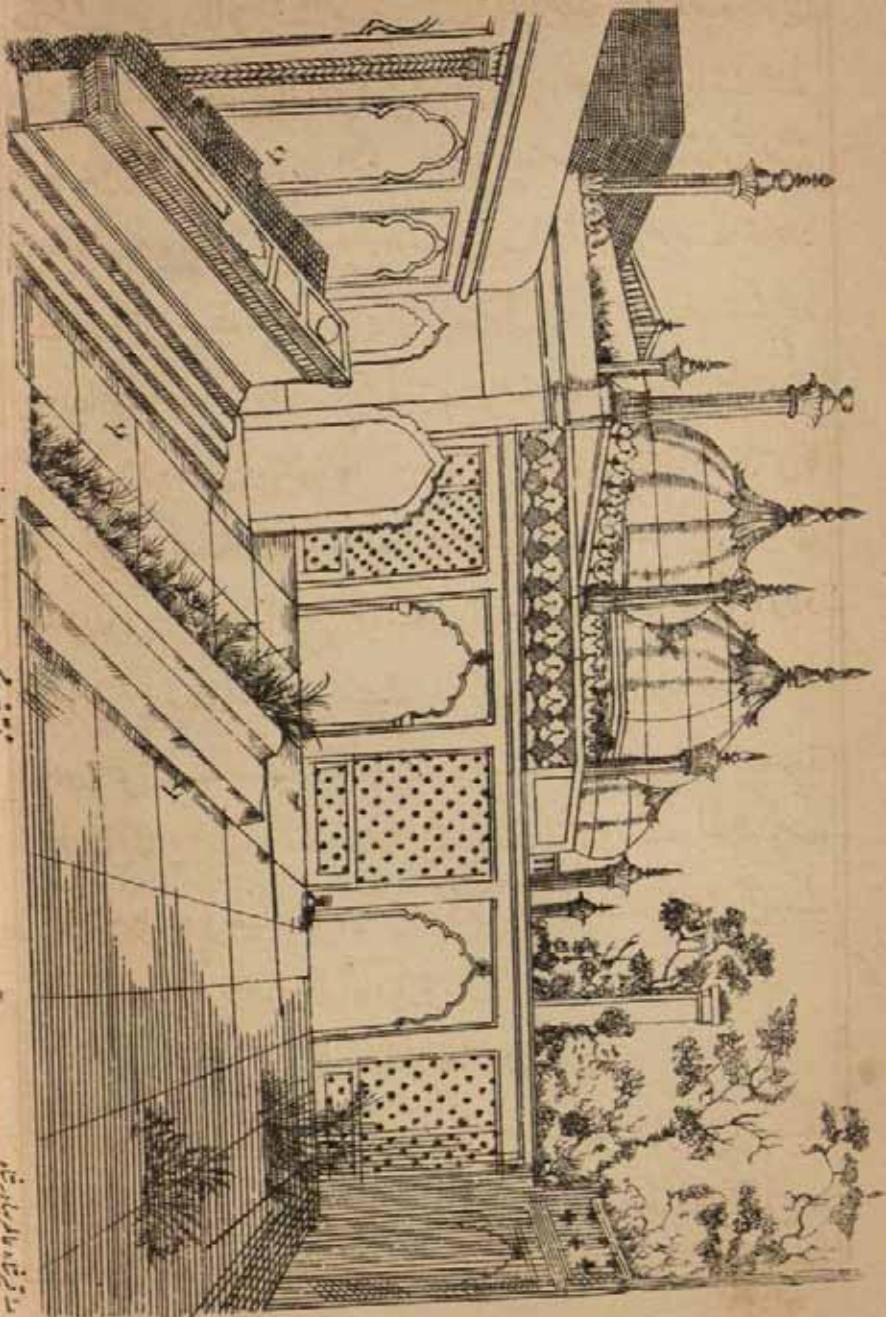
قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ حجرہ ہی جبکہ
 ۲۲^۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۱ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

تالار شاه

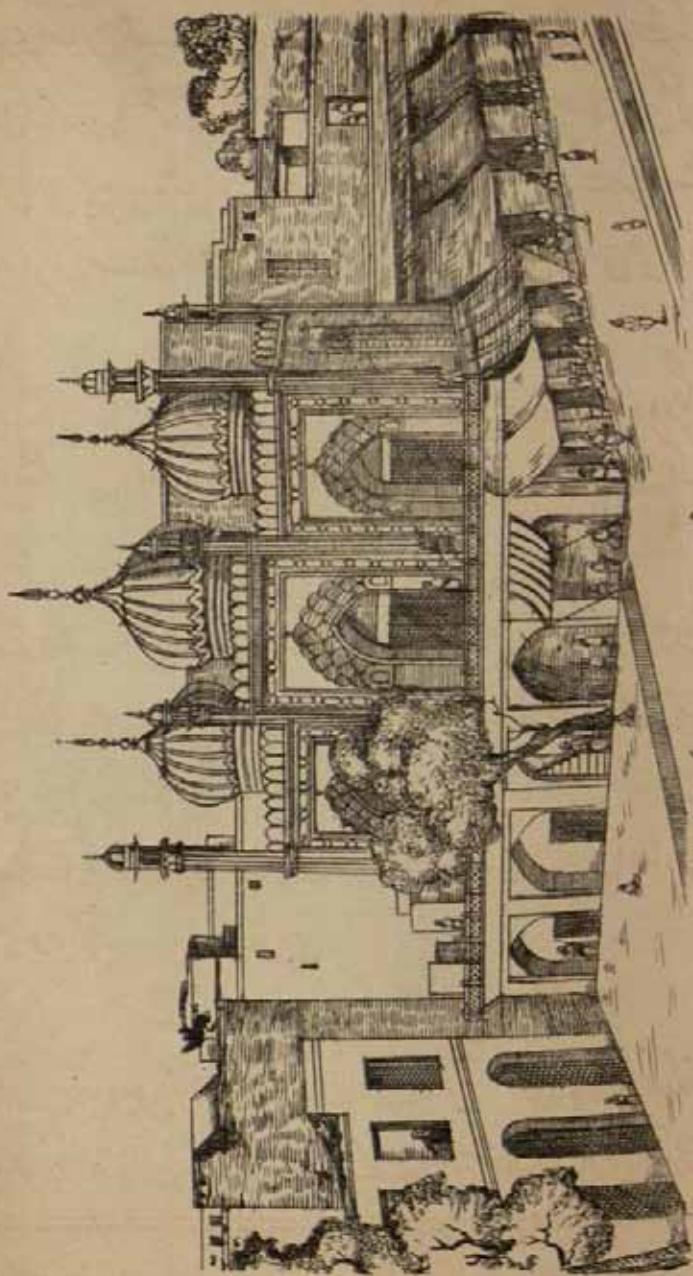
درختان

درختان

درختان



نقشه مسجد شهریه کو قالی



تو اس مجبرین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا
 سال ۱۱۲۰ ہجری مطابق ۱۷۰۷ء عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجبرین رکھے گئے
 بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا ۱۱۲۳ سال ۱۱۲۳ ہجری مطابق ۱۷۱۰ء عیسوی میں انتقال
 ہوا تو وہ بھی اسی مجبرین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات او کی قبر کے سر جانے
 کتہ نہ نہیں ہے مگر قسم آٹھ نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ کسی تھی۔

تاریخ

چون برفت از جهان شد اکبر شمسہ آسمان زد و دگر
 پای شادی شکست و احمد گفت سال تاریخ ۱۱۲۳ ۱۲۰۷
 برج اندرون احاطہ مقبرہ ہمایون

ہمایون کے مقبرے میں یہ ایک چھوٹا سا برج ہر سنگ سرخ کا اور کہیں کہیں
 اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہے اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذ کی دو قبریں ہیں
 اگرچہ نہیں معلوم کہ یہ کس کا برج ہے مگر اوسمین کچھ شک نہیں کہ ہمایون کے مقبرے
 کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہے اور ہم اسکو تخمیناً ۱۱۳۰ سال ۱۱۳۰ ہجری مطابق
 ۱۷۱۷ء عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہیں۔

شہری مسجد کو توالی

شہر شاہجہان آباد میں کو توالی چبوتے کے پاس یہ مسجد ہے اس مسجد کو تو
 روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۱۳۰ سال ۱۱۳۰ ہجری مطابق

۲۱ء عیسوی کے بنایا ہوا یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہوا اگرچہ چھوٹے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے لیکن اسکے برج اور کلیان سب سنہری ہیں اس مسجد کے برج شکستہ ہو گئے تھے اس واسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اس پر حڑھادیے ہیں اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کثدہ ہیں۔

مسجد و مدرستہ شرف الدولہ

شہر شاہجان آباد میں درمیان کے بازار میں یہ مسجد ہے اور اسکے پاس مدرسہ ہے اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۸۳۵ء عیسوی کے بنایا ہے یہ مسجد اگرچہ چھوٹے اور اینٹ کی بنی ہوئی ہے مگر اسکے تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں مگر سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہے کہ پتیل کا شبہ جاتا ہے اس مسجد کی پیشانی پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے۔

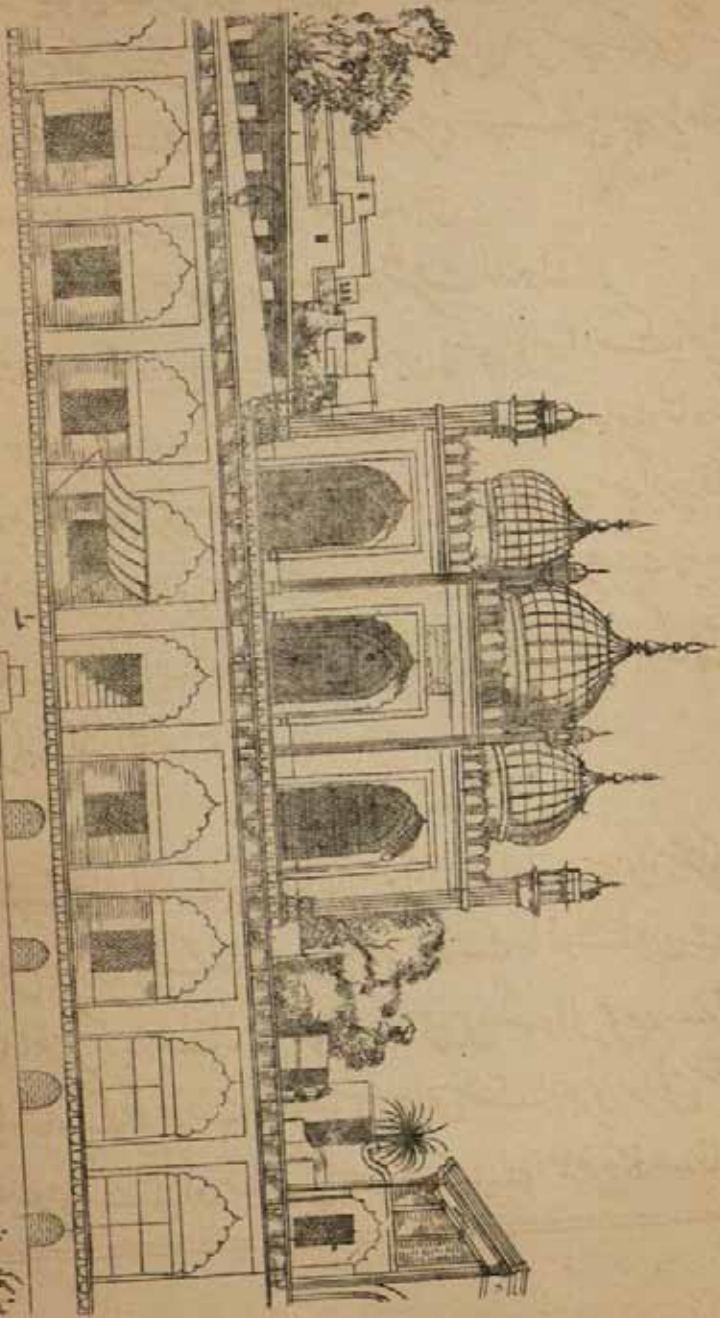
جنت منتر

جنت منتر کے معنی آئے کے ہیں اور یہاں مراد آلات رصد سے ہے اور منتر ایک لفظ مہمل ہے جو زبان کے محاورے میں اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہیں جیسے کھانا وانا غرض کہ یہ رصد خانہ ہے جسکو راجہ سوانی جی سنگھ والی جی پور نے محمد شاہ بادشاہ کے حکم بموجب ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۸۳۵ء عیسوی کے بنایا اور حساب کی صحت کے لیے اس طرح کا رصد خانہ سوا

دیکھو کتبہ نمبر ۳۸

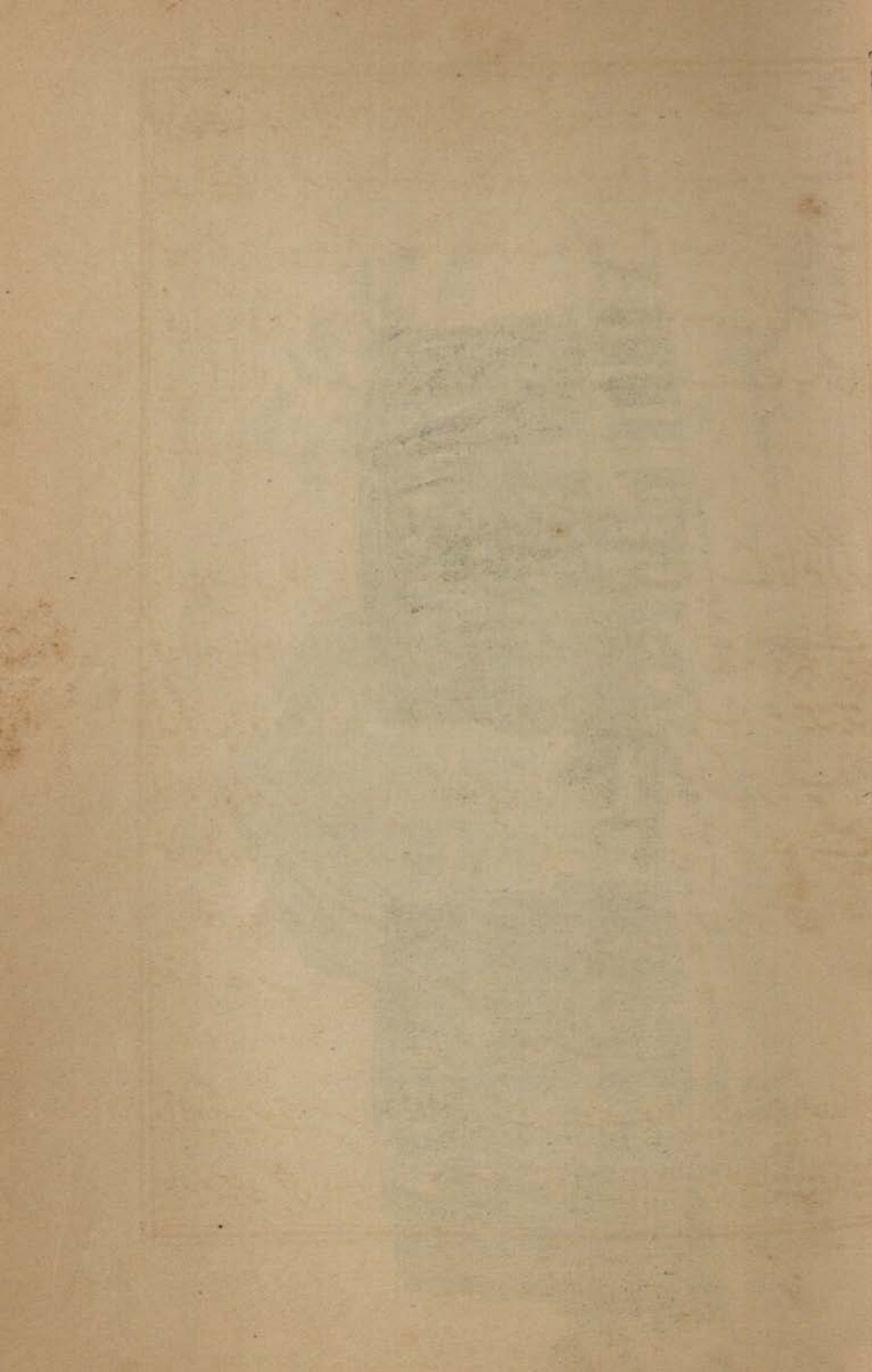
دیکھو کتبہ نمبر ۳۹

زیچ محمد شاہی



نقشه مسجد شریف الدوله

مسجد کهن بازار اصفهان



جی پورا اور ستھرا اور بنارس اور اوجین میں بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانے میں چھنے اور ستھر کے بنائے تھے تاکہ رصد میں فرق نہ پڑے یہ رصد خانہ اب بالکل خراب ہو گیا ہے سب آلات ٹوٹ گئے ہیں اور سب کی تقسیمیں مٹ گئی ہیں کوئی آلہ اس قابل نہیں رہا کہ اس سے ایک بھی عمل ہو سکے تین آلے منجملہ آلات کے جو چھنے اور ستھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہیں۔

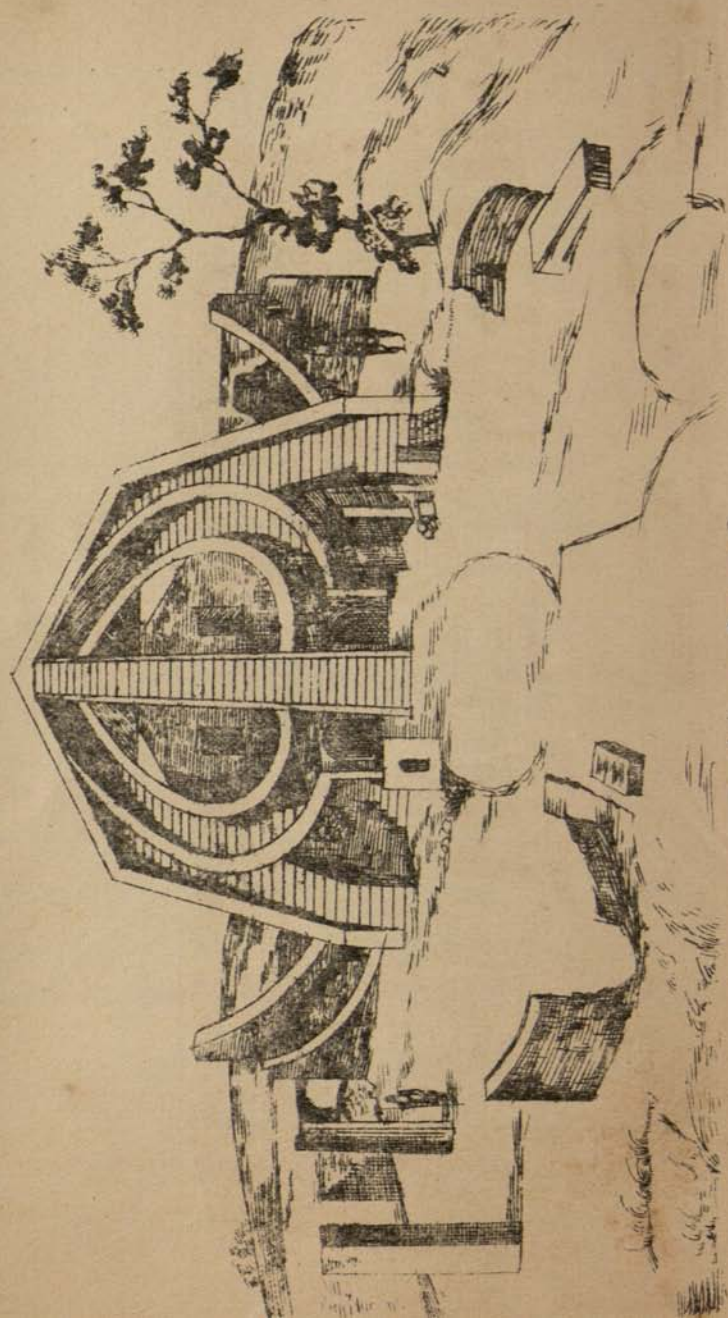
اول جی پرکاش

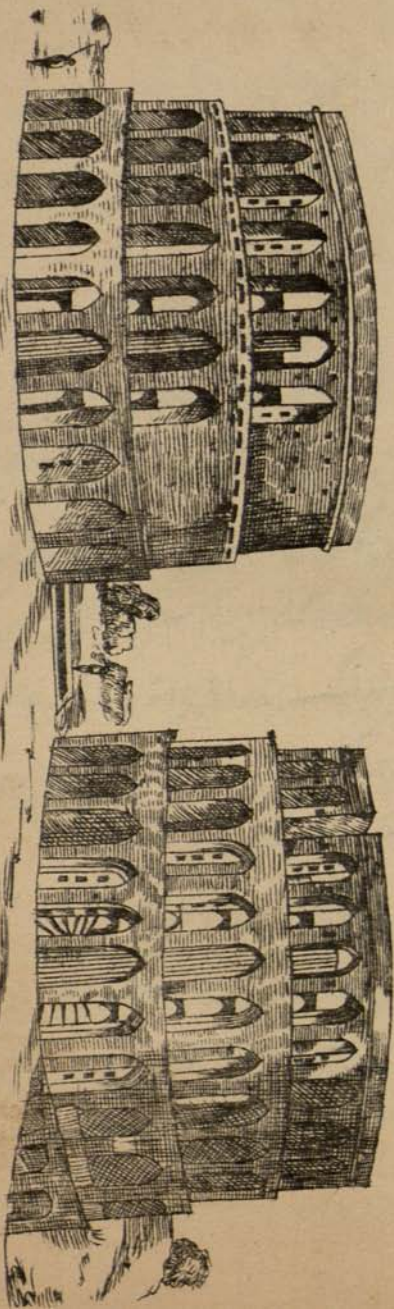
یہ آلہ ہے حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کر کر اگر اس کے دائرہ افق ترپن فٹ آٹھ انچ کے قطر کا کھینچ کر اوپر چار درجہ کی گول دیوار کنوئیں کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی میں کہ ایک درجہ زمین میں دبا ہوا ہے اور تین اوپر نکلے ہوئے ہیں اس کی ساٹھ پر تقسیم کی ہے ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بند رکھا ہے اندر کے رخ مقنطرات کھینچے ہیں اور درجات کی تقسیم کی ہے اور مقیاس اس اور سطح دائرہ افق اور مقنطرات سب کے سب منقسم ہیں۔

دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چبوترہ ہے سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوپر چار قوسیں ہیں اور ہر ایک قوس کے دونوں طرف سیرٹھیان بنا دی ہیں

نقشه جنتی و دایر المصطام





نقشه جغرافیای المشرق
در کتابخانه المجلد

نقشه جغرافیای المشرق

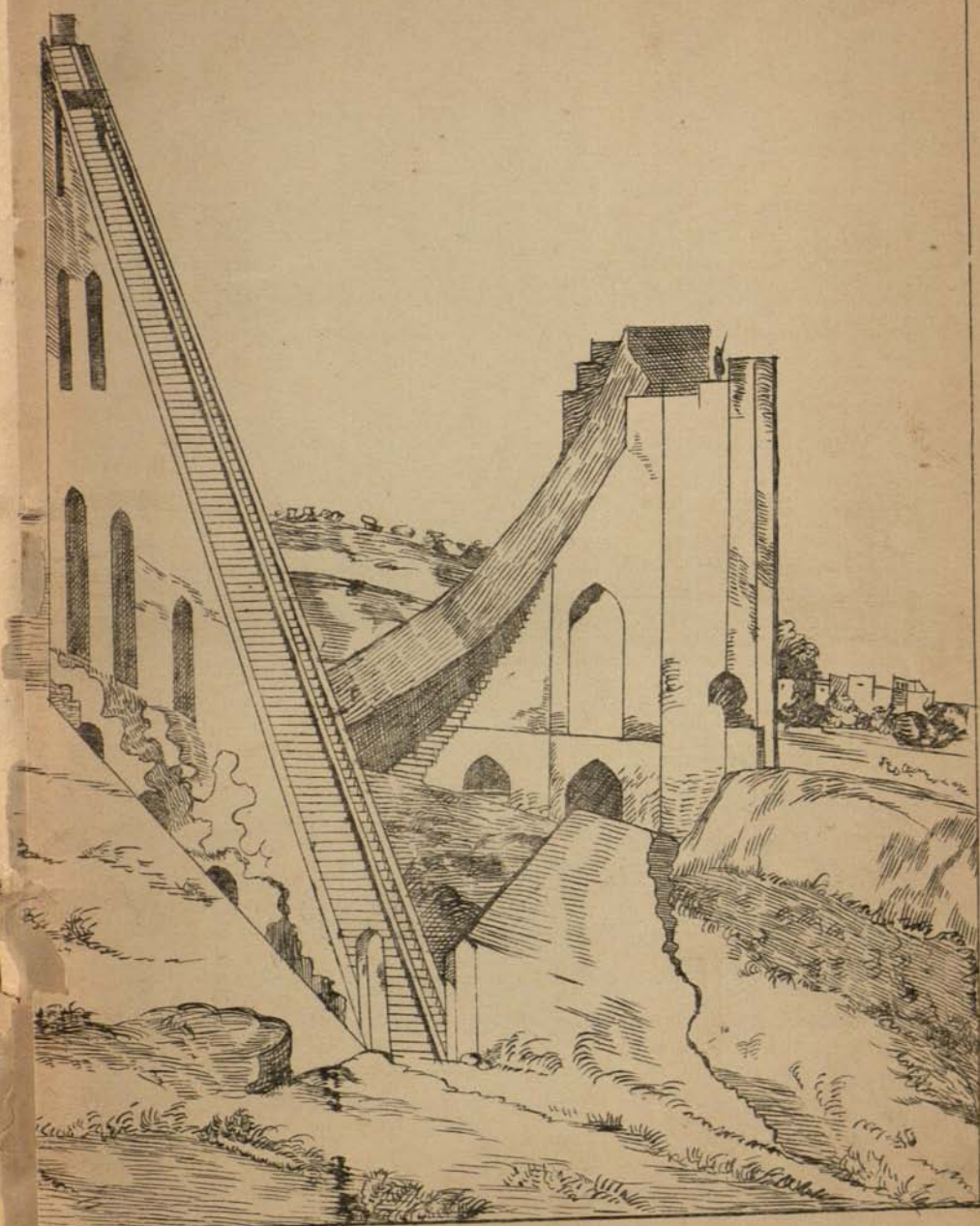
تاکہ سیڑھیوں پر چڑھ کر سائے کا حال دیکھیں اوس چوڑے کے نیچے
سے دو قوسین اور نکالی ہیں معدل النهار اور منطقه البروج کی لیکن بعت در
عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی
اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہیں۔

سوم سہراٹھ جنتر

یہ جنتر و حقیقت مقیاس ہر ایک پاکھ نیچ میں بنا کر دائرہ معدل النهار جسکا
نصف قطر اٹھارہ گز کا ہے منحرف بقدر عرض بلد جوٹنے اور پتھر سے نہایت محکم
بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہر پاکھے پر سیڑھیان بنائی ہیں کہ اوسپر سے پاکھے
کے سر پر چڑھ جاتے ہیں اسی طرح دائرہ معدل النهار کے دونوں طرف
سیڑھیان بنائی ہیں کہ اون پر سے سائے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی بھی تقسیم
بالکل خراب ہو گئی ہے اگرچہ ۲۸ اعیسوی میں پاکھے کی مرمت راجہ جی پور
نے بموجب تحریک آرکیولاجیکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الاپوری مرمت
نہیں ہوئی یہ تینوں آلے خود سوائی جو سنگھ نے ایجاد کیے ہیں اور اسی
سبب سے انکے منہدی نام رکھے ہیں۔

کرہ مقعر

اسی جنتر کے نیچے دو کرہ مقعر آدھے آدھے بنائے ہیں اسطرح پر کہ مدار قطب
بروج کا ہر ایک میں ناقص ہے اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر



رکھ دین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کروں میں بار لا تو سین بنائی ہیں تقسیم ہر وجہ کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہو اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی نوے میں نینے بنے ہوئے ہیں کہ اون پر سے چڑھ کر سائے کا حال دیکھتے تھے قطران و دون کروں کا چھتیس فٹ کا ہوا اور چھوٹے اینٹ سے نہایت محکم بنے ہوئے ہیں۔

یہ رصد خانہ وہ ہے کہ جس میں پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہیں ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والوں اور کچھ بنانے والوں نے اون قواعد و نین سے ایک کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا اسی سبب سے یہ رصد خانہ اپنے ساتھیوں میں یکہ اور بہت نامی ہو سکا۔ جلوس محمد شاہ مطابق سال ۱۱۰۰ ہجری موافق ۱۷۸۷ عیسوی کے راجہ سوانی جی سنگھ نے کئی آدمی یا ضی ان پیری میں لے کر ساتھ فرنگستان میں بھیجے اور وہاں سے آلات رصد اور دور بینین منگوائیں اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصد خانہ دیکھ کر آئے اور زنج جدید جس کا لیر نام تھا یہاں لائے اور اس رصد خانے سے مطابقت کی لیر کے حساب میں تقویم قرین آدھے درجے کا اور کوف اور خسوف کے زمانے میں چوتھائی و قیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھیں باتوں سے یقین ہوتا ہے کہ اس رصد خانے میں انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی

رصد خانے میں مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہے اگرچہ یونانی ہیئت الون نے
ان نئی باتوں کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان
نئی باتوں کو عقلی دلیلوں سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان نئے قاعدوں سے
جوابات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جوابات کہ رصد سے دیکھی
جاتی تھیں وہ دونوں ٹھیک نکلتی تھیں اس واسطے ہی مطابقت اون
قاعدوں کی صحت کو کافی متصور ہو کر عقلی دلیلیں قائم کرنے پر یا تو توجہ نہیں
کی اور یا درحقیقت قائم نہ ہو سکیں اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اون
باتوں کی لکھتے ہیں جو برخلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے میں
تسلیم کی گئیں ہیں۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضی تسلیم کیا۔

(۲) چاند کی حرکتوں کو بیضی مدار پر مانا۔

(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن

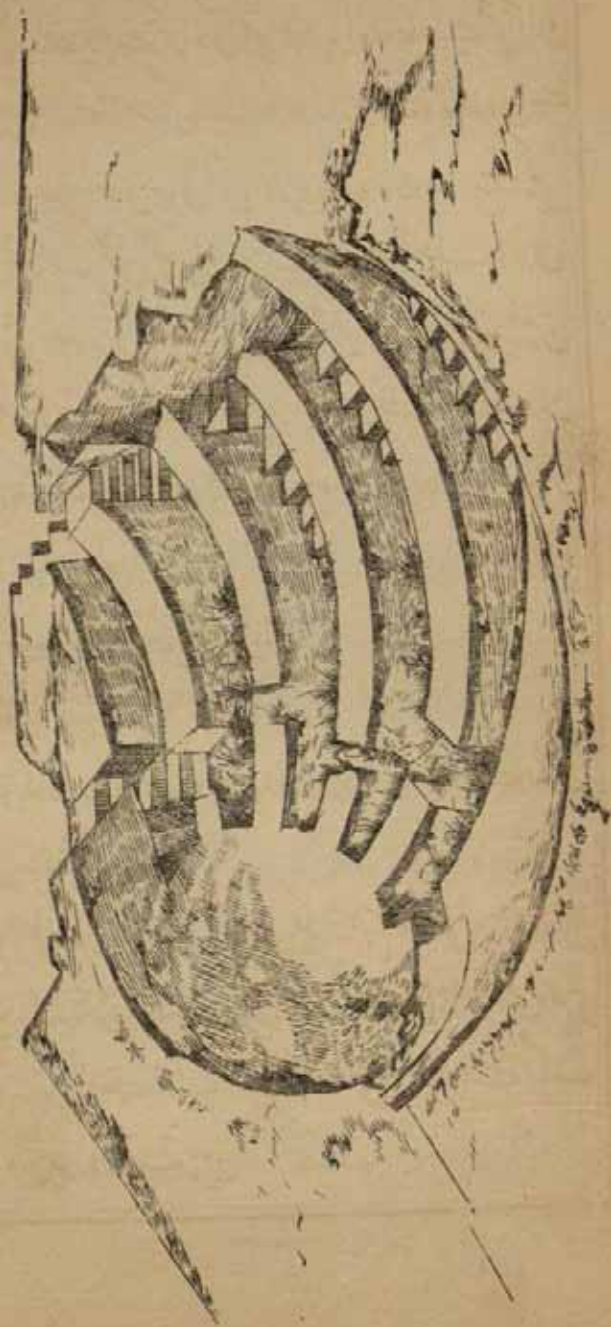
ہیں اور بدر اور بلال ہوتے ہیں۔

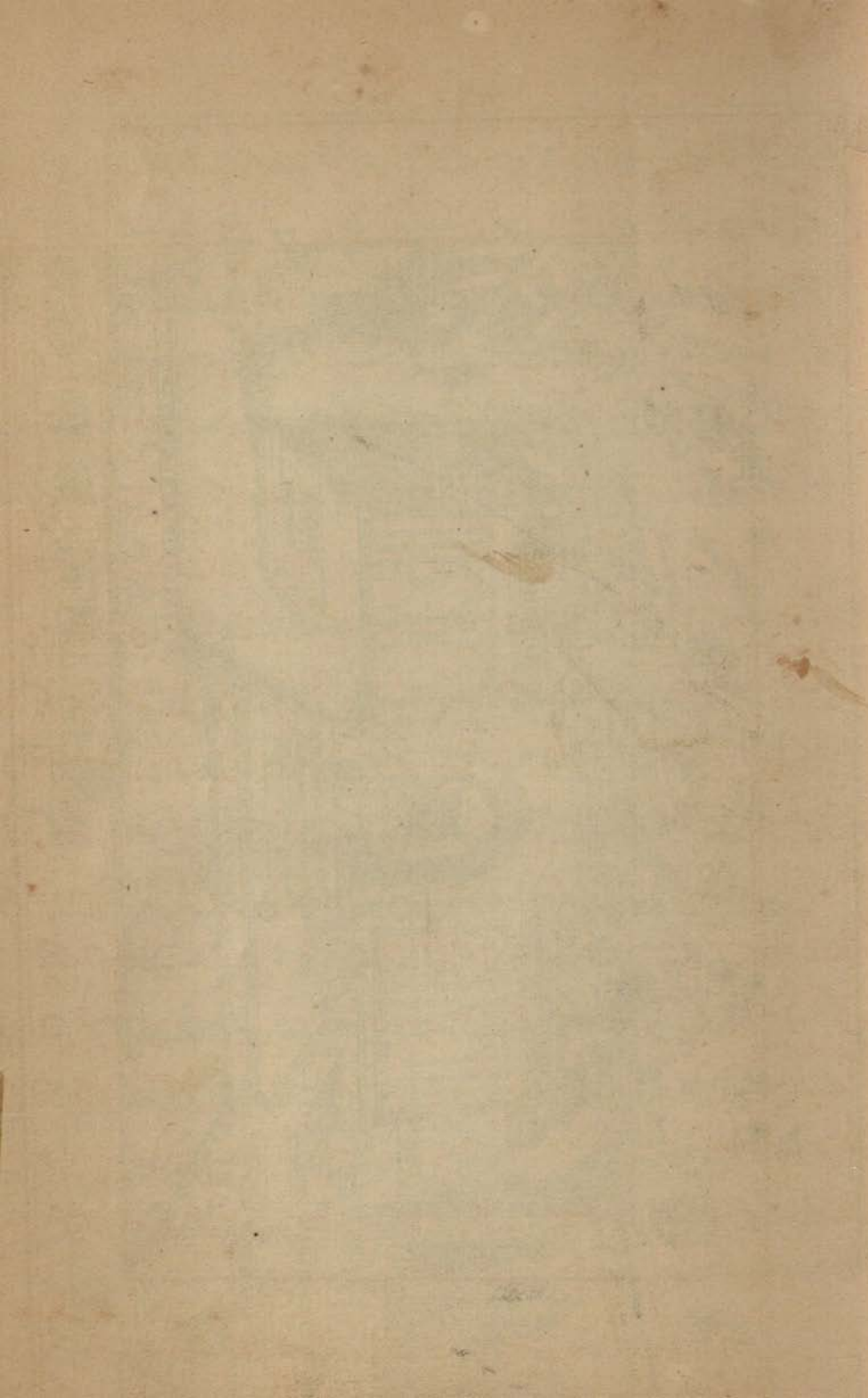
(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کر دمی شکل پر نہیں بلکہ اہلیجی شکل پر ہے۔

(۵) مشتری کے گرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جسکا اتمار مشتری نام ہے۔

(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک

برس کے قریب دور پورا کرتے ہیں۔



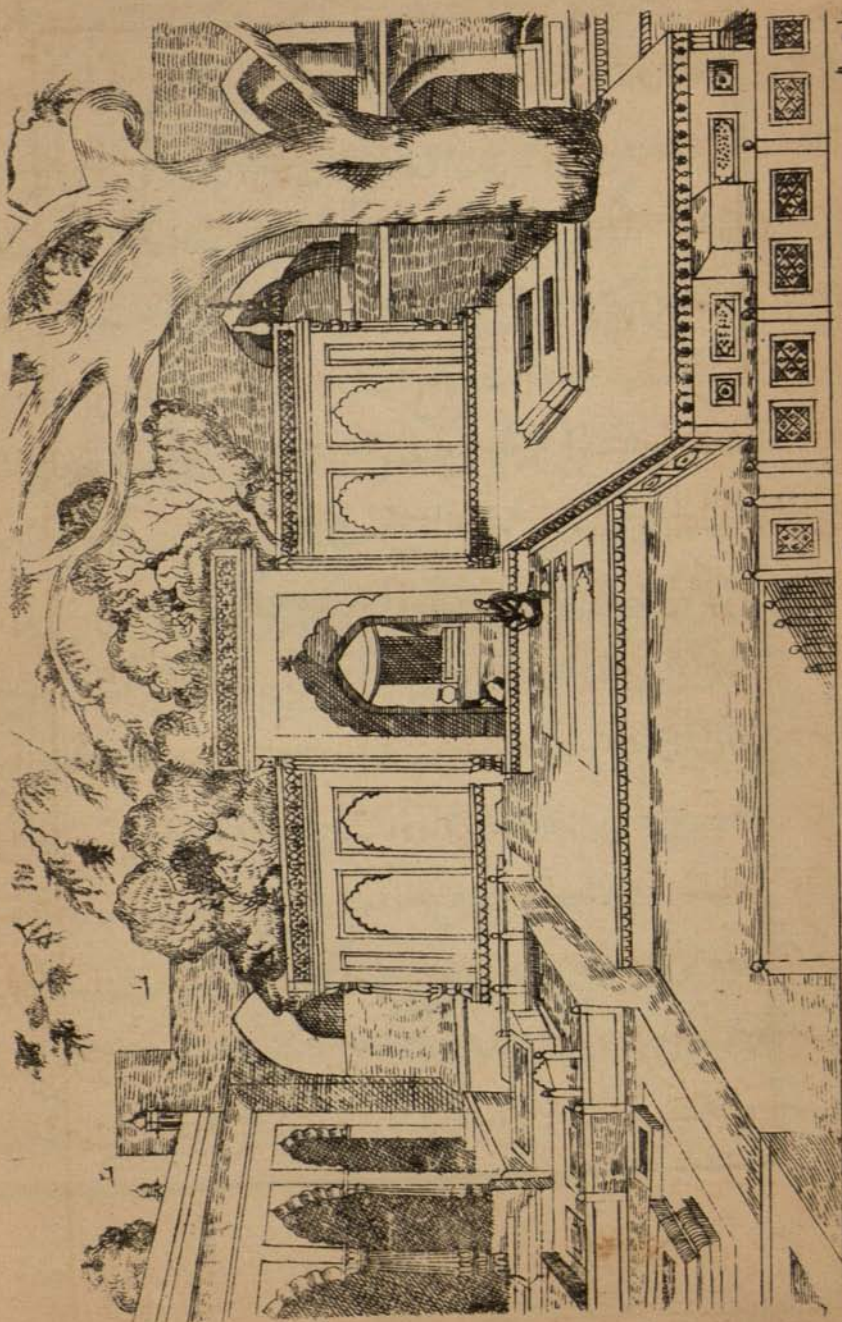


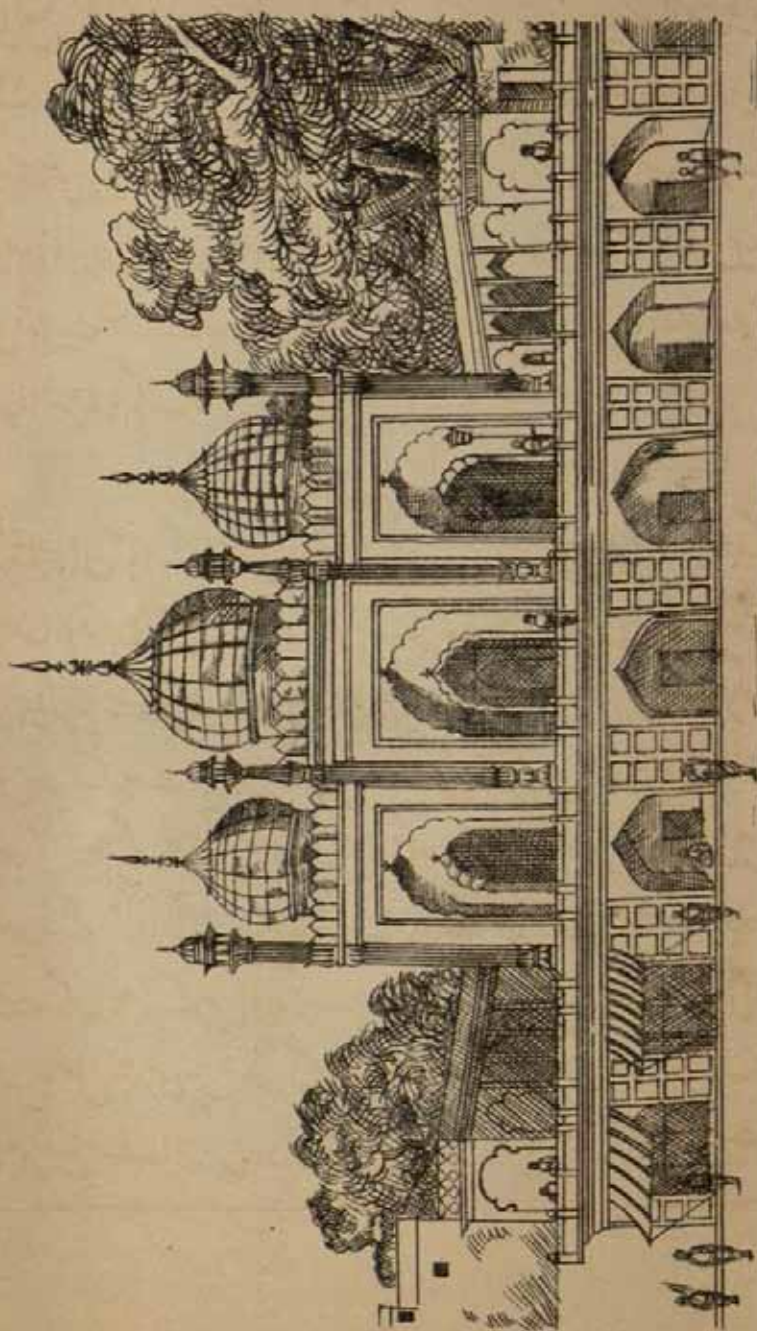
(۷) کو اکب ثوابت و حقیقت ثوابت نہیں ہیں بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہیں
 اس رصد خانے میں رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کو اکب اور طلوع اور
 غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہیں رہی تھی کیونکہ دوہرین
 کی مدد سے یہ سب چیزیں دن کو آنکھوں سے دیکھ لی جاتی تھیں ان مختلط قواعد
 یونانی اور انگریزی پر جو اس رصد خانے میں مانے گئے زتیج جدید محمد شاہی
 تیار ہوئی ہے اوسمین کچھ شک نہیں کہ اس زتیج کا حساب اور زیچون
 کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہے اسی رصد خانے میں ایک نئی تاریخ
 سکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہے ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی
 ۱۱۳۱ھ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۱۱۳۱ھ عیسوی سے رکھی ہے اور اس
 ابتدا کو ابتدا کے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہے اگرچہ ابتدا جلوس اسکایہ
 نہیں لیکن جو کہ جلال الدین فرخ سیر آٹھویں ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری مطابق
 ۱۱۳۱ھ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات اوسکے پیچھے رفیع الدولہ
 تخت پر بیٹھا اور اسکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا جو کہ ان دونوں کی مدت سلطنت
 چند ماہ سے زیادہ نہیں ہوئی اس واسطے انکی سلطنت کو معدوم تصور کر کر
 اور آٹھ دن جو ربیع الثانی میں سے گئے تھے درستی حساب کے لیے
 زیادہ کر کر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری
 ہے اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہیں اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت

رکھتی ہو صرف اتنا فرق ہو کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہو اور محمد شاہی
 ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کر کر نکالنے کے
 قاعدے زیچ کی کتابوں میں لکھے ہیں اس مقام پر اونکے بیان کی حجت
 الاستقرار بیان کر دینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۲۵۲ھ عیسوی مطابق چودھویں
 رمضان ۱۲۳۸ھ محمد شاہی حسابی اور بارہویں رمضان ۱۲۳۸ھ محمد شاہی
 ہلالی کی تھی۔

شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہو منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا یوں
 ہو کہ اود ہم بانی زوجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت میں اول
 نواب بانی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی
 تھی ۱۲۳۸ھ ہجری مطابق ۱۲۵۲ھ عیسوی او سکے پاس ایک پتھر آیا جس پر نقش قدم تھا
 اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علی کے قدم کا نقش ہو نواب قدسیہ نے اس نقش قدم
 کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض میں جمادیا اور اس حوض کے نیچے
 سنگ مرمر کا فرش کر کر محراب بنایا اور اس کے کنارے پر یہ شعر کندہ کر دیا شعر
 بر زمینی کہ نشان کف پائے تو بود سایہ اسجدہ صاحب نظران خم ابد بود
 جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد میں نواب قدسیہ
 نے ۱۲۶۲ھ ہجری مطابق ۱۲۷۵ھ عیسوی کے جاوید خواجہ سرا کے اہتمام

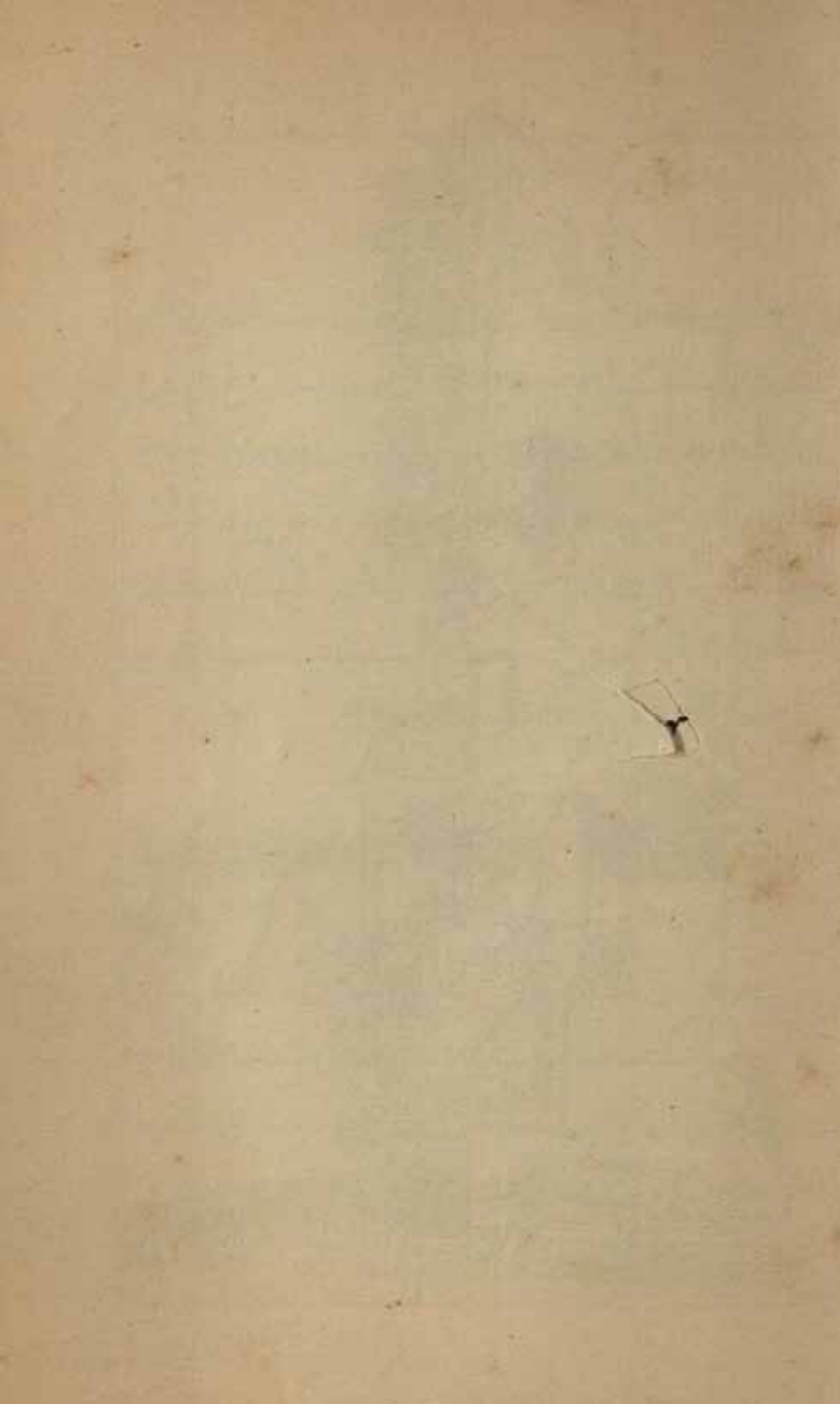




سے چار دیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر ۱۲۳۲ھ ہجری مطابق ۱۸۱۷ء عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور ۱۲۳۷ھ ہجری مطابق ۱۸۲۲ء عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقار خانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب آراستہ ہے ہر مہینے کی بیسویں کو یہاں مجلس ہوتی ہے اور رمضان کی بیسویں کو بہت ہجوم ہوتا ہے اور محرم میں تعزیے یہیں آتے ہیں اور بہت مجمع ہوتا ہے اور جس میدان میں تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہیں اسکا نام کر بلا رکھا ہے اسکی بھی چار دیواری میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہے۔

محکم المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروائے کے پاس یہ مسجد ہے اس مسجد کو فخر النساء خاتم بیوی نواب شجاعت خان نے ۱۲۷۷ھ ہجری مطابق ۱۸۶۲ء عیسوی کے بنایا ہے اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہیں ہے لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہے گنبد اس مسجد کے بہت خوبصورت ہیں اور خوش وضعی میں نامور ہیں روکا اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں مسجد کے اندر آجائے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہے ہر جہاں اس مسجد کے نئے سنگ مرمر کے ہیں اور سنگ مرمر کی اوسمیں دھاریاں لگائی ہیں اکس بالکل سنہری ہیں مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا ہے اور باہر سنگ سرخ کا ہے ضلع شمالی میں دور خدالان ہے اور اس کے آگے حوض بہت ہی



خوبصورت بنایا ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ حوض اور فواے اب ٹوٹ گئے ہیں۔

باغ محلدارخان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہے محمد شاہ کے وقت میں ناظر محلدارخان نے ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۵ء عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہے اس کے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نوارڈا پر سکے بنایا ہے اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہے اس باغ کے دروازے کے آگے اونسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سروں پر سہ درے دروازے بنائے تھے کہ ترپولیہ کے نام سے مشہور ہیں ان ترپولیوں پر تاریخ کندہ ہے۔

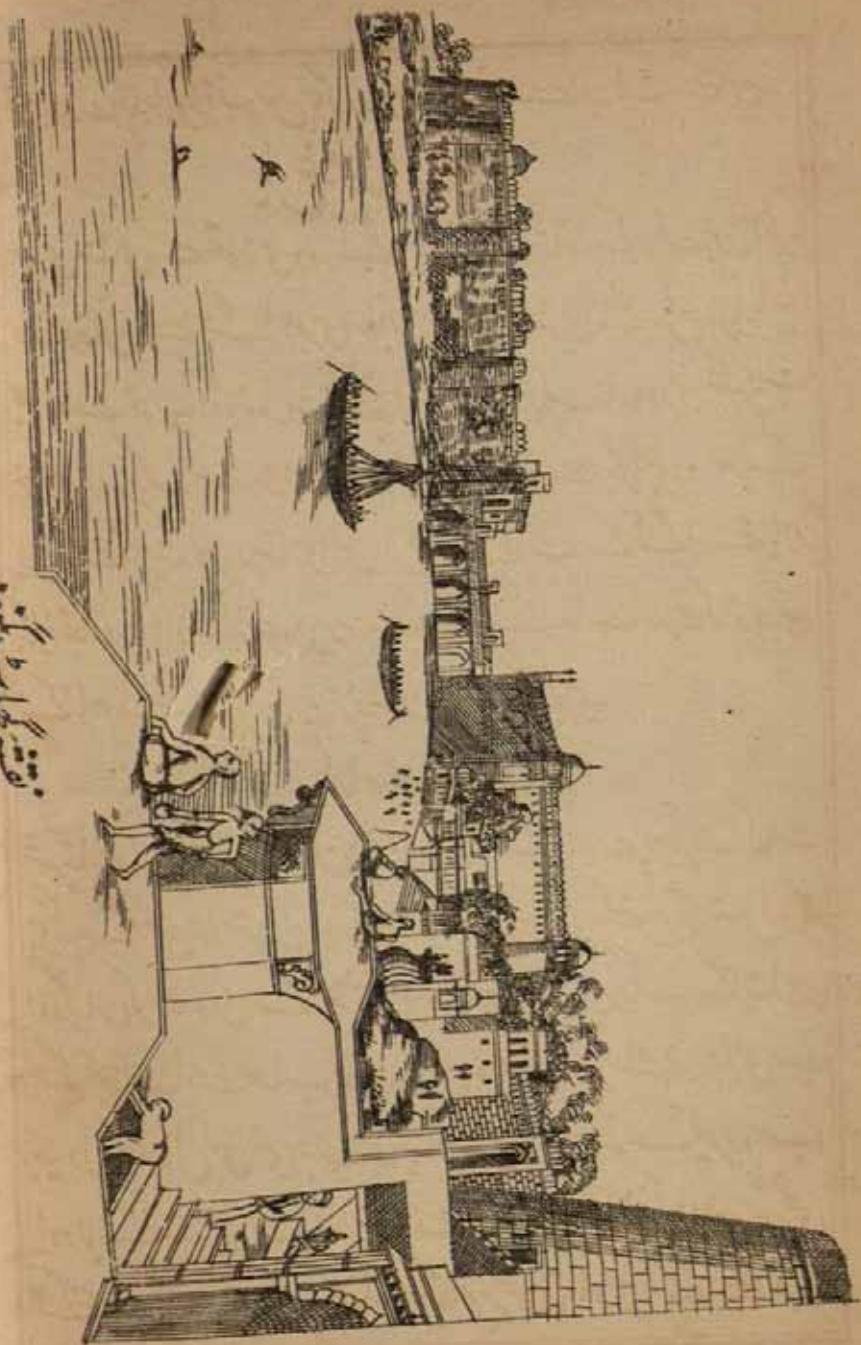
گھاٹ نمبود

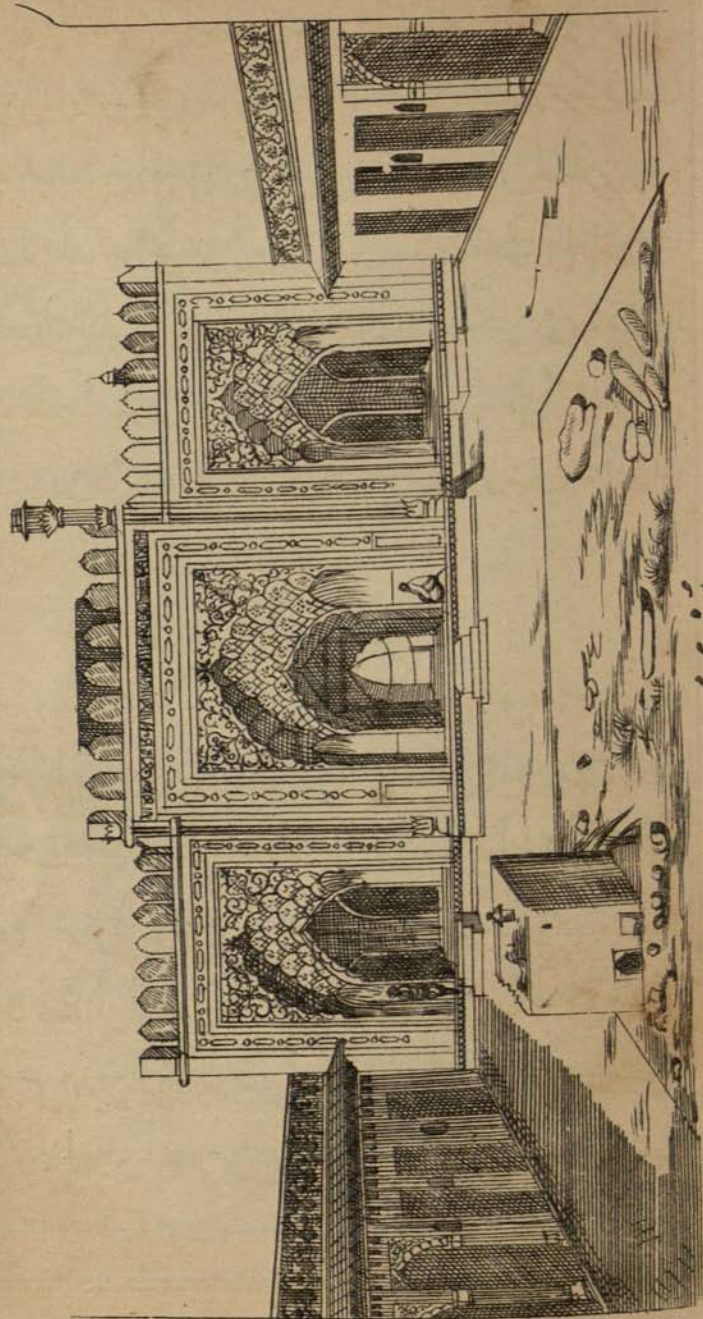
شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہے جو کم کے معنی شاسترین میدون کے ہیں اور بود کہتے ہیں عفتل اور سمجھ اور گیان کو ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ دوپار جگ کے ابتدا میں جسکو آج تک اونکے حساب بموجب (۱۷۹۵۳) برس ہوئے برہما جی سب میدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہاں آئی تو پر میشر نے پھر وہ سب یاد دلانے اور سمجھانے اس واسطے نمبود کا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ جہد ہشتر نے اس مقام پر شموتی اماوس کے ملنے کو بڑا

دیکھو کتبہ نمبود

پتھی اندر پتہ نام

نقشه گاه کبود





جگ کیا تھا اور جگ کرنے کی جگہ پر ہندون نے ایک چھتری تیار کی تھی
 کچھ عجب نہیں کہ اسی چھتری کو توڑ کر ہایون بادشاہ نے سلیم گڑھ کے
 نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندون کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ
 پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیوں میں پھنک جائے اور یقینی اس کی مکت
 ہو جاتی ہے تخمیناً ۱۷۰۰ ہجری مطابق ۱۷۰۰ عیسوی سے اس مقام پر ہندو
 نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے اچھے بنائے ہیں صبح کو نہان والی
 عورتوں اور مردوں کا عجب ہجوم ہوتا ہے جس کے حسن کی خجالت سے آفتاب
 بھی زرد رنگ نکلتا ہے۔

مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجان آباد میں قاضی دارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار میں
 یہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۷۰۰
 ہجری مطابق ۱۷۰۰ عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینوں برج سنہری تھے
 چند مدت ہوئی کہ یہاں کے برج اوکھاڑ کر کوٹوالی چپو تھے کے پاس کی سنہری
 مسجد میں لگائے ہیں یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگر اب بالکل شکستہ اور
 خراب ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض خان صاحب نے اپنی
 نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کر دی ہے اس مسجد
 کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہے۔

دیکھو کتبہ

باغ جہنم

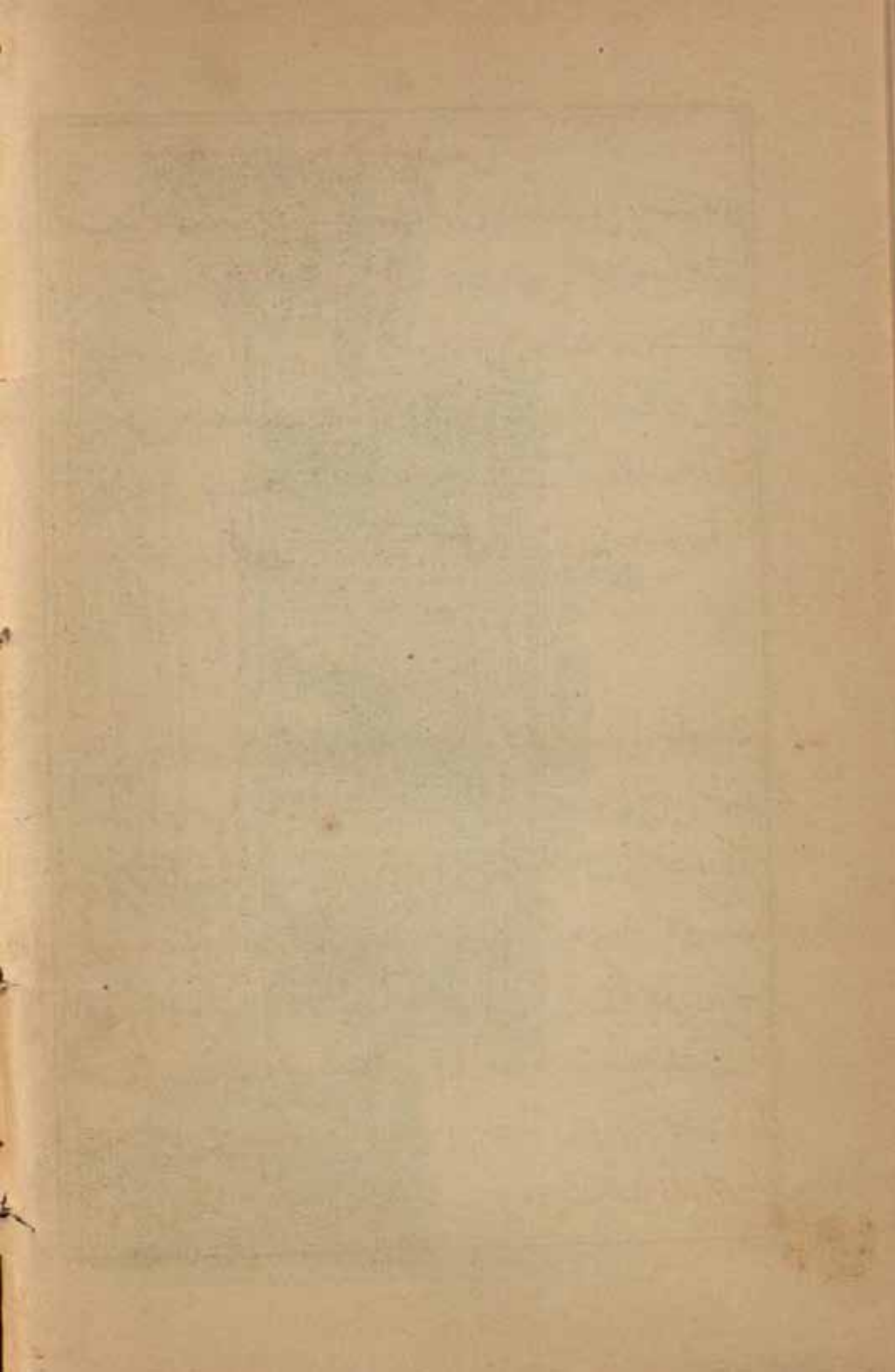
قطب صاحب کے نواح میں جہنم نے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہے اللہ ہجری مطابق ۱۰۴۷ء عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرانے محمد شاہ کے عہد میں یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چاروں طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہیں جو پینچ میں سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہے اس کے آگے حوض بھی ہے باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت میں بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہیں اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے اور اس کے دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۹۰

مجر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن میں یہ مجر ہے محمد شاہ بادشاہ نے ۱۰۴۷ء ہجری مطابق ۱۰۴۷ء عیسوی کے انتقال کیا اور یہاں دفن ہوا مشہور ہے کہ یہ مجر محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ مجر بہت تحفہ بنا ہوا ہے لطافت اور نفاس اس کی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اس کی بے اندازہ ہے سنگ مرمر اس مجر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہے کہ موتی کی آب اس کے آگے خاک ہو گل بوئے ٹبیل پتی منبت کاری کے ایسے ہیں کہ نگار خاں بھین بھی اس کے آگے مات ہے یہ مجر بہت نامی ہے اور درحقیقت اپنا ثانی نہیں رکھتا اس مجر کے دروازے میں دوپٹے سے سنگ مرمر کے

مرآۃ



شہر شاہجان آباد میں قلعہ کے نیچے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت
 سر سے پانٹن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار میں اسکے وہ بھی
 نہایت خوبصورت ہیں تمام کلیان اسکی سنہری ہیں اور تینوں برج بھی
 سنہری تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اس واسطے کہ ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۳ء
 عیسوی میں بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجوں کو اتار کے سنگ باسی کے
 برج اسکی جگہ لگا دیے ہیں اس مسجد کو ۱۲۶۵ھ ہجری مطابق ۱۸۵۰ء عیسوی
 کے جاوید خان خواجہ سرانے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی ماں کا بہت مقرب
 تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اسکو خطاب ملا تھا بنایا ہے اس مسجد
 میں ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمیں پانی نہیں آتا اس مسجد کی
 پیشانی پر تاریخ کندہ ہے۔

مقبرہ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہے ابو منصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے زیرِ تھے
 جبکہ شہزادین ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ ہجری مطابق ۱۸۵۵ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا
 اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی
 بلال محمد خان کے اہتمام میں تین لاکھ روپیہ خرچ کر کر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ
 نہایت خوبصورت ہے سر سے پانٹن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور جا بجا
 سنگ مرمر کی دھاریاں اور چوکے لگے ہوئے ہیں برج اسکا تمام سنگ مرمر

مراٹھا بنایا

دیکھو کتبہ نمبر ۴۰

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہیں کہ آدمی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے
اس مخبرین محمد شاہ کی قبر کے سوانواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور میرزا جگر
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشری کی بھی قبر ہزار تین قبریں
اور بادشاہزادوں کی ہیں۔

قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہے اور وہ ہم بانی روضہ
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو ان کو خطاب
نواب بانی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ
اونھوں نے اپنے نام پر یہ باغ تختینا^{۶۲} الہ ہجری مطابق ۱۰۴۸ء عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہے اور اس کے اندر ایک بارہ درزی سنگین اور
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے۔

چوٹی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے ۱۰۴۸ء الہ ہجری مطابق ۱۰۴۸ء عیسوی کے قلعہ شاہجہاں
میں بنائی تھی اسکے ستون اور محرابیں سب کے سب چوٹی تھیں اس سبب سے
چوٹی مسجد کہ کر مشہور ہے مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی ۱۰۴۸ء عیسوی مطابق
۱۰۴۸ء الہ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہے۔

سنہری مسجد



اکس مندر کلاسی

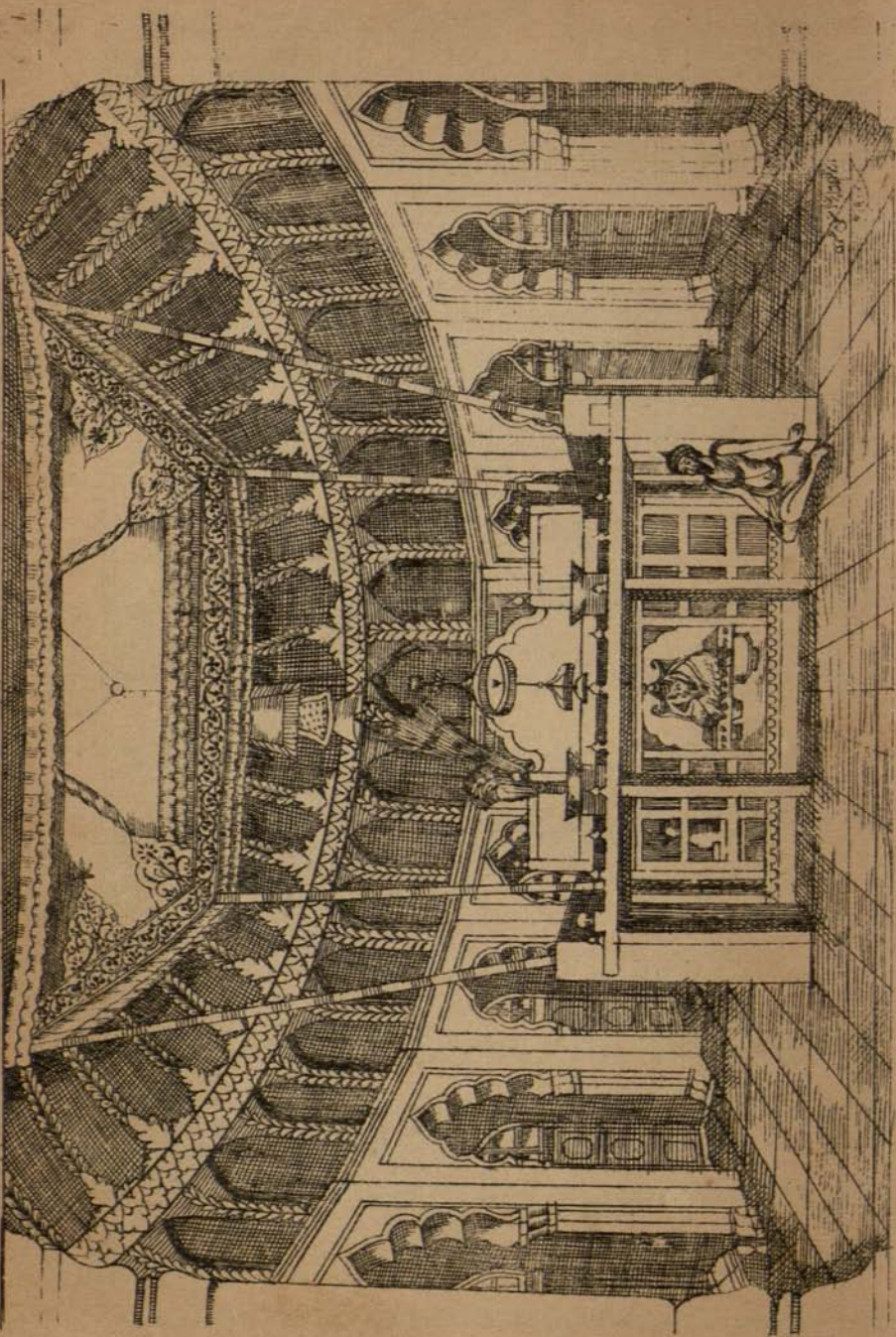
کاہر اور اندر بھی اجائے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا
 ہے اور اسکے پنجے ایک خانہ ہے جس میں اصل قبر بنی ہوئی ہے عمارت اسکی ایسی
 نازک اور باریک ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح
 پرکی ہے چار دیواری چوڑی اور پتھر سے کھینچی ہے اور اوس میں باغ آراستہ
 ہے اور چاروں طرف نرین اور حوض بنے ہوئے ہیں باغ کے تین طرف مکانات
 دکشا بنائے ہیں جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہے اور غربی مکان
 جگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی
 میں دروازہ ہے بہت بلند اور اوس دروازے میں طرح طرح کے مکانات اور
 شہ نشین بنی ہوئی ہیں اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہے زری سنگ سرخ
 کی چار دیواری کے چاروں کونوں پر چار برجیاں ہیں اور ان میں بہت
 باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہے کہ اوس کے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہے
 مقبرے کے اندر تاریخ کندہ ہے۔

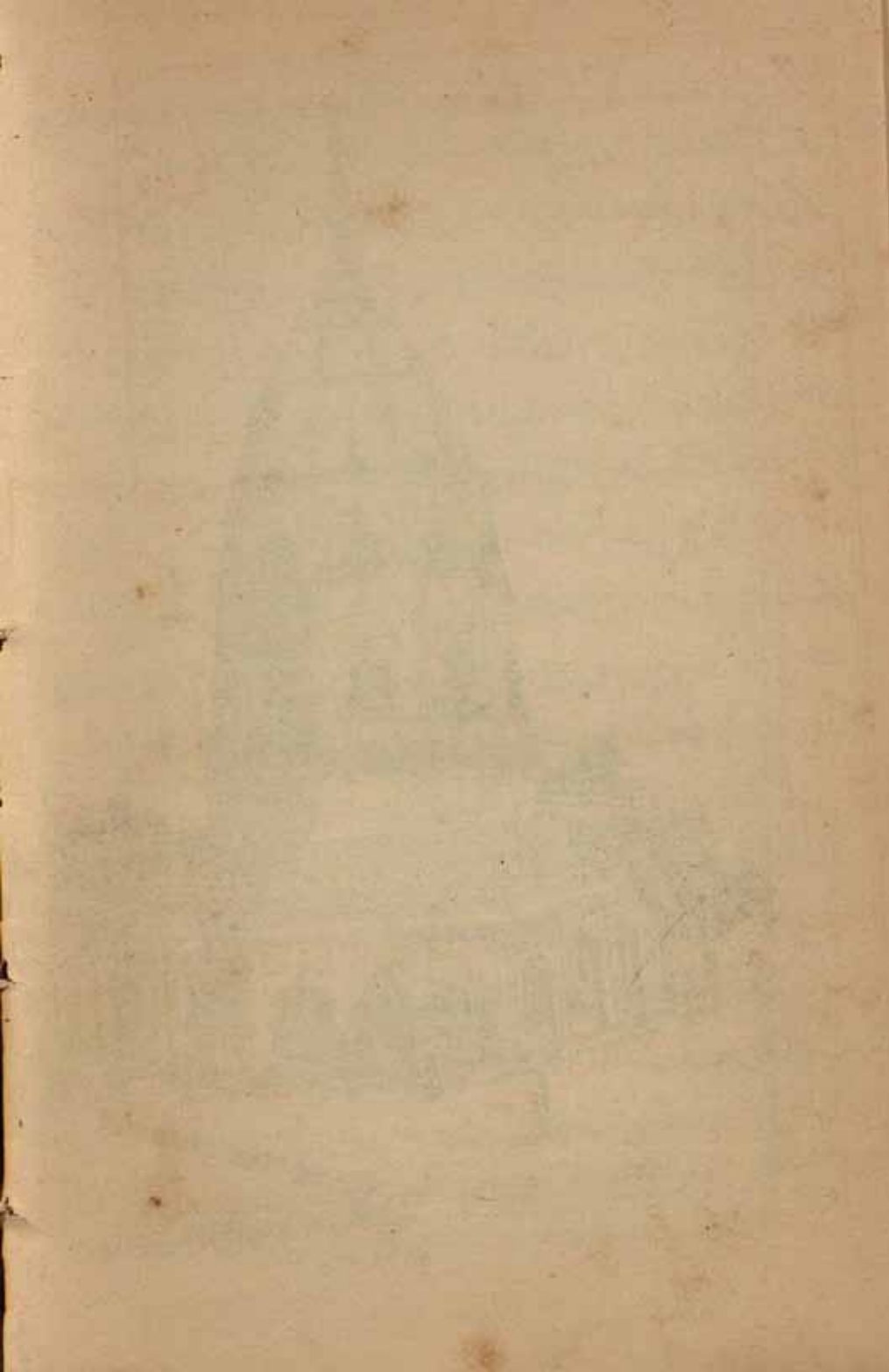
کالکا

موضع بہا پور کی سرحد میں شاہ جہان آباد سے چھ کوس جنوب کی طرف یہ مندر
 ہے مندروں کے اعتقاد میں کسی فرضی زمانے میں سنبھہ اور سنبھہ درگچھس
 تھے انھوں نے اوس زمانے کے دیوتاؤں کو بہت ستایا تھا جب برہما
 تک فریادو گئے تو اوس نے کہا کہ مجھے تو تمھاری رچا نہیں ہوتی تم مہامائی

دیکھو کہ کتبہ ہے

دارکھ می پرا





یعنی پاربتی کا استوت کرودہ تمھاری سہا تیا کر گئی جب اون دیوتاؤں نے
 مہمانی کا استوت کیا تو مہمانی کے منہ میں سے ایک دیوی پیدا ہوئی کوشکی
 اوسکا نام تھا اوس دیوی نے دونوں راچھسون کے ایک سردار کو جسکا
 نام رکت بنچ تھا مارا اوسکے لہو کی بوندوں سے بے انتہار اچھسچ پیدا ہوئے
 تب کوشکی دیوی کی بھون میں سے کالی دیوی پیدا ہوئی اوسکا ایک ٹھونٹ
 پر بت پر تھا اور دوسرا اکاس میں جسکو کوشکی مارتی تھی کالی اوسکا لہو
 زمین پر گرنے نہیں دیتی تھی دو آپر جاگ کے اخیر میں جسکو آجتاک
 چار ہزار نو سو تیرین برس ہوئے کالی دیوی نے اس پہاڑ پر اپنا استھان کیا
 جب سے یہاں پرستش ہوتی ہو مگر یہ مندر سمت اکر راجیت مطابق ۱۷۷۷
 ہجری موافق ۱۷۷۷ عیسوی کے بنا ہی پہلے پہل اس مقام پر لداؤ کی بارہ دی
 تھی اور مورت کے گرد جو بن گر مھا پتھر ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا کٹھرا
 بنا اوسکے بائیں طرف دیوی کا نام اور سمت کندہ ہیں ۱۷۷۷ ہجری مطابق
 ۱۷۷۷ عیسوی کے راجہ کدازنا تھ نے جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے عہد
 میں نظارت کے پیشکار تھے اوس لداؤ پر یہ برج لنبیا بنایا اور چھتیس کی
 غلام گردش اوسکے گرد بنوا دی اب اس مقام پر بہت مکانات مہاجنوں
 نے نیلے میں اترنے کے لیے بنائے ہیں چیت کی آستین اور اسچلی آستین
 کو اس مقام پر چھائی کا بڑی دھوم سے میلہ ہوتا ہے اس مندر کے دروازے کے

لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور ہے
اب اس نواح میں بہت سی قبریں خاندان تیموریہ ہو گئی ہیں اسکے صحن میں
ایک محجر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک محجر میرزا بلاتی کا حال میں بہادر شاہ
بادشاہ ثانی نے بنایا ہے۔

مقبرہ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ
ہے جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سارے تھے جبکہ ۹۵۰ھ ہجری
مطابق ۱۵۴۸ء عیسوی میں انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ کنفیس
نہیں ہے جو نے پتھر سے بنا ہوا ہے مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہے۔

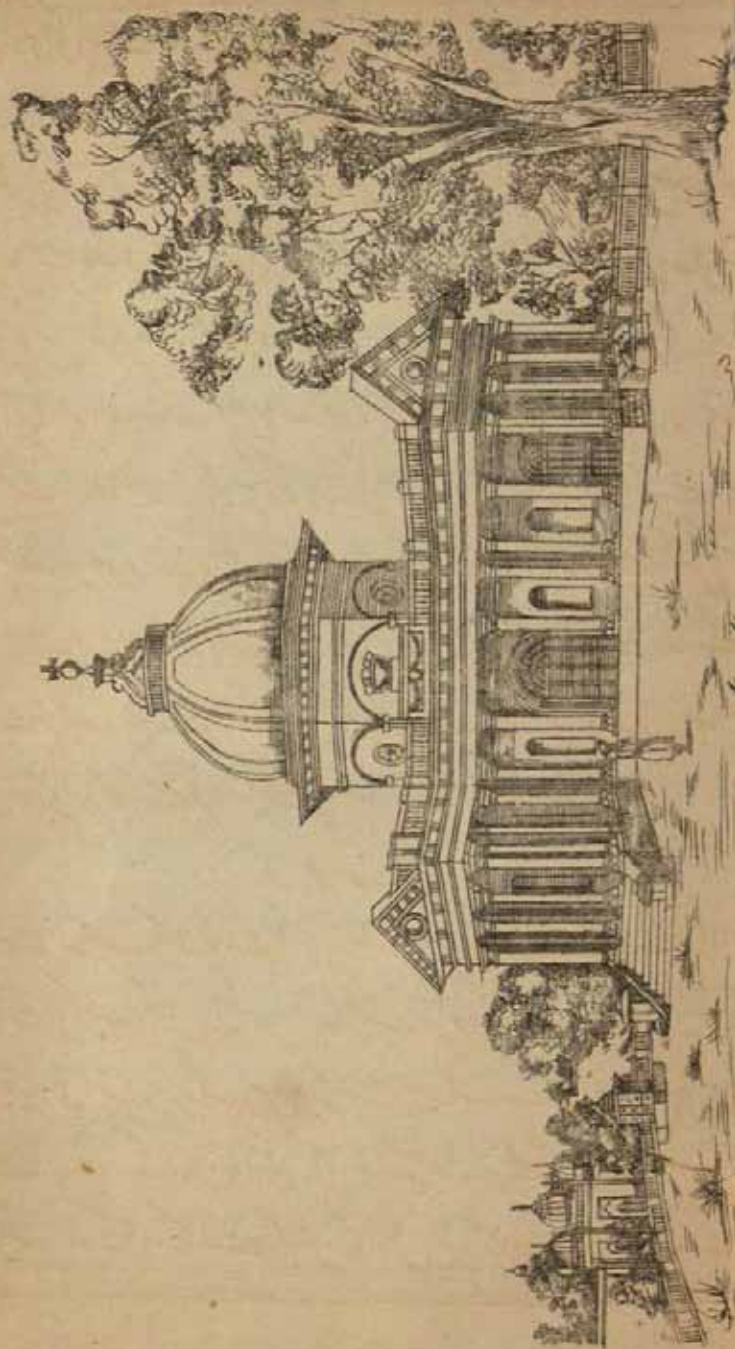
جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد میں دھرم پورے کے محلے میں لالہ ہر سکھ رائے اور لالہ موہن بعل
مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہے ۱۸۰۰ء بمطابق ۱۸۰۰ء عیسوی موافق
۱۲۸۰ھ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے میں بنکر تیار ہوا
سراؤ گیون کی پہلی پوجا اس مندر میں متی میا کھ سدی تیج تلمٹ مطابق
۱۸۰۰ء عیسوی کے ہوئی یہ مندر چوڑے اور امینٹ کا بنا ہوا ہے اور اسکے اندر
اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہے کلس بالکل سنہری ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس مندر
کی تیاری میں خرچ ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس مندر میں سوا لاکھ روپیہ کی

آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہے اور شیرون پر بڑا
 گھنٹا لٹکتا ہے جاتری اس گھنٹے کو بھاتے ہیں اور دیسی مائی کی بچہ مکھڑیا لے
 ہیں ہندوؤں کو اعتقاد ہے کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہو کر دیسی جی یہاں پہاڑی
 ہیں اس سبب سے شیرون کی صورت دروازے کے آگے بنائی ہے اس
 مندر کے پوجاری دو دن وقت پوجا کرتے ہیں اور گیارہ بجے دن کے
 دیسی جی کو بھوک لگاتے ہیں اس پتھر کو لال لال کپڑے گوڑے کناٹے لگے ہوئے
 پہنا رکھے ہیں اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہے رات کو پلنگڑی سجا کر دیسی جی کے
 کٹھرے میں رکھ دیتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دیسی جی رات کو اس پر
 سکھ فرماتی ہیں کٹھرے کے اوپر دن رات بارہا یہ منہ لگی کا چراغ جلتا رکھتے
 ہیں اور دیسی جی کی جوت او سکھ کہتے ہیں اور چراغ کا بجھنا بہت بُرا
 جانتے ہیں جاتریوں کی جب مراد آتی ہے تو دیسی جی پر چھپتا رہا اور
 شامیالے چڑھاتے ہیں ع ہر قوم راستائی دینی و قبلہ گاہی

لال بنگلہ

پُرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہے لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب ۹۳
 ہجری مطابق ۱۷۷۹ء عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد میں
 تو لال کنور کی قبر ہے اور بڑے گنبد میں سلیم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہے دونوں
 گنبد مع والاؤن کے نئے سنگ سرخ کے ہیں خواہ اس سبب سے اور خواہ



گرجا

۱۰۰

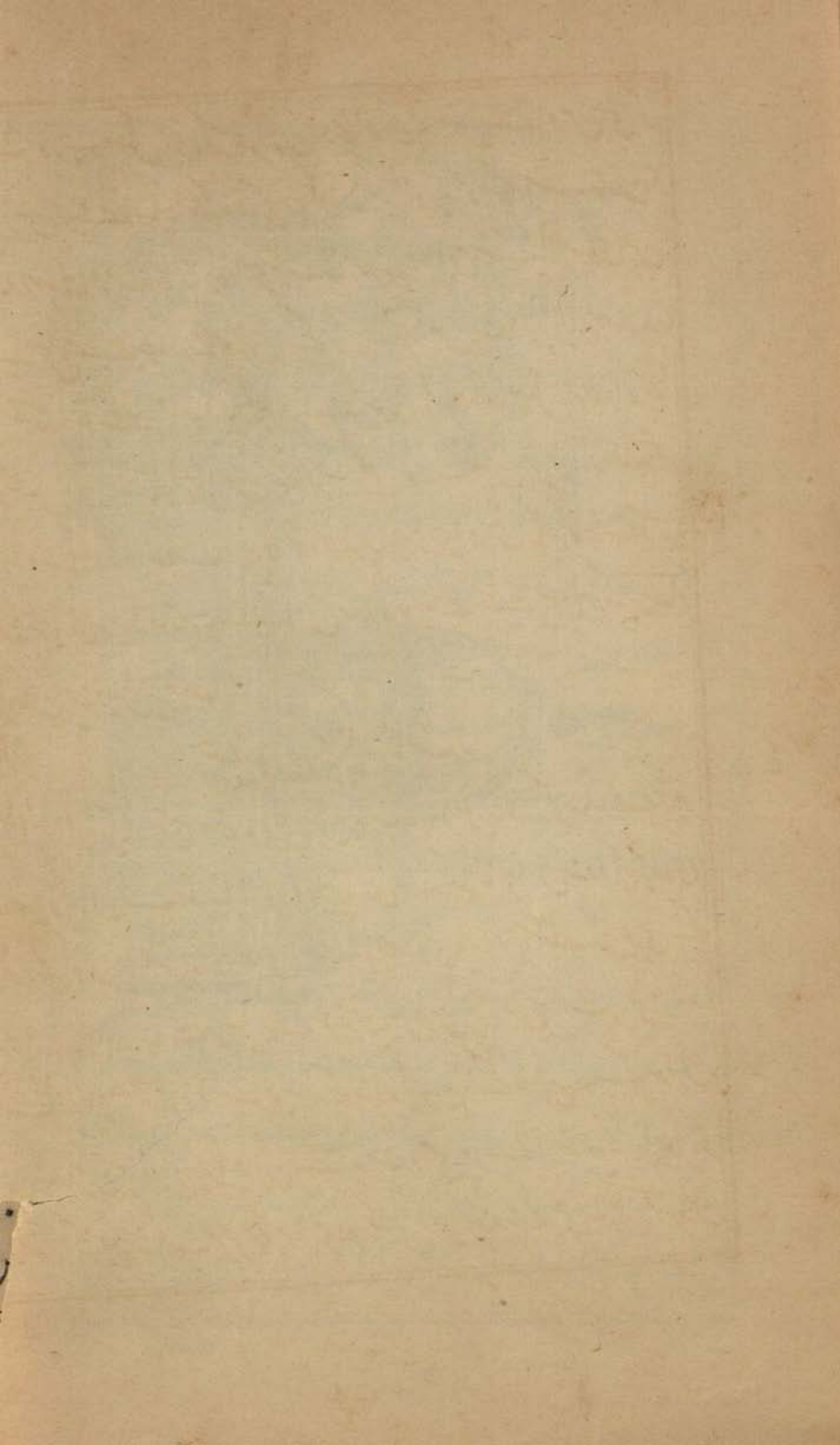
تیار کی صرف ایک بیدی ہو

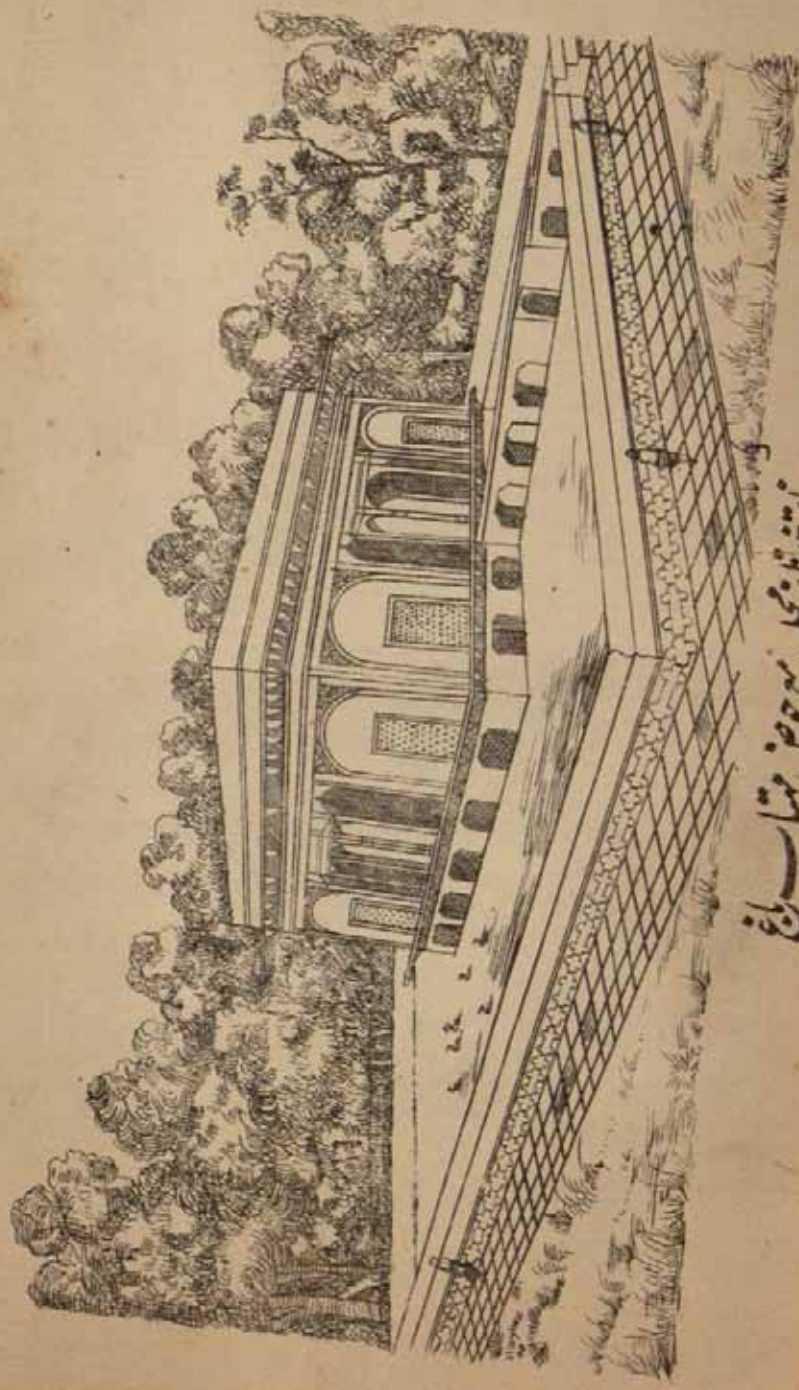
گر جا گھر

کشمیری دروانے کے پاس شہر شاہجان کے اندر یہ گر جا گھر اس سچی مسجد کو
کرنیل جس کنز صاحب بہادر نے بنایا ہو تعمیر اسکی ۱۲۶۸ عیسوی مطابق ۱۸۵۲
ہجری میں شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے میں نوے ہزار روپیہ خرچ
ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجائے فرش کے لگا ہوا ہو اس
لاگت سے علیحدہ ہو اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہو
حقیقت میں یہ بات ہو کہ ایسا خوبصورت گر جا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کشکل
صلیب پر ہو بہت خوبصورت اور نر اسٹنری ہو اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے
بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اسی گر جا کے صحن میں ولیم فریزر صاحب
کی قبر ہو اور اسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹھن لگا ہوا ہو۔

جول مایا

قطب صاحب کی لائٹ کے پاس یہ مندر ہو بہت نامی ہندوؤں کے اعتقاد میں
یہ بات ہو کہ جب کنس راجپوت نے بہت سرا دٹھایا تو برہمن نے کرشن اوتار میں
کی خبر دی اخیر دوا پر جگ میں جبکو ہندی حساب سے چار ہزار نو سو تین برس
ہوئے بسدیو کے یہاں دیو کی رانی کے پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم
لیا کنس کے دڑ کے مائے کرشن کو گول میں تند جاعوت جو حاک کے پاس





نقشه تلفر محل مع حوض مناسب

اس مندر کی تیاری میں بھی کسی لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔

کوٹھی جہان نما

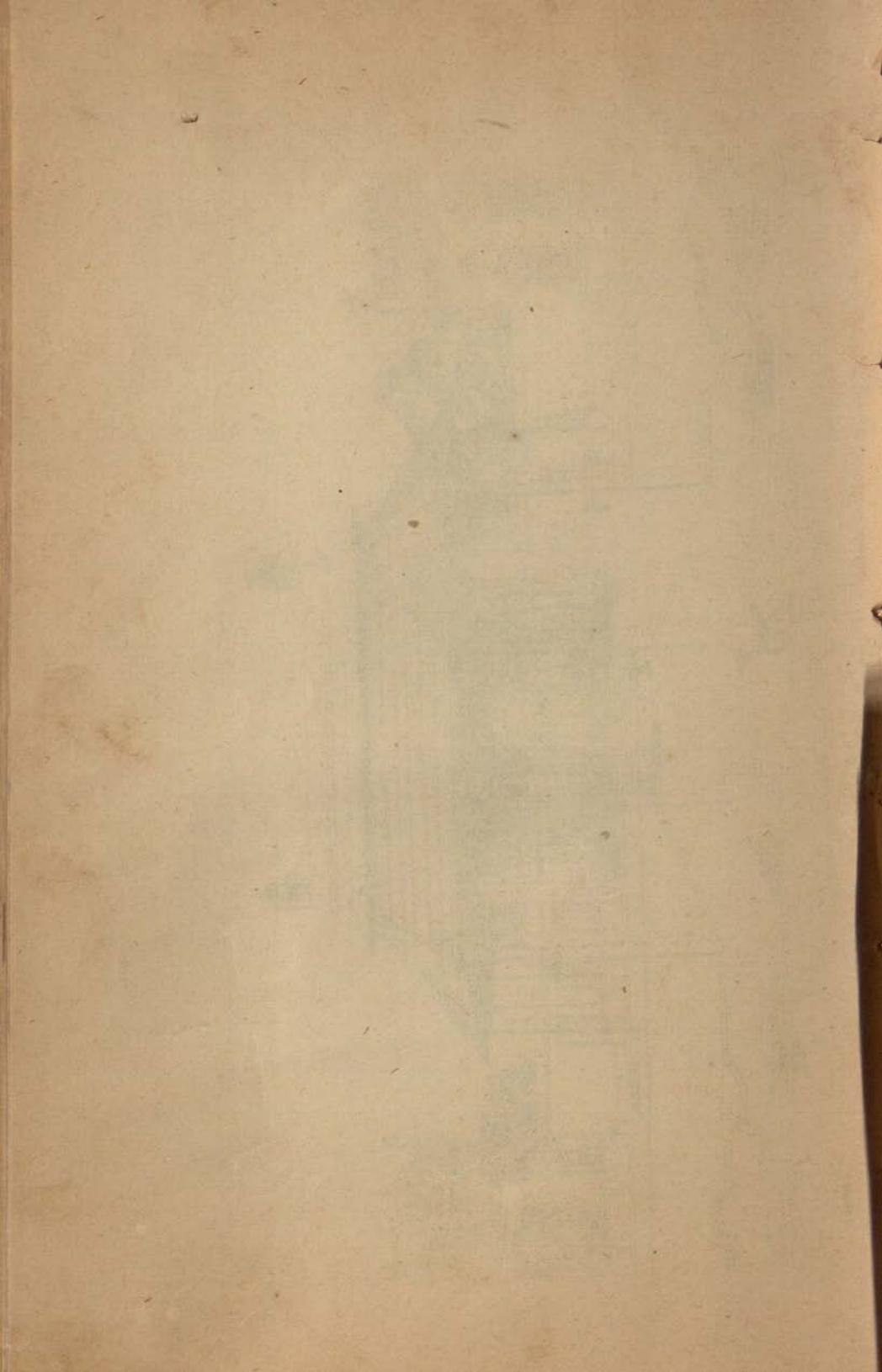
اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہر حاکم رئیس پرور معظم الدولہ
امین الملک اختصاص یا رخاں فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سرطاس
سیافلس شکف صاحب باورنٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان الخلفا
شاہجہان آباد نے ۱۸۲۵ء عیسوی مطابق ۱۲۳۵ھ ہجری بنا شروع کیا اور یہ کوٹھی
تہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہو اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہے
زہی صفای عمارت کہ در تماشا ایش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

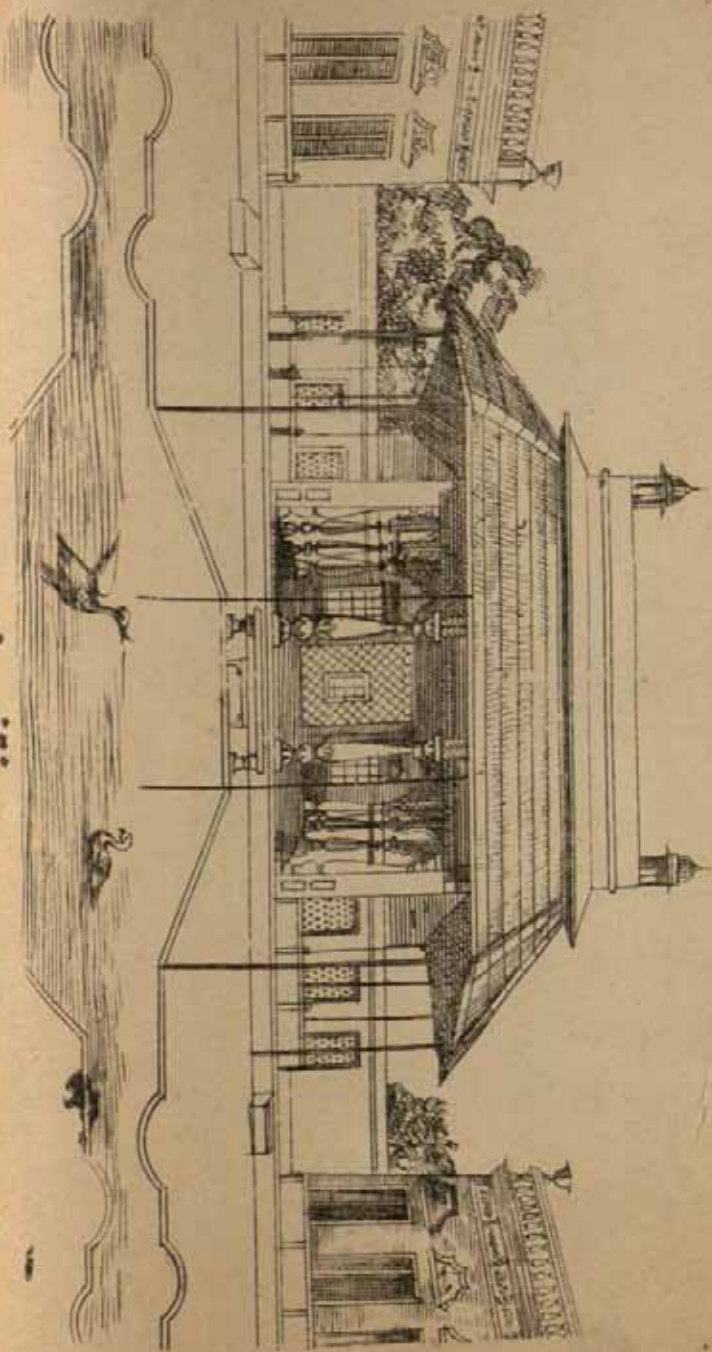
مچھیرا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہیں محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب آلہ آباد میں اون کا
انتقال ہوا تو لاش اونکی یہاں لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دین
کیا ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۱۸۲۵ء عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی ان نے یہ مچھیرا بنایا
مچھیرا سنگ مرمر کا ہے اور او سمین بہت باریک کام کیا ہوا ہے جالیان بھی بہت
خوبصورت ہیں اسکے دروازے میں بھی دوپٹ ایک ٹال نے سنگ مرمر
کے چرم سے ہوئے ہیں۔

ظفر محل یا جمل محل

قلعہ شاہجہان کے باغ حیات بخش میں جو عرصہ ہوا سکے بیچون بیچ میں





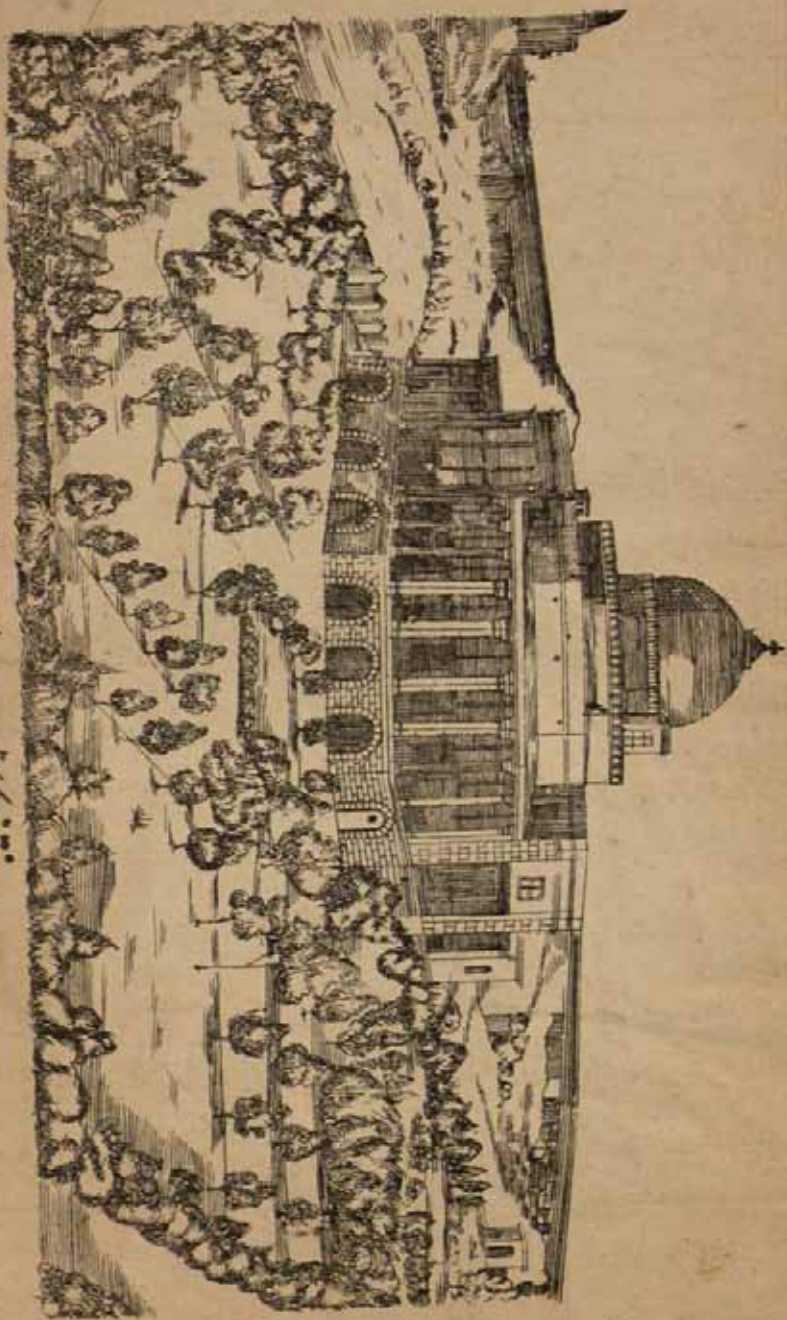
ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سلسلہ جلوس مطابق شہ
ہجری موافق ۱۰۸۶ عیسوی ایک مکان بنایا ہوا نرسنگ سرخ کا اور ظفر محل اسکے
بستے کی تاریخ ہوا اسکے بیچ میں ایک درجہ ہر بطور کمرے کے اور چاروں طرف
غلام گردش ہوا اور کونوں پر حجرہ اور چاروں ضلعوں میں شہ نشین ہیں
جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہوا اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا
ہوا الاحوص کی وہ کیفیت نہیں رہی۔

ہیر محل

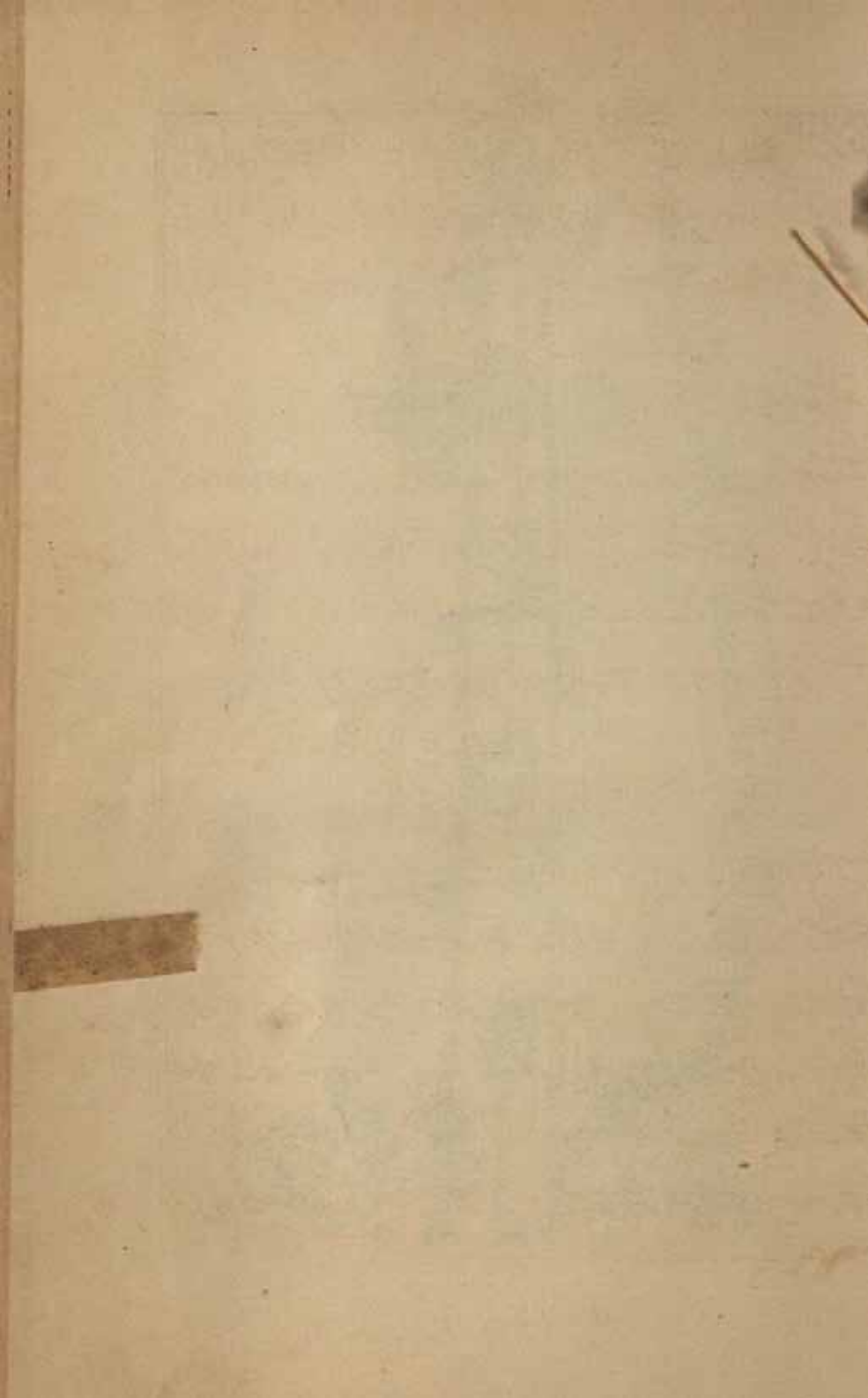
قلعہ شاہجان میں موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر ۱۰۸۶ ہجری
مطابق ۱۰۸۶ عیسوی کے ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے
ایک بارہ دری نرمی سنگ مرمر کی بنائی ہوا اور ہیرا محل اور کانا نام رکھا
ہوا اس محل کے آگے جو قدیمی نہر مارچ کی ہیں اوسمیں چوبیس فوٹے
چاندی کے تھے وہ تو اب نہیں ہے مگر نہر رہ گئی ہے یہ محل بھی اس زمانے
کے لائق بہت اچھا بنا ہوا۔

کوٹھی دکنشا

قطب صاحب کے نواح میں یہ ایک سیرگاہ اور مکان دکنشا ہے صاحب الامت
عالی مناصب فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاصی
سرطاس یا فلس متکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر



نقشه کوچه صاحب گلان بهادر



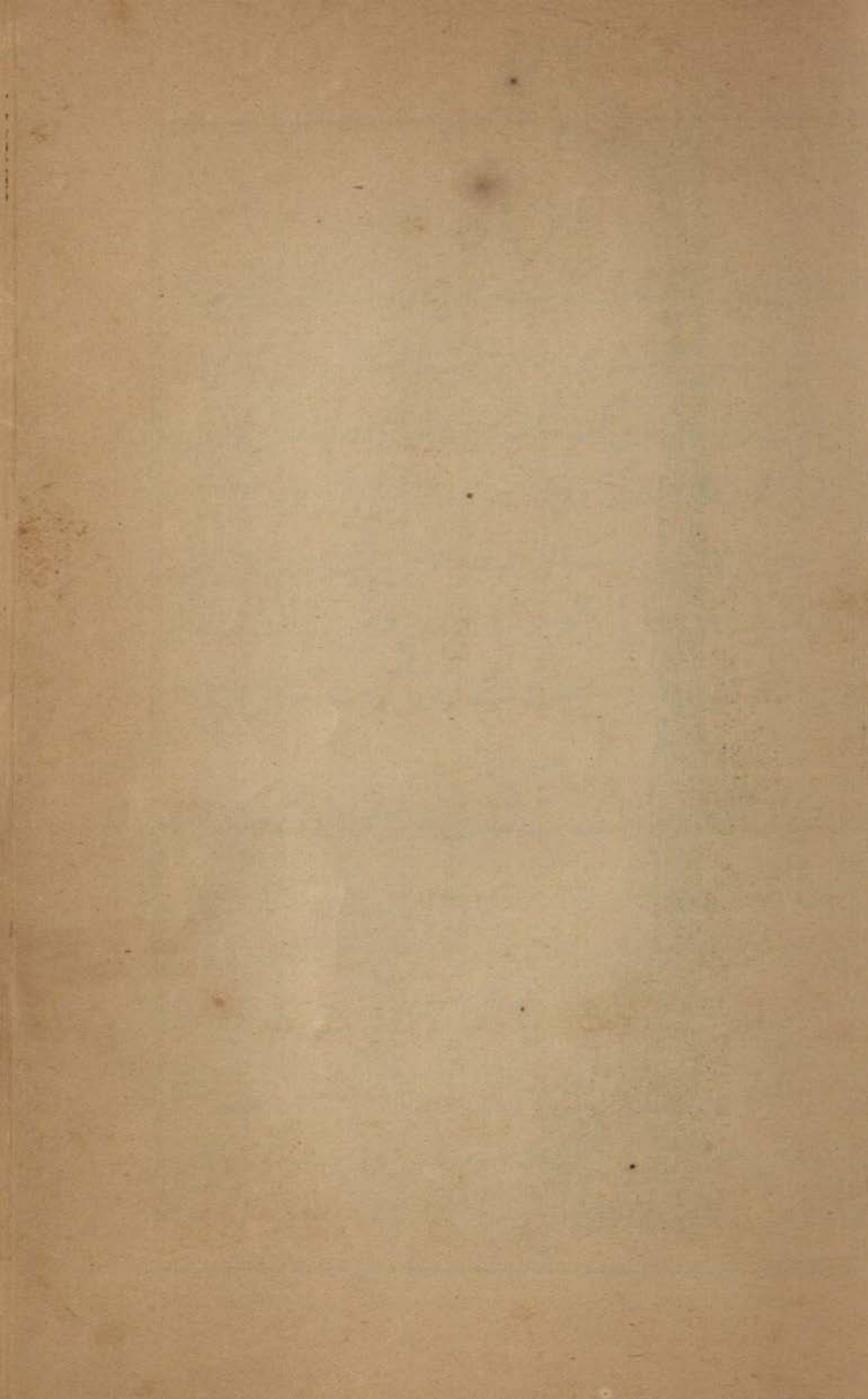
شاہجہان آباد کا صاحب مدوح نے اس کو ٹھہری کوئٹہ ہجری مطابق ۱۰۲۷ء عیسوی کے بنانا شروع کیا یہ کوئٹہ نہایت نفیس و لطیف ہے اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہے
اگر فردوس بر سرے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفہ الملک حافظ محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے ۱۰۲۷ء ہجری مطابق ۱۰۲۷ء عیسوی کے یہ باؤلی بنانی شروع کی اور ۱۰۳۶ء ہجری مطابق ۱۰۳۶ء عیسوی کے یہ باؤلی بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے چوڑی اور سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے قریب چودہ ہزار روپے کے سولے قیمت پتھر کے اس باؤلی کے بننے میں خرچ ہوئے ہیں۔

آہنی پل ہینڈن

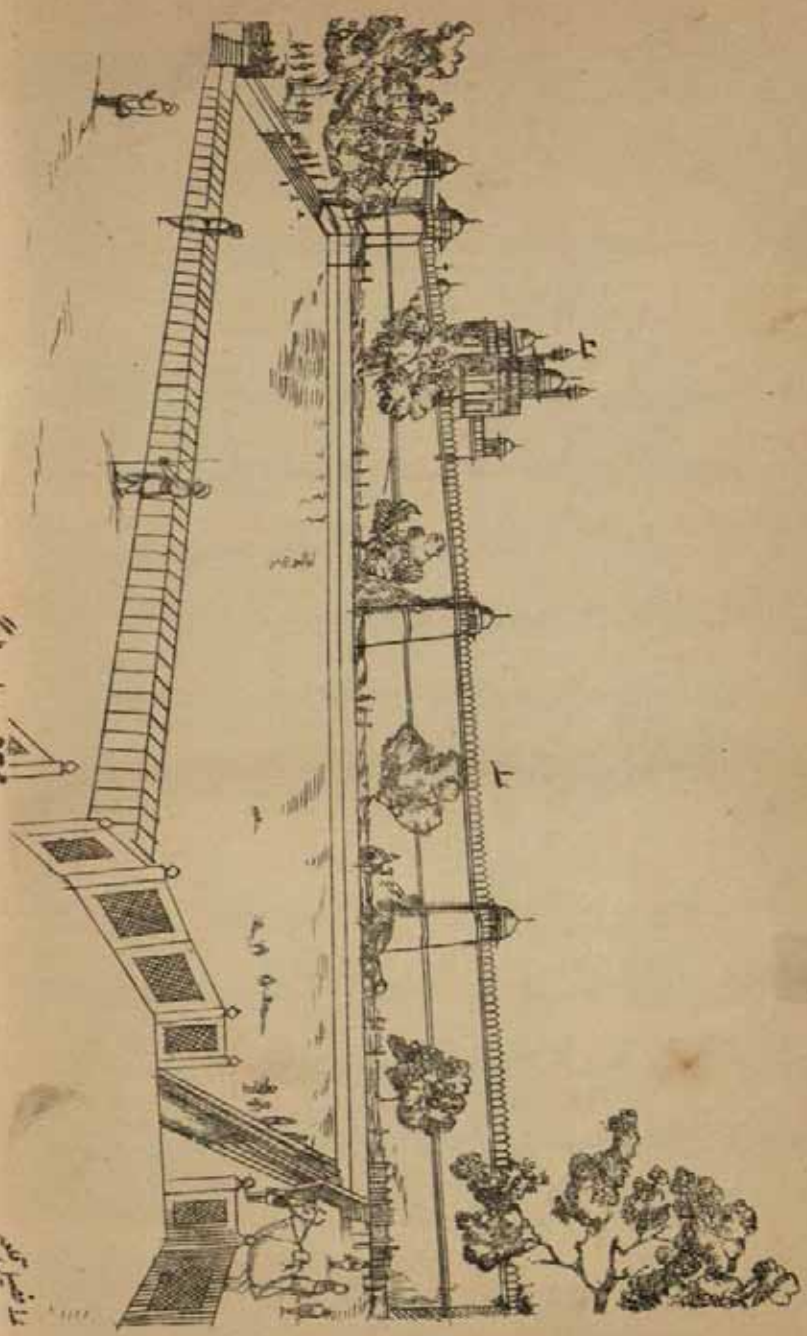
غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک تہسی ہے اور سپر کارا انگریزی نے ۱۰۳۶ء ہجری مطابق ۱۰۳۶ء عیسوی کے آہنی پل بنادھا ہے یہ پل نہایت عجیب ہے لوہے کی کمانیوں پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہیں اور اوپر راستہ بنایا ہے ایسی ترکیب ان کمانیوں کی رکھی ہے کہ جب کوئی وزنی چیز آتی ہے تو بوجھ سہارنے کو کمانی جھک جاتی ہے ہر چیز کے چلنے سے یہ پل چلکتا ہے اور کمانیاں بوجھ بٹالیتی ہیں اس فوٹوجن میں اس قسم کا



علاء الدین علی بن ابی طالب

علاء الدین علی بن ابی طالب

علاء الدین علی بن ابی طالب



پل عجائب روزگار سے ہے۔

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد میں قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بوجب حکم لارڈ الین براہادر کے ۱۸۶۳ء ہجری مطابق ۱۲۸۵ء عیسوی کے حوض تیار ہوا ہے اس حوض کو سر سے پانوں تک سنگ سرخ کا بنایا ہے اور چاروں کونوں پر چار برج کثرے اور بہت خوشنمائی سے بنائے ہیں دونوں طرف عرض میں سیرٹھیان بنی ہوئی ہیں نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہے طول اسکا پان سو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہے اس حوض کے بننے سے اکثر کنوئین میٹھے ہو گئے ہیں اس سبب سے لوگوں کو بہت آسائش ہے۔

پل جدید نمبود

نمبود کے گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گدھ کے برابر ۱۸۶۸ء ہجری مطابق ۱۲۸۵ء عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پل بنایا ہے اگرچہ یہ پل چھوٹے اور اینٹ کا ہے لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہے اور ایسے خوش قطع اور بڑے دروازے ہیں کہ دیکھ کر آدمی ششدر رہ جاتا ہے اس کے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہو گئی ہے اور نمبود کے گھاٹ اس پل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہیں برسات کے دنوں میں صدھا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہیں اور ہر روز میلہ رہتا ہے۔

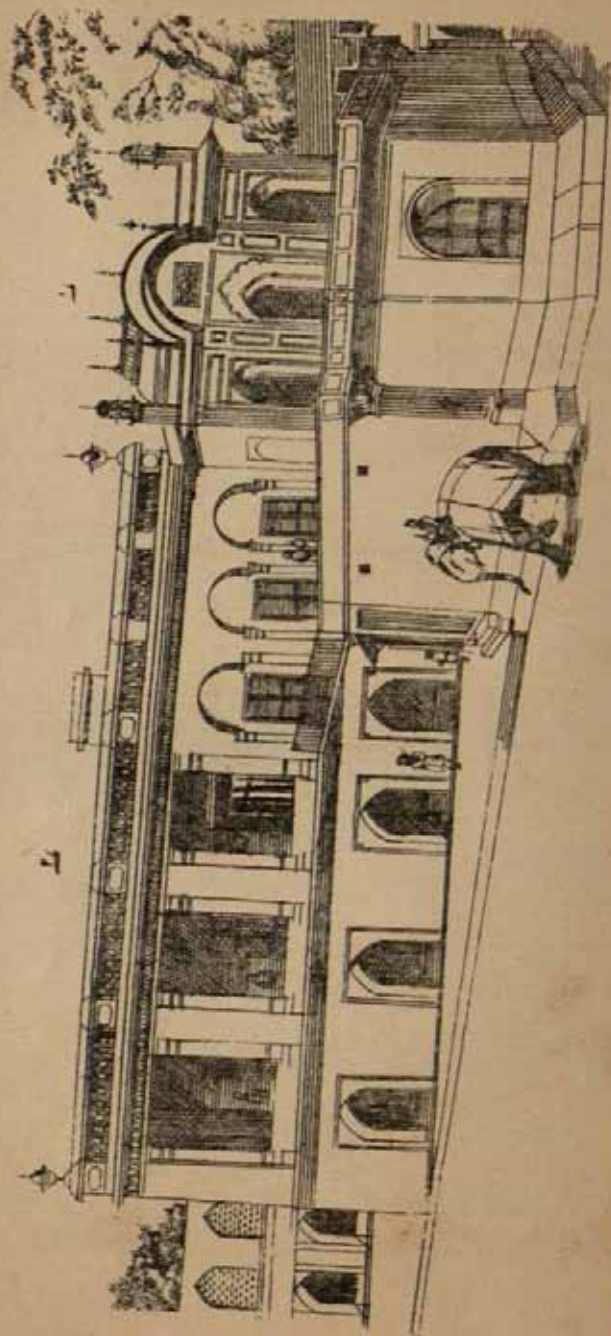


خامس

اردو زبان کے بیان میں

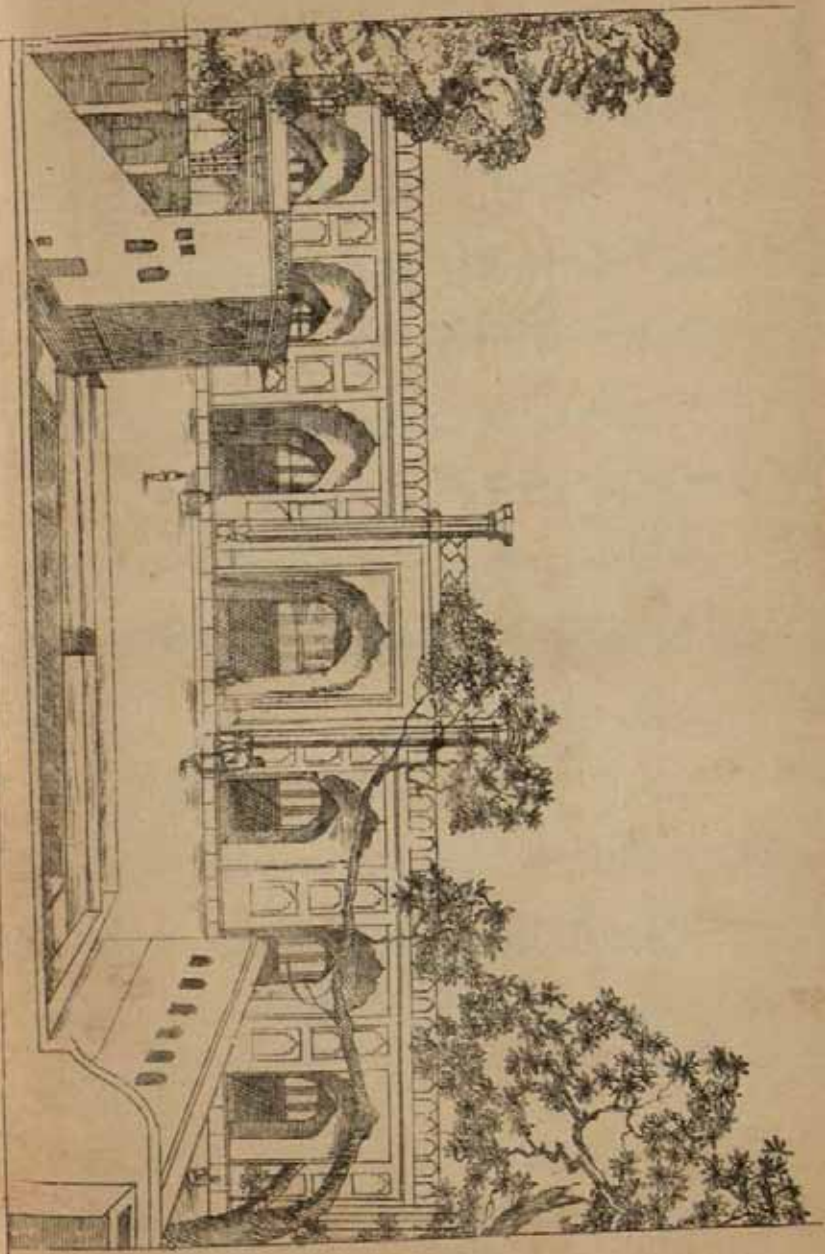
(۱) ہندوؤں کے راج میں تو یہاں ہندی بھاشا بولنے چالنے لکھنے پڑھنے میں آتی تھی ۹۸۵ء ہجری مطابق ۱۵۷۹ء عیسوی موافق ۱۲۴۸ء بکر اجیت کے جب مسلمانوں کی سلطنت نے یہاں قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی ۹۹۵ء ہجری مطابق ۱۶۰۸ء عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کے رعایا میں فارسی کا رواج نہیں ہوا اسکے چند روز بعد سلطان سکند لودھی کے عہد میں سب سے پہلے ہندوؤں میں سے کاستون نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر میں مداخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قوموں نے بھی شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندوؤں میں بھی رواج ہو گیا۔

(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان میں اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا میں کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلیجی بادشاہوں ہی کے زمانے سے یعنی حضرت مسیح سے تیرھویں صدی میں فارسی زبان میں بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیاں اور کمریاں اور نسبتیں ایسی زبان میں کہیں تھیں جس میں اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہو کر رفتہ رفتہ بھاشا میں جب ہی

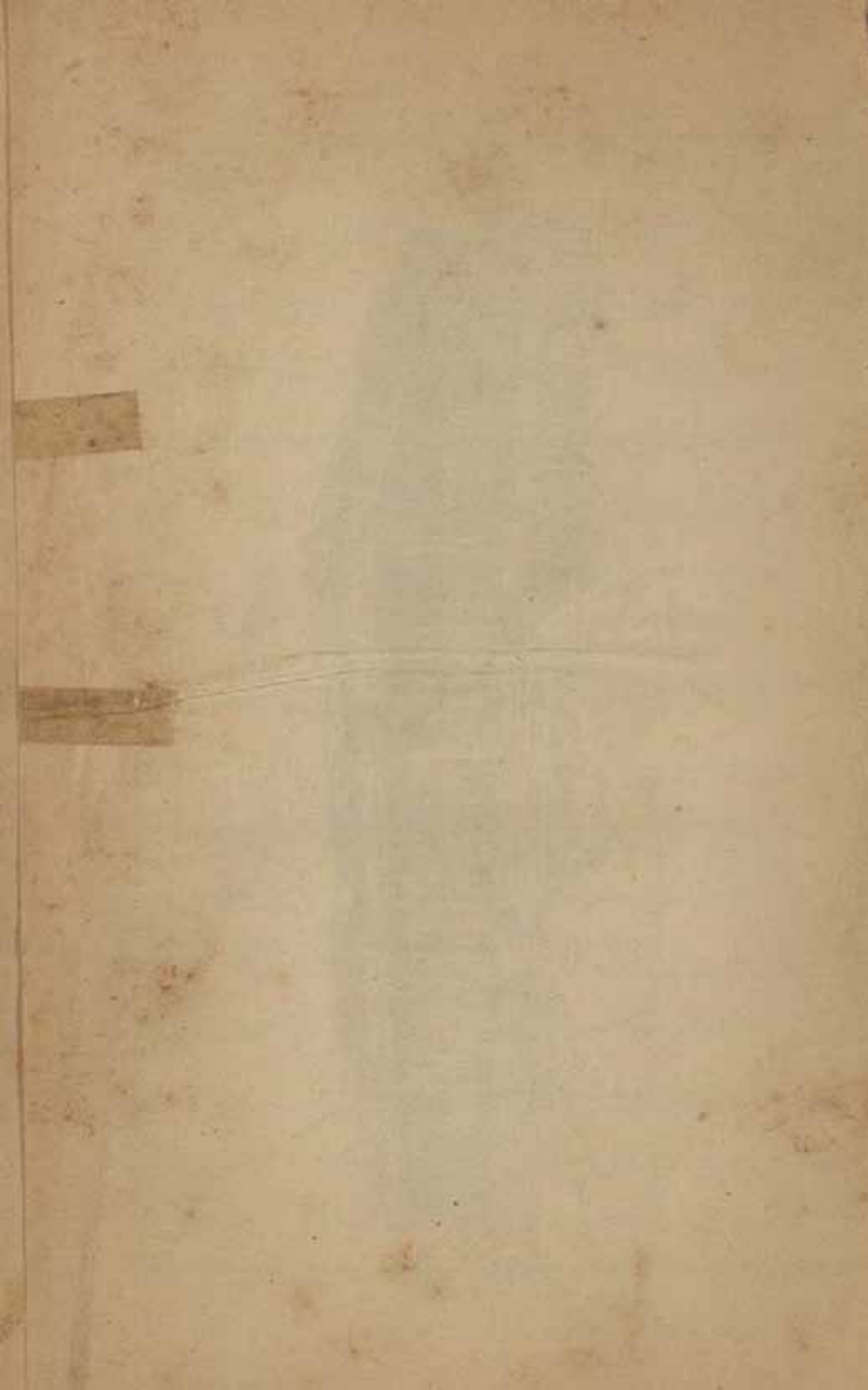


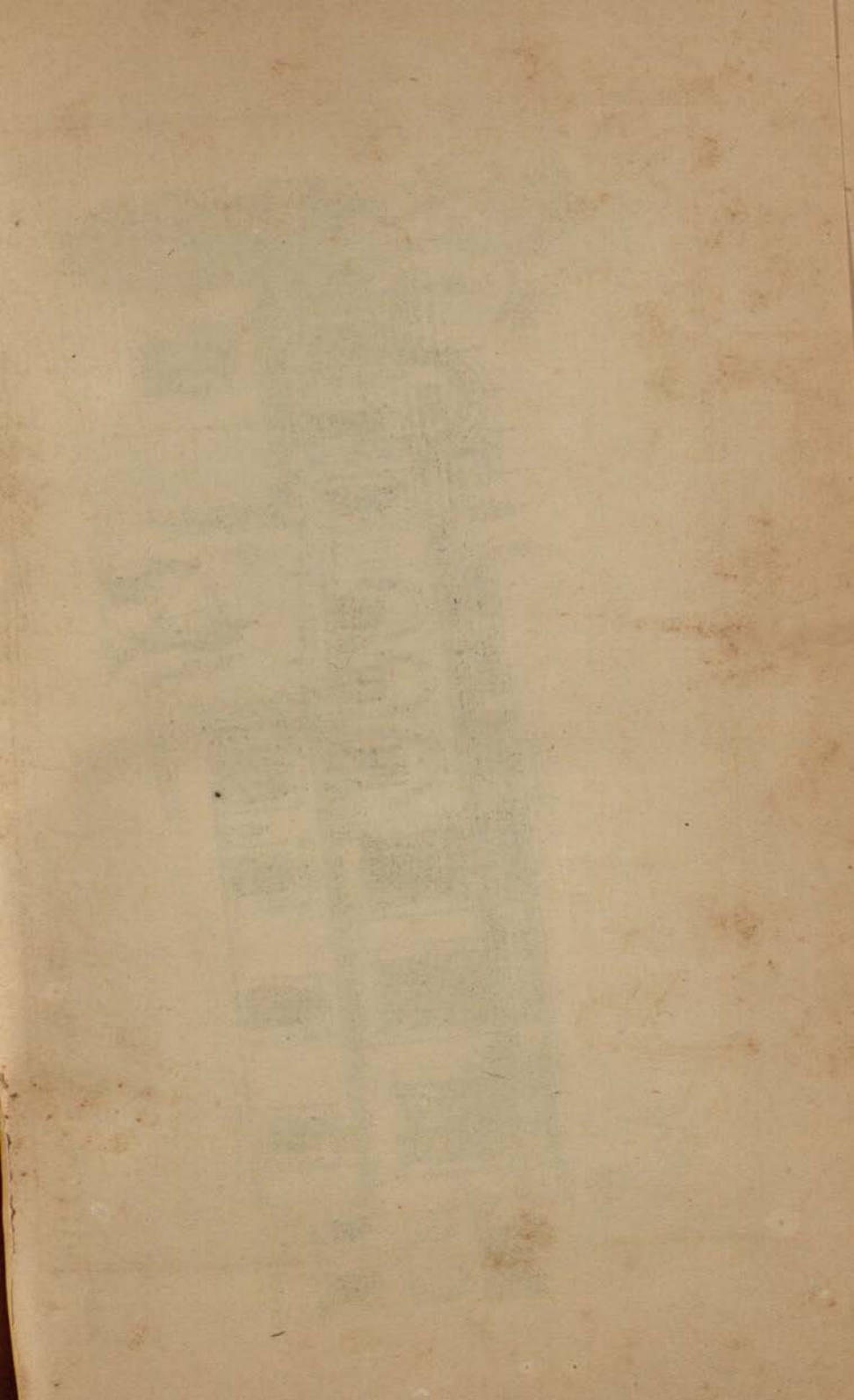
نقشہ مکان سید حکیم حسن اللہ خان بہادر

مکان



نقشه مسجد خانی کسره





سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا تھا جسکو بعد از بان کہا جائے جبکہ شاہجہان
بادشاہ نے ۷۵۸ھ سحری مطابق ۱۶۴۷ء عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد
کیا اور ہر ملک کے لوگوں کا مجمع ہوا اوس زمانے میں فارسی زبان و ہندی
بجائے بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظوں اور اکثر بجائے کی لفظوں میں
بسیب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہو گئی غرضکہ شکر بادشاہی اور
اردو معلیٰ میں ان دونوں زبانوں کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی
اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا
محذوف ہو کر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب
اور آراستگی ہوتی گئی یہاں تک کہ تخمیناً ۱۸۰۰ھ سحری مطابق ۱۸۰۰ء عیسوی
کے یعنی اوزنگ زیب عالمگیر کے عہد میں شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہے
کہ سب سے پہلے اس زبان میں ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے
معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان میں شعر کہا ہے کیونکہ
اوس کے شعروں میں اور شاعروں کی زبان پر طنز نکلتی ہے مگر اوس زمانے کے شعر
بہت پھیکے اور نہایت مست بندش کے تھے پھر دن بدن اسکو ترقی ہوتی گئی
یہاں تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہنچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہے اور اوس کے شعروں میں ایسے
اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہیں کہ آج تک سب اوسکی تعریف کرتے ہیں

نقشه کوچه حاجی صاحب گلستان بنادر



(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہیں وہ سب اردو شعرون میں مروج ہیں الا مری اور پہلی کہنے کا وزن بھی اور ہر زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتین جو مشہور ہیں فقرے ہوتے ہیں کہ اون میں دو یا تین یا زائد چیزیں جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہر بیان کی جاتین ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب میں پائی جائے۔

(۱۰) پہلی میں کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے بڑی خوبی پہلی کی یہ کہ او میں اس چیز کا نام بھی آجائے جس کے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہیں پھر ادھر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مری میں عورت کی زبان سے ذو معنی بات بیان کی جاتی ہے کہ نہیں ایک سے معشوق مراد ہوتا ہے اور دوسری سے اور کچھ قائل اس کا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیان

بالا تھا تو سب کو بھایا بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا
میں لے دیا اسکا ناؤں بونجھے تو بوجھ نہیں چھوڑے گاؤں
دیا یعنی چراغ

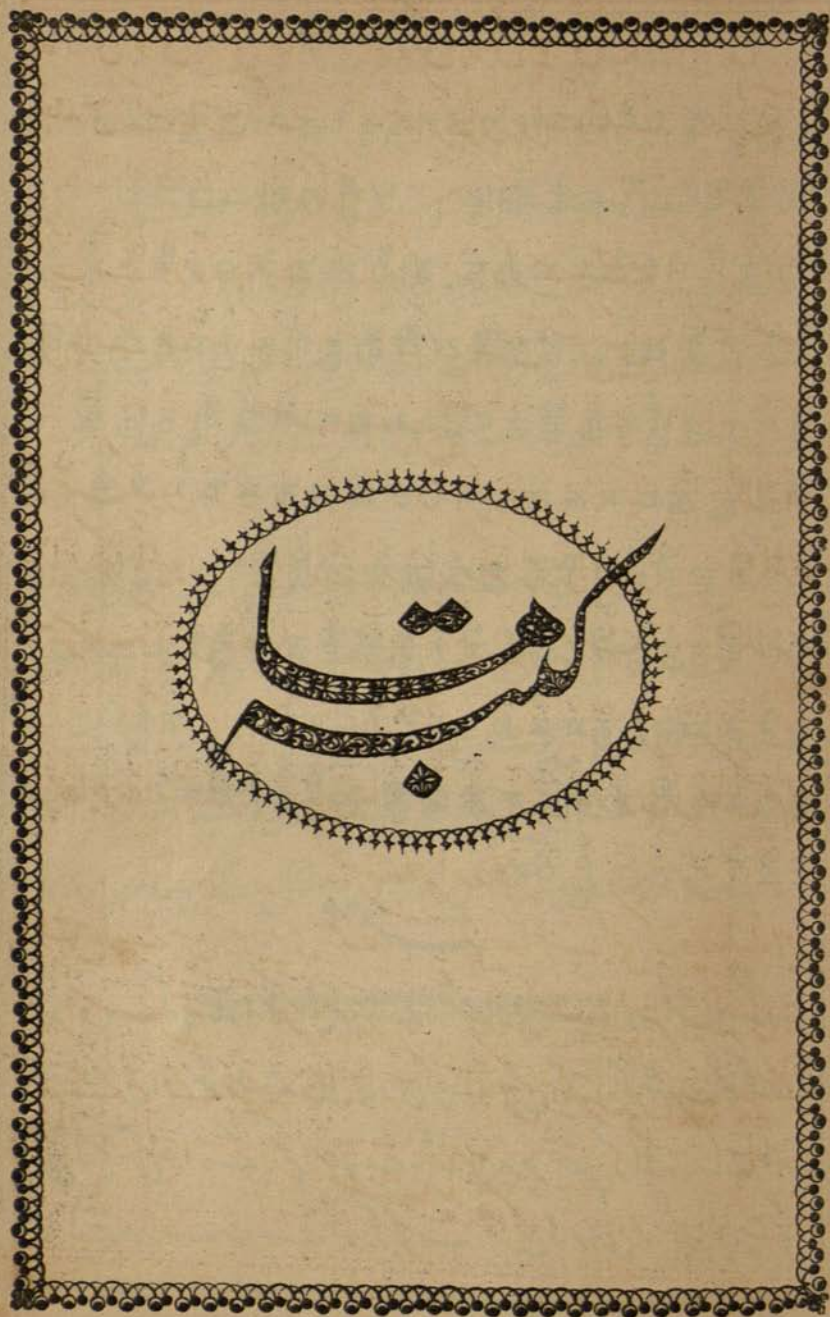
سودا کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہے اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہے
مگر میر کی زبان کو اس کی زبان نہیں پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والوں میں میر امن حسنہ باغ بہار لکھا سب پر
فوق ہے گیا حقیقت میں نظم لکھنے میں جیسا کمال میر کو ہے نثر لکھنے میں
ویسا ہی کمال میر امن کو ہے۔

(۵) عربی زبان کا اردو میں ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب
اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالفتاد صاحب کا
اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہے اور
مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک
بہت عمدہ دستاویز ہے۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے
پر یوں ہی آن پڑا ہے کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف
میں شعر کہتا ہے۔

(۷) ہندی بھاشا میں دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت
شوقیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی دفعہ اردو زبان میں اسید طرح پر بھی شعر
کہا جاتا ہے اور اس کو ریختی بولتے ہیں غالب ہے کہ تخمیناً ۱۲۰۰ ۱۳۰۰ ۱۴۰۰
عیسوی کے انشا اسد خان نے اس کو رواج دیا۔



فارسی بولی آئی نا
ہندی کہتے عاری آئے

ترکی بولی پائی نا
منہ دکھون جو لے بتاے

آئینہ

مکری

آپ ہے اور مو کو ہلائے
بل ہلا کے بھیانک بکھا

واکا ہنا مو کو بھلائے
امی سکھی سا جن نا سکھی پنکھا

پنکھا

بتین

گوشت کیون نہ کھایا
انا رکھایا کیون نہیں
سموسہ کیون نہ کھایا

ڈوم کیون نہ گایا
وزیر رکھا کیون نہیں
جو تہ کیون نہ پہنا

گلا نہ تھا

وانا نہ تھا

تلا نہ تھا

رختی

اچھا جو خفا ہے ہو تم امی صنم اچھا
لو میں بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہیں اوس پر ہی دے
میرا اوس نیم باز آنکھوں میں
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
میر صاحب بھی کیا دیوانے ہیں
ساریستی شراب کیسی ہو
اوسکی زلفون میں سب اسیر ہوئے

تمت بالخیر

باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتیں جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھیں اس زمانے
میں بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہیں۔

جس طرح کہ شیر ایک شکار چھوڑ کر دوسرا شکار پکڑتا ہے اسی طرح اُس نے اس دنیا کو
چھوڑ کر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مر گیا مگر اُسکی نام آوری اب تک ہر زمین پر
بسبب اُسکے پہلے کاموں کی شہرت کے اگرچہ وہ اب مر گیا ہے لیکن اُسکے
ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنوں کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم میں
باقی ہے۔

اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت
کی اور اُس نے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتیں اکٹھی کی تھیں اور اُسکے
چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاوا کا جس نے اپنا
سر جھکایا پاؤں وشنون میں اور لگایا اپنا دل اُسی وشنون پر تھا یہ اونچا
ہتیار یعنی لاٹھ وشنون کے نام پر جو قابل پرستش کے ہے بنایا ہوا دھاوا کا۔

[illegible]

[illegible]

ज्ञातसप्तति चाह मावतिलकः शाकरु ग्रीरूपतिः श्री
मन्त्रिस्तदप्राज्ञ एष विदुयी संतातहाभावः।

आत्माहि कच दंष्ट्रकम् मिदि मवद्विधां ततालठवः

शिष्यी क प्रागा य मासुतव ता सुहागस्यथं मतः ॥

اے بیل راج دیوا کی چلنے کے سامان میں دشمنوں کی عورتوں کی آنکھ میں پانی ہوتا ہے اور
دشمنوں کے دانتوں میں کھانسی ہوتی ہے اور بڑی سی بڑی شاعری آپ کی تعریف کرینوالی ہوتی ہے اور رستہ
ایسا ہوتا ہے کہ جس سے گنگا لوگ بھی بہشت کو چڑھ جائیں اور دشمنوں کے دل خالی ہوتے ہیں۔
اے بلدیو دشمنوں کی عورتوں کے دل کہ جو کھیلنے کی جگہ کی بجائی ہیں انہیں آپ کا رہنا ہوا اور تھکا رہیں ان کا
رہنا ٹھیک نہیں اور دشمنوں کے دلوں میں تمہاری بہشت ہوا اور آپ کو تو دشمنوں کی دہشت ہی نہیں
کسو اسطے کہ پرشوم کہ جسے سمندر کو متھ کر کچھین نکالی اُسکی گود میں آپ کیا نہیں سوئے ہو۔
ساگھمیری راج دیوتا دنیا میں سبے اونچا ہو کیسا کہ جسے بندھی چل سے ہمارے ملک پر تھ جاتا
کرنے میں فتح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرینوالوں کو مارنے والا اونچی گردن والوں سے خوشی
اور جسے بے دھرموں کو مار کر آریا ورت کو باغی کر دیا۔

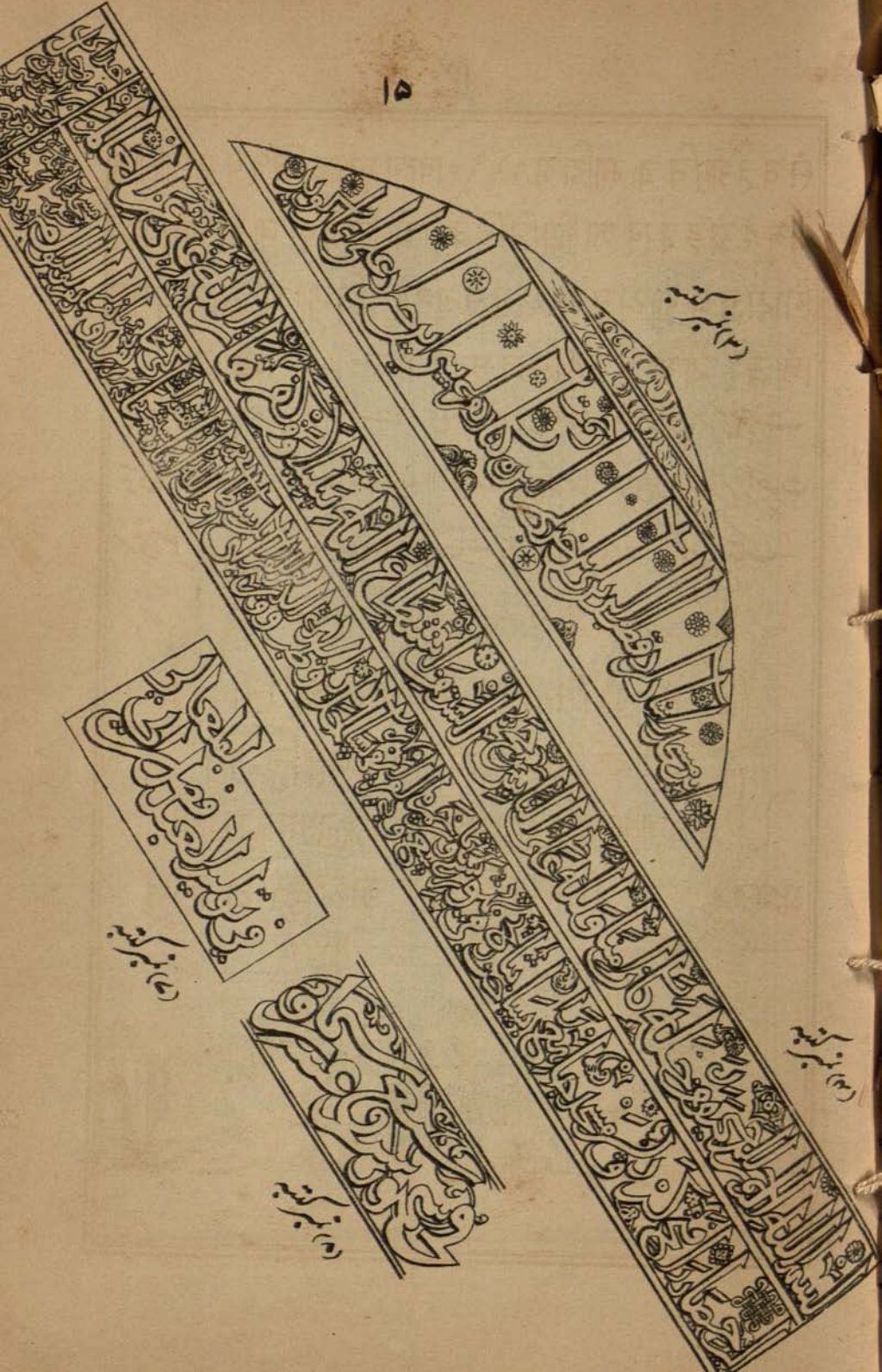
یہ ساگھمیری راجہ سر بیان بلدیو اپنی اولاد سے کہتا ہے کہ اب ہم نے ہما چل اور بندہ کے بیچ
کی زمین خراج دینے والی کر لی اور باقی کی اپنا کرنے میں تمہارا دل ارے سے مت ہو
کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہیں ان کا سردار ہے۔

(ع) بزم

(ع) بزم

(ع) بزم

(ع) بزم



سंवत् ۳۷۱۰ विक्रमाब्दे १२१० वर्षे शुक्ल तिथि १५ सुतोतिवि
 नमिदं मद्रवशास्त्रोतिविक्रीतिलरुवाङ्कपत्र
 गोदानयकायष्ठमारुवपुत्रशीपतिना ॥ अत्र समायम
 नं ३१ याङ्कपुत्रशीसल्लुपापानः ॥

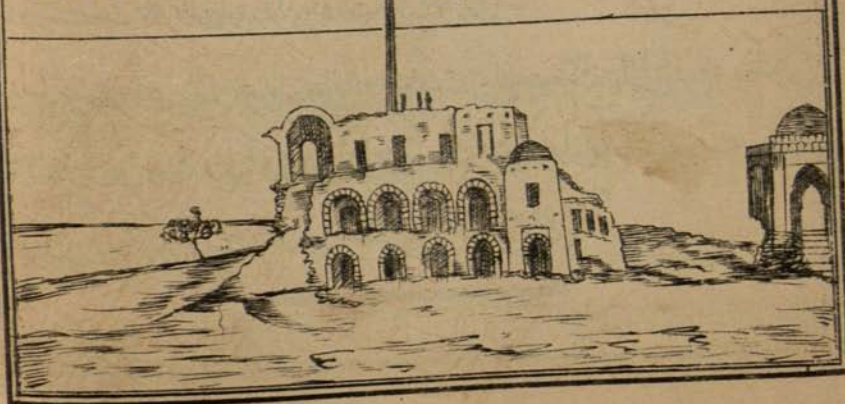
یہ لکھا کھوداراجہ کی مہربانی سے سری تلک راج کے حضور میں سری پت
 بیٹی مہاپت کو رہنس کایت نے اسوقت میں کہ ہما منتری یعنی وزیر راجپوت
 سری سل پھمین پال ہی ترجمہ ہوا باعانت مصرام سرن پنڈت ساکن رہتک۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

श्रीगणेशाय नमः ॥ १ ॥

महिल विष्णुसंज्ञाया १५५५

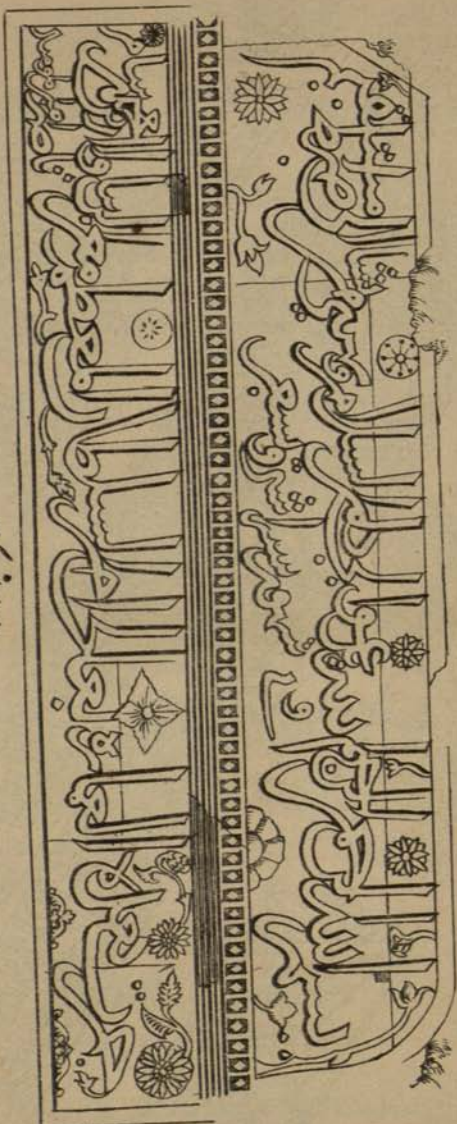
ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ १ ॥
 विष्णुसंज्ञाया १५५५



کتابت فیروز بیگی لاهیجان

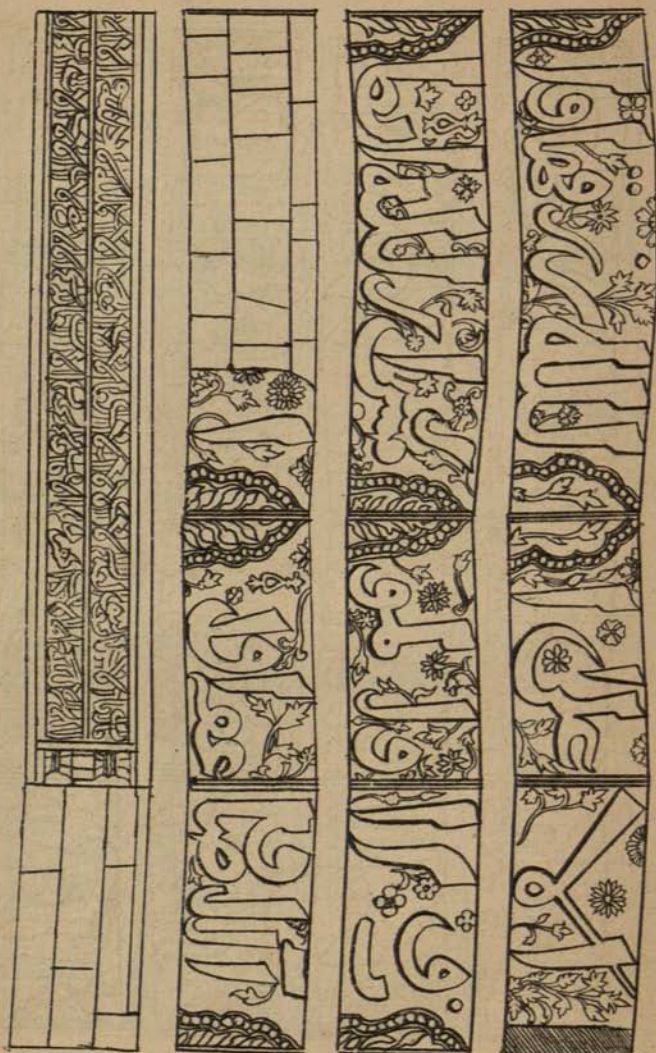


(هـ) غیر کتبیه



(و) غیر کتبیه









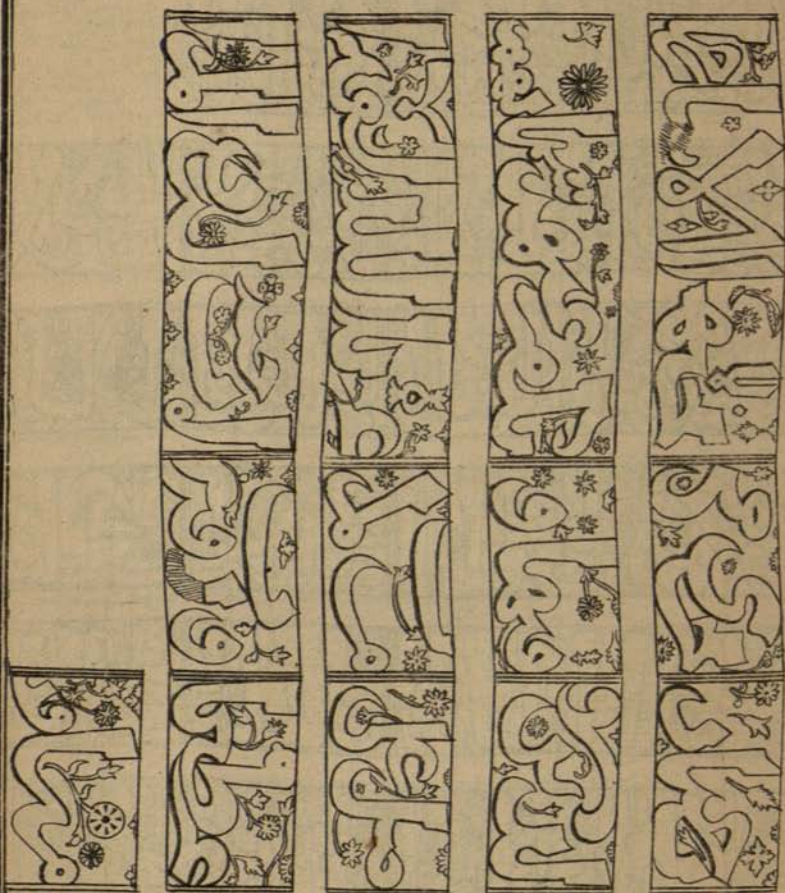
طريقه اول



طوس در جادول







وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَارَكْنَا فِيهِ رَبَّنَا



الله اعلى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الله الملك

سفر خیم درجہ اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم الله الرحمن الرحيم

سفر پیام درجه اول

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

A decorative initial letter 'L' in a stylized, calligraphic font. The letter is dark brown and features intricate floral and foliate patterns. A small, stylized bird or insect is perched on the top left of the letter. The background is a light beige color with a subtle, repeating pattern of small, stylized flowers or leaves.

سطر ششم در جداول

سورة التوبة

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

A decorative border featuring stylized Arabic calligraphy in a cursive script, likely a form of Thuluth or Nasta'liq, set against a background of repeating geometric patterns. The calligraphy is dark and fluid, with some words appearing to be 'الحمد لله' (Praise be to God) and 'والصلاة والسلام على من لا نبي بعده' (And the prayer and peace be upon the one after whom there is no prophet). The geometric patterns are simple, consisting of vertical lines and small, repeating motifs.

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

الله لا اله الا الله محمد رسول الله

تفسير
الكتاب المسمى بالكتاب

تفسير
بالا در داوود

الكتاب المسمى بالكتاب
الكتاب المسمى بالكتاب

تفسير
۱۱

الكتاب المسمى بالكتاب
الكتاب المسمى بالكتاب

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

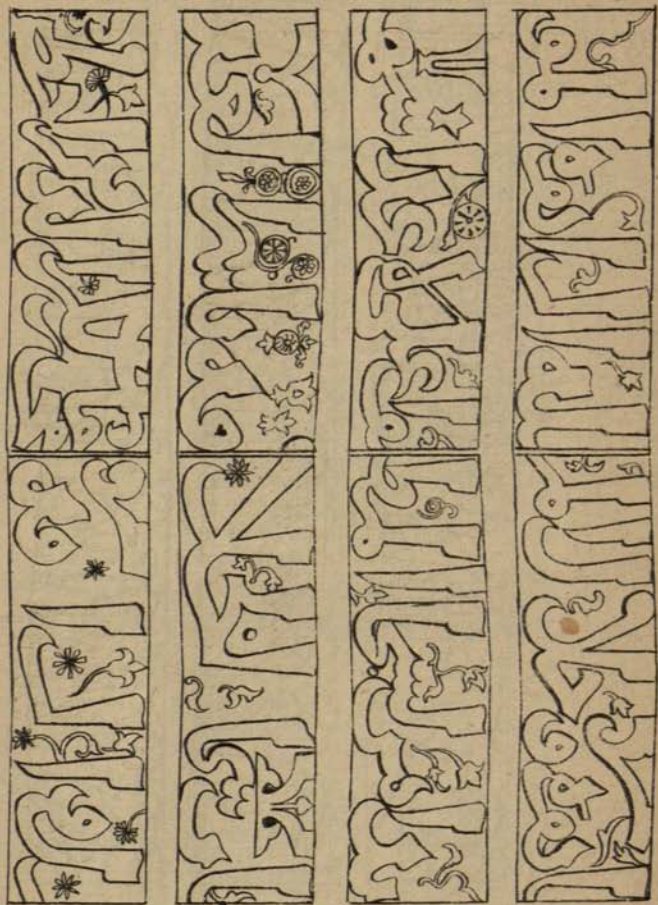
لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله





لَسَدَ الْإِلَهِ الْخَيْرُ الْحَمْدُ فِي مَشْرِقِ الْكَلْبِ

الْطَّبْعُ الْفَلَمَ الْفَرَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ

كَلْبِ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ

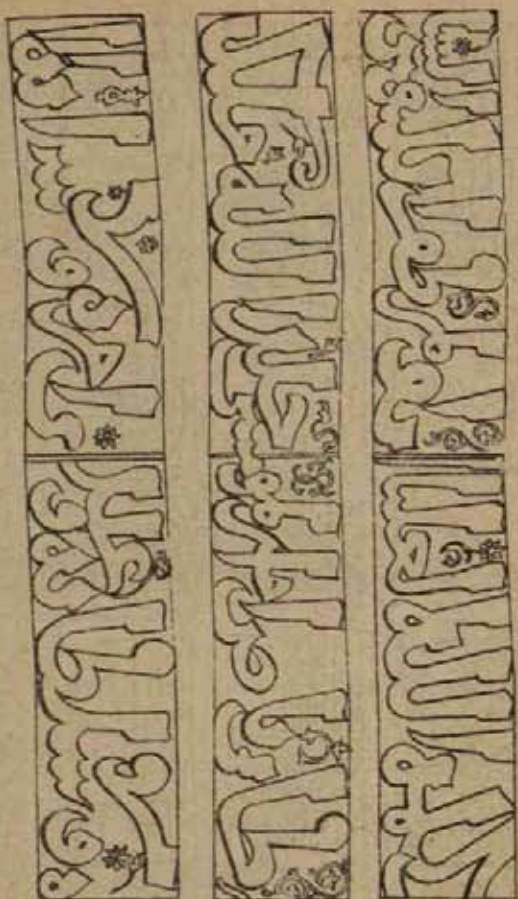
لَسَدَ الْإِلَهِ الْخَيْرُ الْحَمْدُ فِي مَشْرِقِ الْكَلْبِ

الْطَّبْعُ الْفَلَمَ الْفَرَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ

كَلْبِ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ

لَسَدَ الْإِلَهِ الْخَيْرُ الْحَمْدُ فِي مَشْرِقِ الْكَلْبِ

الْطَّبْعُ الْفَلَمَ الْفَرَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ الْفَلَمَ



لحم و خضار و لادن



سطر در خط چهارم

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا



وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَ لَهُ إِلَّا بِرَحْمَتِهِ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَ لَهُ إِلَّا بِرَحْمَتِهِ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَ لَهُ إِلَّا بِرَحْمَتِهِ



۴۲ نمبر کتبہ دروازہ اول لاشہ

قَالَ اَلَيْسَ عَلَيَّ مَكِّيٌّ لَا اَلَا
بِمَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا

سطر متعلقہ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب غرب

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا

سطر ثانی متعلقہ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب غرب

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا

مَا مَنَعَنِي مِنْ اَلَا
مَنْعَنِي مِنْ اَلَا



سطر متعلقه ۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علامے

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

السلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

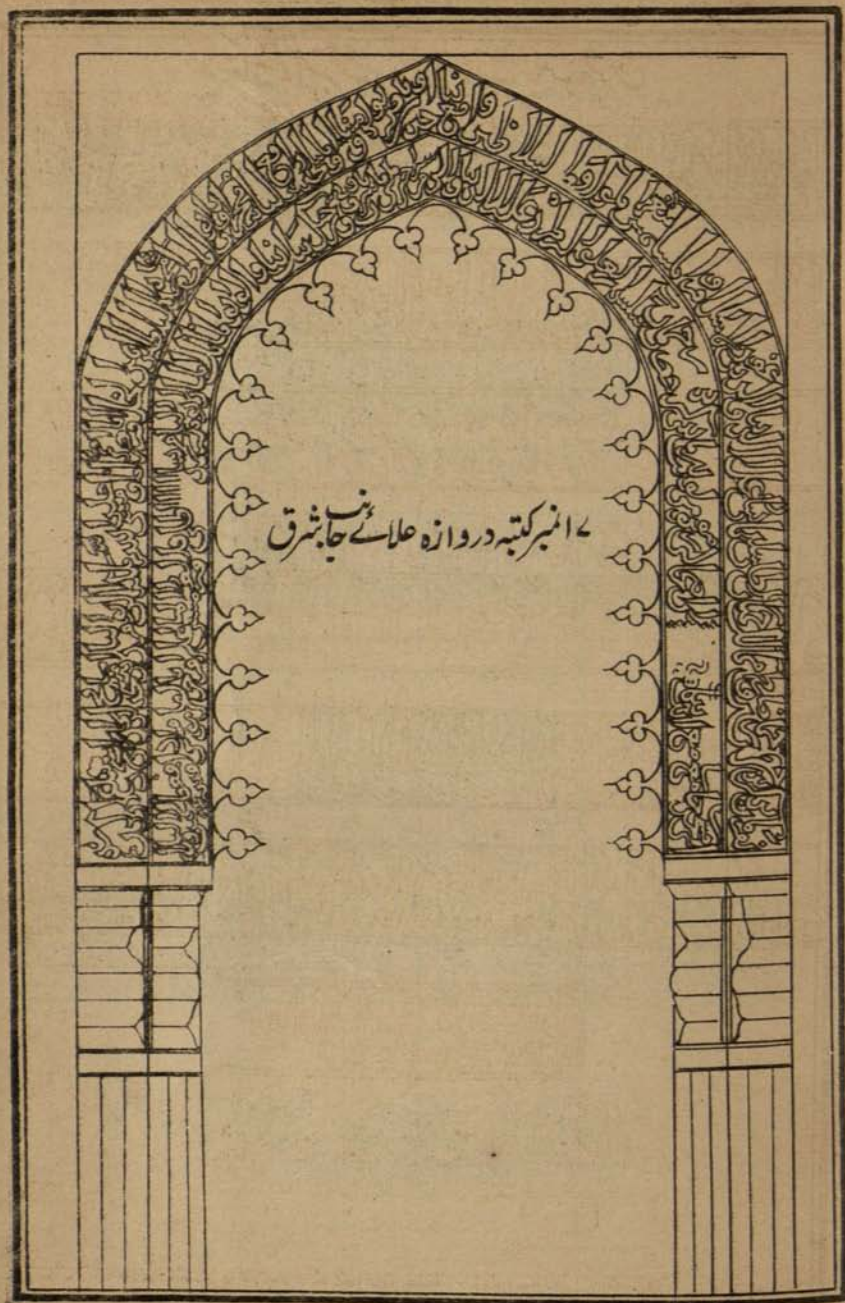
والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سطر متعلقه ۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علامے

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين



سطر متعلقہ نمبر دروازہ علاقے جانب شرق

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل

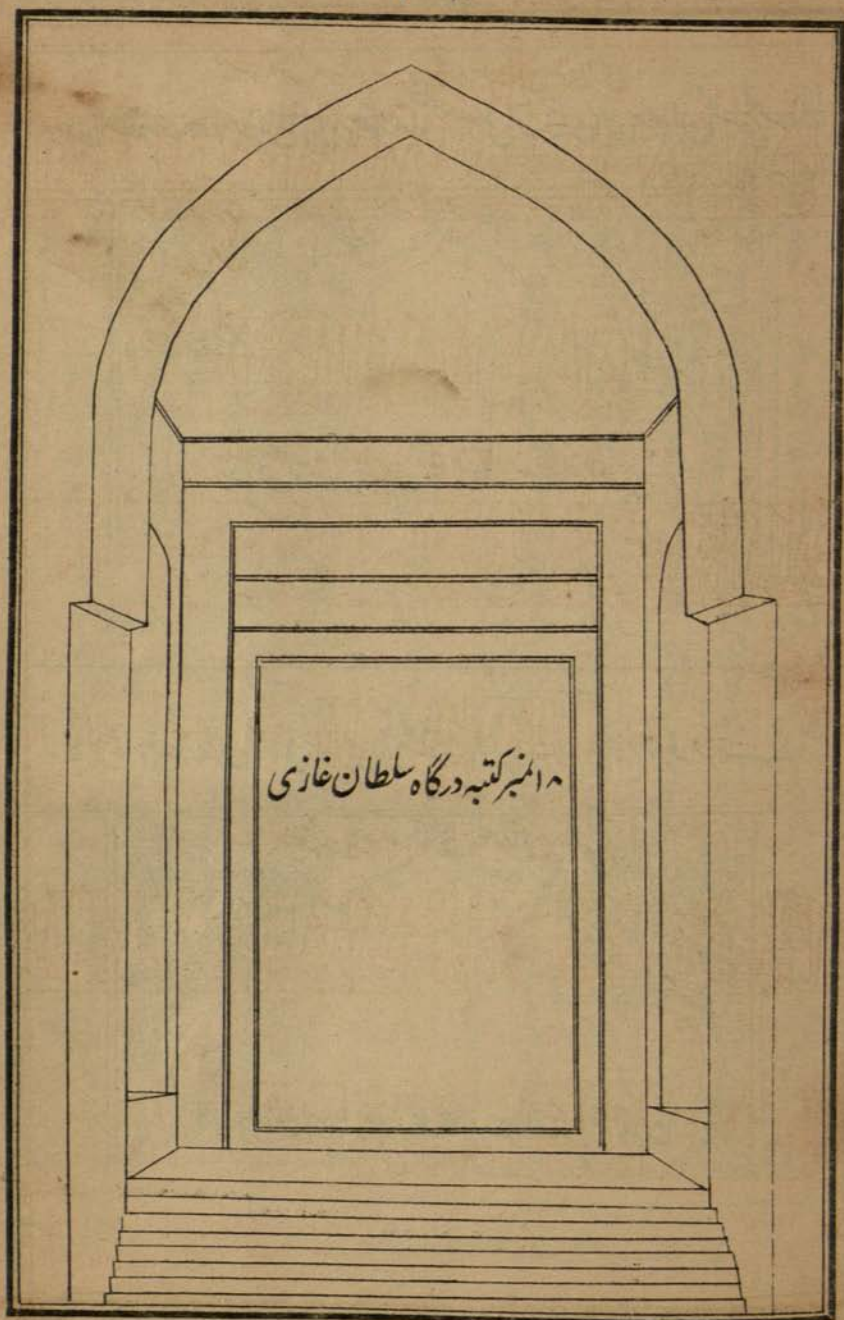
سطر متعلقہ نمبر دروازہ علاقے جانب شرق

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل

ما لا یستوی فی الدنیا والآخرۃ الا بالحق والعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل والعدل لا یتبع الا بالحق والحق لا یتبع الا بالعدل



سرمقلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سرمقلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سرمقلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بر نمبر کتبہ کا لی مسجد کوٹہ نظام الدین

بسم الله الرحمن الرحيم بفضل عنايت في هذا وليا شاد دين دار
الوفا بتمام الرحمن بوالطف ففرور نشا السطاط خلتها المسجدين الى بنة زاده
در كاه جوانانته بوالطف خا بنها نيز حانجها خا بيا نيزه رحمت همدرد
يلايد بر عاخير ديشناه انان افرين بنة فنا نه واحا صر كاك خوق نالي نيزه اسير
لجمن زبني والي مسجد مرتب شد بتاريخ دهم ماه جماد الاخر سنه و ثمانين و ستم

۲۲ نمبر کتبہ کا لی مسجد شہر

* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲

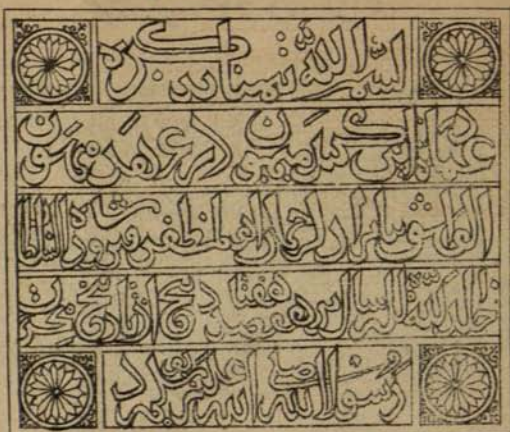
در عهد علی حضرت صاحبقران ثانی ائمه العباد خلس الله خان ابن میر میران محسنی نعمت اللهی

۱۹ نمبر کتبہ در دوم در گاہ حضرت نظام الدین

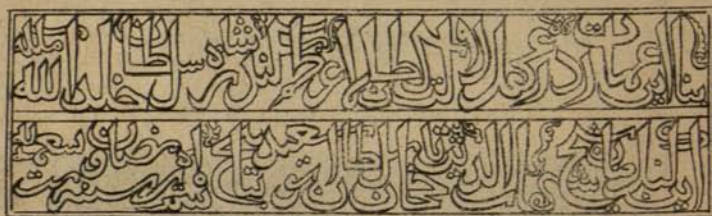
کہ حاکم شاہ جهان آباد بود این فی سنہ ۶۳۰ الہور بردور در روضہ متبرکہ مرتب نمود

۱۹ نمبر کتبہ در چہارم در گاہ حضرت نظام الدین

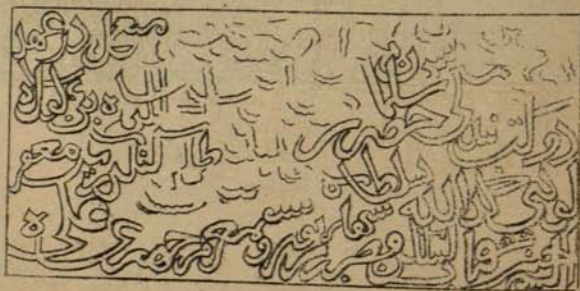
۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی



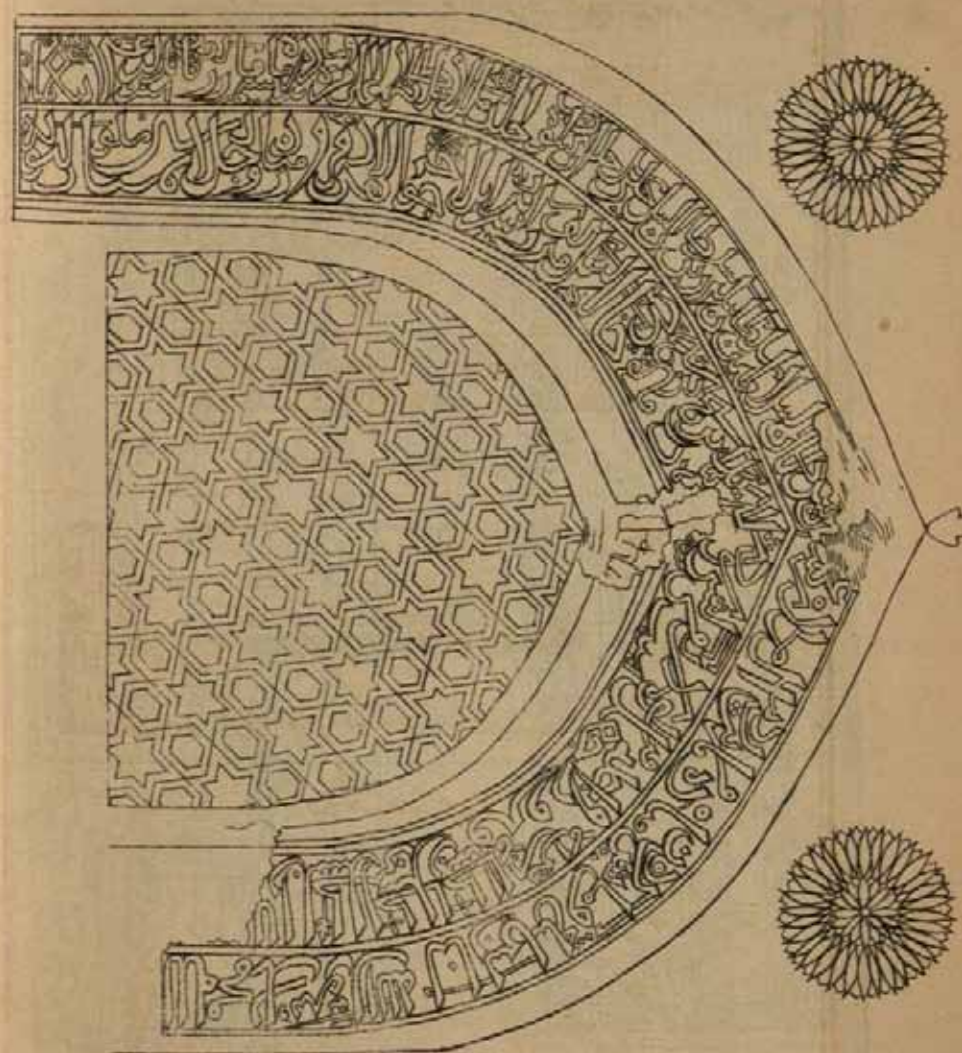
۲۲ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان



نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موہ



۲۳ منبر کتبه مقبره فیروز شاه



۲۸ نمبر کتبہ ہائے نعلی چھتری

اللہ اکبر

بدیہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر

عجب پرفیض جارس کامر نیست

نشین کاہ جنت اشیانیت

۱۲۷ جلوس جہانگیری موافق ۱۰۲۸

یا فلاح

وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نورالدین

جہانگیر بادشاہ غازی ازدار الخلافہ

آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند

این مطلع را بر زبان الہام بیان گذرانیدند

۲۹ نمبر کتبہ ہائے نعلی چھتری

اللہ اکبر

ہمایون شاہ ابن شاہ بابر

کہ اصل پاش از صاحب قرانیت

۱۲۶ جلوس مبارک

جہانگیری موافق ۱۰۲۸

یا ناصر

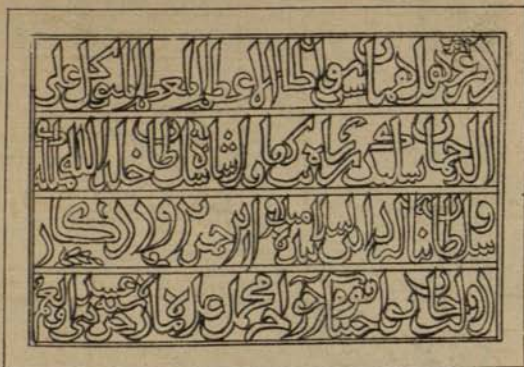
چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر

مرحبت نمودند و باین مکان فیض رسان

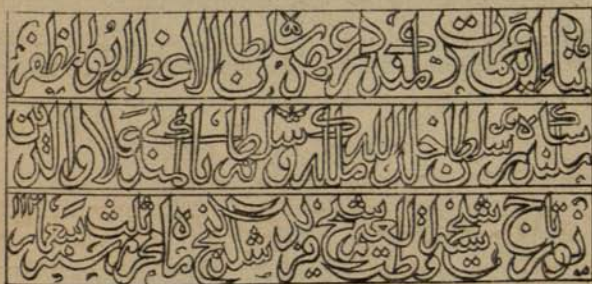
نزول اجلال فرمودند حکم کردند کہ

این حسن مطلع را نیز نقش نمایند

منبر ۲۶ کتبہ راجون کی ائین کا



نمبر ۲ کتبہ درگاہ یوسف قتال

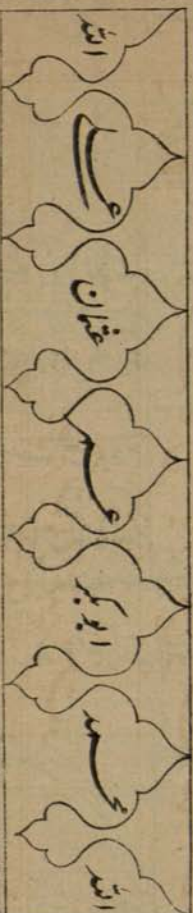


۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

<p>تاریخ باز کتاب</p>	<p>تاریخ باز کتاب</p>	
<p>از سخی کترین غلامان شجره یار</p>	<p>با اعتقاد معتقدت کامل العیار</p>	
<p>رفتن قدس بیان بریا بهشت عدن</p>	<p>تاریخ یافت دست در صواب بهشت عدن</p>	
<p>تاریخ باز کتاب</p>	<p>تاریخ باز کتاب</p>	

۳۳ نمبر کتبہ های مسجد پران است





تعمیر شد مجر از سب و مستطعم	گر در مر از خواجده یقین قطب فلک
مانند قبله اشرف و چون کعبه محرم	گرد دیگر در اوضه و آدم و ملک
	از حکم بادشاه جهان شهنشاه نام
	منشخ سیر شهنشاه آسمان غلام

نمبر به کتبه درگاه امام ضامن

نمبر ۳۳ کتبه دروازه قطب صاحب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَبِذَلِكَ نَفَعْنَا عَبْدَنَا دَاوُدَ إِذْ جَاءَ رَجُلًا
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا عَمِلُوا قَدِيرًا
 وَبِذَلِكَ نَفَعْنَا عَبْدَنَا يُونُسَ إِذْ جَاءَ رَجُلًا
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا عَمِلُوا قَدِيرًا
 وَبِذَلِكَ نَفَعْنَا عَبْدَنَا يُونُسَ إِذْ جَاءَ رَجُلًا
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا عَمِلُوا قَدِيرًا

۳۳ نمبر کتبہ ہای لہاری باولی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَبِذَلِكَ نَفَعْنَا عَبْدَنَا دَاوُدَ إِذْ جَاءَ رَجُلًا
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا عَمِلُوا قَدِيرًا
 وَبِذَلِكَ نَفَعْنَا عَبْدَنَا يُونُسَ إِذْ جَاءَ رَجُلًا
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا عَمِلُوا قَدِيرًا
 وَبِذَلِكَ نَفَعْنَا عَبْدَنَا يُونُسَ إِذْ جَاءَ رَجُلًا
 مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا عَمِلُوا قَدِيرًا

سنگ این کتبہ کم شد

لا اله الا الله

محمد رسول الله

زمین را از پنج شمشیر و
بدوران با شمشیر شاه و

میشیر و سر و ملک سخن

آن خط خنجر در یاسی کمال

نثار و کشتن از ما حسین

نظم او صافی تر از آب لال

بلبل و ستان سحر می بین

طوطی سکر مشکال مثال

از لی یارنج سال و آو

چون بخت دم سر بر آو خیال

شده عظیم المثل یک تاریخ او

دیکر شی طوطی سکر مثال

زهر و سحر طوطی و طوطی و طوطی

طوطی سکر و طوطی سکر و طوطی

مصدق می خواند با حجاب و جلال

شده با حسن اسما و حسن

نظم حمید حمید می خواند

تاریخ بنای این چو کرد و حال

عمر و شهاب السحابی و طوطی

نمبره سکتیه درگاه طاق امیر خسرو

الله

الله

نور الدین محمد

بدو شمشیر عالم بنای المظفر

بادشاه عادل خواجه نوری

خلد الله و سلطان و قاضی

علی العالمین برده و احسان

کتاب درگاه امیر خسرو

نمبر ۳۸

ای شربت عاشقی بچاک	و در دوستی مان بپای	شد ملک فرید از تو مظلوم
--------------------	---------------------	-------------------------

زنت که شد لقب نظام	جاوید بقیامت جند	چون شد بجزار جان نظام
--------------------	------------------	-----------------------

مر نام نیک است و خیر	دو شین دلام و دو فایم	اگر نام یابی تو زین سر
----------------------	-----------------------	------------------------

بدانم که کسی تو مردی کاتب نگویس و نه چنگ


ای خسرو بی نظیر عالم	بار و صفت تو در انبیا	تعمیر شود طاهر از
----------------------	-----------------------	-------------------

فیض ازلی همیشه بارت	تا پنج نباش عقل کفایت	بار و صفت بگو که جانی از
---------------------	-----------------------	--------------------------

تو ای کلام بانی این عالم	و الهی بنی الطاهر علی	سیر واری بحر فی سوره اعتراف
--------------------------	-----------------------	-----------------------------

و ستر عید به الکاتب عبد الباقی ابن ابو ب

نمبر ۳۹ کتبه باره پله

	
از جهانگیرش که اگر شاه	انکه پیش صیانت عالم کل
دوستان او بدست افروز	دشمنان را بآن فتنه وصل
مندان از زبان سلطنتش	عبیدی نویسد اسفندیل
بوستانیت حضرت دلی	بوی از گل گرفته بیک نعل
سال منعم محمد سلطنتش	که سال از چو گل بلبل
مخلص خاص محمد باقر	خادم قهر شاه محمد
که تقویر این نعل اشغلت	که شود دینش بیکش از نعل
سال تا بخش از خاک جستم	گشت رویش از نعلی کل
گفت بر در خانه و بوی	بسته از راه مهر مالی نعل

فرد بودی تبه کر کردن بود تائیش طاق بر دطاق اگر خفتش نبودی که کشان
 فرور شمشه پیش طاق جهان تائیش روشنی بخش مصایح سموت پر تو کس کند
 مالم آرایش نور افزای قنادیل جنات منبر سنگ مرمش چون مخمر مسجد قلی مرقات

و نهم

مقام قاب قوسین او ادنی هراب فیض کسرش مانند صبح صادق کشاده پیشا بشارت رسان
 و لقد جاءهم من واهم الهدى ابواب حمت یائش صلا والله ید عوالی دار السلام قسبا مع
 خاصر عامر سائیده منار بهر مدارش ندای و یحیی الذین احسنوا بالحسنة زنه
 رواق کنبه فیروزه فامرکن را ید سق فیه با صفائش تماشاه روحانیان کوه افلاک

و دهم

حصن وسیم دلکشائش سجده کاه پاک نژادان معموره خاک روح فضای فیض
 انما وطیب هوای روح افزایش از روضه رضوان حکایت کرده وعد و بیا معین
 حوض دلنشین نظافت امایش از چشمه سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم
 شهر شوال سال هزار شست و هجریه موافق سال چهارم راز دور سیوم جلوس عیمنت

مانوس بساعت نهم

و یازدهم

وظالم شایسته سرمایه ابتنا و پیروایه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال محسن
 کار پردازان کار گزار و فرط اعتنا و اهتمام کار فرمایان صفا افتد و بدل جد

نمبر ۴

تجیه مسجد جامع

در اول

بقهرمان شهرنشده جهان بادشاه زمین و زمان که همان خدیو کشورستان کیتی خداوند
 کردون توان مؤسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار در
 عالی فطرت قضا فرمان قدرت فرخنده رای نجسته منظر فرخ طالع بلند اخلاق
 اختر آسمان حشمت انجم سپاه خورشید عظمت فلک بارگاه

در دوم

منظر قدرت الی مورخ کرامت نامتناهی منظر کلمه الله العلیا مروج المله الحقیقه البیضا
 طیار الملوک و السلاطین خلیفه الله فی الارضین الخاقان الاعظم و الخاقان لاجل اکرم
 ابوالمظفر شهاب الدین محمد صاحبقران شاه جهان بادشاه غار لال زالت رایت دولته ضو
 واعدا حضراته مقهوره کردید بصیرت حق بینش ارشعشع انوار هدایتی غایب مساجد الله

در سوم

من امن بالله والیوم الآخر مستبینه ضمیر صدق کزینش از اشعه مشکوه روایت
 احب البلاد الی الله مساجد هاف و غریب دیرین مسجد کره اساس کردون حماس که کریمه
 مسجد ائیس علی النقوی بیان بنیان پایدار اوست بیند و الله فی الارض و اسیان قید یکم تا ابدا
 استوار و مقرب فلک شانش از طبقات آسمان گذشت و شرفه طاق سپهر شانش باوج کواکب

در چهارم

کر طاق قید مقصوره اتس جوی نشنا
 هیچ نتوان گفت غیر از کهکشان و آسمان

افزائی متردد اقطان در زندگانی و دارالنفه زمینیا نست رعده سعادت مهد پادشاه
 اسلام که هفتاد و نهمین پادشاه بود و در کار خلیفه بر کزیه کرد کار رحمت عم و الجلال
 منظره اقره داد اری همال ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان
 پادشاه غازی پرستار خاص پادشاهی پرستنده با اخلاص ظل الی موقوف
 خیارات و مبرات محرمه سعادت و حسنات اعز الیسا مشهوره با کبریا بادی
 حل بفرمان معنی بنا کرد و بجهت ابتغاء رضا الهی و اقتناء ثواب اخروی حاصل سر
 محتوی بر مسجد با و حقوق و مرافق داخله و خارجه و قفلازم شرع نمود
 و مقبره ساخت که اگر بمیزمت این آئینه احتیاج افتد انچه از حاصل موقوف
 بعد الترمیم باقی ماند بخند مده مسجد و حتماً ق طلبه علم رسانند
 و الا تمام را بجماعه مستطوریده دهند این منازل منیع در عرص
 دوسال بصرف صد و پنجاه هزار روپیه اخر شهر رمضان المبارک
 سال هزار و ششم هجری مطابق بیست و چارم سال جلوس عالم را صورت
 انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بر روزگار
 فرخنده اثار پادشاه دین پرور حق کزین حقیقت کسر
 و بابت این مبانی عامره مغالیه عائد گرداند
 امین یا رب العالمین

فَتَحَمَّلَ اسْتَاذَانِ مَاهِرَانِ شُورُ وَوُفُورِ كُوشِشِ پِشِشِه كَارَانِ جَابِلِكِ دَسِتِ حَتَاهُ وَانْفَاقِ
مَبْلَغِ دِهْ لِكِ رُومِیهِ صُورَتِ انْجَامِ وَطَرِ انْجَتَا مِ پَدِیْرِفَتِ وَ مَقَارِنِ اَتَامِ دِرْ رُوزِ عِیدِ فِطْرِ

فصل هشتم

بَعْرُقُدُومِ اَقْدَسِ پَادِشَاهِ ظَلِ اللّٰهِ صَانِیِ نَبِیِّ خُدا اَكَاةِ زَیْبِ زَیْبَتِ كُوفَتِ وَ بَا قَامَتِ نَمَازِ عِیدِ
وَ اَدِیِ وَ ظَا یَغِیَاسِ سَلامِ چُونِ مَسْجِدِ الْحَرَامِ دِرْ رُوزِ عِیدِ اَضْعَفِیِ مَوْجِعِ طَوَائِفِ اَنَامِ كَرْدِیدِ
و مَبَانِیِ اِسْلَامِ وَ اِیمانِ رَا مَنَاتِ كَرَامَتِ قَرْمُودِ سَیِّا حَا نِ رُبعِ مَسْكُونِ وَ مَسَا لِكِ
نُورِ دَانِ كُوهِ وَ هَا مُونِ رَا اَرَا شَهْ عَمَّارِیِ بَا یَنِ رَفَعَتِ وَ حَصَانَتِ رَا اَیْنَتِ بَصَرِ

و نِسَم

وَ مَرَاتِ خِیَالِ مَرْتَمِ نَكَشْتَهْ وَ حَقَائِقِ كُزَارِ اِنِ وَ قَاعِیِ دِهْرِ وَ فِكْرِتِ بَرْدِ اِنِ نَظْمِ وَ نَثَرِ
كِهْ سَوَالِغِ نِكَارِ اِنِ نَدَا اِیْمِ اَرِیَابِ حَلِكِ وَ دَوْلَتِ وَ صَنَائِعِ شَنَا سَا نِ اَصْحَابِ مَكْنَتِ وَ قُدْرَتِ
اِفْرَاحِ نَبَا نِیِ بَا یَنِ شَكُوهِ وَ عَظَمَتِ نَرَمَانِ قَلَمِ وَ قَلَمِ زَبَانِ نَكْدَنِ شَتِهْ فَرَا زَنْدِهْ كَا لِخِرِ قِسْمَتِ
وَ طَرَا زَنْدِ بُلَنْدِ وَ پِسْتِ اِیْنِ بَنِیَانِ رَفِیعِ رَا كِهْ قَرَّةُ الْعَیْنِ بِنِشِ فَرِیْنَتِ نَجْشِرِ كَارِ خَلِیْفِ اَفْرَاشِ
پَا یَدِ اَرِ دَاشْتِ صَدَا كِ تَبِیْسِ مُسْتَحْ اَنْشِ اَهْنَكَا مَدَا اِیْ ذِكْرِ اِنِ بَجَا اِیْمِ مَلَكُوتِ وَ زَمَرَةِ هَلِیلِ هَلِیْلِ اَنْشِ
نَشَا اَفْرَا وَ مَحْكُفَا نِ جَوَامِعِ جَبْرُوتِ اَرَادِ وَ رُوسِ سَا یَرِ مَعْمُورِ هَا نِ اَنْجَلِیْدِ دَوْلَتِ جَاوِیدِ طَرَا یَنِ
پَا هَا دَا كَرْدِیْرِ كِهْ عَمِیَا مَزْدَانِ مَقْدَمِ مَیَا زَنْشِ اَبَا اِیْمِ اَمَا نِیِ وَ دِرْ فَرَا كَرِ شَاهِ اِسْتَاذِ اَرِیْبِ اَلْمِ وَ هَلِیْ

کتاب مسجد اکبر آبادی

نمبر ۳۳

اِیْنِ مَسْجِدِ فِضْلِ اَتَمَا وَ شَرَا حُطَّ وَ حُجَّامِ ظِلَافَتِ مَاجِدِ دِلْشَا كِهْ عِبَادَتِ كَا حُجْرِ سَتَانِ دُورِ كَارِ وَ رُوحِ

۴۶ نمبر کتبہ قبر زینت النساء بیکم

قَالَا الْحَيُّ الَّذِي فِي سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ
وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ	وَالَّذِي فِي الْأَرْضِ سَمَوَاتِهِ

۴۷ نمبر کتبہ مقبرہ نواب غازی الدین خان	نمبر لوح نقشہ با ندر یک	جزای سلسلہ نادر و نادر	نوعی
بیا رستا نواب الدواغیا الملک فضل علیا بن دهر جنگ	کر یک ملک بنتا دهر ار دیر بر سر علم در علم در علم	نویس جہان بی کوریز دیر یوسف دہ دہ دہ دہ دہ دہ	نویس
۴۸ نمبر کتبہ جبر شرف الدولہ واقع در یب			

زبان شہید سید ناصر الدین شہید	شہزادہ وزیر و وزیر این شہید علم	آقای شیخ باغ	۱۱۳۵
خل تار شہید این تار شہید	سید شہید لیا شہید	سید شہید لیا شہید	۱۱۳۵

۴۴ نمبر کتبہ قبر جهان آریکم
۴۵ نمبر کتبہ قبر زین النساءیم

هُوَ أَحْيُ الْقِيَوْمِ

بغیر سبزه نبو شد کسی مزار مرا

که قبر پوش غریبانه بدست

از سفیره انجمنه جهان رامید

خواجگان چشت بنت شاه جهان

یاد شاه غازی انا را الله برهانه

سنه ۹۳۰

بسم الله الرحمن الرحيم
كل من عليه فان
هذا المور النور الكريم
النور الباقى في القبر
الرحمى الكريم لا يضره النور
الحرمى بسم الله الرحمن الرحيم
يدعو لها بالخير والبركات
ويعلم ان الله اعلم بالصواب

۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم الله الرحمن الرحيم بفرمان محمد شاه عادل که بر قشون و تاج و تبارک

بنامی گلشنی قطب کبیر که کلماتش زین رضوان تبارک بود سر بند دایم روز افزون

بحق سوره صاد و تبارک پی تاریخ سانش گفت توفیق خدا باری بود اسد مبارک

۶۱ اله سحری مقدس مطهره ۳۱ جلوس مبارک محمد شاه

۵۳ نمبر کتبہ سنه می مسجد زیر تلمه

شکر حق و حمد احمد شاه غازی بادشاه مسجدی کرده بنام اوقاف سی منته
خلق پرورداد کرشاهان عالم را بنام باد دایم فیض عالم آن ملک مسجد نگاه

سعی نواب و صاحب طبع و کرم چاه و حوض صاف و منتهای زینت
ساخت تعمیر چاه و دید عالی و نگاه هر که از این طهارت کردش پاک از گناه

سال ناخوش خیرم یازار الهام بیست
مسجد بیت مقدس طبع نور اله

۵۴ نمبر کتبہ مقبره منصور

۸۴ نمبر کتبہ سنہری مسجد کو توالی

بعد بادشاہ ہفت کشور سلیمان نسر محمد شاہ اور بہ نذر شاہ بیکہ آن قطب فاق

شد این مسجد بزرگ جہاں طاق خدا نیست یک آن روحنا بنام روشن الدین و ظفر خان

تباغش ز رحمت تاشمارا نہرار و یکصد و سی چہار

۵۰ نمبر کتبہ باغ محمد ارخان

خدا داد و صد آرزو در جہان	بنا کشت افضل حق این مکان
پی باغ تاریخ کفتم عین	فدای محمد مہلدار خان
بہ نذر خدا کردہ باغ جنا	غلام نبی ناظر مہلدار خان

بکدوا ۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بر تر پولیہ

بفضل خدا و رسول زما چنان رستہ بازار و تر پولیہ ز ہاتف ندا آمدہ اینچنین
بنا کرد ناظر مہلدار خان کہ مانند بدوران گیتی نشانی کہ باشد ابد مستقل این مکان

۱۵ نمبر کتبہ مسجد روشن الدولہ واقع قاضی دروازہ

شکرتی کہ بزرگترین غنائہ شاہ سیکدان شد اولیٰ در زمان اسکندر نشان محمد
روشن الدولہ ظفر خان صاحب کرم اگر تعمیر ملای مسجد شہاب مسجد کا نذر قاضی محمد شمس الدین کردہ از خط شاع علی بابا
حوض صاف و نشت از چشمہ کثرت کبر از آبش نہ شود پاک سال تاجش را یافت مسجد چون بیت قصی مطہر الہ

نمبر ۵۶ کتبہ اراکلی متصل جوی پالم کتبہ خط مضمون ۱۰۸

रुजति रक्षति संहरती हयास्तिरयति प्रति बोधयति प्रजाः समवता भवता प्रहो
हो भवतु भावित भावुक भावकः ९

अभोजि तोमै राहो बौहान्यो स्मदनतं

हरिवानक भूरेया शर्केन्द्रेः शास्यते धुना ३ आदी साहव दीनस्तनः परं शुदव
दानमूपाळः जातोयसम्मदीन ध्येरुजसाहिब भूव भूमिपतिः ४ पश्चाज्ज
लालदीनस्तदनत्तरमजनि भोजदीनदूधः श्रीमानल बुदीनोत्तपति वरोनस
दीनदध्वीन्द्र ५ आगोडा न्नज्जरात्तन्द्र विडजनपदात्मेतु वन्धात्समतादत्तस
त्तोषपूरी सकलजनपदे प्राज्यमोरज्य यत्सेवायतया माक्षितिपति मुकुटो
द्वदुनमृष्टरत्न ज्वालजाल प्रवालैर्वहति वसमती वन्द्य वासल्ललीलीम् ६
गंगासागर सङ्ग-मस्मृतिदिने प्राच्या प्रतीच्यामपि स्नातुं सिन्धुसमुद्रसंगम

چو آن صدف صحرای	ز دار فنا گشت طاعت گزین
-----------------	-------------------------

چنین سال تازیخ او خدایم	که بادا مقیم بهشت برین
-------------------------	------------------------

۱۱۶۷

۵۵ نمبر کتبہ قبر مکن پور پر کنہ شرفی جو پڑھانمین جاتا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



संततिमाप्नुः रक्जलधिं विद्राव्य निद्रायते ११ अस्यानेकमहापुरीशानपतेराज्ञोभनोदादि
 राणि हिस्त्रिनाममहापुरीविजयतेभस्त्रिविधोषिराणां याष्टद्वीवविचित्रत्वनिलयादीं
 रिनन्दिनी यापतालपुरीवदन्पानिलयासायेवयामाहिनी १२ श्रीयोगिनीपुर
 भित्तिप्रक्षिताभिधाने हिस्त्रापुरेपुरपतिः सुकतीवभूव श्रीमानत्रोषगुराराग
 द्विरपेतदोषो धीमानुदारभतिरुद्धरनामधेयः १३ वितप्राविषाशाज्ञातद्रुभिराभि
 र्भिलित्वाभलाचन्द्रभागाविभागा गुरस्तादुदस्यैस्सरंगैरंगैरिष्यताम्यत्र सिन्धुः
 सुबन्धुः १४ सुधामधुसुधासीधुसुधादि विमुधारसः येन सिन्धुसुधापीतातस्य
 ज्ञानसुधाभ्यधः १५ तस्मिन्धुदिव्यसुधयापरिधीतभूमि हारम्यलेसकलपा
 पहरेपवित्रे उच्चैरुदञ्चतिहसत्पमरानवतीमा मुक्त्वापुरीसुरधुनीतववासिनीसा
 १६ तस्यामस्यपिताभूद्वरिपालस्तान्पिताम्यशोराजः दुस्तरस्तज्जनकः किमु
 रस्यपितेतिपितृवंशः १७ उद्धरमाताचन्द्रीदृष्टुपुरीदृष्टुपिताहरिश्चन्द्रः उच्चाहणो

होय त्मेन्यभाधावति होलान्दोलितपाशिकंकगारगात्कोरेगा वाराङ्गनाःमा
 न्यायानिचनिर्भयाः यदुपयाङ्गिनाम्बराडम्बराः ७ यत्सनाशुसरतुरगानरपुर
 होभाविहोभिताः शत्रुनर्त्तनवारयनिपुरतोदरेणाभूरेणावा सेचंसप्तसमुद्रमुद्रित
 महीद्वारावलीनायकः श्रीहम्भीरगयासुदीनन्दपतिः सास्राजमुज्जम्भते दय
 धादीवेगाधावतुरगरवुरमुटापातसंभूणामान क्षोणीरेणुच्छदाभिः कवलिनक
 कुभिव्योमिसच्छाहामनिं आदित्यस्य प्रतापः करतरविसरुहाङ्गिभिः साकभसं
 याति प्रायेणा राजप्रभृतिखुगणानाकाचराजोदिवावा ८ यस्मिन्दिवजयप्रयाणा
 कपरेगोडानिराडम्बरा रक्षारन्ध्रपरयाणाः भयवशाञ्चिच्छेकलभः केरलाः कणादिद्व
 यिकन्दराश्रयपरभ्रष्टामहाराष्ट्रका स्तपकेज्जीः किलगुर्जराः समभवन्लाटाकि
 राटाइव १० अस्मिन्नाजनिविभृतिक्षितितल्दोषोपिनिः दोषतो भूभारंसमपास्यवे
 दनवमहाशय्यापदेसंक्षितः लक्ष्मीवह्नासिमोपि विदुर्धुनाप्रक्षिप्यदक्षाविधौ चितो

कस्तमोहापहारिणी २६ पीनोन्तंग पयोधरापरिलुब्धाना व्यली विभ्रमा तद्व्या-
 भ्रमपदेनेक कामुकजनविश्रामशांतिप्रदा फल्लन्मीलितरुप्रसूनपटलश्रेणी
 श्रियामोहिता वापीकापिमहामुदन्दिशानुवः कान्तैवकान्ताद्दशां मानसमीपहस्त
 तिसतानिजप्रसादेनकलुषमयि विनुषानिजविश्रान्तविधात्री विह्वेवाध्यात्म
 वेदिनांभवति २८ अस्तुस्वस्तिमसस्तवस्तु विषयाभोगयोपभोगात्मभिः भावैः पुत्र
 कलत्रमिजजनतामुक्ताममुक्तात्मनो भक्तायी वरदक्षराय सहने स्वर्गायवर्गिदया
 नन्दायेन्दुकलावतंसचशाद्वहैकनिष्ठात्मने २९ अस्वातु प्रकाशेनयोगिभ्युरेगा
 प्रशान्तिः कृतापरिहृतेनप्रशान्ता समस्ता। शिषामेकपात्रस्यवापी विविक्तं सुवि-
 स्तारयन्मुद्गरस्य ३० सम्बत्सरेस्मिन् श्रीनृपविक्रमार्कस्य २३३
 ॥ ८१ किं सुसुह्री ॥ सति ३ ॥ २ किं इरीयु ॥ ९० रे ॥ ४१ कासदि
 । ली क्युह ४१ धिधलंभयवेसु ॥ १६ ॥ ३ भां सिन्दु ६ विसे म्मा इसरि दारंड

स्यजनकः सहदेवमुतः सतीलमतः १८ लोलपिनाथाश्वरः सिंहमुतो गौरपुत्र इति वंश
 वलीति प्रथिते प्रबन्धे वंशद्वयं पूर्वमभागे सम्यक् अत्रापितस्य स्मृतये प्रशस्तीनामा
 निकामं प्रतिपादितानि १९ इच्छा ज्ञानोक्तिमाशक्तिस्तपास्ति स्तोम्यो धितः राजाश्रि
 यारत्नदेव्या जाला ज्येष्ठगहिनी २० तस्याश्वपुत्रो ह्रीरजनामा कार्येन वाचामन
 सापवित्रः स्व्यातश्चतुष्पष्टिकलानिधानं प्रत्यक्षा वहनुर्भुवर्नेकजिह्वु २१ अस्यानु
 जौ च स्थिरा जजौ च संज्ञा समं वीरइ या विभातः स्वस्ता परस्मा आपमध्यमायाः पुत्रौ
 पुरामूह नवत्सुदासा गुणाराजभूषती अपि पुत्रौ हौत हनुरत्नदेव्याश्वहरिदेवो नाथ
 इति रव्यतिः पुत्रो पक्व्यान्मा २३ उत्तमराजः पुत्रः सावली पुत्रिके तपस्ये च मूलल
 ताशाराफलकुडम्बकं कल्पविटपितो स्ये त्सम् २४ स्याने स्याने धर्मशाला वि
 शाला काकानेनाकारि सचादि कर्त्रो किंत्वचापि शालपांशश्च मार्हे च्छेदे चा वापि
 काकाप्यकारि २५ पालम्बशाम पूर्वचकुसुम्भपुरपाश्वमे कृतावकृतिना वापी

سویہ سات ہندو اداے جو زمین سے مثل بارسات لڑکی اُس کا نام یعنی مالک میر خیاث الدین اُجڑا کرنا ہوا جسکے نھا دو زمین و درسی
 دوڑتے ہوئے جو گھوڑے اُنکے سمت کھڑے کر دیئے جو زمین اُسکی خود دوا کی تہا اُچھٹ آسمان چھانچا یا جاتا ہوا اُس وقت
 روشتی آفتاب بہت تینین رہتی تو پھر ادا راجا اُون کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کرینکو، دوا کی یہ وقت کو روشتی فلے پڑمالان ہو گئے
 ادا راجہ روشتی والے واسطے اپنے پکاؤ کے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے و بسبب خوف کیرل ویشوا بسبب کھیل بھول گئو اور نوات دیش کے پاس کے
 کھوہ میں جا رہا ہوا اور مارا شتر یعنی برہستہ یعنی بے طرف ہو گئے اور گجرات کے لوگوں نے اُجڑا پھوڑا دیا اور لالت لوگ مثل کمرات یعنی مونیوں کے
 (۱۰) جس وقت کُراتے نام دے زمین کا اُٹھایا یعنی پرورش دار نظام میں مصروف ہوا اُس وقت جس کو ہمارا ج دیشی سبھین کو اُڑا پھوڑا کر قرار سکے
 وقت کے بستر کو کہیہ کر کے پھوڑا ہے اور وہی بٹن بھلوان بھی پسں جو کواپے سینے میں رکھ کر دنیا کی پرورش کے تود کو چھوڑ کر سوتے ہیں (۱۱) اور ہندو
 بڑے بڑے شہر و ناکھو را جا رہے اسکے نام ایک بڑے بڑے یعنی شہر سب سے غالب ہوا کہ جو دشمنوں کی واسطے مثل تیرہ کے کلاو جس طرح زمین
 تمام ہوا ارون سے دیکھتے ہیں کہ ان سب جواہرات کی جو پوشت کی طرح جوشی واسطے دیا پال پورے کی طرح دیسوں کے رہنے کا مکان ہے اور
 قدرت کی طرح بلانے والے (۱۲) اُس دہی شہر میں جو گھوڑ گئی پو یعنی جوں کی پورہ کہلا تا ہے وہاں پو پتی یعنی زمیندار ایک بخت ہو تہند ہر صفت
 موصوف اور بے عیب عقل مست مخیر اور نام ہوا (۱۳)۔ سیتا اور پاپاٹا یعنی بیا سا اور شتر درو یعنی تلخ اور چند بھاکا یعنی چٹا ران سے

५०० कुले सिद्ध रि ५
 ५०० मंदा हि कि मा उ कि ठ ५०० मंसार उ मि क ५००
 ५०० क र ५०० वं म रु ड रु ड ५०० ग न्मु रि रु मं प वि ड ॥ च ५०० कु सा
 मं न म ड

ترجمہ

جو شیوخ گت کو رجبی مالی مارے بھلا دے اور اجا دے سو شیوخ تھا را خواستہ سہا کی بختجو (۱) یہ مالک بولہنی اندر پرست کی عزت کی دل تو اوجہ ہوتے
 بعد جو ہوان اور حال میں میان مسلمان راج کرتے ہیں (۳) ان مسلمانوں میں دل شہا بلدین پر تظرب لیدین یا لایعنی انا جہو بعدہ شمس اللہین فریزر شاہ
 بجوم بہت یعنی راج ہوتے (۴) یہ بچھے جلال الدین اور پھر عمر الدین بعدا کے علاؤ الدین راجاؤن میں شمش ہوتے (۵) کو رنکال دود وادیش اور سب میں
 راہ مشور سے فرزند تک چٹا لکے بسبب خوبی سلطنت جس کے صہر سے بادل اور جس کی خدمت میں پرانے ہوئے راجاؤن کے تاجون سے اکلڑے
 ہوئے جو اہرات کی روشنی سے تمام زمین مثل بسندت رست ہو گئی (۶) جس کی فوج بولرب کیطرت سندلی ہو گئی لنگا میں پونچھ کو کھنڈی لے مالک عین ہار ونا
 نہاے کو کجانی کو اور جبے طور ح ہوئے یعنی اورنگ نشین ہونے سے پاڑوگ بھی لنگا مالک اباساں در زیو رہتے ہوئے بطور قص با تھون کو اٹھا اور لکھنا
 لنگھون کی بھٹکا کرتے بے خطرا آتے جاتے ہیں (۷) جس کی فوج کے اگلے لکھو اور کئے مح سے اٹھتی ہوئی اگر دپلے سے پہلے دشمنوں کو در کر تھکی

صورت تا قعد ایک بیٹا ہوا اور ایک دختر اور بوٹی (۲۳) اور اترم راج بیٹا اور سادلی نام بی رتن دیوی کی اور بیوی سوادو دنا دی درخت طوبی
 کی اس طرح اور شاخ اور برگ اور برگا نٹا (۲۴) اس جگہ غیرہ کے کرنا والا اور ڈونے بست ہی جگہ بڑے بڑے دھرم سال لایا اے اور اس جگہ ہی
 ٹھکے ہوئے مسافر کے درجہ در کرنے والے اور طلوع ہونے والے اور ڈونے ناوڑے بنوائی (۲۵) پالم کافو کی قارب میں اور کسبھوڑ کے کچھ میں اس
 تکجنت نے باوڑی بنوائی سب دوکھ کے دور کرنے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے میں بندہ ہر ہستی جگہ پانی کے رکھتی جگہ کوٹھی اور کمل
 کتے پیر اور تھوڑے ہوئے دھارا داتی یعنی لہرو کا مجمع جس میں ادھیسا سے بھرتے ہوئے بہت لوگوں کو قیام اور آرام دینے والے بھولے ہوئے
 مین سکھتی ایسی درختوں کے پھولوں کے مجمع کی آرائش اور خوشبو سے خوش ہوئے ایسی ایک نئی باوڑی مثل جوان عورت کے مٹکھون کو
 پیار سے کم خوشی بخو (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگوں کے مین کو بندستی ہوئے مضافا اپنے لوگوں کو آرام دیتے ہوئے کمان بینا کی طرح ہے
 باوڑے کو (۲۸) بیٹا اور جوڑا اور عیال و مال خزانہ نیست اُس اوڑی جس نے واسطے بہشت اور کست یعنی لامکان کے واسطے وہاں شیعوہ
 کے چرنون مین لگایا غیر ہو جو (۲۹) اکسیر کا ش نام جو گیشو ریندر نے یہ اشلوک جس سے تا اب نام رہے باقی سب دعایوں کے لائق
 ایک غرور جو یہ اوڑ ہے اس کا چھپا ہوا جس سے نیکانی کو یہ باوڑے غلام کر و سمبست (۳۰) کبریا جیت

لکھتے ہو یعنی ایک جس جگہ پر بڑے بڑے مسہرے ہوں سے ملاحظہ بنتی ہو (۱۴۲) جسے سند ہو یعنی ایک کا اپنی کہ مثل آب حیات ہو یا اسکے
 نزدیک شہد شہر آب اور امرت چھ حقیقت کہیں گے کہ گمان امرت ہی (۱۴۳) اُس سند ہو کے پانی سے دھوئی دھوئی جو زمین لایق جب سب گناہوں
 دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک روح نام شہر کو جو نگار کے نزدیک ہونے والی امراتی یعنی بہشت کو نہتا ہے (۱۴۴) اُس روح میں
 اس اور کا باپ ہری بال نام ہو جس کا باپ بسو راج اسکا باپ دوسر اُس باپ کی یوہ ہو یہ نسبت نامدار اور کار (۱۴۵) اور کی ماکا نام چندی
 سو پتھو کی دختر پتھو کا باپ سرش چند اسکا باپ اوچا من اوچا من کا باپ سم دیو سم دیو کا باپ تول (۱۴۶) تول کا باپ شوہر وہا شوہر سیکھ کا بیٹا اور کو
 پوتا ہوا ہے حسب نام یعنی تیس سال اور دو کا اگرچہ نہیں بنادلی نام کرنت یعنی کتا ب میں دروس پہلے کے ہیں میان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھیے
 یمن (۱۴۷) جس امر کے جان نے کا ارادہ کرے اُسے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کی طاقت اور جاپہ تیون
 جسے مطہ اور بعدا مثل زوج کے راہیری اور رتن دیوی ان دونوں تیون سمیت جس کی بڑی رانی جاجا نام ہے (۱۴۸) اس جاجا کا
 بیٹا سری راج نام کہ جو تن من بچن کر کے پاک اور چوٹھ کا لون کا گھر مشہور ہے اور جسکی بیٹن طاہرا اور اکیلائے قابلِ ستی یا بی نام ملک
 کے (۱۴۹) اُسکے بھائی دو ایک بواک تہر راج اور دو سرا ہے انتہیر را نام اپنی بہن سمیت سو بھائی ہیں اور جو مٹلی رانی را جتیری
 نام اسکی ایک دھن و قی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (۱۵۰) اور اُس کے نیچھے کن راج اور جو پتی دہیٹے ہوئے اور رتن دیوی کے ہر دیو

نقل كتبه نمبر ١٠ متولي اين منارة فضل ابن ابو المعالي برده است

نقل كتبه نمبر ١١ امر بآثار هذه العمارة الملك المويد من السماء

شمس الحق والدين ايلتمش السلطان ناصر امير المؤمنين

نقل كتبه نمبر ١٢ السلطان الاعظم شهنشاه المعظم مالك رقاب

الامم مفخر ملوك العرب والجمم ظل الله في العالم شمس الدين رافعة الدين غياث

الاسلام والمسلمين تاج الملوك والسلاطين باسط العدل في العالمين

علاء الدولة القاهرة جلال الملة الباهرة المويد من السماء المظفر

على الاعداء شهاب سماء الخلافة ناصر العدل والرافعة محمد مالك الدنيا

ومظهر كلمة الله العليا ابو المظفر ايلتمش السلطان ناصر امير المؤمنين

خلد الله ملكه وسلطانه واعلى امره وشانه

نقل كتبه بالاي دروازة كتبه نمبر ١٢ السلطان المعظم شهنشاه

الاعظم مالك رقاب الامم خاتم ملوك العرب والجمم المريد من السماء

المظفر على الاعداء سلطان ارض الله حافظ بلاد الله ناصر عباد الله محمد

مالك الدنيا والدين مظهر كلمة الله العليا جلال الدولة القاهرة

نظام الملة الباهرة شهاب الدنيا والدين غياث الاسلام والمسلمين

ظل الله في العالمين التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافعة

سلطان السلاطين

نقل كتبه بجلوى دروازة كتبه نمبر ١٢ تمت هذه العمارة في نوبت العبد المذنب محمد امين

نقل سطر درجه سوم كتبه نمبر ١٢ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم

ملوك العرب والجم سلطان السلاطين في العالم حافظ بلاد الله ناصر عباد الله المظفر على الاعداء

المويد من السماء تاج الاسلام والمسلمين غياث الملوك والسلاطين الحامي لبلاد الله الراعي لعباده

نقول بعض کتبه ها

نقل کتبه نهم این حصار را فتح کرد و این مسجد جامع را بسا بتاریخی
شهرور سند سبع و ثمانین و خمسائة امیر اسفها لاجل کبیر قطب الدوله والدين امیر
الامرای بک سلطای اعز الله انصاره و بست هفت اله بتخانه مرکبی در هر بتخانه دو
یا هزار بار هنر اردلیوال صرف شده بود درین مسجد بکار بسته شده است خدای
عزوجل بران بنده رحمت کند هر که برینت بافی خیر دعاء ایمان گوید
نقل کتبه نهم ۹ الامیر الامرا الاسفها لاجل الکبیر الدوله قطب
نقل کتبه سطر دهم نهم ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب
الامم مولی ملوک العرب والعجم اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والدين غیاث
الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل والاحسان فی الثقلین
ظل الله فی الخافقین الراعی لعباد الله الحامی البلاد المرید من السماء المنصور علی
الاحداء علاء الدوله القاہرة جلال الامۃ الباہرة فلك الملة الطاہرة
سلطان البر والبحر محمد بن مسامنا صرامیر المؤمنین خلد ملکہ وسلطانہ و یعلم امر و شانہ
نقل سطر چهارم کتبه نهم ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم
مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین
فی العالم غیاث الدنیا والدين معز الاسلام والمسلمین محی العدل
فی العلمین علاء الدوله القاہرة فلك الملة الطاہرة جلال
الامۃ الباہرة شہاب الخلافة باسط الاحسان والرافة فی الثقلین
ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی لعباد الله محمد بن مسامنا
العلیاء ابو المظفر محمد بن مسامنا قسیم امیر المؤمنین خلد ملکہ

ابوالمظفر محمد شاه السلطان يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه الى يوم الدين -
نقل كتبه نمبر ١٦ بتوفيق ايزد بهي متا و معاونت منشي نثار اشال مسجد اسس على التقوى تعالى
 رسول الله عليه السلام كما قال من بنى مسجدا لله بنى الله له بيتا في الجنة مجلس اعلى خد ايمان سلاطين
 امراء و شانه و توالى عدله و احسانه بر مفضل خير ما مور امر قول و جهك شطر المسجد الحرام محمد
 زهرا شهنشاه موسى فرسيان مكان راعي شرايط شريعت محمدى حامى مراسم ملت احمدى موكد
 منابر و عالم و مساجد و موطد قواعدا رس و معايد و مهاد بنيان رسوم مسلمانى في مؤسس
 مباني بد هب نعمت عالم اصول مرده فجار و قاطع قروع قيد كفار و هاد مبناء صوم احسان
 رافع اساس مجامع اسلام مظهر آيات قاهر كفرة روف متين قاصد فجر هوى زمين فاتحه قلاع
 سامع امكان ضابط بقاء راسخ بنيان المقصم بجلال الله المنان ابوالمظفر محمد شاه السلطان يمين
 الخلافة مبين دين الله ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال جلاله على روس العالمين الى يوم الدين
 بناء فرمود اين مسجد كه مسجد جامع اولياء و علمه ملت تقيا و همه ملايك كرام محض ارواح انبيا اعظم
 است بنايخري في الخامس عشر من شوال سنه عشر و سبعمائة

در عهد همايون حضرت عليا خد امكن سلاطين جهان علاه الدنيا و الدين اعلى مجنود المظفر
 ابوالمظفر محمد شاه السلطان يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال الخلافة على رؤس العالمين
 الى يوم الدين اين مسجد كه بومقد و من دخله كان امنام و صوف است

اين مسجدى كه در فحتمه و رفعت چون بيت المقدس مشهور بلكه نافي بيت المعمور است حضرت اعلى
 خد ايمان فايز فضل شامل احسان المؤيد بتايد الملك المنان علاه الدنيا و الدين المظفر
 ابوالمظفر محمد شاه السلطان يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال عظمته الى يوم الدين
 بصدق نيت و خلوص عقيدت بنا فرمود

نقل كتبه نمبر ١٧ بناء اين بقعه شريف و اساس اين عمارت فيف يودد و عهده سلطنت ايام
 ملكت خد ايمان سلاطين جهان خسرو و انشان سلطان كامل و افر احسان شهنشاه شامل و

الله يميز الخلافة بأسط العبد والرافة ابو المظفر القش السلطان ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه وسلطان مصر وشاه
نقل سطر درج چهار كتيبه نهم ١٣ أمر بهذه العراق في ايام الدلالة السلطان اعظم شاهنشاه اعظم
مالك تراب لام مولى ملوك الترك والعرب والعجم شمس الدنيا والدين معز الاسلام والمسلمين
ذوالامن والامان وارث ملك سليمان ابو المظفر القش السلطان ناصر امير المؤمنين
نقل كتيبه نهم ١٤ عمارت مناه مباركه حضرت سلطان السلاطين شمس الدين والدين مرحوم
مغفور طاب ثراه وجعل الجنة مثواه شكست شده و در مناره مذکور در عهد دولت سلطان
الاعظم والمغفور والمكرم سكند شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملكه وسلطان واعلى امره
وشانه على خازن ادقحان بن مسند على خواصان جوناك كتيبه و در زير بنده مرتبه بابا امرست
كرده مرتبه كتيبه لغيره من ماه ربيع الاخر سنة تسع وتسعمائة

نقل كتيبه نهم ١٥ چون ايزد تعالى علا اعلاءه وسما معاودة براى احياء مراسم ملت اعلاء
معالم شريعت خدايگان جهانز ابرك زبدة تاهلحه اساس دين محمدى استحكام مى پديد و هم لحظه
بناء شريعت احمدى قوى ميكرد داز براى دوام مملكت نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات
بحكم كلام من لارب سواه كه انما يعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه
السلطان يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه الى يوم القيام رفعه فى بناء جوامع الاسلام
وابقائه هدى الزمان فى اشاعة الاحسان التار يخفى الخاف من عشر من شوال سنة عشر وسبع مائة
حضرت عليا خدايگان سلاطين مصطفى جاه الضار ع لاهم الله المخصوص بعناية تكرم الاكرمين
علاء الدنيا والدين غوث الاسلام والمسلمين معز الملوك والسلاطين لقيام بتاكيد الرحمن
ابو المظفر محمد شاه السلطان سكند زناى يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه
بناء اين خيرات سنت و جماعت است عمارت فرمود

اين مسجد كه چون بيت المعمور در افواه جهان بيان مذكور است بخلوص عقيدت قضا طوبيت
مجلس اعلى خدايگان سلاطين زمان علاء الدنيا والدين سلطان البر والرحمن المويد بتأييد الرحمن

مفتاد در از هجرت پیغامبر صلی الله علیه و سلم خدای بران بنده رحمت کند گزیده
بگذارد این بنده را بفاخته و دعاء ایمان یاد کند

بسم الله یقنأ بذكره عمارتین کنبد میمون در عهد مهون الوائق بتأید
والمظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد پنجم و هشتصد از تاریخ هجرت
الحه الله علیه و سلم

بسم الله لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین
اسکندر بن سلطان السلاطین سلطان بملوک خلد الله ملکه و سلطانه و اعلى
بانه در بیستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر و تسعمائة

السلطان سلطان فیروز شاه طاب ثراه و جعل الجنة مثواه بسبب کشته بود
بسم الله ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم اسکندر شاه سلطان
که این کنبد میان شیخ شهاب الدین تاجر خان سلطان ابوالشعیب بتأریخ بیستم ماه
ن سنه ست و تسعمائة

۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان اسکندر شاه
شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهار پور
بسم الله ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المملوک علی الرحمن
شاه بن بملوک شاه سلطان خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این کنبد بنده امیدوار
پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنه عشر
هجریه

بسم الله ۲۷ بناء این عمارت کنبد در عهد سلطان الاعظم ابوالمظفر
سلطان خلد الله ملکه و سلطانه باقی کنبد علاء الدین نور تاجر شیخ بسمه
نخوید شکر کنجه ماه محرم سنه ثلث تسعمائة

و نافرمان معتمد منابر اسلام می آتا از حکام و بانی منابر و مساجد طاعان و فحش و سب و عبادات
عام و بلاد هدایت عام و دیار غیوایت و سریر مملکت مظهور و قوانین جهاد و مبرهن براهین
اجتهاد و ضابط بلاد سلاطین و ارفع بنای عمارت منابر اسلام کاسر اساس صوامع اصنام
ناصیجات و خیرات حافظ و انیت مسکرات بادشاه کشور کشای سایه رحمت خدای
مرید تائب و زدان ابوالمظفر محمد شاه السلطان یمن الخلفاء ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه
فی عمارت المساجد اید سلطانه فی انارت المعابد و ابقاه فی المملکت و الخلافة مدد الذی لها یتلیت
سورة سبحان الله اسرى بعد لیل من السجود الحرام الی المسجد الاقصی

بقومان برگزیده حضرت رحمان ضابط همایون جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدین و الدین
غوث الاسلام و المسلمین مغیر الملوك و السلاطین جوامع بنای خیر و المصلحین و ارفع اساس عمارت و طبع
ابوالمظفر محمد شاه السلطان یمن الخلفاء ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه الی یوم التنا دین مسجد سلیمان
کرده شد ابن مسجد جامع سامع بقومان برگزیده حضرت رحمان سکندر الهی الزمان
علاء الدین و الدین خسرو خسروان افق قمر فقیق ابوالمظفر محمد شاه السلطان یمن
الخلفاء مظفر العدل و الوافه ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نامبره امریه بتأذین البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم و
رقاب لام ظل الله فی العالم ذوالامان سلطان السلاطین شمس الدین و الدین
المختص و رعایت لب لعلین ابی المظفر ابنتش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه
الی الفتح و توحید الله بغفرانه و اسکن بحج و حقه جناحه فی شهر و سنه تسع و
عشرین و ستمائة

نقل کتبه نامبره بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان الواثی
بتأیید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاه السلطان خلد الله مملکه و اعلى امره و شأنه ابن مسجد بنا کرد
بند زاده در کالاه ایمان جاءه عالم پناه جو ناهش مقبول المقلین جهان ابن خلیفان در سال

Cart

Central Archaeological Library,
NEW DELHI. 5695

Call No. 913.05441/Sye

Author— Rahmatulla, M.

Title— Asar-us-Sanadid

Borrower No.	Date of Issue	Date of Return
M. G. Mehta	7.8.82	10.8.82
Mrs. M. Khatri	24.9.82	18.1.83
Mrs. Khatri	30/12/83	29/6/84

"A book that is shut is but a block"

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY
GOVT. OF INDIA
Department of Archaeology
NEW DELHI

Please help us to keep the book
clean and moving.